مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ۲۳)
علوم قرآن
علوم حدیث
علوم فقه
علم عقائد
علم رجال
علم تاریخ
علم ادب
علم سیرت
علم اصول
علم اخلاق
نوادر احادیث اہل بیتؑ
معصومینؑ کے خطبات، خطوط، فرامین اور سیرت کی بیش بہا نمونے
شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی م۳۲۹ق
جلد اول
مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیت ؑ

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

بعض حدیثوں کے معتبر اور ضعیف ہونے کو مشخص و معین کرنے کے لیے درج ذیل علامات استعمال کی گئی ہیں:

۱) * یہ علامت صحیح اور معتبر روایات کے لیے بنائی گئی ہے۔

۲) ☼ یہ علامت ضعیف اور غیر معتبر روایات کے لیے بنائی گئی ہے۔

۳) > یہ علامت مرسل و مرفوع روایات کے لیے ہے جن کی سند کے بعض راویوں کے نام حذف ہو چکے ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

خلاصہ مطالب

یہ تحقیق جو "نوادر احادیث اہل بیتؑ،ج۱" کے عنوان سے تدوین ہوئی ہے اس میں روضہ کافی کے حصہ اول کی احادیث کے ترجمہ و تحقیق پر مشتمل ہے،، اس میں بعض احادیث قدسی، بعض سابقہ انبیاءؑ کے فرامین یا بعض حکماء کے اقوال اور زیادہ تر چہاردہ معصومینؑ کے اقوال و فرامین اور خطبات وخطوط شامل ہیں، یہ کتاب اس لیے روضہ کے عنوان سے موسوم ہوئی کہ اس میں اصول وفروع کافی کے برخلاف کسی ایک موضوع کی روایات ذکر نہیں ہیں بلکہ اس میں عقائد و فروع، دعاء و اخلاق، تاریخ و سیرت، طب و حکمت، خواب اور تعبیر خواب، الغرض تکوین و تشریع سے متعلق بہت سے موضوعات کو لکھا گیا ہے اس طرح یہ گلستان کی مانند مختلف رنگ و ذائقہ کے پھلوں اور پھولوں پر مشتمل ہے۔

اس تحقیق میں مقدمہ علمی کے اندر کتاب روضہ کافی کی ثقۃالاسلام کلینی کی طرف نسبت اور ان کتاب کے متعلق علمی کاموں کی تفصیل اور دیگر علمی مفید معلومات شامل ہیں، اور ساتھ میں جتنا بن پڑا روایات کی سند یا متن سے متعلقہ علمی بیانات کو علماء اعلام اور اس کتاب کے شارحین اور حاشیہ نگاروں سے استفادہ کیا اور فہم کے مطابق کچھ بیانات کا اضافہ کیا گیا ہے، امید ہے یہ تحقیق اپنی زبان میں اس موضوع اور کتاب سے متعلق مفید ہوگی، خدا ہمیں اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

فہرست مطالب

مقدمہ تحقیق

خدا پاک نے انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء کرامؑ اور ائمہ معصومینؑ کو نمونہ عمل بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ آسمانی کتابوں اور معصومینؑ کے فرامین کے ذریعہ ان کی رہنمائی کی ،صدر اسلام سے لیکر آج تک بہت سی کتابیں احادیث کو جمع و ترتیب دینے کیلئے لکھی گئی جن کے اپنے اپنے امتیازات ہیں مگر ان میں کافی مولفہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ق) کو مکتب شیعہ امامیہ میں خاص مقام حاصل ہے اس کی جامعیت اور مختلف موضوعات پر کی احادیث ہر عالم و متعلّم کی ضرورت ہیں۔

اس میں تین قسمیں ہیں: اصول ،فروع اور روضہ۔

مولف کتاب نے پہلے حصہ میں علم و دانش ، اصول عقائد اور سیرت و تاریخ معصومینؑ ،اخلاقیات ،دعاء و مناجات سے متعلق روایات کو جمع کیا۔ جبکہ دوسرے حصے میں احکام شرعی کے متعلقہ تفصیل سے روایات کو ذکر کیا جو کتاب طہارت نماز، روزہ حج زکات جہاد کے بعد ابواب معاملات و ایقاعات اور حدود و دیات سب پر مشتمل ہے ، اور تیسرے حصہ یعنی روضہ میں پانچ سو ستانوے حدیثیں بغیر موضوعات کی ترتیب سے گلستان کے پھلوں پھولوں کی طرح مختلف عناوین، موضوعات اور طرح طرح کی معلومات پر مشتمل ہیں۔

ایسی جامع کتاب جس میں مولف نے سولہ ہزار روایات کو اس قدیم دور میں جمع کر کے عظیم احسان کیا شیعہ علمی مراکز اور علمی حلقوں میں محور استفادہ بنی ہوئی ہے اس کی کثیر طباعتیں بر صغیر، ایران ، عراق اور بیروت لبنان وغیرہ سے ہوئی ، زندہ قومیں اپنے علمی سرمایہ کو اپنی زبانوں میں ترجمہ کر کے مزید استفادہ کو عام کرتی ہیں اس طرح ہمارے علماء اعلام نے مختلف زبانوں میں اس کتاب کے مختلف حصوں کے کئی بار ترجمے کئے اور اس پر شرحوں اور حاشیوں کو بہتات ہوئی۔

اپنی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ اردو زبان کے ادیب اعظم علامہ ظفر حسن امروہوی نے شروع کیا جو اپنے تمام محسنات کے باوجود کتاب کے نصف تک پہنچ سکا اور اس کے بعد اس کام کی تکمیل نہ ہو سکی ، خدا کا شکر کہ اولیاء کرامؑ کے فرامین سے آشنائی سے نوازا اور ان کے ترجمہ کی توفیق دی ، یہ کافی کی کتاب روضہ کا ترجمہ حاضر ہے ، شروع میں اس کتاب کی نسبت اور اس سے متعلقہ تحقیقات کا ذکر ہوا ہے تا کہ مزید جستجو کرنے والوں کے لیے مواد کی تلاش

آسان ہو اور ہم سے جہاں تک بن سکا اس کے ترجمہ اور حاشیہ میں علمی مواد کو جمع کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ، اور خدا سے دعا ہے کہ اسے ہمارے لیے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

روضۃ کافی کی نسبت کی تحقیق

کافی کے تمام خطی نسخوں میں اور شرحوں اور حاشیوں میں نیز رجال و تراجم کی کتابوں میں بھی روضہ کی نسبت کلینی کی طرف دی گئی ہے لیکن بعض متاخرین کی کتابوں میں اس کی نسبت میں شک کیا گیا جیسا کہ ملا خلیل قزوینی جنھوں نے کافی پر دو شرحیں عربی و فارسی میں بنام "صافی اور شافی" لکھیں ان سے ریاض العلماء میں نقل ہوا:

کتاب روضۃ الکافی، کلینی کی تالیف نہیں ہے بلکہ یہ ابن ادریس کی تالیف ہے [1]۔

پھر خود صاحب ریاض نے کہا:

اگرچہ آخری بات میں بعض اصحاب نے ان کی تائید کی بلکہ اس آخری قول کیلئے شہید ثانی کے کلام سے گواہی پیش کی لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے۔

اس طرح مستدرک الوسائل میں یہ بات نقل کی گئی [2]۔

محقق ابن معالی نے رسائل رجالیہ میں اسے نقل کیا پھر اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا: ہمارا گمان ہے کہ یہ بھی قزوینی کی طرف سے ہے جو کہتے ہیں کہ **یہ منکرات اور عجیب روایات پر مشتمل ہے** [3]۔

ان سب وہم و خیال کا جواب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی معتبر دلیل اور یقینی برہان نہیں ہے بلکہ ان کی رد میں بکثرت دلائل پائے جاتے ہیں:

ا) قزوینی سے منقول بات بظاہر غیر معتبر ذرائع سے نقل ہوئی کیونکہ اگر قزوینی کا یہ نظریہ ہوتا تو وہ اپنی شرحوں میں اس کو تفصیل سے بیان کرتے حالانکہ انہوں نے کافی کی عربی فارسی شرحوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ نجاشی و شیخ طوسی کے کلام کو نقل کر کے روضت کو کافی کا حصہ شمار کی اہے اور خود روضہ کافی کی شرح بھی لکھی [4]۔

---

[1] ۔ریاض العلماء ۲ص ۲۶۲۔

[2] ۔ مستدرک الوسائل ۳ص ۵۴۶۔

[3] ۔رسائل رجالیہ، ۲۶۳۴۔

[4] ۔ان کی شرح روضہ کا خطی نسخہ مکتبہ ملک تہران میں ن۱۹۴۶ میں موجود ہے۔

۲) شیخ طوسی و نجاشی اور ابن شہر آشوب مازندرانی (م۵۸۸ق) جیسے جلیل القدر قدیم شیعہ رجال و تراجم کے ماہرین نے جہاں اپنی کتاب شناسی کی تحقیقات پیش کیں تو ان میں روضۃ الکافی کو کافی کا حصہ شمار کیا اور ان قدیم علماء کی شہادت و گواہی اس نسبت کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے [1]۔

۳) کافی کے تمام خطی نسخوں مین کتاب روضہ کو اس کے حصہ شمار کیا گیا اور شیعہ علماء نے ان نسخوں کی تصحیح و مقابلہ کیا اور اس حصہ کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہہ ظاہر نہیں کیا۔

شہید کا نسخہ جس س ے بہت سے نسخے علماء نے مقابلہ کئے ،علامہ مجلسی کا نسخہ ،حیدر علی بن محمد حسن شیرازی سبط مجلسی اول کا نسخہ ،ان کے والد کا نسخہ جو مجلسی کے نسخہ سے مقابلہ ہوا ،یا مولی فتح اللہ بن شکر اللہ شریف (م۹۹۸ق) مولف تفسیر منہج الصادقین کا نسخہ ،نور الدین محمد بن رفیع الدین شارح کافی ؛استاد علامہ مجلسی کا نسخہ ،اس طرح حر عاملی کا نسخہ [2]۔

اس طرح شیعہ علماء و فقہاء نے بھی روضہ کافی کے کلینی کی تالیف ہونے کی صراحت کی جیسے سبزواری صاحب ذخیرۃ المعاد و کفایۃ الاحکام ، محدث بحرانی صاحب حدائق ، محقق نراقی صاحب عوائد الایام و مستند الاحکام ،اور صاحب جواہر الکلام وغیرہ [3]۔

۴) کافی کی تمام شرحوں ،حاشیوں اور تراجم جو شیعہ علماء اعلام نے لکھے اس کو کافی کا حصہ شمار کیا [4]۔

۵) اس کتاب کی نسبت ابن ادریس کی طرف بہت بعید ہے کیونکہ اس کی سندوں میں تمام شیوخ اور اساتذہ آٹھویں یا نویں طبقہ حدیث سے تعلق رکھتے ہیں اور ابن ادریس کا طبقہ حدیث پندرہواں ہے کس طرح وہ ان افراد سے روایت کر سکتے ہیں ! بلکہ وہ سب کلینی کے مشائخ اور اساتذہ ہیں۔

۶) جب ہم کافی اور روضہ کی سندوں اور ان کی مختلف کیفیتوں اور طریقوں کو دیکھتے ہیں تو ان سے ایک روش پائی جاتی ہے۔

۷) روضہ الکافی میں پائے جانے والے عدّہ یعنی مشائخ کی جماعتیں بھی کافی کی جماعتوں سے مشابہہ ہیں۔

۸) خود کلینی نے کافی میں دو جگہ روضہ کو کافی کا حصہ شمار کیا کتاب ایمان ،نذر و کفارہ جہاں فروع کافی ختم ہوئی لکھا ہے : اس سے فروع کافی ختم ہوئی جو کلینی کی تالیف ہے خدا کی حمد . . . ،اس کے بعد روضہ کافی آئے گی۔ پھر خود روضہ کافی کے آخر میں لکھا: روضۃ الکافی ختم ہوئی اور یہ کافی کا آخری حصہ ہے خدا کی حمد اور محمد و آل

---

[1]۔ رجال نجاشی ، ص۳۷۷، فہرست طوسی ، ص۱۳۵، معالم العلماء ص۹۹۔

[2]۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو : فہرستگان نسخہ ہای خطی ، ۵۲۲۰۴-۳۱۹۔

[3]۔ ذخیرۃ المعاد ، اص۲۷۸۔ الحدائق الناضرۃ اص۳۹۔ عوائد الایام ، ص۷۳۔ جواہر الکلام ، ۴۲ص۳۹۔

[4]۔ ان کی تفصیل روضہ سے متعلقہ علمی کاموں کے عنوان کے ذیل میں بیان ہو گی۔

محمد پر درود و سلام۔ ان تعبیروں سے سمجھا جاتا ہے کہ روضہ کافی کے کلینی کی تالیف ہونے میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔

جہاں تک معترضین کے کلام میں دوسرے اعتراضات کا تعلق ہے جو روضہ کی احادیث کے متن اور مندرجات سے مربوط ہے اس کا جواب تمام مسلمانوں کے علماء اعلام اور محدثین کی طرف سے حدیث کی لکھی ہوئی کتابوں کی روش سے معلوم ہو جاتا ہے۔ قدیم ایام کے اکثر و بیشتر سنی شیعہ علماء نے حدیث کی کتابوں میں جمع و ترتیب روایات پر زور دیا ،اور بعد میں آنے والے علماء کرام نے مختلف علوم و فنون میں ان روایات کی حجیت کو پرکھا۔ اسی طرح اس کتاب کی روایات بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہیں اور ان کی حالت اصول و فروع کافی میں پائی جانے والی روایات کی مانند ہے جب ان میں معتبر و ضعیف روایات اور معنی کے اعتبار سے صحیح و سقیم روایات کے اجتماع سے کوئی مشکل پیش نہیں آتی تو یہاں کیسے اس کی نسبت کا انکار کرنے کا جواز پیدا ہوتا ہے ؟! ،ہاں یہ محقق اہل علم و دانش کا کام ہے کہ ان روایات کی نشاندہی کریں اور ان کے معانی کے حوالے سے بحث کریں اور کافی حد تک یہ کام روضہ کے مترجمین ،شارحین اور حاشیہ نگاروں نے انجام دیا ہے جس کو بیان کیا جاتا ہے۔

روضہ کافی سے متعلقہ تحقیقی کام

اس کتاب پر بہت زیادہ شرحیں ،حاشیہ جات اور تراجم علماء اعلام نے تحریر کیئے ہیں جن کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے :

۱) شرح اصول و روضہ کافی ،ملا صالح مازندرانی داماد محمد تقی مجلسی ،م۱۰۸۶ق، انہوں نے پوری اصول کافی اور روضہ کافی کی تفصیلی تحقیقی شرح تحریر کی جو کئی بار ایران و بیروت سے شائع ہوئی اس پر ابوالحسن شعرانی نے تحقیقی حاشیہ لکھا جس کا بعد میں ذکر ہوگا، اس شرح میں کافی کا متن بھی ذکر کیا اور سند و متن سے علمی بحثیں ذکر کیں جو مولف کی دقیق علمی لیاقت کو بیان کرتی ہیں۔

ان کے بیٹے محمد ہادی مازندانی نے فروع کافی کی شرح لکھی جو حج کی بحثوں تک مکمل ہوئی اور اسے دار الحدیث قم نے تحقیق کے ساتھ پانچ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۲) شرح شیخ ملا خلیل بن غازی قزوینی م ۱۰۸۹ق ، انہوں نے اصول کافی کی دو شرحیں صافی و شافی دو زبانوں فارسی اور عربی میں تحریر کی تھی اور انہوں نے صافی کے نام سے روضہ کافی کی شرح بھی لکھی جس کا نسخہ مکتبہ ملک تہران میں نمبر ۱۹۴۶ میں موجود ہے [1]۔

ان کے شاگرد محمد مہدی اصغر قزوینی م ۱۱۲۹ق نے نسخہ کے شروع میں احادیث کی فہرست مرتب کی اس وجہ سے بعض فہرست نگاروں نے اس شرح کی نسبت اس شاگرد کی طرف دی جو کہ اشتباہ ہے۔

[1] ۔فہرست مکتبہ ملک تہران، ج۳ص۵۱۵۔

۳) شرح مولی محمد حسین بن قاریاغدی م ۱۰۹۸ق ،اس کا نام "**البضاعۃ المزجاۃ**" رکھا یہ چار جلدوں میں تحقیق کے ساتھ دار الحدیث قم سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کی اہمیت دو لحاظ سے واضح ہوتی ہے :

۱۔ کتاب کے شروع میں مولف نے روضہ کافی کی متفرق احادیث کی موضوعات فہرست مرتب کی اور اسے تیس ابواب میں قرار دیا[1]۔

۲۔ خود شرح میں پہلے احادیث روضہ کافی کو کامل ذکر کیا پھر سند کی شرح کی اور ان کے صحیح و حسن و موثق یا ضعیف و غیر معتبر ہونے کو بیان کیا پھر شارح نے مشکل مقامات کی شرح کی اور احتمالات و اقوال کو بھی ذکر کیا ہے شارح نے متعدد نسخوں کو دیکھا اور کئی جگہ نسخوں کے اختلافات کو بیان کیا ہے۔

شارح نے بہت سے مقامات پر شرح مازندرانی سے بغیر نام کی تصریح کے استفادہ کیا ہے کبھی بعض اعلام یا بعض محققین یا بعض الفضلاء یا بعض الشارحین سے بھی تعبیر کیا ہے ، بعض اوقات علامہ مجلسی ، فیض کاشانی ، محقق استر آبادی وغیرہ کے نام سے استفادہ کیا ہے۔

۴) مرآۃ العقول شرح اخبار آل الرسول، علامہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی م ۱۱۱۰ق ،اس جلیل القدر عالم نے پوری کافی کی کامل شرح لکھی جو کئی بار حجری اور جدید طباعتوں سے مزین ہوئی اس کی مشہور طبع چھبیس جلدوں میں ہے اس کی آخری دو جلدیں روضہ کافی کی شرح ہیں۔

انہوں نے روضہ کافی کی شرح ۱۰۷۶ق میں اور اصول و فروع کی شرح ۱۱۰۲ق میں مکمل کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے روضہ کی شرح پہلے مکمل کرلی تھی ، اس شرح میں بھی روضہ کافی کا متن بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۵) حاشیہ روضہ مجہول المولف، اس کا نسخہ مدرسہ حجتیہ قم ایران میں نمبر ۶۱۴ میں موجود ہے جو عربی میں ہے یہ ۱۳۰۲ق میں لکھا گیا۔

۶) حاشیہ علی الروضۃ، محمد حسین بن یحییٰ نوری ،اس کا نسخہ مکتبہ جامعہ طہران نمبر ۸۸۹۵ میں موجود ہے اور اس کی روضہ کی ابتدائی ۴۲ حدیثوں کی شرح ہے اس لیے یہ ناقص رہا۔

---

[1]۔اس فہرست کے ابواب یہ ہیں: ۱) خطبات ، ۱۴عدد ، ۲) خطوط ، ۹عدد ، ۳) نصائح و مواعظ و مختصر کلمات نبوی ،۱۱عدد ، ۴) قصے اور گذشتگان کی کہانیاں ، ۶۱ عدد ، ۵) قرائتیں اور آیات کی تفسیر ،۱۰۹آیات کی قرآنی ترتیب ، ۶) فضیلت اہل بیتؑ ، ۵۷ عدد ، ۷) مومن کو نصیحت ، ۹ح ، ۸) امتحان اور آزمائش ، ۴ح ، ۹) تواضع اور جھگڑے سے منع ، ۳ح ، ۱۰) شبہ سے تقلید ، اح ، ۱۱) ممدوح و مذموم اور مستضعفین کا ذکر ، ۲۴ مرد یا فرقے ، ۱۲) خدا کے بندوں پر اتمام حجت ، ۹عدد ، ۱۳) حسب و نسب ، ۱۰ح ، ۱۴) مدارات و تقیہ ،لوگوں کے ساتھ معاشرت ، ۲۳ح ، ۱۵) فال و متعدی بیماری ، ۳ح ، ۱۶) استخارہ ، اح ، ۱۷) سفر و متعلقہ احکام ،۲۵ح ، ۱۸) ستارے ، ۱۰ح ، ۱۹) بارش و اسباب ، ۴ح ، ۲۰) ہوائیں اور ان کی اقسام ، ۴ح ، ۲۱) زلزلہ اور اسباب ، ۲ح ، ۲۲) مخلوقات کی قسمیں ۱۷ح ، ۲۳) نیند ، خواب اور تعبیریں ، ۲۰ح ، ۲۴) طب ، امراض اور علاج ، ۴۳ح ، ۲۵) حرز ، تعویذ اور دعائیں ،۸ح ، ۲۶) نوادر ، ۴۲ح ، ۲۷) پیش گوئیاں ، ۱۲ح ، ۲۸) ظہور قائم اور علامات ، ۲۳ح ، ۲۹) قیامت کے حالات اور سختیاں ۴ح ، ۳۰) جنت و جہنم کی صفت ، ۷ح۔

۷) نزھۃ الاخوان و تحفۃ الخلان، سید نعمت اللہ بن عبداللہ جزائری، م ۱۱۱۲ق، صاحب ذریعہ نے ذکر کیا پھر کہا: اس کے دو نسخے نجف میں شیخ محمد رضا فرج اللہ کے پاس دیکھے ایک محمد علی بن حسین معروف سید بزرگ امام جمعہ م ۱۳۵۰ق کے خط سے اور دوسرا احمد بن عبدالصمد کے خط سے تھا۔ یہ بھی لکھا: اس کی تدوین بدھ محرم ۱۱۱۲ق میں فراغت پائی یہ ان کی آخری تالیف ہے۔
دوسری جگہ لکھا: ان کے سبط سید عبداللطیف تستری نے تحفۃ العالم میں ذکر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دو شرحیں تھیں ایک بڑی دوسری چھوٹی تھی [1]۔
اس کا نسخہ مکتبہ مرکز احیاء التراث الاسلامی قم میں بھی موجود ہے [2]۔

۸) شرح سید حسین بن ضیاء الدین حسن بن ابی جعفر محمد موسوی کرکی عاملی معروف مجتہد، ۱۰۰۱ق، صاحب ذریعہ اور اسماعیل پاشا نے ان کی کتابوں میں اس کو ذکر کیا [3]۔

۹) حاشیہ اصول و فروع و روضہ کافی، مولی ابوالحسن شریف عاملی فتونی نباطی اصفہانی، م ۱۱۳۷ق، صاحب کتاب الانساب، اس حاشیہ کو الذریعہ میں ذکر کیا اور کہا: اس کی کتابت سے ۱۱۲۸ق میں فراغت پائی [4]۔

۱۰) حاشیعہ اصول و فروع و روضہ کافی، مولی حیدر علی بن میرزا محمد بن حسن شیروانی [5]۔

۱۱) حاشیہ روضہ، شیخ قاسم بن محمد بن جواد کاظمی مشہور ابن الوندی و فقیہ کاظمی، م ۱۱۰۰ق [6]۔

۱۲) الوافی، محمد محسن فیض کاشانی، اس جلیل القدر عالم نے تفسیر و حدیث کے میدان میں اپنی بیش بہا مہارت کے ساتھ مفید کتابیں تدوین کی، اس کتاب میں کتب اربعہ کی روایات کو بہترین طریقہ سے جمع کیا اور مشکل روایات کو اپنے علمی بیانات سے مزین کیا اگرچہ اس کتاب میں روضہ کافی کی روایات کو مختلف مجلدات میں پھیلا دیا لیکن اس کی اکثر و بیشتر راویات کو آخری جلد میں روضہ کے عنوان سے ذکر کیا اور اپنے بیانات سے ان کی وضاحت کی۔ پہلے یہ کتاب تین حجری جلدوں میں شائع ہوئی تھی بعد میں اصفہان سے چھبیس جلدوں میں شائع ہوئی اس کی آخری جلد روضہ کے عنوان سے ہے، اس کتاب میں روضہ کافی کی روایات کی جامع فہرست کافی طبع دار الحدیث کی پندرہویں جلد میں موجود ہے۔

---

[1] ۔الذریعہ ۲۴ص ۱۱۱ان ۵۷۷، ج ۱۳ص ۲۹۷ن ۱۰۸۵۔
[2] ۔البضاعۃ المزجاۃ اص ۱۰، مقدمہ تحقیق۔
[3] ۔الذریعہ ۱۳ص ۲۹۶ن ۱۰۸۳، ہدایۃ العارفین اص ۳۲۔
[4] ۔الذریعہ ۶ص ۱۸۰ان ۹۸۵۔
[5] ۔سابقہ حوالہ ۶ص ۱۸۲ان ۹۹۳۔
[6] ۔سابقہ حوالہ ۶ص ۱۸۳ان ۹۹۹۔

۱۳) اس طرح بحار الانوار میں بھی علامہ مجلسی نے جا بجا روضہ کی روایات کو مناسب ابواب میں ذکر کیا اور مشکل احادیث کی شرح کی ہے اس طرح یہ کتاب بھی روضہ کی شرح وحاشیہ کے عنوان سے بہت مفید ہے۔

۱۴) منہج الیقین؛ روضہ کافی کے پہلے خط کی شرح ہے جو امام صادقؑ نے اپنے شیعہ کے نام تحریر فرمایا اور انہیں اسلامی معاشرے میں بہترین طریقہ رہنے کی تاکید کی اور یہ خط پرانے زمانے میں شیعہ مساجد میں پڑھا جاتا تھا، اس کی یہ شرح سید علاء الدین محمد گلستانہ م ۱۱۱۰ق نے فارسی میں لکھی جو تحقیق کے ساتھ دار الحدیث قم سے ۱۳۸۹ق میں کافی و کلینی کے متعلق چالیس جلدی تحقیقات کے ضمن میں شائع ہوئی جبکہ اس سے پہلے یہ کتاب پہلی بار بر صغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں شائع ہو چکی تھی جو بمبئی سے ۱۳۰۲ق میں شائع ہوئی اور بہترین خوبصورت خط نستعلیق میں تھی۔

۱۵) حاشیہ ابو الحسن شعرانی جو وافی فیض کاشانی اور شرح کافی مازندرانی کے ضمن میں ہے اور نہایت مفید اور تحقیقی بیانات پر مشتمل ہے۔

۱۶) مرکز نور تحقیقات اسلامی قم، درایۃ النور میں کتب اربعہ اور وسائل الشیعہ کی سندوں کی تحقیق پیش کی ہے جس میں کافی کی آٹھویں جلد روضہ کافی کی سندوں کی تحقیق بھی موجود ہے۔

۱۷) کافی طبع دار الحدیث قم بھی بہترین حواشی اور جا بجا علمی تحقیقات پر مشتمل ہے اس کی پندرہویں جلد روضہ کافی پر مشتمل ہے اس کتاب میں علمی حواشی موجود ہیں مشکل الفاظ کے معانی اور روایات کی تخریج اور کئی خطی نسخوں سے تطبیق دی گئی ہے اور آخر میں روایات کے عناوین اور فہرستیں ذکر ہیں اور وافی کی ترتیب سے موضوعاتی فہرست بھی مرتب ہے۔

۱۸) اس کتاب کا فارسی ترجمہ گلستان کافی، سید ہاشم رسولی محلاتی نے اپنی علمی کاوشوں کے ساتھ انجام دیا ہے جو انتشارات علمیہ اسلامیہ تہران سے ۱۳۵۰ش = ۱۳۹۰ق میں شائع ہوا اور ترجمہ کے ساتھ اصل متن بھی موجود ہے۔

۱۹) ترجمہ فارسی" بہشت کافی "، یہ فارسی ترجمہ بغیر متن عربی کے شائع ہوا لیکن روایات کے مناسب عناوین قائم کئے جو اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔

۲۰) ترجمہ اردو جو "**نوادر احادیث اہل بیتؑ**" کے عنوان سے پیش خدمت ہے تنقیح کافی کے سلسلہ کی آخری کڑی ہے:

۱۔ یہ روضہ کافی کے ترجمہ اور تحقیق سے متعلق ہے۔

۲۔ اس میں ترجمہ کے علاوہ علمی حواشی اور شروح سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۳۔اور سند و متن سے متعلق بہت سے مفید بیانات کا اضافہ کیا ہے۔

۴۔روایات کے عناوین بھی قائم کئے گئے ہیں۔

۵۔اور کتاب کے آخر میں فہرست موضوعی بھی پیش ہیں۔

۶۔اور مقدمہ علمی میں کتاب سے متعلق مفید معلومات جمع ہیں۔

روضہ کافی کی طباعتیں

اس کتاب کی اشاعت مستقل اور ضمنی صورت میں بہت زیادہ ہوئی ہے، قدیم ایام میں اس کے کثیر نسخے علماء اور فضلاء کی دسترس میں موجود تھے جو حجری اور جدید طباعتوں کے ساتھ کثیر تعداد میں شائع ہونے لگے:

۱) اس کتاب کی پہلی اشاعت کا سہرا برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے سر ہے۔یہ کتاب لکھنو سے ۱۳۰۲ق میں شائع ہو جس کا ذکر خیر میراث مشترک ایران و ہند مطبوعہ مکتبہ مرعشی نجفی قم نے کیا ہے اور اس کتاب کو مذکورہ مرکز نے بارہ سے زائد مجلدات میں شائع کیا ہے اور ابھی بھی سلسلہ جاری ہے جس میں ہزاروں کتابوں کا ذکر ہے جو برصغیر میں شائع ہوئیں اور ان کے نسخے مکتبہ مرعشی میں محفوظ ہیں۔

۲) اس کتاب کی دوسری طبع حجری طہران میں ۱۳۰۳ق میں ہوئی جو تحف العقول اور منہاج الجاۃ کے ساتھ تھی۔

۳) تیسری طبع ۱۳۰۳ میں طہران سے ہوئی جو صرف تحف العقول کے ساتھ تھی۔

۴) طہران میں ایک بار پھر یہ کتاب ۱۳۰۷ق میں طبع حجری میں پیش ہوئی۔

۵) طہران میں دار الکتب الاسلامیہ کی طرف سے یہ کتاب کافی کی تحقیق علی اکبر غفاری کے ساتھ شائع ہوئی جو طبع آخوندی کے عنوان سے معروف ہے۔

۶) نجف سے مطبعہ نجف سے شیخ ہادی کی تحقیق سے شائع ہوئی۔

۷) بیروت سے مطبعہ دار التعارف سے طبعہ آخوندی کی اوفسٹ شائع ہوئی۔

۸) مرآۃ العقول، شرح مازندرانی، البضاعۃ المزجاۃ، ترجمہ فارسی کوہ کمرہ ای کے ساتھ بھی اصل متن احادیث شائع ہوتا رہا۔

۹) دوسری کئی مراکز سے ایران اور بیروت سے بکثرت شائع ہوئی۔

۱۰) اس کتاب کی بہترین تحقیقی طبع دار الحدیث قم سے پیش ہوئی جو نہایت مفید حواشی اور خطی نسخوں سے تطبیق اور حدیثوں کی دوسری کتب سے تخریج کے ساتھ مزین تھی۔

امامؑ صادق کا اپنے اصحاب کے نام اہم تربیتی خط[1]

۱۔ ثقۃ الاسلام کلینی نے تین سندوں سے یہ خط نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہیں):

۱) حفص مؤذن (اذان دینے والے) نے امام صادقؑ سے نقل کیا۔

۲) اسماعیل بن جابر (جعفی) کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے یہ خط اپنے اصحاب کو لکھا اور انہیں حکم دیا کہ اس کو باہم ملکر پڑھیں اور ایکدوسرے کو پڑھائیں، اس میں غور و فکر کریں اور اس کو یاد کر کے اس سے عہد و پیمان باندھیں اور اس پر ہمیشہ عمل پیرا ہوں، تو اصحاب اسے اپنے گھروں کی مسجدوں میں رکھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو اس میں غور و فکر کیا کرتے تھے۔

۳) اسی طرح اسماعیل بن مخلّد سرّاج (زین ساز)[2] کا بیان ہے کہ یہ خط امام صادقؑ کی طرف سے اپنے اصحاب کے نام لکھا گیا:

نہایت مہربان، رحم کرنے والے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، امّا بعد!

[معاشرہ میں صبر و تحمل سے رہنا]

اپنے پروردگار سے عافیت و سلامتی طلب کرو اور راحت و آسانی اور وقار و سکون کو تھامے رہو، شرم و حیاء اپناؤ۔ اور ان باتوں سے لازمی پرہیز کرو جن سے تم سے پہلے صالح و نیکوکار بندوں نے اجتناب کیا۔ ان لوگوں سے اچھے طریقے سے پیش آؤ جو باطل کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے ظلم و ستم کو برداشت کرو اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنے سے پرہیز کرو اور جب ان

---

[1] ۔ جیسا کہ متن میں بیان ہوا ہے کہ یہ خط امام صادقؑ سے تین سندوں کے ساتھ نقل ہوا ہے اور قدیم الایام سے مساجد اور عباد تگاہوں میں پڑھا جاتا تھا اور اتحاد اسلامی اور تربیت دینی کا بہترین منشور تھا مگر زمانہ گزرنے کے ساتھ یہ چیزیں کتب و رسائل میں قیمتی خزانہ کی طرح محفوظ رہ گئی ہیں اور ان کی جگہ مناظرانہ رنگ روپ غالب آگئے مختلف مکاتب فکر نے ایکدوسرے کی ضعیف باتوں اور کمزوریوں کو تلاش کر کے اچھالا اور تعصب اور تفرقہ بازی کو ہوا دی۔

حالانکہ قرآن کریم کی آیات، نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اہل بیتؑ کے معتبر فرامین اس کے برعکس تمام مسلمانوں کے ایک جسم کی مانند قرار دیتے ہیں جس کا ایک عضو بیمار ہو تو دوسرے عضو کو پریشانی اور درد محسوس ہوتا، مسلمان کی تعریف میں کہا گیا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہو، قرآن کریم نے اسلام کا یہ وسیع ترین معیار پیش کیا: جو تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ وہ مومن نہیں ہے (وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا نساء ۹۴)، ان فرامین میں سے امام صادقؑ کا یہ خط معروف ہے اس سے پہلے اس کا دو بار ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی مگر وہ نسخے بعض اہل ایمان کے خلوص کی نذر ہوگئے اور انہوں نے معصومینؑ کے ایسے فرامین کو نشر عام کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش نہیں۔ ہمیں ان سے کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے وہ کیا جو ان کی سمجھ میں آیا، اب جب کہ ائمہ اہل بیتؑ کی روایات کی جامع کتاب کی تحقیق اور پرخلوص کاوش کامل ہو رہی ہے تو اس خط کا تیسری بار ترجمہ کر کے اس کے مضمون اور بلند معانی سے استفادہ کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اس پر رحیم و کریم خدا کا کئی بار شکر ہے کہ اس نے لطف کی۔ ایک بار پھر اس کو لکھ سکوں، خدا تمام مسلمانوں کو آپس میں متحد اور جان واحد کی طرح رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

[2] ۔ ہم نے راویوں کے القاب کے معانی ذکر کئے جن سے ان کے مختلف ذرائع معاش اور دیگر مسائل کیطرف اشارہ ہوتا ہے غور کریں۔

کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کے ساتھ مل جل کر رہنا اور باہم گفتگو کرنا ضروری ہو تو تقوی کی راہ اختیار کرو جس کا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے۔

آپس میں اس پر کاربند رہو ؛ کیونکہ جب تم ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو تو وہ تم کو اذیت پہنچاتے ہیں اور تم ان کے چہروں سے برائی کے آثار دیکھتے ہو اگر خدا ان کو تم سے دور نہ کرتا تو وہ تم پر غالب آجاتے اور جو ان کے دلوں میں عداوت و بغض ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو وہ تمہارے سامنے ظاہر کرتے ہیں۔ تمہاری اور ان کی محفلیں ایک ہیں لیکن تمہاری اور ان کی روحیں مختلف ہیں جو آپس میں انس نہیں پکڑتیں۔ نہ تم ان سے محبت کرتے ہو اور نہ وہ تم سے محبت کرتے ہیں مگر خدا نے تم کو حق عنایت کیا ہے اور اس کی تمہیں بصیرت دی ہے اور انہیں اس کا اہل قرار نہیں دیا۔ پس تم ان سے اچھے طریقہ سے پیش آو اور ان کے ساتھ صبر و تحمل سے رہو؛ حالانکہ وہ نہ اچھا سلوک کرتے ہیں اور نہ ہی کسی بات پر صبر کرتے ہیں [1]، ان کے حیلے بہانے ان کے آپس میں وسواس ہیں دشمنان خدا اگر کر سکیں تو تمہیں حق سے روک دیں گے۔ خدا تمہیں اس سے محفوظ رکھے۔

[زبان پر کنٹرول [2]]

پس خدا سے تقوی اختیار کرو اور سوائے خیر و نیکی کے اپنی زبان کو روکے رکھو، اپنی زبانوں کو ہرگز جھوٹ تہمت، اور گناہ و دشمنی کی باتوں سے آلودہ نہ کرو [3]، کیونکہ جب تم اپنی زبان کو ایسی باتوں سے بچائے رکھو گے جن کو خدا ناپسند کرتا ہے اور اس نے ان سے منع کیا ہے تو یہ تمہارے لیے خدا کے نزدیک اس سے بہتر ہوگا کہ تم زبان کو بری باتوں سے آلودہ کرو کہ زبان کو خدا کی ناپسندیدہ اور اس کی منع کردہ باتوں سے آلودہ کرنا خدا کے نزدیک بندہ کو ہلاک کرنے والا عمل اور اس کے عذاب اور غیظ و غضب کا سبب اور قیامت کے دن گونگا، بہرہ اور نابینا کرنے والا کام ہے، اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کے فرمان کے مطابق ایسے گونگے، بہرے اور اندھے بن جاو گے جو حق کی طرف نہیں لوٹتے اور نہ حق بول سکتے ہیں اور انہیں بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ معذرت کر سکیں۔

---

[1] ۔ ہر معاشرہ میں کچھ اچھے اور کچھ برے لوگ پائے جاتے ہیں دونوں کے نظریات اور عمل میں فرق ہوتا ہے جو لوگ کسی قانون الہی اور انسانی کے پابند نہیں ہوتے وہ شریف اور اچھے لوگوں کو اذیت پہنچاتے رہتے ہیں ایسے میں ضروری ہے کہ اچھے لوگ اپنے بلند کردار اور صبر تحمل کے ذریعہ ان کو متاثر کریں ایسا نہ ہو کہ وہ برائی کا جواب برائی سے دیں اس طرح معاشرہ میں امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا، اسی لیے مولا امام صادق نے اپنے اصحاب کو ایسے لوگوں کے ساتھ صبر و تحمل کے ساتھ رہنے کا حکم دیا، سبحان اللہ ! جو امام، اہل باطل سے لڑائی جھگڑا کو چھوڑ کر صبر و تحمل کے ساتھ زندگی گزارنے کا حکم دیتے ہیں وہ قرآن و سنت کو ماننے والے کلمہ گو موحد مسلمانوں کے آپس میں کتنے حسن اخلاق سے رہنے کی ترغیب دیتے ہوں گے لیکن ان باتوں کو مناظرہ اور تعصب کی فضاء میں کون سمجھے گا !

[2] ۔ سابقہ دور کی کتابوں میں عناوین ذکر نہیں ہوئے کوشش کی گئی کہ مناسب عناوین قائم کئے جائیں تا کہ طویل حدیثوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

[3] ۔ کتنی بہترین نصیحت ہے اگرچہ سابقہ بیان میں تقوی کا حکم فرمادیا لیکن اس کی وضاحت خود کردی ہے اس سے مراد جھوٹ و تہمت اور گناہ اور دشمنی کی نفرت پھیلانے سے والی باتوں اور خدا کے غیظ و غضب کا مستحق بنانے والی گفتگو سے بچنا ہے اس سے مراد اچھا کلام ہے اور اپنے مکتب کی وضاحت اور اچھی باتوں کو انسانی معاشروں میں پیش کرنا ہے لیکن عرصہ دراز سے عوامی سوچ رکھنے والے افراد غلیظ قسم کی نفرت پھیلانے والی ثقافت کو ترویج دینے کے درپے ہیں اور ایک دوسرے کو طعن و تشنیع اور لعن و نفرین کرنے کی مقابلے بازی کر رہے ہیں اور اس سے خدا و نبی اور اولیاء خدا کے ہاں سرخرور اور ماجور ہونے کی امید کاذب رکھے ہوئے ہیں جب قرآن اور سنت معتبر پر عمل نہیں کرنا تو کس منہ سے اہل بیتؑ عصمت کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔

خدا کے منع کردہ گناہ کے کاموں کے ارتکاب کرنے سے پرہیز کرو اور خاموشی اختیار کرو مگر ایسی بات جس کے ذریعہ خدا تمہیں آخرت کے معاملہ میں نفع دے اور اس بات پر تمہیں اجر و ثواب دے۔ پس تم کثرت سے تسبیح و تہلیل اور تقدیس اور حمد و ثنا اور تضرع و نیکی میں رغبت کرو جس کا اندازہ معین نہیں ہے اور نہ اس کی حقیقت کو کوئی پہنچ سکتا ہے۔ پس ان چیزوں میں اپنی زبان کو مشغول کر کے خدا کی منع کردہ باطل باتوں سے پرہیز کرو کہ باطل کی باتوں پر جو شخص مر جائے گا اور توبہ نہ کرے اور نہ ان کو چھوڑ چکا ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

[دعاء کی ترغیب]

خدا سے دعاء کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ مسلمان اپنے رب کے پاس اپنی حاجات کے پورا ہونے کو دعاء، رغبت و تضرع اور زاری سے بڑھ کر کسی چیز سے حاصل نہیں کر سکتا۔ پس ان کاموں میں رغبت اور شوق رکھو جن کا خدا نے تمہیں شوق دلایا ہے اور جن کاموں کی طرف خدا نے تم کو دعوت دی ہے ان میں خدا کی دعوت پر لبیک کہو تاکہ تم کامیاب ہو جاو اور خدا کے عذاب سے نجات پالو۔

[حرام کاموں سے بچنا]

اور ہرگز ایسی چیزوں کا اپنے اندر شوق پیدا نہ کرنا جن کو خدا نے تم پر حرام کیا ہے کیونکہ جس نے خدا کے حرام کردہ کاموں کا دنیا میں ارتکاب کر کے اس کی ہتک حرمت اور توہین کی خدا قیامت کے دن جنت اور اس کی نعمتوں، لذتوں اور کرامتوں سے اسے روک دے گا جو اہل جنت کے لیے ہمیشہ اور دائمی قرار دی گئی ہیں۔

جان لو کہ بہت برا حصہ ہے جو کوئی شخص خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کو چھوڑ کر اور اس کی نافرمانی کا ارتکاب کر کے حاصل کرتا ہے اور وہ دنیا کی عارضی اور ختم ہونے والی لذتوں کو خدا کی حرمتیں پامال کر کے جنت اور اس کی دائمی نعمتوں، لذتوں اور کرامتوں پر ترجیح دیتا ہے۔

ایسے لوگوں کے لیے وائے اور جہنم ہو۔ انہوں نے کتنا برا حصہ حاصل کیا ہے اور اتنے برے طریقہ سے قیامت کے دن خدا کے پاس لوٹیں گے اور بدترین حالت میں پیش ہونگے۔

پس خدا سے پناہ مانگو کہ کہیں تمہیں ان لوگوں کی طرح قرار نہ دے اور ان کی طرح تمہیں مبتلاء نہ کرے (تمہاری آزمائش کرے) اور ہمارے اور تمہارے لیے سوائے قوت خدا کے کوئی طاقت کارساز نہیں ہے۔

[آزمائش کیلئے آمادگی کی تاکید]

اے نجات پانے والا گروہ! خدا سے تقوی اختیار کرو اگر خدا تمہارے لیے اس نعمت کو کامل کر دے جو تمہیں عطا کی ہے تو وہ اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک تم پر ہر وہ کچھ آزمائش نہ آجائے جو تم سے پہلے صالح و نیکوکار بندوں پر گذری حتی تم اپنی جان و مال میں آزمائے جاؤ، حتی تم دشمنان خدا سے بہت اذیت سنو اور اس پر صبر کرو اور ان سے اپنے آپ کو سازگار کر لو، حتی وہ تمہیں

خوار کریں اور تم سے بغض رکھیں۔ اور تم ان کے ظلم کو برداشت کرو اس کے ذریعہ خدا کی رضا اور خوشنودی اور آخرت کی کامیابی چاہو اور خدا کی خاطر، اذیت کے وقت ان کی جنایت کا شدید غم و غصہ پی جاؤ حتی وہ تم کو حق بات پر جھٹلائیں اور اس میں تم سے دشمنی رکھیں اور تم سے بغض کریں تم ان سب باتوں پر صبر کرو۔ ان سب باتوں کا مصداق خدا کی کتاب قرآن میں وہ آیت ہے جو جبرئیل نبی اکرم ﷺ کے پاس لیکر آئے۔ تم نے خدا کا فرمان نبی اکرم ﷺ کے لیے سن لیا، فرمایا: ایسے صبر کرو جیسے اولوا العزم پیغمبروںؑ نے صبر کیا اور ہر گز ان کے لیے جلدی نہ کرو۔

پھر فرمایا: اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو تم سے پہلے نبیوںؑ کو بھی جھٹلایا گیا تو انہوں نے تکذیب اور اذیت پر صبر کیا، پس خدا کے نبی اور ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا اور انہیں حق بات پر تکذیب کے ساتھ اذیتیں دی گئیں۔

[جہالت اور نادانی سے پرہیز کی تاکید]

پس اگر تمہیں ان (ظالموں) کے بارے میں وہ امر پسند ہو جس پر خدا تعالی نے ان کو خلق کیا اور وہ خدا کے علم میں گزر چکا کہ ان کو اسی پر خلق کرے اور ان کو کتاب خدا میں یہ نام دیا کہ ہم نے ان کو جہنم کی طرف بلانے والے پیشوا بنایا ہے تو اس میں غور کرو اور اس کو سمجھ لو اور ان چیزوں سے جاہل و نادان نہ بنو؛ کیونکہ جو شخص ان جیسی باتوں سے جاہل بنتا ہے جن کو خدا نے اپنی کتاب میں فرض کیا ہے کچھ کا حکم دیا اور اور کچھ سے روکا تو وہ دین خدا کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کی نافرمانی کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اور اس کی وجہ سے خدا کے غضب کا مستحق بنتا ہے تو خدا اس کو جہنم کی آگ میں اوندھے بل ڈال دے گا۔

[دین میں من پسند باتوں اور قیاس آرائی سے پرہیز کا حکم]

اے خدا کی رحمت کی مستحق اور فلاح پانے والی قوم! خدا نے تمہارے لیے اس نعمت کو کامل کیا جو تمہیں عطا کی ہے جان لو کہ ایسا نہ خدا کے علم میں ہے اور نہ اس نے اس کا حکم دیا ہے کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی شخص اس کے دین میں اپنی خواہش، اپنی رائے اور قیاس آرائی پر عمل کرے۔ خدا نے قرآن کریم کو نازل کیا اور اس میں ہر چیز کا بیان رکھ دیا اور قرآن اور اس کے سیکھنے کے لیے کچھ اہل قرآن معین کئے ان کو خدا نے علم عطا کیا وہ قرآن کے بارے میں من پسند باتوں، ذاتی رائے اور قیاس کے محتاج نہیں۔ خدا نے انہیں علم و دانش عطا کر کے ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے اور انہیں بلند مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔ وہ اہل ذکر ہیں جن سے امت کو سوال کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ ہستیاں ہیں کہ جب کوئی شخص ان سے سوال کرتا ہے جس کے بارے میں علم خدا میں ہے کہ ان کی تصدیق کرے گا اور ان کی پیروی کرے گا تو وہ اس کو ہدایت دیتے ہیں اور اسے علم قرآن عطا کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے اذن سے حق کے تمام راستوں کی طرف ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اور وہ ہستیاں ہیں کہ جو شخص ان ذوات اور ان سے سوال کرنے اور ان کے خداداد علم سے دوری اور بے رغبتی کرتا ہے جس کے بارے میں علم خدا میں اصل خلقت کے لحاظ

سے عالم ارواح میں شقاوت و بدبختی لکھی جاچکی ہے۔ وہی لوگ بے رغبت ہیں اہل ذکر سے اور ان سے جن کو خدا نے قرآن کا علم دیا اور ان سے سوال کرنے کا حکم دیا[1]۔

وہی لوگ اپنی خواہشات، آراء اور قیاس کے اسیر بن جاتے ہیں حتی شیطان ان میں دخالت کرتا ہے کیونکہ وہ خدا کے نزدیک علم قرآن میں ایمان رکھنے والوں کو منکر قرار دیتے ہیں اور خدا کے نزدیک علم قرآن کے لحاظ سے گمراہوں کو مومن قرار دیتے ہیں حتی وہ بہت سے امور میں حلال خدا کو حرام کرتے ہیں اور بہت سے امور میں خدا کے حرام کو حلال کرتے ہیں۔ یہ ان کی خواہشات اور ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے وفات سے پہلے ان سے عہد و پیمان لیا تھا، انہوں نے کہا: ہم اس کے بعد جب خدا نے اپنے نبیؐ کو بلالیا؛ اس بات پر عمل کریں گے جس پر نبی اکرم ﷺ کے عہد و پیمان کے بعد لوگوں کی رائے کا اتفاق ہو۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والوں سے بڑھ کر خدا و رسولؐ کی مخالفت میں نہ کوئی جرات کرنے والا ہے اور نہ کوئی واضح گمراہی میں ہے۔ وہ گمان کرتا ہے کہ خدا نے اس کی اجازت دی ہے حالانکہ خدا کی قسم! خدا کے لیے ہے کہ اس کی مخلوق اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور نبی اکرم ﷺ کی حیات اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے امر کی پیروی کرے۔

[مذکورہ حکم کی دلیلیں]

کیا وہ دشمنان خدا اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ یہ گمان کریں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں آپ پر ایمان لانے والوں میں سے کسی نے اپنی رائے اور اپنے قیاس پر عمل کیا:

۱) پس اگر وہ کہیں: ہاں، تو انہوں نے خدا پر جھوٹ بولا اور بہت کھلی گمراہی میں پڑ گئے۔

۲) اور اگر کہیں: نہیں، کیونکہ کسی کو اپنی رائے اور خواہش اور قیاس کی اجازت نہیں تھی تو انہوں نے اقرار کرلیا اور ان پر حجت تمام ہو گئی اور وہ خود گمان کرنے لگے کہ صرف خدا کی اطاعت ضروری ہے اور نبی اکرم ﷺ کے بعد بھی آپ کے امر کی اطاعت اور پیروی لازم ہے۔

خدا نے فرمایا اور اس کا قول حق ہے: اور محمد ﷺ تو بس رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

یہ بات اس لیے کہی کہ یہ جان لیں کہ اطاعت صرف خدا کی ہو گی اور نبی اکرم ﷺ کی حیات اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے حکم کی پیروی کی جائے گی۔ جیسے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کسی کو اپنی خواہش، رائے اور قیاس پر عمل کرنے کی گنجائش نہیں تھی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی کسی کو اپنی خواہش، رائے اور قیاس پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

[1]۔ بعض اوقات عربی عبارتوں میں تاکید کی خاطر تکرار پایا جاتا ہے، ترجمہ میں ان کو ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نماز میں ہاتھ اٹھانا چھوڑ دو صرف ابتداء میں ایک بار تکبیرۃ الاحرام کے لیے ہاتھ اٹھاو کیونکہ لوگ اس کے ذریعہ تمہیں مشہور کریں گے[1] اور خدا ہی مدد کرنے والا ہے اور اس کی طاقت کے سوا کسی کی طاقت کام نہیں آتی۔

[دعا اور ذکر خدا کی تاکید]

اور کثرت سے خدا کی بارگاہ میں دعاء کرو کہ وہ اپنے مومن بندوں کو پسند کرتا ہے کہ وہ اس سے دعاء کریں اور خدا نے اپنے مومن بندوں کی دعاء قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور خدا مومنین کی دعاء کو قیامت کے دن ایسا نیک عمل بنا دے گا جس سے مراتب جنت میں اضافہ کرے گا۔

اور شب و روز کی گھڑیوں میں جتنا ہوسکے کثرت سے خدا کا ذکر کروں خدا نے کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور خدا خود ان مومنین کو یاد کرتا ہے جو اس کا ذکر کرتے ہیں اور جان لو کہ خدا اپنے مومن بندوں میں سے کسی کا ذکر نہیں کرتا مگر اس کا ذکر خیر کرتا ہے۔

[محرّمات سے بچنے کی تاکید]

اور تم پوری کوشش سے خدا کی اطاعت کرو کیونکہ خدا کے نیک خزانوں کو سوائے اس کی اطاعت اور حرام کاموں کو چھوڑنے کے حاصل نہیں کیا جاسکتا جو کچھ قرآن کے ظاہر و باطن میں حرام کیا گیا ہے ،خدا نے اپنی کتاب قرآن میں فرمایا اور اس کی بات حق ہے : تم ظاہری اور باطنی سب گناہوں سے بچو۔

جان لو ،خدا نے جس کام سے تمہیں اجتناب کا حکم دیا ہے اس کو حرام کر دیا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے آثار اور سنت کی پیروی کرو اور اپنی خواہشات اور آراء کی پیروی نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گمراہ وہ شخص ہے جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش اور رائے کی پیروی کرے۔ اور جتنا ہو سکے اپنے لیے اچھے اعمال کر لو کیونکہ اگر کوئی اچھا عمل کرو گے تو اپنے لیے کرو گے ۔اور اگر برائی کرو گے تو اپنے ساتھ برا کرو گے۔ اور لوگوں سے اچھے طریقہ سے پیش آؤ اور انہیں اپنی گردن پر سوار بھی نہ کرو۔

[دشمنان خدا سے گالی گلوچ سے پرہیز کا حکم]

اور دشمنان خدا کو ہرگز گالی گلوچ نہ دو جہاں وہ سنیں[2] کہ اس کے سبب وہ لوگ بغیر علم کے خدا کو گالی دیں گے ۔اور تمہارے لیے سزاوار ہے کہ تم ان کی طرف سے خدا کو گالی دینے کی حدّ اور سبب کو پہچانو کیونکہ جس نے اولیاء خدا کو گالی دی اس نے خدا

---

[1] ۔اس ظالم زمانہ میں جب ستم گر بادشاہ کلمہ گو مسلمان اور مومن افراد کو گاجر مولی کی طرح قتل کرتے اور انہیں شبہات کی بناء پر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا اس سے بڑھ کر کیا تدبیر ہوسکتی تھی کہ مسلمان مستحب رفع یدین کو ترک کریں اور اپنی جان بچائیں۔

[2] ۔قرآن و سنت معتبر کی روشنی میں گالی گلوچ کی شدید مذمت وارد ہوئی ہے اور اس سے انسان کی بد طینت اور گھٹیا پن ظاہر ہوتا ہے اس لیے اس سے مطلق اجتناب کرنا لازم ہے اور سننے کی قید غالبی ہے کیونکہ دیگر حالات میں انسان ایسے فعل بد کا انگیزہ نہیں رکھتا اور اس حکم میں امام نے قرآن کریم کے حکم کو واضح کیا ہے جہاں فرماتا ہے : وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ؛انعام ۱۰۸؛ ان کو گالی مت دو جن کو یہ لوگ

کو گالی دینے کی جسارت کی اور خدا اور اولیاء خدا کو گالی دینے والے سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ پس تم آرام و سکون سے رہو اور خدا کے حکم کی پیروی کرو۔ خدا کی قوت اور طاقت کے سوا کچھ کارساز نہیں ہے۔

[آثار نبوی کی پیروی کی تاکید]

اے گروہ جن کے امور کا خدا نگہبان ہے! تم پر رسول اکرم ﷺ کے آثار اور آپؐ کے بعد آپ کی اہل بیتؑ میں ائمہ ہدیٰؑ کے آثار اور سنت کی پیروی لازم ہے۔ پس جس شخص نے اس کو تھام لیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے منہ موڑ لیا تو وہ گمراہ ہو گیا کیونکہ خدا نے ان کی اطاعت اور ولایت کا حکم دیا ہے ہمارے جد بزرگوار نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

آثار اور سنتوں کی پیروی میں کسی عمل کو ہمیشہ انجام دینا اگرچہ وہ کم ہو خدا کو زیادہ راضی کرنے والا عمل ہے اور انجام کے لحاظ سے بدعتوں اور خواہشات کی پیروی میں کوشش کرنے سے زیادہ نفع دینے والا ہے۔

جان لو کہ خواہشات کی پیروی اور ہدایت خدا کو چھوڑ کر بدعتوں کی اتّباع کرنا گمراہی ہے اور ہر گمراہی بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم میں ہے اور خدا کے ہاں صبر و نیکی کو صرف اس کی اطاعت اور صبر و رضا سے حاصل کیا جاسکتا ہے کیونکہ صبر و رضا خدا کی اطاعت میں ہے۔

اور جان لو کہ کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس فعل پر خدا سے راضی نہ ہو جو خدا نے اس سے کیا، چاہے وہ اسے پسند ہو یا نہ؛ کیونکہ خدا صبر کرنے والے اور اس کے فعل پر راضی ہونے والے سے صرف وہی کرتا ہے جس کا وہ اہل ہے اور وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے چاہے اس کو پسند ہو یا نہ۔

[نمازوں کی حفاظت کی تاکید]

اور تم پر نمازوں کی حفاظت اور خاص کر درمیانی نماز کا خیال رکھنا لازم ہے اور خدا کی اطاعت کرتے ہوئے قیام کرو جیسے اس نے اپنی کتاب میں تم سے پہلے والے مومنین کو اور تمہیں اس کا حکم دیا ہے۔

[مسلمان فقراء سے وابستگی اور رحمدلی کا حکم]

اور تم پر مسلمان مساکین سے محبت کرنا لازم ہے کیونکہ جس نے ان کی تحقیر کی اور ان پر تکبر کیا وہ دین خدا سے پھسل گیا اور خدا اس کو ذلیل و خوار کرے گا اور اس پر غضب ڈھائے گا۔ اور ہمارے جد نامدار نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

میرے ربّ نے مجھے مسلمان مساکین سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں، مبادا وہ عداوت اور نادانی میں اللہ کو برا کہنے لگیں، اس طرح ہم نے ہر قوم کے لیے ان کے اپنے کردار کو دیدہ زیب بنایا ہے پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پس وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

مگر افسوس کہ نام نہاد حبداروں کا بڑا طبقہ اس مرض میں مبتلاء ہے جس سے دیکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کے پیشواوں کا حکم ہے حالانکہ ائمہ معصومینؑ نے ایسے کاموں سے روکا اور جو لوگ ان کی پیروی کرنے پر آمادہ نہیں اور ان کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار نہیں انہیں یقین ہونا چاہیے کہ وہ ان کے پیروکار حقیقی شیعہ کی فہرست سے خارج قرار دیئے جائیں گے۔

اور جان لو کہ جس نے کسی مسلمان کو حقیر جانا تو خدا اس پر غضب و ذلت نازل کرے گا جس سے لوگ اس سے غضبناک ہونگے اور خدا کا غضب تو اس پر زیادہ ہے۔

اور خدا سے اپنے مسلمان مسکین بھائیوں کے بارے میں ڈرو کہ ان کا تم پر حق ہے کہ تم ان سے محبت کرو کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا اور جو شخص ان افراد سے محبت نہ کرے جس سے خدا نے محبت کا حکم دیا ہے تو اس نے خدا و رسول پاک ﷺ کی نافرمانی کی اور جو شخص خدا اور رسول پاک ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اسی حالت میں مرے گا تو وہ گمراہوں میں شمار ہو گا۔

[تکبر سے پرہیز کا حکم]

تکبر اور بڑائی سے پرہیز کرو کہ کبریائی خدا کے لیے خاص ہے۔ جس نے اس میں خدا سے جھگڑا کیا خدا اس کو توڑ کر رکھ دے گا اور قیامت کے دن اس کو ذلیل کرے گا اور ایکدوسرے پر بغاوت و ظلم کرنے سے بچو کہ یہ صالح و نیکوکار بندوں کی صفات میں سے نہیں ہے کیونکہ جس نے ظلم و ستم کیا خدا اس کے ظلم و بغاوت کو خود اس کے خلاف قرار دے گا اور خدا کی نصرت و مدد مظلوم کے لیے ہو گی اور جس کی مدد خدا کرے وہ غالب ہوتا ہے اور خدا کی طرف سے کامیابی اور فتح اسی کو نصیب ہوتی ہے۔

[حسد سے بچنے کی تاکید]

اور ایکدوسرے سے حسد کرنے سے بچو کہ کفر کی اصل و اساس حسد ہے اور مظلوم مسلمان کے خلاف مدد کرنے سے بچو کیونکہ اگر وہ تمہارے خلاف خدا سے دعاء کرے تو تمہارے بارے میں اس کی دعاء قبول ہو جائے گی؛ کیونکہ ہمارے پدر بزرگوار نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

مظلوم مسلمان کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

[مسلمانوں کی مدد کرنے کی تاکید]

اور ایکدوسرے کی مدد کرو کہ ہمارے جد امجد رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: مسلمان کی مدد کرنا نیکی ہے اور یہ ماہ رمضان کے روزوں اور مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے[1]۔

اپنے مسلمان بھائی سے کسی معاملہ میں سختی نہ کرو جب وہ مشکلات کا شکار ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان پر سختی کرنے کا حق نہیں جس نے مشکلات و تنگی میں مبتلاء مسلمان کو مہلت دی تو خدا قیامت کے دن اسے سایہ عطا کرے گا جب خدا کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہو گا۔

[1]۔ماہ رمضان کے روزے واجب ہیں اور مسجد الحرام میں اعتکاف کی بہت زیادہ فضیلت ہے لیکن مسلمان کی مدد کا ان سے زیادہ ثواب ہے؛ اس کا معنی یہ ہے کہ ان واجبات اور مستحبات کی روح مسلمانوں کا ایکدوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ایکدوسرے کی مشکلات میں مدد کرنا ہے نا جانے یہ کیسے مسلمان ہیں جو زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور دل میں ایکدوسرے سے نفرتیں پالتے ہیں اور عمل میں ایکدوسرے کو اذیت کرتے ہیں، سب کا حساب خدا کے ہاں محفوظ ہے۔

[حقوق خدا کی جلدی ادائیگی کی تاکید]

اے گروہ جس پر رحمت کی گئی اور اسے فضیلت دی گئی! خدا کے حقوق کو روز بروز اور لحہ بہ لحہ موخر کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ جس نے خدا کے حقوق کو جلدی ادا کیا تو خدا دنیا اور آخرت میں اس سے خیر و خوبی کو دگنا کرنے میں جلدی کرنے پر زیادہ قادر ہے اور جس نے حقوق خدا کو موخر کیا تو خدا اس کے رزق و روزی کو موخر کرنے پر زیادہ قادر ہے اور جس کی روزی خدا نے روک دی تو وہ خود اپنا رزق پیدا کرنے پر قادر نہ ہوگا۔

پس خدا نے تم کو رزق و روزی دی ہے اس کا حق ادا کرو تا کہ خدا تم کو بقیہ بھی بخوشی عطا کرے اور اپنے دگنا کرنے کے وعدہ کو پورا کرے جن کی کثرت اور فضیلت کی حقیقت کو سوائے کائنات کے خالق و مالک رب کے کوئی نہیں جانتا۔

[امامؑ کو تنگی میں نہ ڈالنے کی تاکید]

اے گروہ! خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور اگر کر سکو تو اپنے امام و پیشوا کو تنگی میں نہ ڈالو اور امام کو تنگی میں ڈالنے والا وہ ہے جو امام کے پیروکاروں میں سے نیکوکاروں، اور ان کی فضیلت کو تسلیم کرنے والوں، ان کا حق ادا کرنے میں صبر کرنے والوں اور اس کی حرمت کا خیال رکھنے والوں سے انہیں برائت پر مجبور کرے۔ پس جب امام دشمنان خدا کی وجہ سے ان بافضیلت افراد سے برائت کرے تو وہ خدا کے حضور ان کے لیے رحمت بن جاتی ہے اور ان ظلم کرنے والوں پر خدا و ملائکہ اور رسولوں کی لعنت ہوتی ہے۔

[خدا کی خاطر دوستی اور عداوت رکھنا]

اے گروہ! جان لو کہ خدا کی سنت اس سے قبل صالح و نیکوکاروں کے بارے میں جاری ہو چکی ہے کہ جس کو یہ پسند ہو کہ جب وہ خدا سے ملاقات کرے تو وہ حقیقی مومن ہو تو وہ خدا، رسول اور ایمان والوں سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے خدا کے دربار میں برائت کرے اور ان کی جو فضیلت اس تک پہنچی اس کو قبول کرے کیونکہ ان کی فضیلت کو مقرب فرشتہ اور نبی مرسل سے کمتر شخص نہیں پہنچ سکتا۔

کیا تم نے ائمہ ہدیٰ کے مومن پیروکاروں کی فضیلت نہیں سنی، فرمایا:

[اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے[1]] وہ انبیاءؑ، صدیقین، گواہوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

یہ تو ائمہؑ کے پیروکاروں کی فضیلت کی ایک وجہ ہے تو خود ائمہؑ کی فضیلت کیا ہوگی!

[خدا کی شرطوں کو پورا کر کے حقیقی مومن بننا]

اور جس کو پسند ہو کہ خدا اس کے ایمان کو کامل کرے حتی وہ حقیقی مومن بن جائے تو وہ خدا سے ان شرطوں میں ڈرے جو اس نے مومنین پر عائد کی ہیں کہ خدا نے اپنی ولایت اور اپنے رسول ﷺ اور مومنین کے پیشواؤں کی ولایت کے ساتھ نماز قائم

---

[1] ۔ سورہ نساء ۶۹ کا یہ حصہ متن روایت میں نقل نہیں ہوا معنی کی تکمیل کے لیے اسے ذکر کیا گیا ہے۔

کرنے، زکات ادا کرنے اور خدا کو نیک قرض دینے، ظاہر و مخفی ہر قسم کی بدکاریوں سے بچنے کی شرط رکھی ہے۔ پس کوئی چیز نہیں بچ جاتی جس کو خدا نے حرام کیا مگر وہ اس کے ذیل میں آجاتی ہے۔ جو شخص خدا اور اپنے درمیان اخلاص سے دینداری قائم کرے اور ان چیزوں میں سے کسی کو نہ چھوڑے تو وہ خدا کے نزدیک اس کے غالب آنے والے گروہ میں سے ہوگا اور وہ حقیقی مومن ہیں۔

اور خدا نے جن چیزوں کو قرآں کے ظاہر و باطن میں حرام کیا ہے ان میں سے کسی چیز پر اصرار کرنے سے پرہیز کرو کہ خدا نے فرمایا: اور وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے ہیں[1] (قاسم بن ربیع کی روایت تمام ہوئی)۔

[خط کی بقیہ روایت / خدا کی اطاعت کی تاکید]

اس آیت میں تم سے پہلے مومنین مراد ہیں؛ جب وہ خدا کی شرطوں میں سے کسی کو بھول جاتے تو انہیں یقین ہوتا تھا کہ انہوں نے اس چیز کو چھوڑ کر خدا کی نافرمانی کی ہے پس وہ استغفار کرتے اور دوبارہ اس کو ترک نہ کرتے تھے۔ یہ خدا کے اس فرمان کا معنی ہے۔

اور جان لو کہ خدا نے جو امر و نہی کی ہے تو اس لیے کہ اس نے جن چیزوں کا حکم دیا ان کی اطاعت کی جائے اور جن چیزوں سے روکا ہے ان سے رکا جائے پس جس نے اس کے حکم کی پیروی کی تو اس نے خدا کی اطاعت کی اور خدا کے ہاں موجود خیر و خوبی کو پالیا اور جو خدا کے منع کردہ کاموں سے نہیں رکا تو اس نے اس کی نافرمانی کی۔ پس اگر وہ خدا کی نافرمانی کی حالت میں مر گیا تو خدا اس کو جہنم میں اوندھے بل ڈال دے گا۔

جان لو کہ خدا اور اس کی مخلوق چاہے وہ مقرب فرشتے ہوں یا نبی و رسول یا ان سے کمتر ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہے مگر یہ ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کریں پس تم خدا کی اطاعت کی کوشش کرو اگر تمہیں پسند ہو کہ تم حقیقی مومن بن جاو اور خدا کی طاقت و قوت کے سوا کسی کی طاقت کارساز نہیں ہے۔ اور جتنا ہو سکے تم پر اپنے رب کی اطاعت لازم ہے کیونکہ وہ تمہارے رب اور پالنے والا ہے۔

---

[1] ۔ایک روایت کے مطابق امامؑ نے اپنے مبارک خط کو جس آیت پر ختم فرمایا اس کے سیاق و سباق میں غور کریں متقی اور پرہیزگار لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے، آل عمران آیات ۱۳۳-۱۳۸: اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جانے میں سبقت لو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو اہل تقویٰ کے لیے آمادہ کی گئی ہے* (ان متقین کے لیے) جو خواہ آسودگی میں ہوں یا تنگی میں ہر حال میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے* اور جن سے کبھی نازیبا حرکت سرزد ہو جائے یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں تو اسی وقت خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کا بخشنے والا کون ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے ہیں* ایسے لوگوں کی جزا ان کے رب کی مغفرت اور وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (نیک) عمل کرنے والوں کے لیے کیا ہی خوب جزا ہے* تم سے پہلے مختلف روشیں گزر چکی ہیں پس تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا* یہ (عام) لوگوں کے لیے ایک واضح بیان ہے اور اہل تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

[اسلام کے معنی کی وضاحت]

جان لو کہ اسلام تسلیم ہونے کا نام ہے اور تسلیم ہونا اسلام ہے پس جو شخص خدا کے سامنے تسلیم ہو گیا وہ اسلام لایا اور جو شخص تسلیم نہیں ہوا تو اسکا کوئی اسلام نہیں ہے اور جسے پسند ہو کہ وہ احسان و نیکی کے کمال کو پہنچے تو خدا کی اطاعت کرے کیونکہ جو شخص خدا کی اطاعت کرے گا وہ نیکی کی آخری منزل کو پہنچے گا۔

اور خدا کی نافرمانی کا ارتکاب کرنے سے بچو کیونکہ جس نے خدا کی نافرمانی کی جرات و جسارت کی اور اس کا ارتکاب کیا تو اس نے اپنے رب سے بہت برائی کی اور نیکی و بدی کے درمیان کوئی منزل نہیں ہے۔

نیکی کرنے والوں کے لیے خدا کے پاس جنت ہے اور برائی کرنے والوں کے لیے ان کے ربّ کے پاس جہنم کی آگ ہے پس خدا کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو اور جان لو کہ خدا کے دربار میں تمہیں اس کی مخلوق میں سے کوئی ملک مقرب یا کوئی نہیں بچا سکتا۔

پس جس شخص کو پسند ہو کہ خدا کے ہاں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کو پہنچے تو وہ خدا کی رضا و خوشنودی کو تلاش کرے اور جان لو کہ کوئی مخلوق خدا اس کی اطاعت اور اس کے رسول اور آپ کی آل میں سے ولی امر کی اطاعت کے بغیر اس کی رضا و خوشنودی کو نہیں پا سکتا۔

[دشمنان خدا سے اجتناب کی تاکید]

اور جان لو کہ منکرین جھٹلانے والے ہیں اور جھٹلانے والے منافق ہیں خدا نے منافقوں کے لیے فرمایا اور اس کا قول حق ہے:

منافقین تو یقینا جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور آپ کسی کو ان کا مددگار نہیں پائیں گے[1]۔

تم میں سے کے دل کو خدا نے اپنی اطاعت و خوف عطا کیا ہے تو وہ ان لوگوں سے کسی سے نہ ڈرے جو کو خدا نے حق سے نکال دیا اور اسے اہل حق میں سے قرار نہیں دیا کیونکہ جس کو خدا نے اہل حق میں سے قرار نہیں دیا وہ انسانوں اور جنوں میں شیطان ہیں اور انسانوں کے شیطان کے کچھ حیلے، مکر و فریب اور ایکدوسرے کو وسوسہ ڈالنا ہے جس سے وہ چاہتے ہیں کہ اگر کر سکیں تو اہل حق کو دین خدا کی اس عنایت سے ہٹا دیں کہ انہیں خدا نے اس کا اہل نہیں سمجھا، اور اس طرح وہ چاہتے ہیں کہ اہل حق اور اہل شک و تکذیب برابر ہو جائیں جیسے خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا: وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ جیسے کافر وہ خود ہیں تاکہ تم سب یکساں ہو جاؤ۔

پھر خدا نے حق کی مدد کرنے والوں کو دشمنان میں سے کسی کو دوست و مددگار بنانے سے منع کیا ہے پس تمہیں حق کی مدد سے انسانوں کے شیاطین کے حیلے اور فکر و فریب سے ڈرایا ہے اور اس سے دور رہو اور تم برائی کو بہتر طریقہ سے دور کرنے کی کوشش کرو اس کے ذریعہ خدا کی اطاعت کر کے اس خوشنودی کو حاصل کرو ان کے آپس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے اور

---

[1]۔ سورہ نساء ۱۴۵۔

تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم انہیں دین خدا کے اصولوں سے آگاہ کرو کیونکہ اگرانہوں نے تم سے اس کے بارے میں کوئی چیز سنی تو تمہیں اس سے ہٹادیں گے اور اسے تم سے چھین لیں گے اور تمہاری ہلاکت کی کوشش کریں گے اور تمہیں ناپسند امور میں ڈال دیں گے اور فاجروں کی حکومت میں ان سے تم کو انصاف نہیں ملے گا پس تم اپنے اور اہل باطل کے درمیان اپنی منزلت کو پہچانو کیونکہ اہل حق کو سزاوار ہے کہ وہ اہل باطل میں اپنی منزلت کو پہنچائیں کیونکہ خدا نے اہل حق کو اپنے پاس اہل باطل کی طرح قرار نہیں دیا کیا تم خدا کی کتاب میں اس کے قول کی وجہ نہیں جانتے کہ فرمایا: کیا ہم ایمان لانے اور اعمال صالح بجالانے والوں کو زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح قرار دیں یا اہل تقویٰ کو بدکاروں کی طرح قرار دیں؟[1]۔

اور اپنے آپ کو اہل باطل سے عزتمند رکھو اور خدا کی خاطر- کہ برتر نمونہ اس کے لیے ہے- اپنے امام و دین کو اہل باطل کا نشانہ نہ بناو اور اس طرح تم خدا کو اپنے اوپر ناراض کرلو گے اور ہلاک ہو جاؤ۔

اے نیکوکار گروہ! آرام و سکون سے رہو اور خدا کے حکم اور جس کی اطاعت کا اس نے حکم دیا ہے اس کے حکم کو مت چھوڑو اور اگرایسا کیا تو خدا اپنی نعمت کو تم پر سے بدل دے گا جو تمہارا ہم صفت ہو اس کو خدا کی خاطر دوست رکو اور جو تمہارا مخالف ہو اس سے خدا کی خاطر عداوت رکھو اور اپنے ہم صفت افراد کو محبت و نصیحت نچھاور کرو اور جو تم سے منہ موڑ لے اور تمہارا دشمن بن جائے اور تمہارے خلاف مشکلات ایجاد کرے اس سے محبت نہ کرے۔

[تکبر اور بڑائی سے پرہیز کی تاکید]

یہ ہمارا ادب اور طریقہ ہے اور یہی خدا کا ادب ہے اسے سمجھو اور اس میں غور و فکر کرو اور اسے پس پشت مت ڈالو کہ جو کچھ تمہاری ہدایت کے مطابق ہو اسے تھام لو اور جو تمہاری خواہش کے مطابق ہو اس کو چھوڑ دو۔ اور خدا کے معاملہ میں جبر و بڑائی نہ دکھاؤ۔ اور جان لو کہ کوئی شخص خدا سے بڑائی اور جبر نہیں دکھاتا مگر اس کے دین میں بڑائی دکھاتا ہے۔ پس تم سیدھے راستے پر قائم رہو اور اپنے الٹے پاوں مرتد نہ بنو ورنہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاو گے۔ خدا ہمیں اور تمہیں جبر و بڑائی دکھانے سے محفوظ رکھے۔ ہمارے اور تمہارے لیے خدا کی قوت کے سوا کوئی طاقت کارساز نہیں ہے۔

[مومن اور معصیت کار کے کردار میں فرق]

اور فرمایا: جب خدا نے اصل خلقت میں انسان کو مومن بنایا ہو تو وہ نہیں مرے گا مگر خدا اس سے شر و برائی کو ناپسند کرے گا اور اس کو اس سے دور کرے گا اور جس سے خدا برائی کو ناپسند کرے اور اس سے برائی کو دور کرے تو وہ اسے تکبر سے محفوظ رکھے گا اور اس سے وہ نرم خو، خوش اخلاق اور کشادہ رو بن جائے گا اور اس سے اسلام کا وقار و سکون اور خشوع و خضوع چھا جائے گا اور

---

[1]۔ سورہ ص ۲۸، اور اس آیت کے سیاق و سباق کے واضح ہونے کے لیے اس سے پہلی اور بعد والی آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو: اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، یہ کفار کا گمان ہے، ایسے کافروں کے لیے آتش جہنم کی تباہی ہے* کیا ہم ایمان لانے اور اعمال صالح بجالانے والوں کو زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح قرار دیں یا اہل تقویٰ کو بدکاروں کی طرح قرار دیں؟* یہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور صاحبان عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔

وہ خدا کے حرام کردہ کاموں سے اجتناب کرے گا وار اس کے غیظ و غضب کی باتوں سے پرہیز کرے گا اور خدا اسے لوگوں کی محبت اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہنا نصیب کرے گا اور لوگوں سے قطع تعلّق اور ان سے لڑائی جھگڑے کو چھوڑنا عطا کرے گا اور وہ ان کاموں میں نہیں پڑے گا۔

اور جب خدا نے ایک انسان کو اصل خلقت میں کافر بنایا ہو تو وہ نہیں مرے گا حتی خدا اس کے لیے شر و برائی کو محبوب بنادے گا اور وہ اس کے قریب ہوگا۔ جب وہ شر و برائی سے محبت کرے گا اور اس کے قریب ہوگا تو وہ تکبر و بڑائی میں مبتلا ہوگا تو وہ سنگدل ،بداخلاق ، سخت رو بن جائے گا،اس سے فحش و گالیاں ظاہر ہونگی اور اس کا شرم و حیاء کم ہو جائے گا اور خدا اس کے راز کو فاش کرے گا اور وہ حرام کاموں کا ارتکاب کرے گا اور خدا اس کو نا سے نہ بچائے گا اور وہ خدا کی نافرمانی کی جرات کرے گا اور اس کی اطاعت اور اس کے اہل کو ناپسند رکھے گا پس مومن اور کافر کے حالات میں بڑا فاصلہ ہے۔

خدا سے خیر و عافیت کا سوال کرو اور خدا کے سوا کسی کی قوت کارساز نہیں ہے۔

[خدااور ولایت کی راہ میں مشکلات پر صبر و تحمل کی تاکید]

دنیا میں مصبتوں پر اپنے آپ کو صبر پر آمادہ کرو کیونکہ اس میں مصبتوں کا تسلسل اور خدا کی اطاعت و ولایت اور جس کی ولایت کا خدا نے حکم دیا ہے ان کی ولایت کی راہ میں سختیاں دنیا کی حکومت و سلطنت سے آخرت میں خدا کے ہاں انجام کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ اگرچہ خدا کی معصیت و نافرمانی اور اس کے منع کردہ شخص کی ولایت و اطاعت میں حتیٰ مسلسل نعمتیں اور خوشحالی مل جائے کیونکہ خدا نے ان ائمہ کی ولایت کا حکم دیا ہے جن کے بارے میں اپنی کتاب میں فرمایا ہے :

ہم نے ان کو ایسا امام بنایا جو ہمارے امر سے ہدایت کرتے ہیں۔

یہ وہ امام ہیں جن کی ولایت و امامت کا خدا نے حکم دیا ہے اور جن لوگوں کی ولایت اور اطاعت سے خدا نے منع کیا ہے وہ ایسے گمراہی کے امام ہیں جن کے لیے اولیاء خدا اور ائمہ اہل بیتؑ کے مقابلے میں خدا نے دنیاوی حکومتیں رکھ دی ہیں وہ اپنی حکومتوں میں خدا و رسول کی معصیت کرتے ہیں تا کہ ان پر خدا کے عذاب کا کلمہ یقینی ہو جائے اور تا کہ تمہارا، نبی اکرم ﷺ اور سابقہ رسولوں کے ساتھ ہونا یقینی ہو جائے۔ پس تم ان قصوں کو پڑھو جن کو خدا نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے جو اس نے اپنے انبیاءؑ اور ان کے پیروکار مومنین کو آزمایا پھر خدا سے سوال کرو کہ وہ تمہیں انہی کی طرح صبر و بردباری عطا کرے اور خوشی و تنگی اور سختی و خوشحالی میں صبر دے اور اہل باطل سے جھگڑا کرنے سے بچو اور نیکوکاروں جیسی ہدایت ، وقار و سکون اور حلم و بردباری اور خشوع و خضوع ، محرمات سے تقوی و پرہیزکاری ، صداقت و سچائی ،وفاداری، خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کی کوشش تم پر لازم ہے کیونکہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا کے ہاں پہلے والے نیکوکاروں کی منزلت کو نہیں پہنچ سکتے۔

[حق پر عمل اور کردار کی پاکی کی تاکید]

اور جان لو کہ خدا جب کسی بندے سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جب اس کو یہ نعمت عطا کر دے تو اس کی زبان سے حق جاری ہوتا ہے اور اس کا دل اس پر مطمئن ہوتا ہے وہ اس پر عمل کرتا ہے جب خدا اس کے لیے یہ سب جمع کر دے تو اس کا سلام کامل ہو جاتا ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو وہ خدا کے نزدیک حقیقی مومن ہو گا۔

اور جب خدا کسی بندے سے نیکی کا ارادہ نہیں کرتا تو اسے اپنے نفس کے سپرد کر دیتا ہے تو اس کا سینہ تنگ و پریشان ہو جاتا ہے تو اگر اس کی زبان سے حق جاری ہو جائے تو بھی اس کا دل اس کو قبول نہیں کرتا اور جب اس کا دل اس سے مطمئن نہ ہو تو خدا اس پر عمل کرنے کی سعادت اسے نہیں دیتا پس جب اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے اور اسی پر مر جائے تو وہ منافقین میں سے شمار ہو گا اور جس کی زبان سے حق جاری ہوا اور خدا نے اس کے دل کو اس پر مطمئن نہیں کیا اور اسے عمل کی سعادت نہیں بخشی تو وہ اس پر حجت بن جاتا ہے۔

پس خدا سے تقوی اختیار کرو اور اس سے سوال کرو کہ تمہارا سینہ اسلام کے لیے کھول دے اور تمہاری زبان پر حق کو جاری کرے اور موت کے وقت تک اس حال پر باقی رکھے اور تمہاری عاقبت اور انجام صالح اور نیکوکاروں جیسا قرار دے۔

اور خدا کے سوا کسی کی قوت کارساز نہیں ہے وہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اور جو یہ جاننا چاہتا ہو کہ خدا اسے پسند کرتا ہے تو وہ خدا کی اطاعت کروائے ہماری پیروی کرے کیا تم نے خدا کا اپنے نبی پاک سے فرمان نہیں سنا فرمایا: کہہ دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے در گزر فرمائے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

خدا کی قسم کوئی شخص کبھی خدا کی اطاعت نہیں کرتا مگر اسے اپنی اطاعت کے صدقہ میں ہماری اتباع اور پیروی نصیب کرتا ہے اور خدا کی قسم کبھی کوئی شخص ہماری پیروی نہیں کرتا مگر خدا اس سے محبت کرتا ہے اور خدا کی قسم! کبھی کوئی شخص ہماری پیروی نہیں چھوڑتا مگر وہ ہمارا دشمن بن جاتا ہے اور خدا کی قسم! کبھی کوئی شخص ہم سے بغض و دشمنی نہیں کرتا مگر وہ خدا کی نافرمانی کرنے لگتا ہے اور جو خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے مرے تو خدا اسے ذلیل و خوار کرے گا اور اسے جہنم میں اوندھے بل گرا دے گا اور تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ تعالی کی حمد ہے[1]۔

[1]۔ یہ خط جو کافی ط محققہ دار الحدیث ج ۱۵ ص ۷-۷۴ میں پھیلا ہوا ہے اور تحف العقول و وافی اور بحار و وسائل وغیرہ میں نقل ہوا ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں اسلامی معاشرہ میں امن و سلامتی اور اخوت و بھائی چارے کو قائم کرنے اور خدا اور رسول کی اطاعت کو اساس قرار دینے کی تاکید ہے اور اس میں اہل باطل ظلم و ستم کے خوگر افراد سے مقابلہ بالمثل سے روکا گیا ہے اس کی بجائے صبر و بردباری کا درس دیا گیا ہے اور خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید بلیغ اور اس کے محرمات سے پرہیز کی ترغیب دلائی گئی ہے دشمنان خدا سے گالی گلوچ اور سب و شتم کی بازی لگانے کی بجائے صالح و نیکوکار بن کر رہنے کی تشویق دی گئی ہے اس کے علاوہ دیگر عناوین اور تعلیمات اس میں ذکر ہیں جن کو اس کا باغور مطالعہ کرنے سے سمجھا جاسکتا ہے خدا سے دعاء ہے کہ ہمیں اچھا مسلمان و مومن بن کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دشمنان خدا و رسول کے مقابلے میں صبر و تحمل پیش بن کر دین اسلام کی خوبیوں پر کاربند بندہ بننے کی سعادت سے نوازے۔

صحیفہ امام سجادؑ اور زہد و تقوی کے بارے میں آپ کا کلام[1]

۲۔ معتبر سند سے ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ میں نے کسی کو امام علی سجادؑ سے بڑھ کر زاہد و متقی نہیں پایا سوائے جو کچھ مجھے امام علی ابن ابی طالبؑ کے زہد و تقوی کے بارے میں پہنچا۔

نیز ان کا بیان ہے کہ جب امام علیؑ سجاد زہد و تقوی کے بارے میں گفتگو کرتے اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے تو حاضرین محفل رونے لگتے تھے میں نے ایک صحیفہ میں امام سجادؑ کا زہد و تقوی کے بارے میں کلام پڑھا اور اس کو لکھ لیا پھر اسے امام سجادؑ کے پاس لایا اور اس کے مندرجات آپ کی خدمت میں پیش کئے تو آپ نے ان کی تصدیق کی اور تصحیح فرمائی[2] اور اس میں یہ تھا:

مہربان اور رحم کرنے والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں، خدا ہمیں اور تمہیں ظالموں کے دھوکہ، حاسدوں کے ظلم و ستم اور جبر و بڑائی دکھانے والوں کے حملوں سے محفوظ رکھے اے مومنو! تمہیں طاغوت و سرکشوں اور ان کے پیروکاروں کا دنیا میں رغبت رکھنا اور اس سے فریفتہ ہونا اور اس پر امڈ پڑنا اور اس کے بوسیدہ مال و متاع اور اس کی خشک گھاس پر جھک جانا فریب نہ دے۔

پس جس چیز سے خدا نے تم کو ڈرایا ہے اس سے ڈرو اور جس چیز سے خدا نے تمہیں زہد و تقوی اختیار کرنے کا درس دیا ہے اس سے زہد و تقوی اختیار کرو اور ان لوگوں کی طرح اس دنیا کی طرف مائل نہ ہو جاو جو اسے اپنا گھر اور ابدی منزل سمجھ کر اس پر جھک گئے ہیں۔

خدا کی قسم! تمہارے لیے اس دنیا میں ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں اس کے عارضی ہونے کی رہنمائی کرتی ہیں، اس کے دنوں کی گردش، اس میں ہونے والی تبدیلیاں، اس کے اپنے اہل سے کھیل تماشے، یہ گمنام لوگوں کو بلند کر دیتی ہے اور شریف و بلند مرتبہ لوگوں کو پست بنا دیتی ہے اور کل کئی گروہوں کو جہنم کی آگ میں پہنچائے گی۔

---

[1] ۔ تعجب کا مقام ہے کہ محمد باقر بہبودی نے رسالہ امام صادقؑ اور امام سجادؑ کے صحیفہ زہد کو صحیح الکافی میں جگہ نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس میں بہت سی صحیح اور معتبر روایات کو ترک کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان کی تحقیق جامع نہیں ہے۔

[2] ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ دور میں معارف اسلامی کے بارے میں ملنے والی منقولات کی تصدیق ائمہؑ سے لیا کرتے اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ اصحاب نے کتب حدیث اور روایات سے متعلقہ مواد کی معصومین سے تصحیح کروائی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ نہ فقط روایات کی سندوں کی تحقیق کا کام متروک ہو گیا بلکہ ان کی تصحیح اور ان کی علماء اعلام سے نظر ثانی کرانے کی سیرت چھوٹ چکی ہے جس سے بہت سی جعلی اور من گھڑت باتیں معصومینؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں جن کا ائمہ کرامؑ کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور ایسی باتوں کو رواج دینے والے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سخت جواب دہ ہونگے۔

ان باتوں میں آگاہ شخص کے لیے مایہ عبرت، آزائش اور سرزنش ہے بے شک جو امور تمہیں شب و روز پیش آتے ہیں تاریک فتنے، تازہ بدعتیں، ظلم و ستم کی روشیں، زمانہ کی ناگوار مصیبتیں، حکومتوں کا ڈر، شیطان کا وسوسہ، جو دلوں کو آگاہی سے روکے رکھتے ہیں اور موجود ہدایت اور اہل حق کی معرفت سے غافل کرتے ہیں[1] مگر وہ گروہ جسے خدا محفوظ رکھے پس دنیا کے ایام کی گردش، اس کے حالات کی تبدیلی اور اس کے فتنوں کے ضرر کا انجام کوئی نہیں جانتا سوائے اس شخص کے جسے خدا محفوظ رکھے اور اسے رشد و ہدایت کی راہ دکھائے اور وہ درمیانی راہ پر چلے پھر اس پر زہد و تقوی سے مدد لے اور بار بار غور و فکر کرے اور صبر و تحمل سے وعظ و نصیحت حاصل کرے اور اپنی سرزنش کرے اور اس دنیا کی عارضی خوشیوں میں زہد و تقوی اختیار کرے اور اس کی لذتوں سے کنارہ گیری کرے اور آخرت کی دائمی نعمتوں میں رغبت رکھے اور ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور موت کی انتظار کرے اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو برا سمجھے اور دنیا کو (عبرت کی) روشن و تیز بین نگاہوں سے دیکھے۔ اور اس کے تازہ فتنوں اور گمراہ بدعتوں اور ظلم و ستم کرنے والے بادشاہوں کے ظلم و جور کو بصیرت کی نگاہوں سے دیکھے۔

مجھے اپنی جان کی قسم! تم گذشتہ ایام میں سابقہ امور؛ جن می؛ں فتنوں کی بھرمار تھی کو گذار چکے ہو جن سے تم گمراہوں، بدعت گذاروں اور زمین میں ناحق ظلم و فساد پھیلانے والوں سے دوری حاصل کرنے کے لیے رہنمائی لے سکتے ہیں پس خدا سے مدد طلب کرو اور خدا کی اطاعت اور ان ہستیوں کی اطاعت کی طرف لوٹ آو کہ جو ان لوگوں میں اطاعت کے زیادہ حقدار ہیں جن کی پیروی اور اطاعت کی جاتی ہے۔

پس ندامت و پشیمانی، حسرت و مایوسی اور خدا کے پاس حاضر ہونے اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے پہلے اس سے ڈرو۔ خدا کی قسم! ہر قوم نے خدا کی معصیت اور نافرمانی کے ذریعہ اس کے عذاب کی طرف سفر کیا اور کسی قوم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دی مگر ان کا انجام برا ہوا اور ان کی منزل (آخرت) خراب ہو گئی اور خدا کی معرفت اور عمل آپس میں گہرے دوست ہیں جس نے خدا کو پہچان لیا وہ اس سے خوف رکھے گا اور خوف اسے اطاعت خدا بجالانے کی ترغیب دے گا بے شک اہل علم و دانش اور

[1] ۔امام سجادؑ نے ایسے زمانے میں لوگوں کی ہدایت کی جب ظلم و ستم حد سے بڑھ چکا تھا، یزید نے امام حسینؑ اور آپ کے انصار کو شہید کر دیا اور اس کے بعد مرکز اسلام مدینہ منورہ پر حملہ کرایا اور اس سے غارت کر دیا وہاں کئی دن تک اس کے سپاہی عزتیں لوٹتے رہے (یہ واقعہ حرہ کے عنوان سے تاریخ اسلام میں معروف ہے) اور اس سے وہاں بدکاریوں کو رواج ملا رقص و غناء کی محفلیں شروع ہو گئیں یاد خدا متروک ہو گئی۔ اس وقت آپ نے احساس وظیفہ کرتے ہوئے انہیں خدا سے راز و نیاز کرنے کا طریقہ سکھایا اس لیے اپنے و پرائے آپؑ کو سجاد و زین العابدین، سید الساجدین کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کی دعاوں کے صحیفے مسلمانوں میں معروف ہوئے چونکہ اس آخری زمانے میں بھی مغربی ثقافت کی یلغار ہے اور اسلامی احکام کی پاسداری برائے نام رہ گئی ہے اس وقت لازم ہے کہ ائمہ معصومینؑ کی سیرت و کردار سے آشنائی حاصل کی جائے اور ان کے معتبر فرامین سے راہ ہدایت کو سمجھا جائے اور تعصب و مناظرہ کی فضاء چھوڑ کر تحقیق کی روش اختیار کی جائے اور اسلام کی مشترکہ میراث علمی سے استفادہ کیا جائے کہ تمام مسلمان قرآن و سنت متواترہ نبویہ کی روشنی میں اہل بیتؑ کے فضائل اور عصمت و طہارت کے قائل ہیں۔

ان کے پیروکار وہ ہیں جو خدا کی معرفت رکھتے ہیں تو اس کے لیے عمل کرتے ہیں اور اس کی رغبت کرتے ہیں خدا تعالی نے فرمایا:
اللہ کے بندوں میں سے صرف اہل علم ہی اس سے ڈرتے ہیں[1]۔

پس دنیا کی کسی چیز کو خدا کی نافرمانی کے ذریعہ حاصل نہ کرو اور دنیا میں اطاعت خدا میں مشغول رہو اور ان کے دنوں کو غنیمت جانو اور ایسے کاموں کی کوشش کرو جن میں کل تمہیں عذاب خدا سے نجات ملے کیونکہ یہی طریقہ کمتر انجام اور عذر خواہی کے قریب ہے اور نجات کے لیے زیادہ امید بخش ہے پس خدا کے حکم اور جس کی اطاعت اس نے واجب کی ہے اس کی اطاعت کرو اور تمام امور پر انہیں مقدم رکھو اور دنیا مال و دولت کی خاطر طاغوتوں کی اطاعت جیسے امور کو خدا کی اطاعت اور اولوالامر کی اطاعت پر مقدم نہ کرو۔

اور جان لو کہ تم بندگان خدا ہو اور ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم اور تم پر کل قیامت کے دن ایک سید و سردار حاکم نے فیصلہ کرنا ہے پس وہاں کھڑے ہونے سوال جواب ہونے اور ربّ العالمین کے سامنے پیش ہونے سے پہلے جواب تیار کرو، اس دن سوائے اذن خدا کے کوئی شخص بول نہیں سکے گا اور جان لو کہ خدا اس دن کسی جھوٹے کی تصدیق نہیں کرے گا اور کسی سچے کو نہیں جھٹلائے گا اور کسی مستحق کا عذر ردّ نہ کرے گا اور کسی غیر معذور کا عذر قبول نہیں کرے گا۔

اور اس نے اپنی مخلوق پر رسول اور ان کے بعد اولیاء کے ذریعہ حجت تمام کی ہے پس اے بندگان خدا اللہ سے ڈرو اور اپنے نفسوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو اور جن سے دوستی رکھتے ہو ان کی اطاعت کرو، شاید آخرت کے دن پشیمانی کرے جو اس دنیا کے کاموں میں کوتاہی کرے اور حقوق خدا کو ضائع کر دیا خدا سے توبہ و مغفرت طلب کرو کہ وہ توبہ کو قبول کرتا ہے اور برائی کو بخش دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے۔

اور گناہگاروں کی صحبت، ظالموں کی مدد اور فاسق و فاجر افراد کے پڑوس اور ان کے فتنہ و آزمائش اور ان کی حدود سے بچو اور دور اختیار کرو اور جان لو کہ جس نے اولیاء خدا کی مخالفت کی اور دین خدا کو چھوڑ کر کسی آئین کی پیروی اور ولی خدا کے امر کو چھوڑ کر اپنی رائے میں استبداد کیا تو وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلایا جائے گا جو جسموں کو کھاتی ہے جن کی روحیں دور ہو چکی ہیں اور ان پر شقاوت و بدبختی غالب آچکے ہیں وہ ایسے مردے ہیں کہ آگ کی حرارت کو محسوس نہیں کرتے اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ آگ کی تکلیف اور حرارت کو محسوس کرتے۔

[1]۔سورہ فاطر ۲۸، غور و فکر کرنے کا مقام ہے اللہ کی نگاہ میں یہ بات تاکید کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ اس کے بندوں میں سے اس سے صرف اہل علم و دانش ڈرتے ہیں جو اس کی معرفت رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کا علم و دانش اور ظاہری دعوی علم و معرفت خدا کے ہاں معیار نہیں ہے بلکہ وہ ہے جس سے خدا کا خوف دل میں پیدا ہو اور انسان اس کے احکام کی پابندی کرے اس لیے دوسری معتبر السند روایت میں اس کی وضاحت میں فرمایا: محمد بن یعقوب: عن علی بن إبراہیم، عن محمد بن عیسی، عن یونس، عن حماد بن عثمان، عن الحارث بن المغیرة النصری،عن أبی عبد الله (علیه السلام)، فی قول الله عز و جل: إِنَّما یَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبادِهِ الْعُلَماءُ، قال: "یعنی بالعلماء من صدق فعله قوله، و من لم یصدق فعله قوله فلیس بعالم "الکافی ۱: ۲/۲۸، البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص: ۵۴۴ ح ۸۸۴۵، یعنی وہ لوگ مراد ہیں جن کا فعل ان کی باتوں کی تصدیق کرتا ہو اور جس شخص کا عمل اس کی باتوں کی تصدیق نہ کرتا ہو وہ عالم اور جاننے والا نہیں ہے۔

اے بینائی رکھنے والو! عبرت حاصل کرو وار خدا نے جو تم کو ہدایت دی اس پر اس کی حمد کرو اور جان لو کہ تم خدا کی قدرت سے نکل کر کسی کی قدرت میں نہیں جاسکتے اور تمہارے عمل کو خدا اور رسول دیکھتے ہیں پھر تم خد کے حضور محشور ہونے والے ہو پس موعظہ سے نفع حاصل کرو اور صالح و نیکوکار افراد کے آداب کو اپناو[1]۔

[1]۔ الأمالی للمفید، ص ۱۹۹، المجلس ۲۳، ح ۳۳، بسنده عن الحسن بن محبوب، إلی قوله: «یومئذ لا تکلّم نفس إلّا بإذنه». تحف العقول، ص ۲۵۲، عن علیّ بن الحسین علیهما السلام، من قوله: «کفانا اللّٰه وإیّاکم کید الظالمین» اور ان دونوں میں کچھ اختلاف ہے، اور ملاحظہ ہو: الکافی، کتاب الروضۃ ح ۱۴۸۴۴، الوافی، ج ۲۶، ص ۲۴۵، ح ۲۵۴۰۴؛ الوسائل، ج ۱۶، ص ۱۱، ح ۲۰۸۲۸، إلی قوله: «و رغب فی دائم نعیم الآخرة و سعی لها سعیها».

امام علیؑ کی اپنے اصحاب کو وصیت

۴۳۔ امام کاظمؑ سے منقول ہے فرمایا: امام علیؑ اپنے اصحاب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: میں تمہیں تقوی خدا کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ امید رکھنے والے طلبگاروں کی مورد رشک اور پناہ تلاش کرتے ہوئے بچنے والوں کے لیے اطمینان و اعتماد دینے والی ہے اور پرہیز گاری کو اپنا باطنی شعار اور پیراہن قرار دو اور خدا کا خالص ذکر کرو اس کے ذریعہ تم بہترین زندگی گزارو گے اور اس کے ذریعہ تم نجات کی راہ پر چلو گے اور دنیا کو اس زاہد و پارسا شخص کی طرح دیکھو جو اس سے جدا ہونے والا ہے کہ دنیا اس میں سکونت اختیار کرنے والے مقیم کو زائل کر دیتی ہے اور خوشحالی کی زندگی گزارنے والے کے دل کو داغدار کر دیتی ہے اس میں جو گزر گیا اس کی امید نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ پلٹ کر آئے گا اور جو آنے والا ہے اس کا علم نہیں ہے کہ اس کی انتظار کی جائے اس میں آسائش مصیبتوں سے ملی ہے اور اس کی بقاء فناء و نابودی سے ملی ہوئی ہے۔

اس کی خوشیاں حزن وملال سے مخلوط ہیں اور میں بقاء ضعف و کمزوری سے مخلوط ہے اور دنیا کی مثال اس با کی طرح ہے جس کی چراگاہ سر سبز ہے دیکھنے والوں کو لبھاتی ہے، اس کا پانی شیرین اور اس کی خاک خوشبودار ہے، اس کی جڑوں سے بوندیں پھوٹتی ہیں اور اس کی شاخوں سے رطوبت ٹپکتی ہے[1] حتی جب اس گھاس کا زمانہ پہنچ جائے اور اس کے جوڑ سیدھے ہو جائیں ایسی ہوا چلے ایسی ہوا چلے جو اس کے پتوں کو اکھاڑ دے اور اس کے نظام کو بکھیر کر رکھ دے تو وہ ایسے ہو جائے جیسے خدا نے قرآن میں فرمایا:

["اور ان کے لیے دنیاوی زندگی کی یہ مثال پیش کریں: یہ زندگی اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین کی روئیدگی گھنی ہو گئی[2]] **پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی، ہوائیں اسے اڑاتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے**"۔

پس تم دنیا کو دیکھو کہ اس میں تمہیں تعجب میں ڈالنے والی چیزیں بہت ہیں اور تمہیں نفع دینے والی چیزیں بہت کم ہیں۔

---

[1]۔ یہ اس کی جڑوں کی پختگی اور شاخوں کی شادابی وطراوت سے فصیح وبلیغ تعبیر ہے (وافی کاشانی)۔

[2]۔ سورہ کہف ۴۵، اور آیت کے جس حصے کا ترجمہ [ ] کے درمیان ہے وہ روایت کے متن میں نقل نہیں کیا گیا لیکن معنی کی تکمیل کے لیے اس کو نقل کرنا مناسب سمجھا گیا۔

امام امیر المومنینؑ کا خطبہ وسیلہ [اور اصحاب کو نصیحت]

۴-جابر بن یزید جعفی سے نقل ہوا کہ میں امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے فرزندؑ رسولؐ! مجھے شیعہ کی آراء و نظریات میں باہمی اختلاف نے جلا ڈالا ہے۔

فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں ان کے اختلاف کی حقیقت نہ بتاوں کہ یہ کہاں سے آیا اور کس وجہ سے یہ تفرقہ و اختلاف میں پڑ گئے ہیں؟

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: اے فرزندؑ رسولؐ! ہاں۔

فرمایا: جب وہ اختلاف کریں تو تم اختلاف نہ کرنا اے جابر! کیونکہ اپنے زمانے کے امام کا منکر ایسے ہے جیسے کوئی نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ان کا انکار کرے اے جابر! سنو اور خوب سمجھ لو۔

راوی نے عرض کی: جیسے آپ کی مرضی!

فرمایا: سن اور یاد رکھ اور جہاں تک تیری سواری پہنچ سکے اس بات کی تبلیغ کر حضرت امام امیر المومنین علیؑ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے سات دن بعد مدینہ میں لوگوں سے خطاب فرمایا جب آپ قرآن کریم کی جمع و تالیف سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

[توحید و صفات باری تعالیٰ کا بیان]

حمد اس خدا کی جس نے وہم و گمان کو منع کر دیا کہ وہ اس کی حقیقت کو پہنچ سکیں مگر جتنا وہ موجود ہے اور عقلوں پر پردہ ڈال دیا کہ وہ اس کی ذات کی خیال پردازی کر سکیں کیونکہ اس کی شباہت و ہم شکل ہونا ممکن نہیں ہے بلکہ اس کی ذات میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ اس کے کمال میں عدد کے لحاظ سے تقسیم ہوتی وہ اشیاء سے جدا ہے لیکن ایسے نہیں جیسے جگہیں ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہیں اور ان میں ہے لیکن مخلوط ہو کر نہیں اس کا علم ایسے وسائل علم کے ذریعہ نہیں جس کے بغیر ممکنات کو علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معلوم کے درمیان کسی دوسری چیز کا علم نہیں جس کے ذریعہ وہ اپنے معلوم سے آگاہ ہوا ہو اگر کہا جائے کہ وہ موجود تھا تو اس کے وجود کے ازلی ہونے کے معنی میں ہے اور اگر کہا جائے کہ ازل سے ہے تو اس سے عدم کی نفی کرنے کے معنی میں ہے پس خدا ان لوگوں کی باتوں سے بلند تر ہے جو اس کے غیر کی پوجا کرتے ہیں اور کسی دوسرے کو معبود بناتے ہیں۔

ہم اس کی ایسی حمد کرتے ہیں جس سے وہ اپنی مخلوق سے راضی ہو اور اس کو قبول کرنے کا وعدہ دیا ہے۔

[توحید و رسالت کی گواہی]

اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور دونوں شہادتیں جو ذکر کو بلند کرتی ہیں اور عمل کو دوگنا کرتی ہیں وہ اعمال نامہ بہت حقیر ہے جس سے ان دو گواہیوں کو نکال لیا جائے اور وہ نامہ اعمال بہت سنگین اور وزنی ہو جائے جس میں یہ دونوں گواہیاں رکھ دی جائیں، انہی کے ذریعہ جنت کی کامیابی اور جہنم کی آگ سے نجات و رہائی اور پل صراط سے گزرنا ممکن ہے اور اسی شہادت کے ذریعہ جنت جائیں گے اور نماز کے ذریعہ رحمت خدا کو پائیں گے اپنے نبی پر کثرت سے درود بھیجو کہ اللہ تعالی اور ملائکہ ان پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو، درود و سلام ہو محمد وآل محمد پر۔

اے لوگو! ۱. اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہے اور ۲. تقوی سے بڑھ کر کوئی عزتمندی نہیں ہے اور ۳. پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی پناہ نہیں ہے اور ۴. توبہ سے بڑھ کر کامیاب شفیع نہیں ہے، اور ۵. عاقبت سے بڑھ کر کوئی خوبصورت لباس نہیں ہے اور ۶. سلامتی سے بڑھ کر حفاظت نہیں ہے اور ۷. قناعت سے بڑھ کر فقر و فاقہ کو ختم کرنے والا کوئی مال نہیں ہے اور ۸. قناعت سے بڑھ کر غنی و بے نیاز کرنے والا کوئی خزانہ نہیں ہے جس نے بقدر ضرورت پر اکتفاء کیا اس نے راحت و آسانی کا انتظام کر لیا اور کمال خوشحالی میں جا گزین ہوا اور ۹. رغبت دنیا غموں کی چابی ہے اور ۱۰. ذخیرہ اندوزی ناراحتی کی سواری ہے اور ۱۱. حسد دین کی آفت و مصیبت ہے اور ۱۲. حرص و لالچ برے عیوب کو جمع کرتا ہے اور ۱۳. کتنے طمع ناامیدی ہیں اور ۱۴. کتنی آرزوئیں جھوٹی ہیں اور ۱۵. کتنی امیدیں ہیں جو محرومیت تک پہنچاتی ہیں اور ۱۶. کتنی تجارتیں ہیں جو خسارے پر پہنچاتی ہیں ۱۷. جان لو کہ جو شخص معاملات میں ان کے انجام پر نگاہ رکھے بغیر پڑ جائے تو وہ رسوا کرنے والی مصیبتوں میں پڑے گا اور ۱۸. مومن کے لیے گناہ کا گلوبند کتنا برا ہے!

۱۹. اے لوگو! علم سے بڑھ کر نفع دینے والا کو خزانہ نہیں اور ۲۰. حلم و بردباری سے بڑھ کر بلند کرنے والی کوئی عزت نہیں ہے اور ۲۱. ادب سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں ہے اور ۲۲. غیظ و غضب سے بڑھ کر پست کوئی نسب نہیں ہے اور ۲۳. عقل سے بڑھ کر کوئی زینت نہیں ہے اور ۲۴. جھوٹ سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں ہے اور ۲۵. خاموشی سے بڑھ کر کوئی حفاظت نہیں ہے اور ۲۶. موت سے بڑھ کر قریب مگر غائب اور پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔

۲۷. اے لوگو! جو شخص اپنے عیب پر نگاہ رکھے گا تو وہ دوسروں کے عیوب میں مشغول نہ ہوگا اور ۲۸. جو شخص خدا کے رزق و روزی پر راضی ہوگا تو وہ دوسروں کے مال و دولت پر افسوس نہ کرے گا اور ۲۹. جس نے ظلم و بغاوت کی تلوار سونت لی وہ اس سے خود ہی قتل ہوگا اور ۳۰. جس نے اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودا وہ خود اس میں گرے گا اور ۳۱. جس نے دوسروں کے پردہ کی ہتک کی تو اس کے گھر والوں کے پردے چاک ہوں گے اور ۳۲. جو اپنی لغزش اور غلطی کو بھول گیا وہ دوسروں کی لغزشوں کو بڑا شمار کرے گا اور ۳۳. جو اپنی رائے پر تعجب کا شکار ہو گیا تو وہ گمراہ ہو جائے گا اور ۳۴. جو اپنی عقل کے ذریعہ بے نیازی دکھائے

وہ پھسل جائے گا اور ۳۵. جو لوگوں پر غرور و تکبر کرے گا وہ ذلیل و خوار ہو گا اور ۳۶. لوگوں کو حقیر سمجھے گا تو گالیاں سنے گا اور ۳۷. پست لوگوں سے میل جول رکھے گا تو وہ حقیر سمجھا جائے گا اور ۳۸. جو ایسے کام کو اٹھائے گا جس کی طاقت نہیں رکھتا تو عاجز و کمزور بن جائے گا۔

۳۹. اے لوگو! عقل سے بڑھ کر نفع بخش کوئی مال و دولت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر سخت کوئی فقر و محتاجی نہیں اور ۴۰. نصیحت سے بڑھ کر موثر کوئی موعظہ نہیں اور ۴۱. تدبیر کی طرح کوئی عقلمندی نہیں اور ۴۲. تفکر کی طرح کوئی عبادت نہیں اور ۴۳. مشورہ لینے سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں ہے اور ۴۴. خود پسندی سے بڑھ کر کوئی وحشت و تنہائی نہیں اور ۴۵* حرام کاموں سے بچنے کی طرح کوئی تقوی و پرہیزگاری نہیں اور ۴۶. صبر و خاموشی کی طرح کوئی بردباری نہیں ہے۔

۴۷-۵۷. اے لوگو! انسان کی دس خصلتیں ایسی ہیں جن کو اس کی زبان آشکار کرتی ہے: ۱۔ گواہی جو اس کے مافی الضمیر کی خبر دیتی ہے، ۲۔ وہ حاکم جو لوگوں میں فیصلہ کرتی ہے، ۳۔ وہ بولنے والی جو جواب دیتی ہے، ۴۔ وہ سفارش کرنے والی جو لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے، ۵۔ وہ تعریف کرنا والی جس سے چیزوں کو پہچانا جاتا ہے، ۶۔ نیکی کا حکم دینے والی ہے، ۷۔ قبیح و برے کاموں سے روکنے والی ہے، ۸۔ تعزیت و تسلیت کہنے والی ہے جس سے غم و دکھوں کو سکون ملتا ہے، ۹۔ وہ آمادہ ہونے کا وسیلہ ہے جس سے کینہ چھوٹ جائے، ۱۰۔ وہ دلربانے والی ہے جس سے سننے والے لذت حاصل کرتے ہیں۔

۵۸. اے لوگو! جان لو کہ حکمت بیان کرنے سے خاموشی میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جس طرح جہالت میں بولنے میں کوئی خیر و برکت نہیں ہے۔

۵۹. جان لو اے لوگو! جو شخص اپنی زبان پر کنٹرول نہیں رکھتا نادم و پشیمان ہوتا ہے اور ۶۰. جو نہیں جانتا وہ جاہل رہ جاتا ہے اور ۶۱. جو خود حلم و بردباری نہیں دکھاتا وہ بردبار نہیں بن سکتا اور ۶۲. جو برے کاموں سے نہیں بچتا وہ عقلمند نہیں بن سکتا اور ۶۳. جو عقل نہیں رکھتا وہ ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور ۶۴. جو ذلیل ہو جائے وہ عزت نہیں پا سکتا اور ۶۵. جس کی عزت و توقیر نہ رہے تو اس کی سرزنش کی جانی چاہیے اور ۶۶. جو ناحق مال کمائے وہ اس کو بے جا خرچ کرتا ہے اور ۶۷. جو پسندیدہ طریقہ سے برے کام کو نہ چھوڑے تو وہ اس کو ناپسندیدہ طریقہ (جبر) سے چھوڑے گا، ۶۸. جو شخص بیٹھ کر غریب کی مدد نہ کرے تو اٹھ کر مانگنے سے بھی اس کو نہیں دیا جائے گا اور ۶۹. جو شخص ناحق طریقہ سے عزت تلاش کرے تو وہ ذلیل ہو گا اور ۷۰. جو شخص ظلم و جور سے غالب آئے وہ مغلوب ہو جائے گا اور ۷۱. جو حق سے دشمنی کرے کمزور پڑ جائے گا اور ۷۲. جو فہم و فراست سے کام لے تو وہ محترم بن جائے گا اور ۷۳. جو غرور و تکبر کرے تو وہ حقیر بن جائے گا اور ۷۴. جو اچھا کام نہ کرے تو اس کی تعریف نہیں کی جائے گی۔

۷۵. اے لوگو! عزت و شرافت سے مرنا پستی کی زندگی سے پہلے ہے اور ۷۶. خدا کی اطاعت میں چستی و چالاکی حیرانی اور پریشانی سے پہلے اور ۷۷. حساب و کتاب عذاب سے پہلے اور ۷۸. قبر فقر و محتاجی سے بہتر ہے اور ۷۹. آنکھ بند کرنا بہت دیکھنے سے بہتر

ہے اور ۸۰. زمانے میں ایک دن تیرے لیے ہے اور ایک دن تیرے خلاف ہے اور جب تیرے لیے ہو تو بڑائی نہ دکھانا اور جب تیرے خلاف ہو تو صبر کرنا دونوں میں تیرا امتحان اور آزمائش ہے۔

۸۱. اے لوگو! انسان میں عجیب ترین چیز اس کا دل ہے اور اس کے لیے حکمت کا مواد اور اس کے خلاف بھی بہت کچھ مواد موجود ہے؛ ۸۲. اگر اس میں امید پیدا ہو جائے تو طمع اسے ذلیل و خوار کر دے اور ۸۳. اگر طمع اس پر حملہ کرے تو حرص ولالچ اسے مار دے اور ۸۴. اگر مایوسی اس پر چھا جائے تو افسوس اسے قتل کر دے اور ۸۵. اگر غضب اس پر چھا جائے تو غیظ اسے کا شدید ہو جائے اور ۸۶. اگر خوشنودی سے سعادتمند بن جائے تو خودداری اور باہمی رکھ رکھاو کو بھول جائے اور ۸۷. اگر خوف اسے پالے تو ڈر اسے مشغول کرلے وار ۸۸. اگر آسایش وفراخی اس پر سایہ فگن ہو تو غرور و تکبر اسے چھین لے ۸۹. اگر اس کو تازہ نعمتیں ملیں تو عزت و نخوت اسے گرفتار کرلے اور ۹۰. اگر مال اسے مل جائے تو ثروتمندی اسے طاغوت و سرکش بنادے اور ۹۱. اگر فقر و فاقہ اسے کاٹے تو بلا و مصیبت اسے مشغول کرلے اور رونا دھونا اسے گرادے اور ۹۲. اگر کوئی مصیبت اس پر آپڑے تو جزع و فزع اور بے صبری و بے تابی اسے رسوا کر دے اور ۹۳. اگر بھوک پیاس کا سامنا ہو تو کمزوری اسے بٹھادے اور ۹۴. اگر پیٹ بھر کر کھالے تو شکم پری اسے درد میں مبتلا کر دے پس ہر کوتاہی اس کے لیے مضر ہے اور ہر افراط و تجاوز اس کو تباہ کرنے والا ہے۔

۹۵. اے لوگو! جو شخص اپنے وظیفہ میں سستی کرتا ہے وہ ذلیل و خوار ہوتا ہے اور ۹۶. جو شخص جود و سخاوت کرتا ہے وہ سید و سردار بن جاتا ہے اور ۹۷. جس کا مال زیادہ ہوتا ہے وہ رئیس بننے کے چکر کھاتا ہے اور ۹۸. جس کا حلم و بردباری زیادہ ہوتی ہے وہ شریف بن جاتا ہے اور ۹۹. جو ذات خدا کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے وہ زندیق و ملحد بن جاتا ہے [۱] اور ۱۰۰. جو کسی چیز میں زیادہ روی کرتا ہے اس کے عنوان سے معروف ہو جاتا ہے اور ۱۰۱. جو کثرت سے مزاح کرتا ہے اسکی تحقیر کی جاتی ہے اور ۱۰۲. جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت جاتی رہتی ہے۔

۱۰۳. جس کو ادب نہیں اس کا حسب فاسد ہو جاتا ہے ۱۰۴. بہترین کام یہ ہے کہ انسان اپنے مال و دولت سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے ۱۰۵. جو شخص جاہل کے پاس بیٹھتا ہے وہ عقلمند نہیں ہے اور ۱۰۶. جو شخص جاہل کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے تو لڑائی جھگڑے اور اپنے پرائے کی باتوں کے لیے تیار ہو جائے اور ۱۰۷. موت سے نہ کوئی دولتمند اپنے مال کی وجہ سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی فقیر اپنی ناداری کی وجہ سے بچ سکتا ہے۔

---

[۱] ۔ذات خدا کے بارے میں غور و فکر کرنے سے ہر گز انسان ملحد و زندیق نہیں بنتا بلکہ عقائد میں نقلی باتوں کو یاد کرنے کی بجائے اپنے خالق و مالک کے وجود اور اس کی صفات و افعال اور عظمت و جلالت کی عقلی واضح ادلہ و براہین سے جستجو لازم ہے بلکہ دین و مذہب کے بنیادی عقائد کو خود دین کی دلیلوں سے ثابت نہیں کیا جا سکتا اس سے دور لازم آتا ہے بلکہ پہلے خدا اور رسول کی رسالت اور صداقت کو عقلی دلیل سے ثابت کیا جاتا ہے اور دین کی جزئیات اور تفصیلات کو دین سے لیا جاتا ہے اس لیے ذات خدا کے بارے میں غور و فکر کرنے والوں کو ایسی ضعیف روایات میں ملحد قرار دینے کی بات مقبول نہیں لیکن خدا کے وجود اور اس کی اعلی صفات و افعال سمجھ آنے کے بعد اس کی ذات کا احاطہ کرنے کے لیے غور کرنا تو ممکن نہیں کیونکہ ایک لامحدود ذات کا محدود ذہن میں سماجانا ممکن نہیں ہے۔

۱۰۸. اے لوگو! اگر موت کو خریدا جا سکتا تو اسے اہل دنیا میں سے کشادہ رو کریم اور پست و حریص لوگ خریدتے [1]۔

۱۰۹. اے لوگو! دلوں کے کچھ ایسے گواہ ہیں جو انہیں تفریط و کوتاہی کی راہ سے ہٹا کر موعظہ و نصیحت قبول کرنے کے لیے قوی فطانت عطا کرتے ہیں جس سے نفس خطروں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور دلوں کے لیے ہوا و ہوس کی فکریں اور اسباب ہیں عقلیں جو انہیں سرزنش کرتی اور روکتی ہیں تجربات میں تازہ علم ہے وار عبرت حاصل کرنا ہدایت و راہ راست کی رہنمائی کرتا ہے۔

۱۱۰. تیری تربیت اور ادب کے لیے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو دوسروں کے لیے ناپسند کرتے ہو، اور ۱۱۱. تجھ پر تیرے مومن بھائی کے لیے وہی حق ہے جو تیرے لیے اس پر ہے، ۱۱۲. جو اپنی رائے پر استبداد اور خود سری دکھائے وہ خطرے میں پڑ جائے اور ۱۱۳. عمل سے پہلے غور و فکر کرنا چاہیے ورنہ تجھے ندامت و پشیمانی سے بچا لے گا اور ۱۱۴. جو شخص مختلف آراء و نظریات کا استقبال کرتا ہے وہ خطا کے مواقع کو جان لیتا ہے اور ۱۱۵. جو فضول باتیں نہیں کرتا عقلیں اس کی رائے کو درست کر دیتی ہیں اور ۱۱۶. جس نے اپنی شہوت کو کنٹرول کر لیا اس نے اپنی قدر و منزلت کو محفوظ کر لیا اور ۱۱۷. جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا وہ اپنی قوم سے امن میں رہے گا اور اپنی حاجت اور ضرورت کو پا لے گا۔

۱۱۸. اور حالات کے تغیر و تبدل میں لوگوں کے جوہر کو پہچانا جاتا ہے اور ۱۱۹. زمانہ کے دن چھپے ہوئے اسرار کو تیرے لیے آشکار کر دیتے ہیں ۱۲۰. جو شخص سخت تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے اس کے یے بجلی کی گرج چمک کچھ فائدہ نہیں دیتی [2]، ۱۲۱. جو شخص حکمت میں معروف ہوا لوگ اسے ہیبت و وقار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ۱۲۳. سب سے بڑی دولت امیدوں کو ترک کرنا ہے اور ۱۲۴. صبر و تحمل فقر و فاقہ سے ڈھال ہے، ۱۲۵. حرص و لالچ فقر کی علامت ہے، ۱۲۶. بخل و کنجوسی مسکینی اور خواری کا لباس ہے اور ۱۲۷. مودت و محبت تازہ رشتہ داری ہے ۱۲۸. خوش اخلاق فقیری، جفاکار مالدار سے بہتر ہے، اور ۱۲۹. وعظ و نصیحت اپنے قبول کرنے والے کے لیے پناہ گاہ ہے ۱۳۰. جو شخص اپنی زبان و آنکھ کو آزاد چھوڑ دے تو اس کی حسرت و پشیمانی اور افسوس بڑھ جاتا ہے اور ۱۳۱. زمانہ اس شخص پر اپنا شکر واجب سمجھتا ہے جو اس میں اپنی پسند کو پا لے اور ۱۳۲. کم ایسا ہوتا ہے کہ زبان قبیح اور احسان کی نشر و اشاعت میں تجھ سے انصاف کرے [3]۔

---

[1]۔ علامہ مجلسی نے اس کی توضیح میں تین وجہیں ذکر کی ہیں: ۱۔ کریم سخاوت کے شوق سے موت کو خریدتے کیونکہ ان کے پاس مال نہیں اس غم سے نجات پالیں اور پست فطرت حریص زندگی سے ناراحت ہیں وہ اس طرح غم سے نجات پاتے، فیض کاشانی نے اسی وجہ کو ذکر کیا ہے، ۲۔ کریم اس لیے موت کو خریدتے کہ موت کو بیچنے والے کو موت سے نجات دیں اور حریص باقی چیزوں کے ساتھ اس کا بھی اضافہ کرنا چاہتے، ۳۔ کریم اس لیے موت کو خریدتے تاکہ موت کو مخلوق خدا سے اٹھا دیں اور پست فطرت اس لیے خریدتے کہ اس کے ساتھ سب کو مار کر سب مال و دولت پر قابض ہو جائیں، یہ سب تاویلیں علامہ کے ذہن کے فعال ہونے کی دلیل ہیں ورنہ جب سند صحیح نہیں ہے تو ایس توجیہوں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

[2]۔ بلکہ اس میں اس کے لیے مزید مشکلات بڑھتی ہیں

[3]۔ بلکہ ان میں وہ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتی ہے، اور مبالغہ کرنے لگتی ہے اور حقیقت بیانی نہیں کرتی۔

۱۳۳. جس کا اخلاق تنگ ہو اس کا خاندان اسے تھکا دے گا ۱۳۴. جو شخص مال و دولت اور مقام حاصل کرلے تو فخر و مباہات کرنے لگے ، اور ۱۳۵. کم ایسا ہوتا ہے کہ آرزو تیری تصدیق کرے ۱۳۶. تواضع تجھے ہیبت کا لباس پہنائے اور ۱۳۷. اخلاق کی وسعت میں روزی کے خزانے چھپے ہوئے ہیں ۱۳۸. کتنے لوگ ایسے جو اپنی زندگی کے آخری ایام میں گناہوں میں منہمک ہیں ۱۳۹[1]. جو شخص شرم وحیاء کا لباس پہن لے لوگوں پر اس کے عیوب چھپ جائیں، ۱۴۰. باتوں میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جو شخص باتوں میں میانہ روی کرتا ہے اس کے کام آسان ہوجاتے ہیں اور ۱۴۱. نفس کی مخالفت تیری رشد و ہدایت ہے ۱۴۲. جو شخص زمانے کو پہچان لے وہ آمادگی سے غافل نہ ہوگا۔

۱۴۳. یاد رکھو کہ ہر گھونٹ کے ساتھ اچھرو اور ہر لقمہ کے ساتھ گلوگیری ہے کوئی نعمت نہیں ملتی مگر دوسری زائل ہوجاتی ہے

۱۴۴. ہر جانداری کے لیے غذا ہے اور ہر دانہ کو کوئی کھانے والا ہے اور تو موت کا لقمہ ہے۔

۱۴۵. اے لوگو! جان لو کہ جو شخص زمین پر چلتا ہے وہ اس کے پیٹ میں بھی جاتا ہے اور ۱۴۶. دن رات، عمر اور زندگی کو نابود کرنے کے لیے جھگڑ رہے ہیں (اور دوسرے نسخہ میں ہے: دوڑ رہے ہیں)۔

۱۴۷. اے لوگو! نعمت کا کفر و ناشکری پستی ہے اور ۱۴۸. جاہل کی ہمنشینی شوم و بدبختی ہے اور ۱۴۹. نرم کلامی جود و کرم ہے اور ۱۵۰. زبان سے نصیحت اور نرم کلام کا اظہار اور سلام کو عام کرنا عبادت ہے اور ۱۵۱. دھوکہ فریب سے بچو کہ یہ پست افراد کا اخلاق و شیوہ ہے اور ۱۵۲. ہر طلبگار اپنی خواہش تک نہیں پہنچتا اور نہ ہر غائب واپس لوٹتا ہے اور ۱۵۳. اس شخص میں رغبت نہ کرو جو تجھ سے کنارہ کشی اختیار کرے کچھ دور والے بھی قریب ہوتے ہیں۔

۱۵۴. اور راہ چلنے سے پہلے ہمسفر دوست کے بارے میں پوچھ لو اور گھر خریدنے سے پہلے ہمسایہ کے بارے میں سوال کرو ۱۵۵. بے شک جو شخص راہ چلنے میں جلدی کرے گا اسے استراحت ملے گی ۱۵۶. اپنے بھائی کے عیب کو چھپاو جیسے تو اپنے گناہ جانتا ہے اور انہیں چھپا کر رکھتا ہے اور ۱۵۷. اپنے دوست کی لغزش اور خطا کو اس دن کے لیے بخش دو جب تیرا دشمن تجھ پر حملہ کرے گا ۱۵۸. جو شخص اس پر غصہ ہوگا جس کو نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کا حزن و ملال طویل ہوگا اور اپنے آپ کو روح کی اذیت میں مبتلا کرے گا ۱۵۹. جو شخص اپنے خدا سے ڈرے گا وہ اپنے ظلم کو روکے گا اور ۱۶۰. جو شخص اپنے کلام میں کجی نہ دکھائے وہ اپنی بزرگی اور فخر کو ظاہر کرے گا اور ۱۶۱. جو شخص خیر کو شر سے جدا کرکے نہ پہچانے تو وہ حیوان اور درنے کی مانند ہے

۔

[1]۔انسان کو ہمیشہ خدا کی معصیت و نافرمانی اور گناہ کے کاموں سے بچنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس کی زندگی کے آخری ایام ہوں مگر اس بات میں بہت کم لوگ فکر کرتے ہیں اور اسی خواب غفلت میں سوتے ہوئے نافرمانی میں منہمک رہتے ہیں اور اسی حالت میں ان کی موت ہوتی ہے۔

۱۶۲۔ بے شک زاد راہ کو ضائع کرنا نہایت فاسد کام ہے ۱۶۳۔ دنیا کی مصیبت کل قیامت کے دن کے عظیم فقر و فاقہ کے مقابلہ مین کتنی چھوٹی ہے ![1]

۱۶۴۔ دور ہو تم آپس میں صرف گناہوں اور معصیت کاریوں کی وجہ سے ناآشنا بن گئے ہو اور ۱۶۵۔ راحت وآسائش رنج و مصیبت سے کتنی قریب ہے ! اور ۱۶۶۔ سختی اور دشواری نعمت اور آسائش کے کتنا نزدیک ہے ! ۱۶۷۔ وہ سختی، سختی نہیں جس کے بعد جنت ملنے والی ہو اور وہ خیر و خوبی، خیر نہیں جس کے بعد جہنم کی آگ ہے ۱۶۸۔ جنت کے علاوہ ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کی آگ سے کمتر ہر بلاء و مصیبت عافیت ہے، ۱۶۹۔ اندرونی اور باطن کی اصلاح کرتے وقت بڑے گناہ ظاہر ہوتے ہیں[2]۔

۱۷۰۔ عمل کا خالص کرنا خود عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے اور ۱۷۱۔ نیت کو فاسد ہونے سے خالص کرنا اہل عمل کے لیے دشمن سے طولانی جہاد کی سختی سے زیادہ سخت ہے، ۱۷۲۔ ھیھات، دور ہو جاو اگر تقوی کا نہ ہوتا تو میں عرب کے سیاست دانوں میں سب سے بڑھ کر چالاک ہوتا[3]۔

[نبی اکرمؐ کے مقام وسیلہ کا بیان]

اے لوگو! اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ کا وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ حق ہے خدا اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا یاد رکھو کہ وسیلہ بہشت کی سیڑھی ہے اور قرب خدا کا بلند ترین مرتبہ ہے اور ہر آرزو کی آخری حد ہے اور اس کے ہزار زینے ہیں ایک زینہ سے دوسرے زینہ تک تیز دوڑنے والے گھوڑے ے ک سو سال بھاگنے کا فاصلہ ہے؛ زینہ مروارید، زینہ گوہر، زینہ زبرجد، زینہ لوٗلوٗ، زینہ یاقوت، زینہ زمرد، زینہ مرجان، زینہ کافور، زینہ عنبر، خوشبودار لکڑی کا زینہ، زینہ سنہری، چاندی کا زینہ، زینہ بادل، زینہ ہواء، زینہ نور، جو تمام جنتوں اور باغوں پر بلند ہے اور اس دن رسول اکرم ﷺ اس پر بیٹھے ہونگے دو نرم وملائے لباس زیب تن کئے ہوئے ہونگے ایک رحمت خدا کا لباس اور دوسرا نور خدا کا لباس، ان پر نبوت کا تاج ہوگا اور رسالت کا سر تاج ہوگا ان کے نور سے پورا محشر روشن ہو جائے گا میں اس دن اس سے نچلے زینہ پر ہونگا مجھ پر دو لباس ہونگے

---

[1] ۔جب وہ خدا کی راہ میں برداشت کی جائے اور اس کی حکم کی تعمیل میں اس کو تحمل کیا جائے اور اس پر اجر و ثواب ملنے والا ہو تو یہ بات درست ہے لیکن اگر انسان اس دنیا میں بھی مصیبتوں کا شکار رہے اور آخرت کی کامیابی بھی حاصل نہ کر سکے اور خدا کی نافرمانی اور بری نیت کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن جائے تو اس سے بڑھ کر بد بختی کیا ہے۔

[2] ۔جب انسان اپنے باطن کی اصلاح کی طرف متوبہ ہو تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کتنے بڑے گناہ سرزد ہو رہے ہیں لیکن اگر وہ خواب غفلت میں سویا ہو اور اسے اپنے اچھے اور برے کی پرواہ نہ ہو تو اس کے سامنے اچھائی برائی کی کوئی تمیز نہیں ہوتی اور بڑے بڑے گناہ کرتے ہوئے بھی وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

[3] ۔اچھے لوگوں کے لیے انسانیت کی اقدار اور ایمان و دین کی پابندیاں ہوتی ہیں وہ نہ فقط اعلی اہداف کے لیے کوشاں ہوتے ہیں بلکہ ان کو حاصل کرنے کے لیے جائز وسیلوں کا استعمال کرتے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں بے ایمان اور ستمگر لوگ نہ اہداف کی پاکی کو شرط سمجھتے ہیں اور نہ ہی وسیلہ استعمال کرتے ہوئے اس کے جائز و ناجائز ہونے کا خیال رکھتے ہیں بلکہ اپنے باطل ہدف کو پانے کے لیے ہر قسم کے وسیلہ کا استعمال کرتے ہیں اتنے میں ظاہر بین لوگ اچھے افراد کو سادگی اور سستی کا طعنہ دیتے ہیں اس حصہ میں اس طعنہ کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر میرے لیے تقوی اور دین وانسانیت کی اقدار کا لحاظ نہ ہوتا تو پھر یہ سیاست دان ہم سے زیادہ چالاک شمار نہ کئے جاتے فارسی میں کیا خوبصورت شعر میں اس کی ترجمانی کی گئی:

؎ اگر پای بند من ایمان نبودی حریفم زبردست دوران نبود

اگر میں ایمان پر پابند نہ ہوتا تو میرا دشمن زمانہ میں طاقتور شمار نہ ہوتا۔

؛ایک ارغوانی سرخ نور سے اور دوسرا کافور سے ہوگا اور رسول و نبی مختلف زینوں پر کھڑے ہونگے اور مختلف زمانوں کے بزرگ اور حجت خدا ہمارے دائیں ہونگے انہیں نور و کرامت کے جامے پہنائے گئے ہوں گے ہمیں کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل نہ دیکھے گا مگر وہ ہمارے انوار سے مبہوت و حیران رہ جائے گا اور ہماری روشنی اور جلالت سے تعجب میں پڑ جائے گا اور وسیلہ کے دائیں اور نبی اکرم ﷺ کے دائیں ایک بادل ہے جو دور تک پھیلا ہوگا جہاں تک نگاہ جائے گی اس سے آواز آئے گی:

اے اہل محشر! بشارت ہو جس نے وصی سے محبت کی اور نبی امی و عربی ﷺ پر ایمان لے آیا اور جس نے ان کا انکار کیا اس کا وعدہ جہنم کی آگ ہے اور وسیلہ کے دائیں یعنی نبی اکرم ﷺ کے دائیں اس طرح سایہ ہوگا جس سے آواز آئے گی: اے اہل محشر! خوش حال ہو جس نے وصی سے محبت کی اور نبی امی ﷺ پر ایمان لایا اس خدا کی قسم! جس کے لیے عظیم بادشاہت ہے کوئی کامیاب نہ ہوگا اور نہ آسایش اور بہشت میں جگہ پائے گا مگر جو اپنے خالق کے پاس ان دونوں سے اخلاص کرتے ہوئے ملاقات کرے اور انکے ستاروں ائمہ کی پیروی کر چکا ہو پس اے خدا کی ولایت کو ماننے والو! تمہیں چہروں کی سفیدی، اور بلند مقامات اور عزت مند جگہ اور ایک دوسرے کے سامنے کامیابی کے تخت و تاج کا یقین ہو۔

اور اے منحرف، راہ خدا اور رسول ﷺ اور ہر زمانے کے امام و حجت سے روکنے والو! تمہیں سیاہ چہروں، اور غضب خدا کا یقین ہو یہ تمہارے اپنے اعمال کی سزا ہے، کوئی نبی و رسول نہیں گزرا مگر اس نے اپنی امت کو اپنے بعد والے نبی کی خبر دی اور خاص کر نبی اکرم ﷺ کی بشارت دی اور اپنی قوم کو ان کی پیروی کی وصیت کی اور ان کی صفات بیان کیں تا کہ وہ آپ کی صفات سے آپ کو پہچان لیں اور ان کی شریعت کی پیروی کریں اور تا کہ ان کے بعد گمراہ نہ ہوں پس جو ہلاک یا گمراہ ہوا تو واضح دلیل و حجت تمام ہونے اور عذر ختم ہونے کے بعد ایسا بنا۔

پس وہ امتیں رسولوں کی امید اور انبیاء کے آنے پر رہیں اگر کوئی امت کسی نبی کے بعد بڑی مصیبتوں اور پریشانیوں کے ساتھ کسی نبی کو کھو دیتی تو انہیں امید ہوتی تھی کہ دوسرا رسول آئے گا لیکن نبی اکر ﷺ م کی مصیبت وفات کے بعد کوئی مصیبت و حادثہ ناگوار نہیں ہے کیونکہ آپ کے ساتھ سلسلہ انذار و عذر ختم ہو گیا اور حجت تمام ہو گئی اور خدا نے انہیں پوری مخلوق پر حجت اور واسطہ فیض قرار دیا جو خدا اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں انہیں ایسا نگہبان بنایا کہ ان کے سوا کوئی عمل قبول نہیں ہے اور ان کی اطاعت کے سوا کوئی قربت نہیں خدا نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان سے منہ موڑ لیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا پس خدا نے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی معصیت و نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا تو یہ آیت اس بات کی دلیل بنی جو خدا نے انہیں تفویض اور سپرد کیا تھا اور ان کے لیے گواہ ہے کہ جس نے ان کی پیروی کی اور ان کی نافرمانی کی وار قرآن میں کئی جگہ اس کو بیان کیا ہے پس خدا نے ان کی پیروی کی تاکید و ترغیب دلانے اور ان کی تصدیق اور دعوت قبول کرنے کی تشویق دلانے کے لیے فرمایا: اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا پس نبی اکرم ﷺ کی پیروی خدا کی محبت اور خدا کی رضا و

خوشنودی گناہوں کی بخشش اور کامیابی کے کمال اور جنت کے واجب ہونے کا سبب ہے اور ان سے منہ پھیرنے اور ان سے رو گردانی کرنے میں خدا سے اعلان جنگ اور اس کے غضب و عذاب کا سبب ہے اور اس سے دوری جہنم پہنچانے والی ہے۔

اور وہ اس نے قرآن میں فرمایا: اور گروہوں میں سے جو ان کا کفر کرے گا تو اس کا وعدہ جہنم ہے یعنی ان کا انکار اور ان کی فرمانی جہنم کا سبب ہے۔

خدا نے میرے ذریعہ اپنے بندوں کا امتحان لیا اور میرے ہاتھ سے ان کے ان کے مخالفین کو قتل کیا اور میری تلوار سے ان کے منکرین کو نابود کر دیا اور مجھے مومنین کے قرب کا سبب اور ظالم و سرکش افراد کے لیے حوض موت اور مجرمین پر اپنی تلوار قرار دیا، میرے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کی پشت پناہی کی اور مجھے ان کی مدد کا شرف بخشا اور مجھے ان کا علم نوازا اور مجھے ان کے احکام عنایت کئے اور مجھے ان کی وصیت سے خاص کیا اور مجھے ان کی امت میں ان کا خلیفہ بننے کے لیے چن لیا پس نبی اکرم ﷺ نے اس وقت فرمایا: جب انصار و مہاجرین جمع ہو چکے تھے اور ان کے لیے جگہ تنگ ہو رہی تھی: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اے لوگو! علی کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسی سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مومنین نے اس کو خدا کا حکم سمجھ کر لے لیا جو رسول اکرم ﷺ نے پہنچایا کیونکہ وہ مجھے جانتے تھے کہ میں ان کا ماں باپ کی طرف سے بھائی نہیں ہوں جیسے ہارون حضرت موسی کے حقیقی اور سگے بھائی تھے اور نہ ہی میں نبی ہوں کہ نبوت کا تقاضا کروں لیان اس بیان سے نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنا جانشین و خلیفہ بنا دیا جیسے موسی نے ہارون کو خلیفہ بنایا تھا جیسے فرمایا: تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہے ان کی اصلاح کر اور فساد پھیلانے والوں کی راہ کی پیروی نہ کرنا، اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب ایک گروہ نے ان سے عرض کی کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے دوست ہیں تو آپ حجۃالوداع کے لیے نکلے پھر غدیر خم کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا آپ کے لیے منبر نما بنایا گیا آپ اس پر بلند ہوئے اور میرے بازو تھامے حتی آپ کے زیر بغل کی سفیدی چمکنے لگی آپ نے بلند آواز سے اس محفل میں فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علی مولا ہے خدایا جو اس کو مولا مانے اس کو دوست رکھنا اور جو اس سے دشمنی کرے اس کو دشمن رکھنا تو میری ولایت پر خدا کی ولایت آ گئی اور میری دشمنی پر خدا کی دشمنی ہوئی خدا نے اس دن یہ آیت نازل کی: آج میں نے اپنا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا، پس میری ولایت دین کے کامل ہونے، خدا کی رضا و خوشنودی کا سبب بنی اور خدا نے میرے لیے خاص نازل کی وار مجھے عزت بخشی اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے مجھے فضیلت عنایت کی وہ خدا کا یہ فرمان ہے: پھر انہیں ان کے مولی حقیقی خدا کی طرف پلٹایا جائے گا اور جلد حساب لینے والا ہے

[فضائل علوی کے منکروں کا حال]

فِيَّ مَنَاقِبُ لَوْ ذَكَرْتُهَا لَعَظُمَ بِهَا الارْتِفَاعُ، وَطَالَ لَهَا الاسْتِمَاعُ، وَ لَئِنْ تَقَمَّصَهَا دُونِي الْأَشْقَيَانِ[1]، وَ نَازَعَانِي فِيمَا لَيْسَ لَهُمَا بِحَقٍّ... مجھ میں ایسے فضائل و مناقب ہیں کہ اگر میں ان کو ذکر کروں تو ان کو بلند شمار کیا جائے اور ان کو سننے کے لیے طویل وقت درکار ہے اگر میرے سوا ان دو شقی افراد نے اس پیراہن کو پہن لیا اور جو ان کے نہیں تھا اس میں ناحق مجھ سے جھگڑا کیا اور گمراہی سے اس پر سوار ہوگئے اور جہلات کی وجہ سے اس کو اپنے ساتھ جوڑ لیا تو کتنی بری جگہ وارد ہوئے اور کتنا برا اپنے لیے متاع آمادہ کیا ہے وہ اپنی قبر والے گھروں میں ایکدوسرے پر لعنت کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے برائت کرتا ہے اور جب دونوں ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں: کاش ہم میں مشرق و مغرب جتنا فاصلہ اور دوری وہتی پس یہ براساتھی ہے تو وہ بڑا بدبخت بری حالت میں اسے جواب دیتا ہے: کاش میں نے تمہیں دوست نہ بنایا ہوتا تو نے مجھے نصیحت آنے کے بعد اس سے گمراہ کر دیا اور شیطان انسان کو ذلیل کرنے والا ہے، میں وہ ذکر ہوں جس سے وہ گمراہ ہوگئے اور میں وہ راہ ہوں جس سے وہ منحرف ہوگئے اور میں وہ ایمان ہوں جس سے وہ کفر اختیار کرگئے اور میں وہ قرآن ہو جس کو چھوڑ گئے اور وہ دین ہوں جس کو جھٹلا گئے اور وہ صراط ہوں جس سے کنارہ کش ہوئے۔

پس اگر ان دونوں نے اس گھاس کو چرا اور دنیا کی عارضی دھوکہ دینے والی چراگاہ کو اجاڑا تو اس کی وجہ سے وہ بری طرح جہنم کے گڑھے پر پہنچ گئے ناامید ہو کر پہنچے ملعون ترین جگہ، ایکدوسرے کو لعنتیں کرتے ہوئے چیختے ہیں اور حسرت و پشیمانی میں حیوانات کی طرح بلبلاتے ہیں، نہ انہیں کوئی راحت و آسائش نصیب ہوگی اور نہ انہیں عذاب سے راہ نجات ملے گی۔

---

[1]۔ علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں کہا: «ظاهر هذه الفقرات أنّ هذه الخطبة كانت بعد انقضاء دولتهما و وصولهما إلى عذاب الله، و هو ينافي ما مرّ في أوّل الخبر أنّها كانت بعد سبعة أيّام من وفاة الرسولﷺ، فيحمل على أنّها إخبار عمّا يكون من حالهما بعد ذهابهما إلى عذاب الله»؛ ان فقروں سے ظاہر ہے کہ یہ خطبہ ان دونوں کی حکومت ختم ہونے اور ان کے عذاب خدا میں پہنچنے کے بعد تھا یہ اس روایت کے شروع میں بیان شدہ بات کے خلاف ہے کہ اس میں کہا گیا کہ یہ خطبہ آپ نے نبی اکرمﷺ کی وفات کے سات دن دیا تو اس سے مراد ان کے جانے کے بعد کے حالات کی خبر دینا ہے۔

اور محقق شعرانی نے شرح مازندرانی کے حاشیہ میں لکھا: «ظاهر الفقرات أنّ هذه الخطبة كانت بعد انقضاء دولتهما، فما مرّ في أوّل الخبر من أنّها كانت بعد سبعة أيّام من وفاة النبيّﷺ سهو من بعض الرواة»؛ ان فقروں سے ظاہر ہے کہ یہ خطبہ ان دونوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد ہوا تو جو روایت کے شروع میں گزر چکا ہے کہ یہ نبی اکرمﷺ کی وفات کے سات دن بعد ہوا تو یہ بعض راویوں کا سہو ہے۔

تبصرہ: افسوس کا مقام ہے کہ اتنے بڑے محدث و محقق کو اتنا بڑے تناقض اور تضاد کی تاویل کرنے کی سوجھی ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس روایت کی سند میں شمر کے بیٹے عمرو جیسا ضعیف اور جعلی روایات بیان کرنے والا راوی موجود ہے اور اس کا طویل متن امام علیؑ جیسے فصیح و بلیغ خطیب سے بعید ہے کہ ایک محفل میں سینکڑوں موضوعات کو فہرست وار د بیان کردیں خطبہ سمجھا کر بیان کرنے کا نام ہے یوں ہی جلد بازی سے مطالب کو جمع کرنے کا نام نہیں پھر اس روایت کی بہت سی تعبیریں امام معصوم سے خطبات میں بیان ہونا بعید اور اس کے جعلی اور راویوں کے جمع شدہ ہونے کا قرینہ ہیں، اگر اس کو خطبہ شقشقیہ کی نقل قرار دیا جائے تو واضح ہے کہ اس میں اسلوب بیان اور ہے اور یہاں اسلوب سخن اور ہے دونوں کو قیاس کرنا ایسے ضعیف راویوں کی کند ذہنیت کی دلیل ہے، غور کریں۔

[زمانہ جاہلیت کی تصویر کشی]

یہ لوگ ہمیشہ بتوں کے بچاری اور بت خانوں کی خدمتگذاری میں لگے ہوئے تھے اور ان کی عبادت کرتے اور ان کے لیے نذر و منت مانتے تھے اور ان کے لیے قربانی چڑھاتے تھے اور بحیرہ، وصیلہ، سائبہ، حام وغیرہ جاہیلت کے چڑھاوے قرار دیتے تھے اور تیر وازلام سے قرعہ نکالتے اور ذکر خدا سے بے خبر تھے اور رشد و ہدایت سے حیران و سرگردان تھے اور خدا سے دور ہونے کے لیے بھاگے جاتے تھے شیطان نے ان پر پھندا ڈالا تھا اور جاہلیت کی سیاہی نے انہیں گھیر لیا تھا اور انہیں جہالت نے دودھ پلایا اور گمراہی نے انہیں دودھ چھڑایا۔

[خاندان نبوت کے احسانات]

ایسی صورت میں خدا نے اپنی رحمت سے ہمیں ان کے پاس بھیجا اور ہمیں ان پر مہربانی کر کے ظاہر کیا اور ہمارے ذریعہ پردے چھپٹ گئے تاکہ ایسا نور ہو جو تلاش کرنے والوں کو ملے اور پیروی کرنے والوں کو فضل و کرم ملے اور اس کی تصدیق کرنے والوں کی تائید ہو اس رحمت کی وجہ سے وہ ذلت و خواری کے بعد عزت کو پہنچے اور ان کو قلّت کے کثرت ملی اور ان کی ہیبت دلوں اور آنکھوں میں بیٹھ گئی اور ان کے سامنے ظالم و جابر لوگ اور مختلف گروہ جھک گئے اور وہ ذکر کرنے والی نعمت والے بن گئے اور میسر آنے والی کرامت میں پہنچے اور خوف کے بعد امن نصیب ہوا اور تفرقہ وانتشار کے بعد اجتماع واتفاق حاصل ہوا۔

ہمارے صدقہ میں معد بن عدنان کے مفاخر اور آباء چمکنے لگے وار ہم نے انہیں ابواب ہدایت کی دہلیز پر پہنچایا اور انہیں سلامتی کے گھر میں جگہ دی اور انہیں ایمان کا لباس پہنایا اور وہ ہمارے صدقہ میں تمام عالمین پر کامیاب ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ان کے لیے نیکوکاروں کے آثار ظاہر ہوئے جن میں جہاد کرنے والے حامی موجود تھے اور خلوص سے عبادت کرنے والے نماز گزار، زہد و تقوی کرنے والے، اعتکاف بیٹھنے والے، انہوں نے امانت داری کو ظاہر و آشکار کیا اور ثواب کے کاموں کو انجام دینے لگے۔

[نبی اکرمؐ کے بعد امت کا اہل بیت سے سلوک]

جب خدا نے اپنے نبی ﷺ کو بلایا اور انہیں اپنے پاس اٹھا لیا اور انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تو ان کے بعد ابھی پلک جھپکنے کا وقت نہ گزرا تھا یا بجلی کی چھوٹی سی چمک پیدا نہ ہوئی تھی کہ وہ الٹے پاوں لوٹ گئے اور پشت پھیر کر چل دیئے اور خون کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہو گئے اور لشکروں کو ظاہر کر دیا۔

اور نبی اکرم ﷺ کے دروازے کو بند کر دیا اور گھر کو توڑ دیا اور نبی اکرم ﷺ کے آثار کو بدل دیا اور ان کے احکام سے رو گردانی کر لی اور ان کے انوار سے دور ہو گئے اور ان کے خلیفہ کا بدل بنا لیا اور اس میں انہوں نے ظلم کیا اور انہوں نے گمان کیا کہ انہوں نے آل ابی قحافہ میں جس کو منتخب کیا ہے وہ نبی اکرم کی مقام و منزلت کے زیادہ قریب ہے ان کی نسبت جن کو رسول اکرم ﷺ نے اپنے مقام کے لیے چنا تھا اور آل ابی قحافہ کا مہاجر اس مہاجر وانصاری ناموس ہاشم بن عبد مناف سے بہتر ہے۔

یاد رکھو یہ پہلی جھوٹی گواہی ہے جو اسلام مین ان کی گواہی واقع ہوئی کہ ان کا ساتھی نبی اکرم ﷺ کا خلیفہ ہے جب سعد بن عبادہ کا معاملہ پیش آیا تو اس بات سے پلٹ گئے اور کہنے لگے: رسول اکرم ﷺ چل بسے اور آپ نے کسی کو خلیفہ نہ بنایا تھا تو طیب و مبارک رسول اکرم ﷺ وہ پہلی شخصیت ہیں جن پر اسلام میں جھوٹی گواہی دی گئی اور عن قریب تم اس کے انجام کو پالو گے جو ان پہلے والوں نے بنیاد رکھی تھی۔

[دنیا کی عارضی مہلت کی حقیقت]

اور اگر وہ وسیع مہلت میں تھے اور انہیں تندرست عمر و زندگی دی گئی اور دنیاوی مال و متاع میں وسعت دی گئی اور تدریجی غرور وسکون حال اور امید کو درک کر گئے تو خدا نے ان سے پہلے شداد بن عاد، ثمود بن عبور، بلعم بن باعور کو بھی مہلت دی گئی تھی اور انہیں ظاہری و باطنی نعمتوں کو کامل کیا تھا اور انہیں مال و عمر میں طول دیا گیا تھا اور زمین کی برکتیں انہیں ملی تھیں تاکہ وہ خدا کی نعمتوں کو یاد کریں اور اس کے خوف اور اس کی طرف پلٹنے کی راہ کو پہچانیں اور تکبر و بڑائی کو چھوڑ دیں، جب ان کی مدت پوری ہوگئی اور انہوں نے معین لقمے کامل کر لیئے تو خدا نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تو ان میں سے بعض پر پتھر پھینکے گئے اور بعض کو سخت چیخ نے مار دی اور بعض کو آگ کے بادلوں نے جلا دیا اور بعض کو زلزلوں نے ہلاک کر دیا اور بعض کو زمین میں دھنس دیا خدا تو ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا انہوں نے اپنے آپ سے ظلم کر لیے تھے۔

جان لو کہ ہر مدت معین لکھی ہوئی وہ آخری حد کو پہنچ جاتی ہے، اگر تیرے لیے وہ ظاہر کر دیا جائے جس حالت کی طرف ظالم سرنگون ہو چکے ہیں اور خسارہ اٹھانے والے جس کیطرف لوٹ چکے ہیں وہ اس میں مقیم ہیں تو تم خدا کی طرف پناہ کے لیے بھاگو گے۔

[اہل بیتؑ امت اسلامی کے لیے وسیلہ نجات]

اے لوگو! یاد رکھو میں تم میں ایسے ہوں جیسے ہارون، آل فرعون میں تھے اور بنی اسرائیل میں باب حطّہ وبخشش کا دروازہ تھا اور قوم نوح میں نوح کی کشتی تھی میں عظیم خبر، صدیق اکبر ہوں، اور عن قریب تم جان لو گے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یہ دنیا کھانا کھانے والے کی انگلیوں پر ملی ہوئی غذا اور پینے والے کے باقی ذائقہ اور تھوڑا سونے والے کی اونگھ کی مانند ہے پھر ان کو ان کے ہلاک کنندہ گناہ جکڑ لیتے ہیں وہ دنیا و قیامت کے دن ذلیل و خوار ہیں پھر شدید ترین عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے اور خدا ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے پس اس کی سزا اس کے لیے ہے جو واضح راستے سے منحرف ہو گیا اور اس کی حجت کا منکر ہوا اور اس کی ہدایت کی مخالفت کرنے لگا اور اس کے نور سے روگردان ہوا اور تاریکی میں بھٹکنے لگا اور پانی کو سراب سے بدل دیا اور نعمت کو عذاب سے اور کامیابی کو شقاوت سے اور خوشی کو سختی سے اور وسعت وکشایش کو تنگی سے بدل لیا تو اس کی سزا گناہ کے ارتکاب اور خلاف ورزی کی برائی ہے تو یقین جانیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے اور جس چیز کا وعدہ کیا گیا یقینا اس میں جانے والے ہیں جس دن

حق کی آواز آئے گی وہ حشر کا دن ہوگا ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں ہماری طرف جلدی لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی سورت ق آخر تک [1].

امیر المومنین امام علیؑ کا خطبہ طالوتیہ [2]

۵۔ عمرو بن شمرو نے بیان کیا ہے کہ سلمہ بن کہیل نے ابوالہیثم بن تیہان سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے مدینہ میں لوگوں سے خطاب فرمایا:

[عقیدہ توحید اور صفات باری تعالیٰ کا بیان]

حمد اس خدا کے لیے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ بغیر کیفیت کے زندہ ہے اس کے وجود میں ہونے کی کوئی کیفیت اور مکان نہیں، نہ وہ کسی چیز پر تھا اور نہ کسی چیز میں تھا نہ اس نے اپنے وجود کے لیے کوئی مکان بنایا اور اشیاء بنانے کے بعد قوی ہوا اور نہ ان کے بنانے سے پہلے کمزور تھا اور نہ اشیاء بنانے سے پہلے وحشت زدہ تھا اور نہ کسی چیز سے مشابہہ ہے اور نہ ان کو بنانے سے پہلے حکومت سے خالی تھا نہ ان کے نابود ہونے کے بعد اس سے خالی ہوگا، وہ معبود، بغیر حیات کے زندہ تھا اور ان چیزوں کو بنانے سے پہلے مالک تھا اور وجود کو خلق کرنے کے بعد بھی مالک ہے اور خدا کے لیے کیفیت و مکان اور حد نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے مشابہہ ہے اور نہ کافی عرصہ باقی رہنے کی وجہ سے بوڑھا ہوتا ہے اور نہ ہی وہ خوف و دہشت سے کمزور پڑتا ہے اور نہ ہی اپنی مخلوق کی طرح خوفزدہ ہوتا ہے لیکن وہ بغیر کانوں کے سننے والا ہے اور بغیر آنکھوں کے دیکھنے والا ہے اور بغیر اپنی مخلوق کی قوت کے قوی ہے اور اسے دیکھنے والوں کی آنکھوں کی سیاہی دیکھ نہیں سکتی اور نہ سننے والوں کی سماعتیں اس کا احاطہ کر سکتی ہیں جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بغیر مشورہ و مدد اور خبر لینے کے وہ خود ایجاد کرتا ہے اور نہ کسی سے یہ پوچھتا ہے کہ اس کی مخلوق نے اس کا ارادہ کیا اس کو آنکھیں درک نہیں کر سکتیں وہ آنکھوں کو درک کرتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔

---

[1] ۔الکافی، ج۸/۱۸-۳۱ و ط محققہ ۱۵، ص: ۵۸-۹۲، الأمالی صدوق، ص ۳۲۰، مجلس ۵۲، ح ۸؛ والتوحید، ص ۷۲، ح ۲۷، بسندہما عن الکلینی، عن محمّد بن علیّ بن معن، عن محمّد بن علیّ بن عاتکۃ، عن الحسین بن النضر الفہری، عن عمرو الأوزاعی، عن عمرو بن شمر، عن جابر بن یزید الجعفی، عن الباقر، عن آبائہ، عن إمیر المؤمنین علیہم السلام، از: «إنّ أمير المؤمنين عليه السلام خطب الناس بالمدينة بعد سبعة أيّام» تا: «كلّ نعيم دون الجنّة محقور، و كلّ بلاء دون النار عافية» با اختلاف. الفقیہ، ج ۴، ص ۴۰۶، ح ۵۸۸۰، بطور معلّق از عمرو بن شمر، عن جابر بن یزید الجعفی، عن الباقر، عن آبائہ، عن إمیر المؤمنین علیہم السلام، از: «أيّها الناس إنّه لا شرف أعلى من الإسلام» تا: «كلّ نعيم دون الجنّة محقور، و كلّ بلاء دون النار عافية» تا اختلاف. ملاحظہ ہو: علل الشرائع، ص ۱۰۹، ح ۷؛ و ص ۱۶۴، ح ۶؛ معانی الأخبار، ص ۱۱۶، ح ۱؛ الإرشاد، ج ۱، ص ۳۰۱؛ خصائص الأئمّۃؑ، ص ۹۷؛ نہج البلاغۃ، ص ۴۸۷، حکمت ۱۰۸؛ و ص ۵۴۰، حکمت ۳۷۱؛ و ص ۵۴۶، حکمت ۳۹۶؛ تحف العقول، ص ۸۸، ۹۲، ۹۵، ۹۷ و ۲۰۷؛ معدن الجواہر کراجکی، ص ۱۷، الوافی، ج ۲۶، ص ۱۷، ح ۲۵۳۶۵، الکافی ۱۵ ص ۹۲ و ۳۰/۸.

[2] ۔اس خطبہ کا نام طالوتیہ اس وجہ سے ہے کہ اس میں حضرت طالوت کے اصحاب اور دوستوں کا ذکر ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر غالب کریں اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی رسالت کو پہنچایا اور راہ کو روشن و واضح کر دیا۔

[فریب خوردہ امت سے شکوہ]

اے امت! جس کو دھوکا دیا گیا تو وہ دھوکا کھا گئی اور دھوکہ دینے والے کے فریب کو بھی جانتے ہوئے اس بات پر لوٹ گئی اور اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگی اور اپنی گمراہی کی تاریکی میں چلنے لگی حالانکہ اس کے لیے حق واضح ہو چکا تھا تو اس نے اس سے روکا اور واضح راستے سے منحرف ہو گئی۔ اس ذات کی قسم! جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا اگر تم علم کے معدن سے علم و دانش حاصل کرتے اور شریں پانی سے سیراب ہوتے اور خیر و نیکی کو اس کی جگہ سے ذخیرہ کرتے اور واضح راستے کو تھام لیتے اور حق کے راستے پر چلتے تو تمہارے لیے راہیں واضح ہو جاتیں اور نشانیاں تمہارے لیے ظاہر ہو جاتیں اور اسلام تمہارے لیے روشن ہو جاتا اور تم خوشی و فراوانی سے کھتے اور کوئی تم میں فقیر و نادار نہ ہوتا اور نہ کسی مسلمان اور کافر ذمی پر ظلم ہوتا مگر تم نے تاریکی کا راستہ اختیار کیا تو دنیا اپنی وسعت کے باوجود تم پر تاریک ہو گئی او علم و دانش کے دروازے تم پر بند ہو گئے۔

تم اپنی خواہشات سے بات کرنے لگے اور دین میں اختلاف کا شکار ہو گئے اور تم نے دین خدا میں بغیر علم کے فتوی دیا اور تم نے گمراہوں کی پیروی کی انہوں نے تمہیں گمراہ کر دیا اور تم نے حقیقی ائمہ و پیشواوں کو چھوڑ دیا تو انہوں نے بھی تمہیں چھوڑ دیا پس تم اپنی خواہشات سے حکم کرنے لگے جب کوئی مشکل پیش آئی تو تم نے اہل ذکر سے سوال کیا اور جب انہوں نے اس کو حل کیا تو تم کہنے لگے: یہ حقیقی علم ہے پھر طرح ان کو چھوڑا اور ان کو پس پست ڈال دای اور ان کی مخالفت کی، ٹھہرو! عنقریب تم اپنے بوئے ہوئے کو کاٹو گے اور اپنے جرم کے سنگین انجام سے دو چار ہو گے۔

فضائل کا بیان

اس خدا کی قسم! جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو خلق کیا، تم یقین رکھتے ہو کہ میں تمہارا سر دار ہوں، میں وہ ہوں جس کی پیروی کا حکم دیا گیا، میں تم میں بڑا عالم ہوں جس کے علم کے ذریعہ نجات پا سکتے ہو اور تمہارے نبی کا وصی اور تمہارے پرودگار کا منتخب شدہ ہوں اور زبان نور ہو تمہاری اصلاح کرنے والا عالم و دانشمند ہوں، ٹھہرو عنقریب تم پر وہ کچھ پہنچے گا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا اور جو تم سے پہلی امتوں پر نازل ہوا اور خدا تم سے ائمہ کے بارے میں سوال کرے گا تم انہی کے ساتھ محشور ہو گے اور کل قیامت کے دن تمہیں خدا کے پاس جانا ہو گا۔

[مددگار ملنے کی تمنا]

یاد رکھو کہ اگر میرے پاس طالوت کے اصحاب یا اہل بدر کی تعداد کے برابر مددگار ہوتے اور وہ تمہارے ہم پلہ ہوتے تو میں تمہیں تلوار سے مارتا (جنگ کرتا) یہاں تک کہ تم حق کی طرف لوٹ آتے اور تم سچائی کی طرف مائل ہو جاتے تو یہ شگاف کو بھنے کے لیے بہتر اور نرمی کے مطابق ہوتا خدایا! تو ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

راوی کا بیان ہے: پھر امام مسجد سے باہر آئے اور ایک چار دیواری کے پاس سے گزرے جس میں تقریباً ۳۰ بکریاں تھیں فرمایا: خدا کی قسم! اگر میرے لیے اتنے مرد مددگار ہوتے جو خدا و رسول کے لیے خیر خواہی کریں تو میں مکھی کھانے والی عورت[1] کے بیٹے کو حکومت سے ہٹا دو۔

جب شام ہوئی تو ۳۶۰ افراد نے مرنے کے لیے بیعت کی امام نے ان سے فرمایا: کل صبح تم سب سر منڈوا[2] کر مدینہ سے باہر احجار زیت کے پاس آو۔

امام علیؑ نے سر منڈوایا لیکن ان لوگوں نے وعدہ پورا نہ کیا، صرف ابوذر، مقداد، حذیفہ یمان، عمار یاسر نے وعدہ پورا کیا اور سلمان[3] سب کے بعد آئے، تو امام نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور فرمایا: خدایا! ان لوگوں نے مجھے اس طرح کمزور و خوار کر دیا جیسے بنی اسرائیل یہود نے ہارون کو کمزور بنا دیا تھا، خدایا تو جانتا ہے کہ جو ہم ظاہر و باطن رکھتے ہیں اور تجھ سے زمین و آسمانوں میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے مجھے اسلام کی حالت میں موت دے اور صالحین کے ساتھ ملحق فرما۔

یاد رکھو خانہ کعبہ اور جو کوئی اسے مس کرتا ہے اور مزدلفہ و ریم جمرہ کے لیے تیزی سے جانے والوں کی قسم! اگر نبی امی ﷺ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا[4] تو میں مخالفین کو موت کے سمندر میں اتار دیتا اور ان پر موت کی بجلیوں سے بھری بارش کر دیتا عنقریب وہ اس کو جان لیں گے۔

---

[1] ۔اس روایت کی سند کے بارے میں بیان ہو چکا نہایت ضعیف اور غیر معتبر ہے اس میں کئی مجہول الحال اور نامعلوم قسم کے راوی ہیں او شمر کا بیٹا عمرو ضعیف ہے اس لیے ایسی روایات سے اپنے و پرائے کوئی احتجاج اور استدلال نہیں کر سکتے ویسے بھی ائمہ معصومین کی سیرت و کردار اور اخلاق عالیہ سے ایسی تعبیر بعید ہیں مگر محدثین کو ایسی غیر معتبر سندوں کو نقل کرنے کا شوق ہے کیا اس وقت بنی ہاشم اور ان کے ہم پیمان قبیلوں اور مخلص لوگوں میں اتنے افراد بھی نہیں تھے!۔

[2] ۔یہ ترجمہ مشہور بات کی روشنی میں کیا گیا ہے ورنہ شارح مازندرانی نے اس سے مراد اسلحہ سے لیس ہو کر آنا مراد لیا ہے اور یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ مقابلہ کرنے کے لیے اسلحہ اور آمادگی دیکھی جاتی ہے، اس بناء پر سر منڈوانے والی مشہور بات بھی ایک ضعیف احتمال ہے۔

[3] ۔ایسی راویات پر عمل کرنے والوں نے سلمانؓ کی شخصیت بھی ان سب سے موخر کر دی حالانکہ انہیں علم و یقین اور ایمان کے بالا مراتب پر قرار دیا جاتا ہے ایسی اختلافات ضعیف و غیر معتبر روایات میں بہت ہیں، پھر اہم بات یہ ہے کہ امام علیؑ کے اپنے بھائیوں اور بنو ہاشم کے دیگر افراد میں کوئی نظر نہیں آ رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے!

[4] ۔اگرچہ اس روایت کی سند ضعیف ہے اور اس کے متن میں کئی لاینحل سوال اور ابہام موجود ہیں انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے آپ سے صبر کرنے کا عہد و پیمان لیا تھا تو بناء بر مشہور آپ نے لوگوں کو سر منڈوانے یا انہیں اسلحہ سے لیس ہو کر آنے کا حکم کیسے دیا اگر آپ نے ایسے اقدام کرنے تھے تو ان سے اتحاد ختم کر کے بہت کچھ کر سکتے تھے اسی معاشرے میں لوگوں کو جمع کیا جا سکتا تھا لیکن جیسا کہ دیگر معتبر روایات میں بھی اس عہد و پیمان کا ذکر ہے اس لیے آپ کے ایسے اقدامات کی روایات قابل غور ہیں مگر یہ کہ یہ سب عوامل اپنی جگہ موثر ہوئے آپ نے حالات پر گہری نظر کرنے کے بعد اتحاد اسلامی کو عہد نبوی سمجھ کر ترجیح دی۔

[فضائل شیعہ]

۶۔ محمد بن سلیمان دیلمی نے باپ سے نقل کیا: میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ ابو بصیر تیز سانس لیتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوا تو امام نے اس سے فرمایا: اے ابو محمد! اتنے بڑے کیوں لے رہے ہو؟

[اہل ولاء کے جوانوں اور بوڑھوں کی خدا کی نگاہ میں عزت]

اس نے عرض کی: آپ پر قربان جاوں اے فرزند رسول! میری عمر بڑھ گئی ہے اور میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میری موت قریب ہے پھر مجھے معلوم نہیں کہ آخرت میں میرے معاملہ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! تم یہ بات کر رہے ہو؟!

ابو بصیر نے عرض کی: : آپ پر قربان جاوں، کیسے میں یہ بات نہ کروں!

امام نے فرمایا: اے ابو محمد! کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا تمہارے نوجوان کی عزت کرتا ہے اور تمہارے بوڑھوں سے شرم و حیاء کرتا ہے[1]۔

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، کیسے وہ جوانوں کی عزت کرتا اور بوڑھوں سے شرم و حیاء کرتا ہے؟

فرمایا: خدا نے جوان کو عذاب سے بچا کر عزت بخشی اور بوڑھوں کو حساب کتاب لینے سے حیاء کرتا ہے۔

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، یہ ہم سے خاص ہے یا اہل توحید کو بھی شامل ہے؟

فرمایا: خدا کی قسم! ہر گز نہیں، یہ تو ہم سے خاص ہے دوسرے لوگوں کو شامل نہیں۔

[رافضی نام کی تاریخی حیثیت]

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، ہمیں ایسے برے القاب دیئے جاتے ہیں جن سے ہماری کمر ٹوٹ جاتی ہے اور ہمارے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور ان کے والی و حاکم ہمارے خون کو حلال سمجھتے ہیں اس حدیث کی وجہ سے جو ان کے فقہاء و علماء نے نقل کی ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: رافضہ اور ترک کرنے والے۔

عرض کی: ہاں۔

فرمایا: نہ، خدا کی قسم! انہوں نے تمہارے نام یہ نہیں رکھا بلکہ یہ تو خدا نے تمہارا نام رکھا اے ابو محمد! تجھے علم ہے کہ ۷۰ اسرائیلیوں پر فرعون اور اس کی قوم کی گمراہی واضح ہو گئی تو انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور حضرت موسیٰ سے ملحق ہو گئے جب آپ

[1]۔خدا یہ سلوک تب کرے گا جب جوان بھی اس کی عزت کریں اور اس کی نافرمانی کی جسارت نہ کریں اور بوڑھوں سے ایسا تب کرے گا جب وہ بھی خدا سے شرم و حیاء کریں ورنہ جب بڑھاپے آثار نمودار ہونے کے بعد بھی بوڑھے خدا کی نافرمانی پر ڈٹے رہیں تو خدا ان سے سخت حساب و کتاب لے گا جیسا کہ دیگر روایات سے منقول ہے کھلی چھٹی والی روایتیں ایسے ضعیف اور کذاب راویوں نے گھڑی ہیں جن کے نام سند میں ذکر ہیں۔

کی ہدایت ان کو واضح ہوگئی تھی انہیں حضرت موسیٰؑ کے لشکر میں رافضیوں کا نام دیا گیا کیونکہ انہوں نے فرعون کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ پورے لشکر سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے اور حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ اور ان کی سنتوں سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے تو خدا نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ ان کا یہ نام تورات میں لکھ دے میں نے ان کا یہ نام رکھا ہے اور انہیں یہ نام عطا کیا ہے تو حضرت موسی نے یہ نام ان کے لیے لکھ دیا پھر خدا نے یہ نام تمہارے لیے ذخیرہ کر لیا حتی یہ تمہیں عطا دیا۔

اے ابو محمد! انہوں نے خیر و نیکی کو چھوڑا اور تم نے شر و برائی کو چھوڑا لوگ فرقوں میں بٹ گئے اور مختلف گروہوں میں تقسیم ہوگئے تم نے اپنے نبی ﷺ کی اہل بیت کے گروہ کو تھام لیا اور ان کے نظریہ کو اختیار کیا اور تم نے اس کو پسند کیا جس کو خدا نے منتخب کیا اور اس کا ارادہ کیا جس کا خدا نے ارادہ فرمایا، پس تمہیں بشارت ہو۔

[قبولیت اعمال اور بخشش گناہ]

خدا کی قسم! تم پر رحمت ہوگی تمہارے نیکوکاروں کی نیکی قبول ہوگی اور تمہارے گناہ گاروں کو معاف کر دیا جائے، جو شخص اس عقیدہ کے ساتھ قیامت کے دن نہ آئے گا جس پر تم ہو تو اس سے کوئی نیکی قبول نہ ہوگی اور نہ اس کی برائی کو بخشا جائے گا۔

(۱[۱]) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

مومنین سے فرشتوں کا گناہوں کو جھاڑنا]

فرمایا: اے ابو محمد! خدا کے ایسے فرشتے ہیں جو گناہوں کو ہمارے شیعوں کی پشت سے ایسے گراتے ہیں جیسے تیز ہوا خزاں کے موسم میں خشک پتوں کو گرای ہے جیسے خدا نے فرمایا: وہ ملائکہ عرش کو اٹھاتے ہیں اور اس کے گرد خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ ایمان لانے والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں[۲]۔ خدا کی قسم! تمام مخلوق کی بجائے ان ملائکہ کی استغفار صرف تمہارے لیے ہے۔

(۲) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

---

[۱]۔ اس ضعیف و غیر معتبر روایات میں کئی بار راوی کو خوش کرنے کی بات امام کی طرف منسوب ہے اور اس میں کئی آیات کا شان نزول معین کیا گیا ہے ایسی ضعیف روایات سے آیات کے شان نزول معین نہیں کئے جاسکتے اگرچہ ان کو اخباریوں نے تفسیر و حدیث کی کتابوں میں نشر عام کر دیا ہے اور ان کے ضعیف و غیر معتبر ہونے کو بیان کرنے کی زحمت نہیں کی، ہم نے اس جملہ خوشحالی کی تعیین کے لیے نمبر لگا دیئے ہیں۔

[۲]۔ یہ آیت سورہ مومن میں موجود ہے اس میں ایسے مومنین کی نشانیاں بھی بیان ہوئی جن کی یہ فضیلت ہے ایسی ضعیف روایات سے تو گناہوں کی بخشش اور چھٹی کا تصور پیدا ہوتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں مومنین کی جامع صفات بیان ہوئی پھر ان کے لیے یہ مراتب ہیں ایسا نہیں کہ نام نہاد مومنین خدا کی نافرمانی کرتے رہیں اور ملائکہ ان کی پشت کو صاف کرنے میں لگے ہوئے۔

[خدائی عہد و پیمان کو پورا کرنے والے مومن]

فرمایا: اے ابو محمد! خدا نے تمہارے ذکر قرآن میں کیا ہے ،فرمایا: مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے۔

تم نے خدا سے کیا ہوا ہماری والیت کا عہد و پیمان پورا کیا ہے اور تم نے ہمارے غیر کو تھام کر اس کو تبدیل نہیں کیا ہے اگر تم ایسا نہ کرتے تو خدا تمہیں بھی اسی طرح سرزنش کرتا جس طرح ان کی سرزنش کی اور فرمایا: ہم نے ان میں سے اکثر کو عہد پر نہیں پایا اور فرمایا: ہم نے ان میں سے اکثر کو فاسق پایا۔

(۳) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

[اہل بہشت کی نعمتیں]

فرمایا: اے ابو محمد! خدا نے تمہارے ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے فرمایا: وہ بھائی جو ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہونگے۔
خدا کی قسم! اس نے تمہارے سوا کسی کو مراد نہیں لیا۔

(۴) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد! ان دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے خدا کی قسم تمہارے سوا کسی کو مراد نہیں لیا۔

(۵) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

[عالم و جاہل برابر نہیں!]

فرمایا: اے ابو محمد! [(مشرک بہتر ہے) یا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگائے رکھتا ہے[1]]، کہد یجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں؟ بے شک نصیحت تو صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔

ہم جاننے والے اور ہمارے دشمن جاہل اور ہمارے شیعہ عقلمند ہیں۔

(۶) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

[1]۔ آیت کا یہ حصہ جو [ ] کے اندر ذکر ہوا ہے وہ روایت میں نہیں ہے آیت کے سیاق و سباق کو واضح کرنے کے لیے اس کو بھی نقل کیا گیا۔

[خدا کی رحمت کا سایہ]

فرمایا: اے ابو محمد! خدا کی قسم خدا ان سوائے امیر المومنینؑ اور آپ کے شیعوں کے کسی نبیؐ اور ان کے پیروکاروں کو بھی اپنی کتاب میں استثناء نہیں کیا وہ کتاب حق ہے فرمایا: اس دن کوئی دوست اپنے دوست کے کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی مگر جس پر خدا رحم کرے۔

خدا نے اس سے امام علیؑ اور آپ کے شیعوں کو مراد لیا ہے۔

(۷) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد! خدا نے تمہارا ذکر اپنی کتاب میں کیا اور فرمایا: کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقینا اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے، وہ یقینا بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔

خدا کی قسم! اس نے اس آیت میں تمہارے سوا کسی کا ارادہ نہیں کیا ہے۔

(۸) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد! خدا نے تمہارے ذکر اپنی کتاب میں کیا اور فرمایا: تجھے میرے بندوں پر کوئی تسلط حاصل نہیں۔

خدا کی قسم! خدا نے اس سے صرف ائمہ اور ان کے شیعوں کو مراد لیا ہے۔

(۹) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد! [اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے] وہ انبیاء، صدیقین، گواہوں اور صالحین کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔ آیت میں نبی اکرم ﷺ رسول پاکؐ ہیں اور ہم اس مقام پر صدیق و شہداء ہیں اور تم صالح و نیکوکار ہو پس اطرح نیکوکار بن کر رہو جیسے خدا نے تمہارا نام رکھا ہے۔

(۱۰) اے ابو محمد! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟ عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد! اللہ تعالی نے تمہارا ذکر کیا جب تمہارے دشمن کی جہنم میں گفتگو نقل کی وہ کہیں گے: ہم لوگوں کیوں نہیں دیکھ رہے جن کو ہم اشرار اور بدکار سمجھتے تھے ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے یا آنکھیں کج ہو گئی ہیں۔

خدا کی قسم! خدا نے تمہارے سوا کسی کا ارادہ نہیں کیا تم ان دنیاوالوں کے ہاں اشرار سمجھے جاتے ہو۔

خدا کی قسم! تم جنت میں ناز و نعمت میں ہو گے اور وہ جہنم میں تمہیں تلاش کرتے ہونگے [1]۔

---

[1] ۔قرآن و حدیث میں جہنمیوں کی گفتگو کو نقل کیا گیا ہے سورہ مدثر ۳۸-۵۱ میں فرمایا: ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے۔ سوائے دائیں والوں کے، جو جنتوں میں پوچھ رہے ہوں گے،

(۱۱) اے ابو محمد ! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد ! قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت نہیں جو جنت کی رہنمائی کرتی ہو اور اہل جنت کا خیر و خوبی سے ذکر کرتی ہے مگر وہ ہمارے بارے میں اور ہمارے شیعوں کے متعلق ہے اور کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو جہنم کی رہنمائی کرتی ہے اور اہل جہنم کا برا ذکر کرتی ہے مگر وہ ہمارے دشمنوں اور ہمارے مخالفوں کے بارے میں ہے۔

(۱۲) اے ابو محمد ! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟

عرض کی: آپ پر قربان جاوں، مزید فرمایئے۔

فرمایا: اے ابو محمد ! ابراہیم کے دین پر کوئی نہیں مگر ہم اور ہمارے شیعہ اور باقی سب لوگ اس سے بری اور دور ہیں۔

اے ابو محمد ! کیا میں نے تجھے مسرور و خوشحال کیا؟ عرض کی: مولا کافی[1]۔

۴۱۔ مجرمین سے۔ کس چیز نے تمہیں جہنم میں پہنچایا؟ وہ کہیں گے: ہم نماز گزاروں میں سے نہ تھے، اور ہم مسکین کو کھلاتے نہیں تھے، اور ہم بیہودہ بکنے والوں کے ساتھ بیہودہ گوئی کرتے تھے، اور ہم روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ اب سفارش کرنے والوں کی سفارش انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں؟ گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں، جو شیر سے (ڈر کر) بھاگے ہوں

[1]۔ فضائل الشیعة، ص۲۱، ح۱۸، بسنده عن محمّد بن سلیمان، تا: «بعضهم لبعض عدوّ إلّاالمتّقین و اللّه ما أراد بهذا غیرکم یا با محمّد فهل سررتک». الاختصاص، ص ۱۰۴، بسنده عن محمّد بن سلیمان الدیلمی، عن إبی سلیم الدیلمی، عن إبی بصیر، عن إبی عبد اللّه علیه السلام. تفسیر فرات الکوفی، ص ۳۶۴، ح ۴۹۶، بسنده عن سلیمان الدیلمی، تا: «إنّه هو الغفور الرحیم و اللّه ما أراد بهذا غیرکم فهل سررتک یا با محمّد». الکافی، کتاب الروضة، ح ۱۵۲۸۵، بسنده عن إبی بصیر، عن إبی عبداللّه علیه السلام، از «یا با محمّد إنّ للّه‌عزّوجلّ ملائکة یسقطون الذنوب» تا: «لکم دون هذا الخلق»، اور ان سب میں کچھ اختلاف ہے، الوافی، ج۵، ص ۷۹۵، ح۳۰۶۱؛ البحار، ج ۶۸، ص ۴۸، ح ۹۳.

امام صادقؑ کی منصور عباسی کے قافلہ میں داستان

۷۔ معتبر سند سے حمران بن اعین کی روایت میں ہے کہ امام صادقؑ کے پاس خلفاء اور ان کے پاس شیعہ کی بدحالی کا ذکر ہوا تو فرمایا: میں ابو جعفر منصور کے ساتھ اس کے قافلہ میں چل رہا تھا وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ارد گرد گھڑ سوار سپاہی تھے، میں اس کے ساتھ ایک گدھے پر سوار تھا منصور نے مجھ سے کہا: اے ابو عبداللہ! آپ کے لیے مناسب ہے کہ خدا نے جو طاقت ہمیں دی ہے اور ہمارے لیے عزت کا باب کھولا ہے اس پر خوش ہوں اور تم لوگوں کو نہ بتاؤ کہ تم اس امر خلافت کی نسبت ہم اور تمام اہل بیت کی نسبت زیادہ حقدار ہو کہ اس طرح ہمیں اپنے خلاف سختگیر بناو۔

میں نے جواب دیا: جس نے ایسی باتیں میری طرف منسوب کر کے تجھے بتائی ہیں اس نے جھوٹ بولا ہے۔

اس نے مجھ سے کہا: کیا تم اس پر قسم اٹھاتے ہو؟

میں نے جواب دیا: لوگ جادو گر ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تیرے دل کو میرے خلاف بھڑکائیں تو ان کو اپنے کانوں پر قدرت نہ دے کیونکہ تیرے ہماری طرف محتاج ہونے سے زیادہ ہم تیرے نیاز مند ہیں۔

اس نے کہا: آپ کو یاد ہے کہ ایک دن میں نے آپ سے پوچھا کیا ہمیں حکومت ملے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں تمہیں طویل و عریض اور سخت حکومت ملے گی اور تمہیں مہلت دی جائے گی کہ تم دنیا میں وسعت اور کشائش کے ساتھ زندگی گزارو جب تک تم ماہ حرام اور محترم شہر میں ہمارا ناحق خون نہیں کرتے۔

امام کا بیان ہے کہ میں سمجھ گیا کہ اس نے وہ حدیث اچھی طرح یاد کر رکھی تھی تو میں نے جواب دیا: خدا تجھے ایسا کام کرنے سے روکے کیونکہ میں نے اس کام کے لیے تیرا نام نہیں لیا وہ ایک حدیث تھی جو میں نے تجھے بیان کی وہ تیرے گھر کا کوئی شخص ہے جو یہ کام کرے گا تو وہ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

جب میں اپنے گھر لوٹا تو میرے بعض دوست میرے پاس آئے اور عرض کی: میں آپ پر فدا ہوں خدا کی قسم! میں نے آپ کو ابو جعفر منصور کے قافلے میں دیکھا وہ گھوڑے پر سوار تھا اور آپ دگدھے پر سوار تھے اور وہ آپ سے ایسے باتیں کر رہا تھا جیسے آپ اس کے ماتحت ہوں تو میں نے اپنے دل میں کہا: یہ مخلوق پر حجت خدا ہیں اور اولوالامر ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور یہ دوسرا شخص ظلم و ستم کرتا ہے اور انبیاءؑ کی اولاد قتل کرتا تو مجھے شک ہونے لگا حتی مجھے اپنے دین و جان کا خوف طاری ہوا۔

امام کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص سے کہا: اگر تو نے میرے ارد گرد اور آگے پیچھے دائیں بائیں ملائکہ کو دیکھا ہوتا تو اس کو حقیر سمجھتا اور اس کی عارضی وظاہری شان و شوکت کو حقیر جانتا۔

اس موالی نے کہا: اب میرے دل کو سکون ملا پھر کہنے لگا: کب تک یہ لوگ حکومت کرتے رہیں گے اور کب ان سے چھٹکارا ملے گا؟

میں نے جواب دیا: ہر چیز کی ایک مدت ہوتی ہے۔

اس نے کہا: ہاں، میں نے جواب دیا: کیا تجھے اس کا علم رکھنا فائدہ دے گا کیونکہ جب خدا کا یہ امر آئے گا تو وہ پلک جھپکنے سے زیادہ تیز ہوگا اگر تو ان کا خدا یا حال جانتا اور اس کی کیفیت سے واقف ہوتا تو تم ان سے زیادہ بغض رکھتا اگر تم کوشش کرو اور تمام اہل زمین کوشش کریں کہ ان کو اس سے سخت تر حالت گناہ میں ڈالیں تو نہیں کرسکتے تو شیطان تجھے نہ پھسلائے حقیقی عزت تو خدا ورسول اور مومنین کے لیے لیکن منافقین نہیں جانتے۔

کیا تم جانتے ہو جو شخص ہمارے امر کی انتظار کرے گا اور پیش آنے والی اذیتوں اور خوف و ہراس پر صبر و تحمل کرے گا تو وہ کل قیامت کے دن ہمارے زمرہ میں شامل ہوگا۔

[آخری زمانہ کے برے حالات کی تصویر کشی]

۱) جب تم دیکھو[1] کہ حق و حقیقت مر رہے ہیں اور اہل حق نابود وہلاک ہو رہے ہیں اور ۲) تم دیکھو کہ ظلم و ستم ہر طرف شہروں میں پھیلا ہوا ہے اور ۳) دیکھو کہ قرآن کریم کے احکام بوسیدہ ہو رہے ہیں اور اس میں ایسی باتیں منسوب کی جارہی ہیں جو قرآن میں نہیں ہیں اور اس کی من پسند توجیہ و تاویل کی جاتی ہے اور ۴) دیکھو کہ دین کو ایسے بدل دیا گیا ہے جیسے پانی کو مخلوط کردیا جاتا ہے اور ۵) دیکھو کہ اہل باطل، اہل حق پر بڑائی کا دعوی کرتے ہیں اور ۶) دیکھو کہ برائیاں ظاہر ہوچکی ہیں ان سے روکا نہیں جاتا اور برائیاں کرنے والوں کو معذور و مجبور سمجھا جاتا ہے، اور ۷) دیکھو کہ فسق و فجور آشکار ہوچکا ہے اور مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفاء کرنے لگی ہیں اور ۸) دیکھو کہ مومن خاموش ہیں ان کی بات کو قبول نہیں کیا جاتا اور ۹) دیکھو کہ فاسق جھوٹ بولتا ہے اور اس کے جھوٹ و افتراء کو ردّ نہیں کیا جاتا اور ۱۰) دیکھو کہ چھوٹے بڑوں کی تحقیر اور تذلیل کرتے ہیں اور ۱۱) دیکھو کہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا جاتا ہے اور ۱۲) دیکھو کہ جس کی فسق و فجور سے مدح کی جاتی ہے اس سے ہنستے ہیں اور اس کی بات کو ردّ نہیں کرتے اور ۱۳) دیکھو کہ لونڈے بازی کی جاتی ہے لڑکوں سے وہی کیا جاتا ہے جو عورتوں سے کیا جاتا ہے اور عورتوں کو دیکھو کہ وہ عورتوں سے شادی کررہی ہیں اور ۱۴) دیکھو کہ جھوٹی مدح و ثناء اور چاپلوسی بڑھ رہی ہے اور ۱۵) مرد کو دیکھو کہ وہ خدا کی اطاعت کو چھوڑ کر دوسری جگہوں پر دل کھول کر اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اس کو روکا بھی نہیں جاتا اور نہ اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہیں اور ۱۶) دیکھو کہ جب کوئی شخص، مومن کو راہ خدا میں کوشش کرتے ہوئے دیکھے تو خدا کی پناہ مانگے اور ۱۷) دیکھو کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچا رہے ہیں اور ان سے روکنے والا بھی کوئی نہیں ہے اور ۱۸) دیکھو کہ کافر مومن کی مصیبتوں کو دیکھ کر خوشحال ہو رہے ہیں اور زمین میں فتنہ و فساد کو دیکھ کر مسرور ہے اور ۱۹) دیکھو کہ شرابیں کھلے عام پی جاتی ہیں اور خوف

---

[1] ۔اس بات کا جواب حدیث کے آخر میں ہے: تو ڈرو۔

خدا نہ رکھنے والے شرابخوری پر جمع ہوتے ہیں اور ۲۰) دیکھو کہ نیکی کا حکم دینے والے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور ۲۱) دیکھو کہ فاسق و فاجر خدا کے ناپسندیدہ کاموں میں قوی اور جری اور قابل تعریف سمجھے جاتے ہیں اور ۲۲) دیکھو کہ آیات و روایات معصومین کے پاسداروں کی تحقیر و تذلیل کی جاتی ہے اور جو ان سے محبت رکھتے ہیں ان کو بھی خوار کیا جاتا ہے اور ۲۳) دیکھو کہ خیر و نیکی کی راہیں کٹ چکی ہیں اور شر و برائی کی راہیں آباد ہیں اور ۲۴) دیکھو کہ خدا کے احکام معطل اور غیر آباد ہیں بلکہ ان کو ترک کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور ۲۵) دیکھو کہ لوگ ایسی بات کرتے ہیں جن پر عمل نہیں کرتے اور ۲۶) دیکھو کہ مرد مردوں سے استفادہ کرنے کے لیے انہیں موٹا تازہ کرتے ہیں اور عورتیں عورتوں سے استفادہ کرنے کے لیے انہیں جمع کرتی ہیں اور ۲۷) دیکھو کہ عورتیں اس طرح مجالس و محافل اور انجمنیں بناتی ہیں جس طرح مرد بناتے ہیں اور ۲۸) دیکھو کہ بنی عباس (رفاہ زدہ لوگوں) میں عورتوں والے کام ظاہر چکے ہیں اور وہ ہاتھ پاوں پر مہندی لگاتے ہیں اور اس طرح بالوں کو بناتے سنوارتے ہیں جیسے عورتیں شوہروں کے لیے بناو سنگھار کرتی ہیں اور ۲۹) مردوں کو ان کی شرمگاہوں کے بدلے مال و دولت دی جاتی ہے اور مرد سے استفادہ کے لیے مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس پر مرد غیرت کرتے ہیں اور ۳۰) مال و دولت رکھنے والے لوگ، باایمان افراد کی نسبت زیادہ عزت مند شمار ہوتے ہیں اور ۳۱) سود آشکار کھایا جاتا ہے اور کسی کو اس پر سرزنش نہیں کی جاتی ہے اور ۳۲) دیکھو کہ عورت اپنے شوہر سے مردوں کی شادی کرانے میں کوشاں ہے اور ۳۳) دیکھو کہ اکثر لوگ اور بڑے گھرانے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کو فسق و فجور پر مدد کرتے ہیں اور ۳۴) مومنین کو دیکھو کہ وہ غمگیں وار ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور ۳۵) دیکھو کہ بدعتیں اور زناکاریاں ظاہر ہو جائیں اور ۳۶) دیکھو کہ لوگ جھوٹی گواہیوں پر اعتماد کرتے ہیں اور ۳۷) دیکھو کہ حرام کو حلال کیا جارہا ہے اور حلال کو حرام کیا جارہا ہے اور ۳۸) دیکھو کہ دین میں اپنی رائے پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ۳۹) کتاب خدا اور اس کے احکام کو معطل کردیا گیا ہے اور ۴۰) دیکھو کہ لوگ بدکاری اور خدا کی نافرمانی کی جرات اور جسارت کے لیے رات کی تاریکی میں مخفی ہونے کا انتظار نہیں کرتے اور ۴۱) دیکھو کہ مومن برائی کو سوائے دل سے ناپسند کرنے کے لیے روک نہیں سکتا اور ۴۲) دیکھو کہ بڑے بڑے سرمائے خدا کی نافرمانی اور عذاب کے کاموں میں خرچ کئے جاتے ہیں اور ۴۳) دیکھو کہ بادشاہ کافروں کو قریب کرتے ہیں اور اہل خیر و نیکی کو دور کرتے ہیں اور ۴۴) دیکھو کہ والی اور حاکم فیصلوں میں رشوت لیتے ہیں اور ۴۵) دیکھو کہ حکومت اس کے لیے قرار دی جاتی ہے جو زیادہ مال خرچ کرے اور ۴۶) دیکھو کہ محرم رشتہ داروں سے نکاح کیا جاتا ہے اور انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور ۴۷) دیکھو کہ افراد کو تہمت اور ظن و گمان کی بناء پر قتل کیا جاتا ہے اور ۴۸) مرد پر مرد غیرت کھاتا ہے اور اس کے لیے جان و مال خرچ کی جاتی ہے اور ۴۹) دیکھو کہ مرد کو عورتوں سے مباشرت کی وجہ سے سرزنش کی جاتی ہے اور ۵۰) دیکھو کہ مرد اپنی بیوی کی بدکاری کی کمائی کھاتا ہے اور اس کو جانتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے اور ۵۱) دیکھو کہ عورت اپنے شوہر پر قہر کرتی ہے اور ایسے کام کرتی ہے جو اس کے شوہر کو ناپسند نہیں، اور اپنے مرد پر مال خرچ کرتی ہے اور ۵۲) دیکھو کہ مرد اپنی بیوی اور کنیز کو کرایہ پر دیتا ہے اور ایسے پست کھانے پینے پر راضی ہو گیا ہے اور ۵۳) دیکھو کہ خدا کے نام پر کثرت سے جھوٹی

قسمیں کھائی جاتی ہیں اور ۵۴) دیکھو کہ جوا بازی ظاہر و عام ہو چکی ہے اور ۵۵) دیکھو کہ شراب کھلے عام بیچی جاتی ہے اور کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے، اور ۵۶) دیکھو کہ عورتیں اپنے آپ کو کافروں کے سپرد کرنے پر لگی ہوئی ہیں اور ۵۷) دیکھو کہ لہو و لعب کے ساز و باجے کھلے عام بیچے جاتے ہیں کوئی ان سے روکنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی ان کو منع کرنے کی جرات کرتا ہے ،اور ۵۸) دیکھو کہ شریف کو ایسے لوگ ذلیل و خوار کرتے ہیں جن کی حکومت سے خوف ہو، اور ۵۹) دیکھو کہ والیوں کے قریب ترین افراد وہ ہیں جن کی ہم اہل بیتؑ کو گالی دینے کی وجہ سے مدح و تعریف کی جاتی ہے اور ۶۰) دیکھو کہ ہم سے محبت کرنے والوں کو جھٹلایا جاتا ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور ۶۱) دیکھو کہ جھوٹی باتوں میں رغبت لی جاتی ہے اور ۶۲) دیکھو کہ قرآن کریم سننا لوگوں کے لیے بہت سنگین ہے جبکہ باطل اور لہو و لعب کا سننا بہت آسان ہے اور ۶۳) دیکھو کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کی بدزبانی کے ڈر سے اس کی عزت کرتا ہے اور ۶۴) دیکھو کہ حدود خدا کو معطل کیا جاتا ہے اور ان میں خواہشوں پر عمل ہو رہا ہے اور ۶۵) دیکھو کہ مسجدوں کا سجایا جاتا ہے اور ۶۶) دیکھو کہ لوگوں کے پاس بہت زیادہ سچا وہ ہے جو بڑے جھوٹ بولتا ہے اور ۶۷) دیکھو کہ برائی پھیل چکی ہے اور چغل خوری عام ہو چکی ہے اور ۶۸) دیکھو کہ ظلم و بغاوت عام ہو چکی ہے اور ۶۹) دیکھو کہ غیبت کو شرین کلام شمار کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک دوسرے کو بشارت و خوشخبری دی جاتی ہے اور ۷۰) دیکھو کہ حج جہاد کے لیے غیر خدا کے لیے اقدام کی جاتا ہے اور ۷۱) دیکھو کہ حاکم و بادشاہ کافر کی خاطر مومن کو ذلیل کرتا ہے اور ۷۲) دیکھو کہ تخریب کاری آبادی پر غالب آ رہی ہے اور ۷۳) دیکھو کہ مرد کی کمائی کم ناپ تول میں ہے اور ۷۴) دیکھو کہ خون بہانے کو آپ سمجھا جاتا ہے اور ۷۵) دیکھو کہ دنیا کی خاطر مرد ریاست کا طلبگار ہے اور اپنے آپ کو بدزبانی میں مشہور کرتا ہے تا کہ اس سے ڈرا جائے اور بڑے امور اس کے سپرد کئے جائیں اور ۷۶) دیکھو کہ نماز کو سبک اور کم ارزش شمار کریں اور ۷۷) دیکھو کہ انسان کے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے لیکن جب سے اس نے ملکیت میں لیا ہے اور اس کی زکات نہیں نکالی اور ۷۸) دیکھو کہ مردے قبروں سے نکالے جاتے ہیں اور ان کو اذیت پہنچائی جاتی ہے اور ان کے کفن پہنے جاتے ہیں اور ۷۹) دیکھو کہ ہرج و مرج بڑھ چکا ہے اور ۸۰) دیکھو کہ لوگ صبح شام نشہ و مستی میں دھت ہوتے ہیں اور لوگ جو اس کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اس کی پرواہ نہیں کرتے اور ۸۱) دیکھو کہ حیوانات سے بدکاری کی جاتی ہے اور ۸۲) دیکھو کہ درندے ایکدوسرے کو کاٹتے ہیں اور ۸۳) دیکھو کہ ایک شخص نماز کے لیے آتا جاتا ہے لیکن اس پر پورے کپڑے نہیں ہوتے، اور ۸۴) دیکھو کہ لوگ سنگدل ہو گئے ہیں اور ان کی آنکھیں جامد ہو چکی ہیں اور ذکر خدا ان کے لیے سنگین ہے اور ۸۵) دیکھو کہ حرام کاری عام ہے اور اس میں رغبت لی جاتی ہے اور ۸۶) دیکھو کہ نماز اس لیے نماز پڑھتا ہے کہ لوگ اسے دیکھیں اور ۸۷) دیکھو کہ غیر دین کے لیے سمجھ بوجھ حاصل کی جاتی ہے تا کہ اس سے دنیا اور ریاست کو پالے اور ۸۸) دیکھو کہ لوگ اس کے ساتھ ہیں جو غالب ہے اور ۸۹) دیکھو کہ حلال کے طلبگار کی مذمت اور نکتہ چینی کی جاتی ہے اور حرام کے طلبگار کی مدح و تعظیم کی جاتی ہے اور ۹۰) دیکھو کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں خدا کے ناپسندیدہ کام کئے جاتے ہیں اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہے اور ان میں قبیح کام کرنے والوں

کو منع کرنے والا کوئی نہیں اور ۹۱) دیکھو کہ خدا و رسول ﷺ کے حرم میں طبلے اور بانسری عام ہے اور ۹۲) دیکھو کہ ایک شخص حق بات کہتا ہے اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکتا ہے تو اس کو نصیحت کرنے والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اسے کہتے ہیں: یہ بات تیری ذمہ داری نہیں ہے اور ۹۳) دیکھو کہ لوگ ایکدوسرے کی دیکھا دیکھی میں مصروف ہیں اور بدکاروں کی پیروی کرتے ہیں اور ۹۴) دیکھو کہ خیر و نیکی کی راہ خالی ہے اور اس پر چلنے والا کوئی نہیں ہے اور ۹۵) دیکھو کہ مردے کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور کوئی اس کی موت پر غم نہیں کھاتا اور ۹۶) دیکھو کہ ہر سال پہلے کی نسبت زیادہ برائی اور بدعت پیدا ہوتی ہیں اور ۹۷) دیکھو کہ گروہ اور محافل صرف مالداروں کی پیروی کرتے ہیں اور ۹۸) دیکھو کہ محتاج و ضرورت مند کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور غیر خدا کی خاطر اس پر رحم کھایا جاتا ہے اور ۹۹) دیکھو کہ آسمان سے نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں مگر ان سے کوئی نہیں کھاتا اور ۱۰۰) دیکھو کہ لوگ اس طرح شہوت رانی کرتے پھرتے ہیں جیسے حیوانات کرتے ہیں اور کوئی کسی کو لوگوں کے ڈر سے برائی سے نہیں روکتا اور ۱۰۱) دیکھو کہ انسان بہت زیادہ مال خدا کی اطاعت کے علاوہ دوسری راہوں میں لٹا ڈالتا ہے اور خدا کی اطاعت میں تھوڑا سا مال بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور ۱۰۲) دیکھو کہ والدین کی ناشکری کو آسان سمجھا جاتا ہے اور والدین اولاد کے نزدیک بدترین حال میں سمجھے جاتے ہیں اور ۱۰۳) دیکھو کہ عورتیں حکومتوں اور تمام امور پر غالب آچکی ہیں اور صرف وہی کام کیا جاتا ہے جس کو وہ چاہتی ہیں اور ۱۰۴) دیکھو کہ بیٹا اپنے باپ پر تہمت لگاتا ہے اور اپنے والدین کو بددعا دیتا ہے اور ان کی موت سے خوش ہوتا ہے اور ۱۰۵) دیکھو کہ انسان پر جب ایک دن ایسا گزر جائے جس میں اس نے کسی بڑے گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو؛ فسق و فجور، کم ناپنا تولنا، بدکاری کرنا، شراب پینا، تو وہ غمگین و دکھی ہو جاتا ہے گمان کرتا ہے کہ آج کا دن اس کی عمر میں بہت ضائع ہو گیا اور ۱۰۶) دیکھو کہ بادشاہ کھانے پینے کی چیزوں کو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور ۱۰۷) دیکھو کہ رشتہ داروں کے مال و منال کو جھوٹ سے تقسیم کیا جاتا ہے اور اس سے جوا کھیلا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ شراب پی جاتی ہے اور ۱۰۸) دیکھو کہ شراب سے دواء و علاج کیا جاتا ہے اور مریض کے لیے اس کو نسخہ میں لکھا جاتا ہے اور اس سے شفایابی کی امید کی جاتی ہے [1] اور ۱۰۹) دیکھو کہ لوگ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی دینداری کو چھوڑ کر برابر ہو چکے ہیں اور ۱۱۰) دیکھو کہ منافقین اور دوروئی کرنے والوں کا غلبہ ہے اور اہل حق کا مندا ہے اور ۱۱۱) دیکھو کہ اذان و نماز پر اجرت لی جاتی ہے اور ۱۱۲) دیکھو کہ مسجدیں ایسے افراد سے بھری ہوئی ہیں جو خوف خدا نہیں رکھتے جو اس میں غیبت کرنے اور اہل حق کا گوشت کھانے کے لیے جمع ہوتے ہیں اور اور اس میں نشہ آور شراب خوری کی صفتیں بیان کرتے ہیں اور ۱۱۳) دیکھو کہ نشہ و مستی میں مبتلا شخص، لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور اسے کچھ شعور بھی نہیں ہوتا کہ کیا کر رہا ہے اور اس کے نشہ کی وجہ سے اس پر عیب نہیں لگایا جاتا ہے جب وہ نشہ کرتا ہے تو اس کی عزت کی جاتی ہے اور اس سے ڈرایا جاتا ہے اور اس کو سزا نہیں دی جاتی ہے بلکہ اس کو نشہ کرنے میں معذور و مجبور سمجھا جاتا ہے اور ۱۱۴) دیکھو کہ

[1] ۔ظاہر ہے جب انسان بار بار شراب خوری کرتا ہے اس کی طبیعت میں رچ بس جاتی ہے تو اس کی کمی کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے تو اس کا معالج بھی اس کو ایسی چیزوں کا نسخہ تجویز کرتا ہے اور انہی چیزوں سے اس کی شفایابی کی امید رکھی جاتی ہے اس طرح ان دونوں کی دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

یتیموں کا مال کھانے والے کی نیکوکاری کے ذریعہ تعریف کی جاتی ہے اور ۱۱۵) دیکھو کہ قاضی خدا کے حکم کے خلاف فیصلے کرتے ہیں اور ۱۱۶) دیکھو کہ والی و حاکم طمع کی وجہ سے خیانت کاروں کو امین سمجھتے ہیں اور ۱۱۷) دیکھو کہ میراث کو والی و حاکم، فاسق و فاجر اور خدا پر جسارت کرنے والوں کے لیے قرار دیا جاتا ہے اور ان سے کچھ حصہ لے لیتے ہیں اور باقی ان کے لیے آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور ۱۱۸) دیکھو کہ منبروں سے تقویٰ خدا کا حکم دیا جاتا ہے لیکن خود کہنے والا اپنی بات پر عمل نہیں کرتا اور ۱۱۹) دیکھو کہ نماز کو اس کے وقت سے موخر کر کے اس کی تحقیر کی جاتی ہے اور ۱۲۰) دیکھو کہ صدقہ خیرات کو شفاعت اور سفارش کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے جس سے خدا کی خوشنودی مراد نہیں ہوتی اور لوگوں کے مانگنے کی وجہ سے دیا جاتا ہے اور ۱۲۱) دیکھو کہ لوگوں کا سب ہم و غم ان کے پیٹ اور شرمگاہ ہیں وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ کیا کھاتے ہیں اور کس سے اپنی شہوت بجھاتے ہیں اور ۱۲۲) دیکھو کہ دنیا انہی لوگوں کی طرف متوجہ ہو چکی ہے اور ۱۲۳) دیکھو کہ حق کی نشانیاں نابود ہو چکی ہیں :

* [1] تو محتاط ہو جاو اور خدا سے نجات کی دعاء کرو۔

جان لو کہ لوگ خدا کے عذاب میں ہیں وہ انہیں کسی وجہ سے مہلت دے رہا ہے تم محتاط ہو جاو اور کوشش کرو کہ خدا تمہیں ان کے خلاف حالت میں دیکھے کہ اگر ان لوگوں پر عذاب نازل ہو اور تم ان میں ہو تو رحمت خدا کی طرف جلدی کرو اور اگر تجھے چھوڑ دیا جائے اور وہ عذاب میں مبتلا ہو جائیں اور تو ان کے خدا پر جرات و جسارت سے نکل چکے ہو اور جان لو کہ اللہ تعالی نیکوکاروں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتا اور خدا کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

[1] ۔ یہ ان ۱۲۳ نشانیوں کے بعد جزاء ہے ظاہر ہے کہ جب حالات اتنے بدل چکے ہوں اور اقدار اور طور طریقے اتنے متغیر ہو جائیں تو ایسی صورت میں سب سے بہتر کام انسان کا خود محتاط ہو جانا ہے اور اپنی نجات کی دعاء اور کوشش کرنا ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ ان سب نشانیوں کی وضاحت و تطبیق میں کافی کچھ لکھا اور کہا جا سکتا تھا اس کے لیے مستقل دفاتر کی ضرورت تھی اختصار کی خاطر ان کی نمبر شماری کر دی گئی ہے اور وضاحت پڑھنے والوں کے مشاہدے اور ضمیر کی آواز پر چھوڑ دی گئی ہے وہ فیصلہ کریں کس طرح آخر زمانے کے حالات نے سائنسی ترقی کے ساتھ انسانی اقدار کو پامال کیا ہے اور لوگ عزت و ناموس کی باتیں بھول کر مال و دولت جمع کرنے کے چکروں میں بہت کچھ بھول چکے ہیں اور دین و مذہب ایک رسم بن کر رہ گیا ہے۔

[حضرت موسیٰؑ سے خدا کی مناجات]

۸۔ خداوند عالم نے حضرت موسی سے مناجات کرتے ہوئے فرمایا: اے موسی! دنیا میں لمبی امید نہ کرو ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور سخت دل والا مجھ سے دور ہوتا ہے اور اے موسی! اس طرح بنو جس طرح میری خوشی ہے اور میری خوشی اس میں ہے کہ میری اطاعت کی جائے اور میری نافرمانی نہ کی جائے (لہٰذا تم میرے اطاعت گزار بنو)۔ اے موسی! اپنے دل کی خواہش کو مارو اپنا لباس پرانا اور دل تازہ اور نیا رکھو زمین والوں میں گمنام اور آسمان والوں میں مشہور بنو، خانہ نشین اور رات کا چراغ (شب زندہ دار) بنو، میری بارگاہ میں صابروں کی طرف اطاعت اور فرمانبرداری کرو کثرت عصیان کی وجہ سے اسطرح بلند آواز سے داد و فریاد کرو جس طرح دشمن سے بھاگنے والا آدمی کرتا ہے اور مجھ سے مدد و نصرت طلب کرو کیونکہ میں بہترین یار و مددگار ہوں اے موسی! میں ہوں وہ خدا جو اپنے بندوں کے اوپر قادر و برتر ہوں اور بندے مجھ سے فروتر اور میری قدرت کے ماتحت ہیں اور سب میرے سامنے عاجز اور حقیر ہیں اپنے حق میں اپنے نفس کو متہم سمجھو اور اسکے فریب میں نہ آؤ، اور اپنے فرزند کو بھی اپنے دین کے معاملہ میں اس وقت تک امین نہ سمجھو جب تک وہ بھی تمہاری طرح نیکو کاروں کا حبدار نہ ہو۔

اے موسی! اپنے آپ کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھو اور میرے نیک بندوں کے نزدیک ہو اے موسی! لوگوں کو نمازوں، ان کے باہمی جھگڑوں میں ان کے امام و پیشوا بن کر رہو، اور ان کے درمیان اس طرح فیصلہ کرو جس طرح میں نے تم پر نازل کیا کیونکہ میں نے تم پر جو کچھ نازل کیا ہے وہ واضح حکم، روشن برہان اور ایسا نور ہے جو اس کی بھی خبر دیتا ہے جو کچھ اولین میں ہے اور وہ بھی بتاتا ہے جو آخرین میں ہونیوالا ہے اے موسی! میں تمہیں بتول (مریم) کے بیٹے عیسی کے متعلق مشفقانہ وصیت کرتا ہوں جو گدھے پر سوار ہوگا لمبی ٹوپی والا ہوگا اور زیت و زیتون استعمال کرے گا اور محراب عبادت میں کھڑا ہوگا اور ان کے بعد آنے والے خاتم الانبیاء کے متعلق شفیقانہ وصیت کرتا ہوں جو سرخ اونٹوں پر سوار ہوگا جب وہ ظاہر ہوگا اس کی مثال تمہاری کتاب میں یہ ہے کہ وہ تمام اسمانی کتابوں کا امین اور محافظ ہوگا، وہ رکوع و سجود کرنے والا نیکی میں رغبت کرنے والا اور برائی سے خائف ہوگا، اس کے بھائی بند مسکین اور اس کے انصار ایک اور بیگانہ قوم ہوگی۔

اس کے زمانہ میں تنگی، زلزلے اور قتل و قتال اور جنگ وجدال اور قلّت مال کے واقعات رونما ہونگے اس کا نام نامی اور اسم گرامی احمد و محمد ہوگا اولین کی جماعت کے باقی ماندہ لوگوں میں امین ہوگا جو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتا ہوں اور سب نبیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور اخلاص کے ساتھ تمام انبیاء کے حق میں شہادت دے گا اس کی امت اس وقت تک مرحوم اور مبارک ہوگی جب تک دین کے اصل حقائق پر قائم رہے گی اس امت مرحومہ کے مقررہ اوقات ہونگے جن میں وہ اس طرح نماز ادا کریں

گے جس طرح وہ تمہارا بھائی ہے اے موسیٰ! وہ آخری نبی امی (ام القریٰ کا رہنے والا) ہو گا میرا حقیقی بندہ ہو گا ایسا بابرکت ہو گا کہ جس پر ہاتھ رکھے گا وہ اسکیلئے مبارک ہو جائے گی اور اس سے برکت حاصل کی جائے گی اس طرح وہ میرے ازلی اور ابدی علم میں ہے اور اس طرح میں نے اسے پیدا کیا ہے۔

میں اس کے ساتھ قیامت کی ابتدا کروں گا اور اسکی امت کے ساتھ دنیا کی کنجیوں کو ختم کروں گا (وہ میرا آخری نبی اور اس کی امت آخری امت ہو گی)۔ اور بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہو کہ وہ اسکے نام کو نہ مٹائیں اور اس کی نصرت و مدد سے دست بردار نہ ہوں، مگر وہ ضرور ایسا کریں گے میرا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔

میرا حتمی وعدہ ہے کہ میں اس کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے رہوں تاکہ ہر جگہ یہ میری (صحیح طریقہ سے) عبادت کی جائے اور میں اس پر ایسا قرآن نازل کروں جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہو گا ہوا اور دلوں کے وسوسہ شیطانی سے باعث شفا ہو گا۔

اے فرزند عمران! اس پر درود و سلام بھیجو کہ میں اور میرے فرشتے بھی اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں اے موسیٰ تم میرے بندے ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں، خبردار! کبھی کسی حقیر و فقیر کو ذلیل نہ سمجھو اور کبھی بھی معمولی مال کی خاطر کسی مالدار آدمی کے ساتھ رشک نہ کرو، میرا ذکر کرتے وقت خاشع اور خاضع اور تورات کی تلاوت کے وقت میری رحمت کے امیدوار رہو اور خاشعانہ اور خزینہ آواز کے ساتھ تورات کی تلاوت کر کے سناؤ، اطمینان قلب کے ساتھ میرا ذکر کرو جو شخص میری طرف راغب ہے اسے میری یاد دلاؤ میری عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک نہ بناؤ اور میری مسرت و شادمانی کی جستجو میں رہو اور جو کہ ایمان و عمل صالح میں پوشیدہ ہے با تحقیق میں ہی بہت بڑا سردار ہوں میں نے تمہیں سخت اور مخلوط مٹی سے برآمد شدہ حقیر پانی کے قطرہ سے پیدا کیا پس وہ بشر بن گیا جس کا بنانے والا میں ہوں، بابرکت ہے میری ذات اور پاک ہے میری صنعت و کاریگری، میری مانند کوئی چیز نہیں ہے، میں وہ زندہ و پائندہ ہوں جس کو زوال نہیں اے موسیٰ! میری دعا و پکار کے وقت خائف و ترسان رہو اپنے چہرے کو خاک پر رگڑو اور اپنے بدن کے اشرف و اعلیٰ اعضاء پر سجدہ کرو میری تورات کے ساتھ اپنی زندگی کو زندہ کرو اور جاہلوں اور نادانوں کو میرے محامد اور میری حمد و ثناء کا طریقہ بتاؤ اور ان کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور ان سے کہو کہ وہ موجودہ ضلالت و گمراہی مزید اضافہ نہ کریں اور میری مہلت سے مغرور نہ ہوں، بس میری ہی عبادت کرو اور میری بارگاہ میں اس طرح کھڑے رہو جس طرح بندہ حقیر اپنے آقا کبیر کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، اپنے نفس کی مذمت کرو کہ وہ اس کا سزاوار ہے میری کتاب تورات کیوجہ سے بنی اسرائیل پر تکبر اور بڑائی کا اظہار نہ کرو یہ تورات تمہارے پند و نصیحت اور قلب کو جلاء اور صفاء کیلئے کافی ہے آخر وہ رب العالمین کا کلام ہے۔

اے موسیٰ! جب تک تم مجھے پکارتے رہو گے اور مجھ سے اپنی امیدیں وابستہ رکھو گے میں وہ سب کچھ معاف کرتا رہوں گا جو تم سے صادر ہو گا، میں وہ خالق اکبر ہوں کہ آسمان ڈرتے ہوئے میری تسبیح کرتے ہیں اور میرے فرشتے مجھ سے خوفزدہ اور ترسان ہیں اور زمین طمع کی حالت میں میری تسبیح کرتی ہے اور تمام مخلوقات ذلت و خواری کے ساتھ اپنی اپنی حالت کے مطابق میری

تسبیح و تقدیس کرتی ہیں، پھر تم پر نماز کی ادائیگی لازم ہے کہ اس کا مقام میری نظر میں بہت بلند ہے اس کا میرے ہاں محکم عہد و پیمان ہے اس نماز کے ساتھ جو اس کی طرح واجب زکات اپنے پاک و پاکیزہ مال سے ادا کرو جو نماز کی قبولیت اور اور میرے تقرب کا باعث ہے کیونکہ میں صرف اسی زکات کو قبول کرتا ہوں جو پاک و پاکیزہ مال سے ادا کی جائے اور وہ بھی خلوص نیت کے ساتھ میری خاطر ادا کی جائے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کو بھی شامل کرو، میں وہ خدا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہوں میں نے اپنے فضل و کرم سے رحم کو صرف اس لیے اپنی رحمت سے پیدا کیا تاکہ بندے اس کی وجہ سے ایکدوسرے کے ساتھ مدارا اور مہربانی اور صلہ رحمی کریں اور قیامت کے دن میری بارگاہ میں اس صلہ رحمی کی سلطانی ہوگی جو شخص قطع رحمی کرے گا میں اس سے قطع تعلّق کروں گا اور جو صلہ رحمی کرے گا میں اس پر رحمت کروں گا اور جو شخص میرے فرمان کو ضائع کرے گا میں اس کے ساتھ وہی سلوک کروں گا۔

اے موسیٰ! سائل کا احترام کرو چاہے اچھے طریقہ سے اسے پلٹاؤ یا اسے کچھ عطا کرو، کیونکہ بعض اوقات تمہارے پاس سائل کے لباس میں وہ آتے ہیں جو نہ جن ہوتے ہیں اور نہ انسان، بلکہ رحمٰن کے ملائکہ ہوتے ہیں جو محض تمہارا امتحان لینے کیلئے آتے ہیں کہ تم میرے عطا کردہ مال میں کیا کرتے ہو، اور میرے عطا کردہ مال سے کس طرح دوسروں سے ہمدردی کرتے ہو، تضرع و زاری کرکے اپنے خشوع کا اظہار کرو، تورات پر اپنے وقت چیخ و پکار کی آواز بلند کرو اور یقین کرو کہ یہ میرا تم پر اور تمہارے گذشتہ آباء واجداد پر فضل و کرم اور احسان ہے۔

اے موسیٰ! کسی حالت میں بھی مجھے فراموش نہ کرو اور مال و زر کی فراوانی پر خوش نہ ہو کیونکہ مجھے بھلانا سختی کا باعث ہے اور جہاں دولت کی کثرت ہو وہاں گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں اے موسیٰ! زمین ہو یا آسمان، دریا ہو یا سمندر سب کے سب میرے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور میری نافرمانی جن وانس کی شقاوت اور بدبختی ہے، میں ہوں رحمٰن و رحیم اور ہر زمانہ کا مہربان، میں ہی سختی کے بعد آسائش اور آسائش کے بعد سختی اور بادشاہوں کے بعد بادشاہ لاتا ہوں اور میرا ملک ایسا قائم و دائم ہے جسے زوال نہیں ہے اور آسمان و زمین کی کوئی چیز مجھ پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے اور بھلا وہ چیز کس طرح مجھ پر مخفی ہوسکتی ہے جس کی ابتداء مجھ سے ہے اور انتہاء مجھ پر ہے اور بھلا تمہاری توجہ کس طرح اس چیز کی طرف نہ ہو جو میرے پاس ہے جبکہ یقینا تمہاری بازگشت میری طرف ہے اے موسیٰ! مجھے اپنا جائے پناہ سمجھو اور باقیات صالحات کا قیمتی خزانہ میرے پاس رکھو میری ہی ذات سے ڈرو اور میرے سوا کسی شخص سے نہ ڈرو اور سب کی بازگشت میری طرف ہے، اے موسیٰ! مخلوق سے جو تم سے پست تر ہے اس پر رحم کرو اور جو بلند تر ہے اس سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اے موسیٰ! آدم کے دو بیٹوں نے تواضع کے ساتھ ایک مخصوص منزلو مقام کو حاصل کرنے کیلئے اپنی قربانی پیش کی تاکہ میرے فضل و کرم کو حاصل کرسکیں، اور میں چونکہ متقیوں کا عمل قبول کرتا ہوں اس لیے ہابیل کی قربانی قبول کی اس کے بعد جو واقعہ رونما ہوا وہ تم جانتے ہو (کہ قابیل نے جوش حسد میں آکر ہابیل کو قتل کردیا) تو سگے بھائی اور وزیر کے اس عبرت آموز واقعہ کے

بعد کس طرح تم کسی ساتھی پر اعتماد کر سکتے ہو اے موسی! کبریائی اور بڑائی کو چھوڑ و اور فخر و ناز سے دست بردار ہو جاؤ اور یاد کرو کہ آخر کار تم قبر میں سکونت اختیار کرو گے یہ عبرت آموز یاد دہانی خواہشات نفسانی کو روکنے کیلئے تمہیں کافی ہونی چاہیے۔اے موسی! توبہ کرنے میں جلدی کرو اور گناہ میں تاخیر اور نماز کیلئے میری بارگاہ میں حاضری دینے طول دو، میرے سوا کسی سے امید وابستہ نہ کرو اور شدائد و مصائب سے بچنے کیلئے مجھے ڈھال اور محکم قلعہ بناؤ۔

اے موسی! بھلا وہ مخلوق کس طرح میرے سامنے خشوع و خضوع کر سکتی ہے جو اپنے اور میرے فضل و کرم کو نہیں پہچانتی اور بھلا وہ کیسے میرے فضل و کرم کو پہچان سکتی ہے جو کہ وہ اس میں غور و فکر ہی نہیں کرتی، بھلا وہ کیونکہ اس میں غور و فکر کر سکتی ہے جبکہ وہ اس پر ایمان ہی نہیں رکھتی اور بھلا وہ کیونکہ اجر و ثواب کی امید رکھ سکتی ہے جبکہ اس نے آخرت کی بجائے دنیا پر قناعت کر کے اسے ہی اپنا ملجا و ماوی قرار دے رکھا ہے، اور ظالموں کی طرح اسکی طرف میلان کر رکھا ہے۔

اے موسی! اصل خیر کے ساتھ خیر و خوبی میں رغبت کرو کیونکہ خیر اپنے نام کی طرح خوب ہے اور برائی اس کیلئے چھوڑ دو جو اس پر فریفتہ ہے اے موسی اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے رکھو (پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو) سلامت رہو گے اور شب و روز میں میرا ذکر زیادہ کرو فائدہ میں رہو گے، اور خطاؤں اور لغزشوں کے پیچھے نہ چلو ورنہ پشیمان ہو گے کیونکہ خطاؤں کی آخری وعدہ گاہ جہنم ہے۔

اے موسی! جو لوگ گناہوں کے تارک ہیں ان کے ساتھ پاکیزہ کلام کرو اور ان کو اپنا ہمنشین اور اپنی غیر موجودگی میں بھائی بند بناؤ اور ان کے ساتھ معاملات میں کوشش کرو وہ تمہارے معاملات میں تمہارے ساتھ جدو جہد کریں گے۔اے موسی! موت برحق ہے لہٰذا اس شخص کی طرح توشہ آخرت جمع کرو جسے یقین ہو کہ اس نے اپنے جمع توشہ پر وارد ہونا ہے۔

اے موسی! جو عمل محض میری رضاجوئی کیلئے کیا جائے وہ تھوڑا بھی ہو تو بہت ہے اور جو عمل میرے غیر کیلئے کیا جائے وہ زیادہ بھی ہو تو کم ہے یاد رکھو تمہارے صالح ترین دنوں میں وہ دن ہے جو تمہارے درپیش ہے خوب غور کرو کہ وہ دن کیسا ہے؟ اسکیلئے آج ہی جواب مہایا کرو کیونکہ وہاں ٹھہرائے جاؤ گے اور تم سے بازپرس کی جائے گی زمانہ اور اہل زمانہ سے پند و نصیحت حاصل کرو کیونکہ زمانہ اگرچہ دراز ہو تاہم کوتاہ ہوتا ہے کہ آخر فانی ہے اور اگر کوتاہ بھی ہو تو دراز ہے اگر کوئی نیکی کر کے فائدہ اٹھانا چاہے۔اور ہر چیز فناء کے گھاٹ اترنے والی ہے۔

اے موسی! اس طرح ذوق و شوق سے عمل کرو کہ گویا اپنے عمل کا اجر و ثواب آنکھوں سے دیکھ رہے ہو تاکہ یہ یقین تمہیں آخرت کی طرف رغبت دلائے کیونکہ زندگانی کی جو مقدار باقی رہ گئی ہے وہ گذشتہ کی مانند ہے عمل کرنے والا بصیرت و اعتماد پر عمل کرتا ہے اپنے نفس کیلئے خیر و خوبی اور مناسب و موزوں مکان طلب کرو۔اے فرزند عمران! امید ہے کہ تم کل سوال و جواب والے دن کامیاب ہو گے جس دن باطل پرست خسارہ اور نقصان اٹھائیں گے۔اے موسی! اپنی دونوں ہتھیلیاں اس طرح عاجزانہ طریقہ سے میرے سامنے پھیلاؤ جس طرح فریادرسی کا طلبگار غلام عاجزانہ طریقہ سے اپنے آقا و مولا کے سامنے پھیلاتا ہے جب

ایسا کرو گے تو میں تم پر رحم کروں گا کیونکہ میں تمام طاقتوروں سے زیادہ رحیم و کریم ہوں اے موسی! مجھ سے میرا فضل اور میری رحمت طلب کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں میرے قبضہ قدرت میں ہیں میرے سوا انکا کوئی مالک و مختار نہیں ہے مجھ سے سوال کرتے وقت اپنے دل و دماغ میں جھانک کر دیکھو کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس میں تمہاری رغبت کیسی ہے ہر عمل کرنے والے کو دنیا یا آخرت یا دونوں میں ضرور جزا ملتی ہے حتی کہ کفران نعمت کرنے والے کو بھی (دنیا میں ہی سہی) اسکی سعی و کوشش کی جزا ملتی ہے۔ دنیا سے روگردانی کرو؛ کیونکہ نہ دنیا تمہارے لیے ہے اور نہ ہی تم دنیا کیلئے ہو۔ بھلا تمہیں ظالموں کے گھر سے کیا سروکار ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی شخص دنیا میں رہ کر آخرت کیلئے کار خیر کرنا چاہے تو پھر یہ اس کیلئے بہترین گھر ہے۔ اے موسی! جس چیز کا تمہیں میں حکم دوں اسے سنو (اور اس کی اطاعت کرو) اور جس وقت جس امر سے تمہاری بہتری دیکھ کر تمہیں حکم دوں اس کو بجالاؤ، تورات کے حقائق و معارف کو سینہ میں جگہ دو اور شب و روز کے مختلف اوقات و ساعات میں اس کے ساتھ بیدار رہو (اس کی تلاوت کرو)۔ دنیا داروں کو اپنے سینے میں اس طرح جگہ نہ دو کہ وہ پرندے کی طرح اسے آشیانہ بنالیں۔ اے موسی! فرزندان دنیا اور دنیا دار لوگ ایکدوسرے کیلئے آزمائش کا باعث ہیں ایکدوسرے پر فریفتہ ہیں فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ جو شخص جس حالت میں ہوتا ہے اس کیلئے مزین و جلوہ گر ہوتی ہے لیکن مومن وہ ہے جس کی نگاہ میں آخرت کو مزین و جلوہ گر کیا گیا ہے۔

اس لیے وہ بلا تکان ہمیشہ آخرت کی طرف ہی دیکھتا رہتا ہے آخرت کی خواہش اور اس کی طلب صادق اس کے اور دنیوی زندگی کی لذات و راحت کے درمیان حائل ہوگئی ہے اور یہی خواہش اس کو سحر خیزی پر آمادہ کرتی ہے اس گھڑسوار کی مانند جو اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے جسے نہ تو دن کو آرام نصیب ہوتا ہے اور نہ رات کو سکون بلکہ وہ شب و روز اندوہ ناک رہتا ہے اور جب تک منزل مقصود تک نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک اسے سکون و سرور نہیں ملتا۔ خوشا حال جب اس کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھے گا تو کس قدر سرشار اور شادمانی مشاہدہ کرے گا۔

اے موسی! دنیا آب قلیل کی مانند ہے جو نہ کسی مومن کیلئے ثواب ہے اور نہ کسی فاسق کیلئے عذاب، سخت افسوس اور سخت ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو اخروی اور دائمی اجر و ثواب کو اس دنیا کے دنوں کے عوض فروخت کردے جو انگلی چاٹنے اور لقمہ نگلنے کی مانند ہے جسے بقاء و دوام نہیں میرے حکم کے مطابق بنو اور یاد رکھو کہ میرا امر حکم عین رشد و ثواب ہے اے موسی! اگر کبھی دیکھو کہ تونگری اور دولت تمہاری طرف آرہی ہے تو کہو تمہیں کسی گناہ کی جلد سزا مل رہی ہے اور کبھی فقر و فاقہ کو اپنی طرف متوجہ دیکھو تو کہو نیکوکاروں کا شعار اور لباس خوش آمدید! دنیا میں جبار و سرکش اور ظالم و ستمگر یا ان کے ساتھی بن کے نہ رہو (ورنہ تمہیں جہنم کی آگ مس کرے گی)۔ اے موسی! زندگی جس قدر طولانی ہو پھر بھی دائمی نہیں ہے دنیا اور اس کی زندگی اور مال و متاع جو تمہیں نہیں دیا گیا اس کا تمہیں کیا نقصان ہے جبکہ اس کا انجام تمہارے لیے اچھا ہو۔ اے موسی! جس طرف تم چلنے والے ہو (سختی موت، شدائد برزخ اور مصائب محشر) وہ سب کچھ کتاب تورات نے واضح انداز میں بتا دیا ہے پھر نہ معلوم کس

طرح ان آنکھوں کے ساتھ سوتے ہو؟ اور اگر غفلت کی طوالت اور شقاوت کی پیروی نہ ہو تو کس طرح یہ لوگ زندگانی دنیا کی لذت اور راحت محسوس کر سکتے ہیں حالانکہ اس سے کثیر مصائب جوان لوگوں کو درپیش ہیں صادق و صدیق لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اے موسیٰ! میرے بندوں کو حکم دو کہ وہ جیسے بھی گناہگار و بدکار ہیں یہ اقرار کر کے مجھے پکاریں کہ میں سب سے بڑا رحم کرنے والا اور مضطر و پریشان حال لوگوں کی دعا قبول کرنے والا ہوں اور یہ کہ میں ہی دکھ درد دور کرنے والا اور میں ہی زمانہ اور اس کے حالات کو بدلنے والا ہوں یعنی شدت کے آسائش لاتا ہوں اور تھوڑے عمل کو شکریہ کے ساتھ قبل کر کے زیادہ جزا دیتا ہوں اور فقیر و نادار کو تونگر اور مالدار بنا دیتا ہوں اور میں ہی دائم العزت خدا ہوں، اے موسیٰ! خطاکاروں اور گناہگاروں میں سے جو شخص تمہاری پناہ لے بخشش گناہ کا تجھے وسیلہ سمجھ کر تمہارے پاس آئے تو اسے دھتکارو نہیں بلکہ اسے سہارا دو اور اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہو خوش آمدید! تم سب سے بڑی بارگاہ یعنی رب العالمین کی بارگاہ میں آگئے ہو ان کیلئے میری بارگاہ میں مغفرت طلب کرو اور ان کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہو کہ یہ معلوم نہ ہو کہ تم انہی میں سے ایک ہو میں نے تم کو فضل و کرم دیا ہے اس کی وجہ سے ان پر فخر و مباہات نہ کرو اور ان سے کہو کہ وہ مجھ سے میرا فضل اور میری رحمت طلب کریں کیونکہ میرے سوا اور کوئی ان چیزوں کا مالک و مختار نہیں ہے۔ میں فضل عظیم کا مالک ہوں خوشا حال تو اے موسیٰ! کہ تو خطاکاروں کی جائے پناہ پریشان لوگوں کا ہمنشین اور گناہگاروں کا شفیع اور سفارشی ہے اس لیے میری بارگاہ میں تمہارا مقام بہت پسندیدہ ہے بس مجھے پاک و پاکیزہ دل اور سچی زبان سے پکارو اور میرے حکم کے مطابق بنو میرے حکم کی اطاعت کرو اور اس فضل و کمال کی وجہ سے لوگوں پر فخر و مباہات نہ کرو جس کی ابتداء تمہاری طرف سے نہیں بلکہ میری طرف سے ہے اور میرا روحانی قرب حاصل کرو کہ میں تمہارے قریب ہوں۔ میں نے تم سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جس کی نقل و حمل تمہیں تکلیف دے میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے پکارو اور میں لبیک کہوں اور تم مجھ سے سوال کرو اور میں عطا کروں اور اس چیز تورات کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرو اور جس کی تاویل تم نے مجھ سے حاصل کی۔ اے موسیٰ! زمین کی طرف نظر کرو جو عنقریب تمہاری قبر بننے والی ہے اور آسمان کی طرف نگاہیں بلند کرو جس میں تمہارے اوپر ایک عظیم سلطنت موجود ہے جب تک دنیا میں موجود ہو اپنے نفس پر گریہ اور بکا کرو اور ہلاکت گاہوں سے ڈرو دنیا کی زیب و زینت اور اس کی چمک دمک تمہیں دھوکہ نہ دے (کہ یہ سراسر سراب ہے) نہ ظالم بنو اور نہ ہی ظلم پر راضی ہو کیونکہ جب تک میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ نہ لے لو اس وقت تک اس کی گھات میں رہتا ہوں۔

اے موسیٰ! ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور اگر خدا معاف نہ کرے تو صرف ایک برائی سے آدمی کی ہلاکت واقع ہو جاتی ہے اے موسیٰ! کبھی کسی چیز کو میرا شریک نہ بناؤ میرا اقرب حاصل کرو اور راست روی اختیار کرو اور مجھے اس طرح پکارو جس طرح وہ شخص پکارتا ہے جو مطیع و فرمانبردار یا میرے اجر و ثواب کا امیدوار اور اپنے برے کردار پر ندامت کا اظہار کرنے والا پکارتا ہے جس

طرح رات کی سیاہی دن کی روشنی کو محو کر دیتی ہے اس طرح نیکی برائی کو محو کر دیتی ہے اور جس طرح رات کی تاریکی دن کی روشنی کو ڈھانپ دیتی ہے اس طرح گناہ کی تیرگی نیکی کے جلوہ نور کو سیاہ کر دیتی ہے[1]۔

[1] ۔یہ طویل و عریض مرسلہ روایت شیخ حر عاملی نے الجواہر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ میں حضرت موسیٰؑ کے متعلق احادیث قدسیہ کے باب میں ذکر کی جس کا ترجمہ الکواکب المضیئۃ کے عنوان سے اردو میں مکتبہ السبطین سرگودھا سے ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا، ملاحظہ ہواس کا باب ۷ ص ۵۷-۶۹، یہاں اس سے اقتباس لیا گیا ہے، مقدمہ کتاب میں حر عاملی نے وسائل وغیرہ میں اپنی روش کے مطابق روایات کی تصحیح کیلئے بیان دیا: انہوں نے لکھا کہ اس موضوع احادیث قدسیہ کی مستقل کتاب شیعہ میں نہیں تھی اس لیے یہ کتاب تالیف کی اس میں وہ احادیث قدسیہ بھی شامل کیں جو امام علیؑ اور دیگر ائمہؑ کی منزلت اور امامت پر دلالت کرتی ہیں ان کو دو ابواب میں جمع کیا ایک میں اہل سنت کی کتب حدیث سے ایسی احادیث قدسی جمع کیں اور دوسرے باب میں شیعہ کی ایسی احادیث قدسی جمع کیں پھر کہا: اس قسم کی احادیث صحیح السند ہونے کے علاوہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور مذہب حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرتی ہیں، پھر لکھا: اس کتاب کی فوقیت کی چند دلیلیں ہیں: موضوع جلیل القدر ہے، تمام اہم اصول و فروع اس پر مشتمل ہیں، مواعظ و وصایا، بلند مطالب اور فرقہ حقہ کی تعیین پر مشتمل ہے اس کی احادیث تمام کتب معتبرہ اور اصول معتمدہ سے ماخوذ ہیں اور جو کتب اہل سنت سے نقل ہیں اس کی صحت و وثاقت کا ایک ناقابل رد ثبوت یہ ہے کہ اس کی تاکید مزید روایات اہل بیتؑ سے ہوتی ہے اس طرح یہ حدیث متفق بین الفریقین ہیں مترجم نے حدیث تعریف، فن حدیث کی فضیلت، اس میں علامہ مجلسی کا بحار کے مقدمہ سے بیان اور دو روایات یا فضیل! ان احادیثنا تحیی القلوب؛ اے فضیل ہماری حدیثیں دلوں کو زندہ کرتی ہیں (امام باقرؑ) اور حدیث تاخذہ من صادق خیر من الدنیا و مافیھا من الذھب والفضۃ؛ ایک حدیث جو تم کسی سچے سے لیتے ہو وہ دنیا اور اس کے تمام سونے چاندی کے خزانوں سے بہتر ہے (امام صادقؑ سے منقول) اور حدیث قدسی کی تعریف اور اس کا عام حدیث اور قرآن سے فرق اور وجہ ترجمہ بیان کی ہے ان کے مطابق وہ ترجمہ ۱۹۸۳ء میں مکمل ہوا اور نظر ثانی ۱۹۹۹ء میں کی اور تصحیح و پروف ریڈنگ مولانا صادق حسین مگسی جامعہ امام علیؑ کبیر والا نے کی۔

خدا تمام علماء اعلام کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، لیکن جہاں تک ان روایات کی اسناد و اعتبار کی تحقیق کا تعلق ہے تو ایسی توثیقات عامہ سے حل نہیں ہوتی خاص کر جب فریقین کی روایات کو اپنے مقصد کیلئے مان لیا جائے لیکن جب وہی روایت دوسری کسی جگہ پیش کی جائے تو ان کی روایات پر جرح کی جائے یہ مناظرانہ روش ہے اس کا تحقیق سے تعلق نہیں ہے اس لیے فردا فردا روایات کی سندوں کی تحقیق لازم ہے اور ایسی طویل روایات کے بارے میں دیگر خدشات بھی پائے جاتے ہیں جن کو دوسری جگہ ذکر کیا گیا۔

[امام صادقؑ کا اپنے صحابی کو خط میں تقوی کی تاکید]

۹۔ احمد بن حسن میثمی نے اپنے اصحاب کے ایک شخص سے نقل کیا میں نے امام صادقؑ سے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے نام جواب خط میں پڑھا (جس میں تھا): اما بعد! میں تجھے خدا سے تقوی کی نصیحت کرتا ہوں، کیونکہ خدا نے تقوی کرنے والے کیلئے ضمانت دی ہے کہ اسے اس کے ناپسندیدہ امر سے اس کے پسندیدہ امر کی طرف پھیرے دے اور اسے ایسی جگہوں سے رزق دے جہاں سے اس کا گمان تک نہ ہو اور ہر گز ان افراد میں سے نہ ہونا جو دوسرے لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے ان کے بارے میں خوفزدہ رہتے ہیں مگر اپنے گناہ کی سزا سے پر اطمینان بن جاتے ہیں کہ خدا کی جنت کے معاملہ میں اسے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا اور خدا کے ہاں کے خزانے صرف اس کی اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں۔

[بنوہاشم میں تمام مخلوقات سے برگزیدہ سات افراد]

۱۰۔ معاویہ بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ایک دن نبی اکرم ﷺ خوشی کی حالت میں مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے لوگوں نے آپ سے عرض کی: اے خدا کے رسول! خدا آپ کو ہمیشہ مسکراتا ہوا رکھے اور آپ کی خوشی میں اضافہ کرے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی دن رات نہیں مگر اس میں خدا کی طرف سے میرے لیے تحفہ ہوتا ہے آج کے دن خدا نے مجھے ایک ایسا تحفہ دیا کہ اس جیسا پہلے کبھی تحفہ نہیں دیا جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے میرے خدا کا سلام دیا اور کہا: اے محمد! خدا نے بنی ہاشم سے سات افراد کو انتخاب کیا ان جیسا نہ گذشتگان میں پیدا ہوا اور نہ ان جیسی کبھی کوئی مخلوق بعد میں پیدا ہو گی:

۱) اے خدا کے رسول! آپ نبیوں کے سردار۔ ۲) علی بن ابی طالب آپ کے وصی اور وصیوں کے سردار۔

۳-۴) حسن و حسین آپ کے نواسے اور نواسوں کے سردار۔ ۵) حمزہ آپ کا چچا شہداء کا سردار۔

۶) جعفر آپ کا چچازاد بھائی جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرنے والا جہاں چاہے پرواز کرے۔

۷) اور تم میں سے وہ قیام کرنے والا امام جس کے پیچھے مریم کا بیٹا عیسی نماز پڑھے گا جب خدا انہیں زمین پر بھیجے گا اور وہ امام حسین کی نسل سے علی و فاطمہ کا بیٹا ہو گا۔

[آیت: ہماری کتاب تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے سے مراد]

۱۱۔ ابو بصیر نے امام صادقؑ سے عرض کی: خدا کا فرمان: یہ ہماری کتاب تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے، امام نے فرمایا: کتاب نہ کبھی بولی اور نہ بولے گی، لیکن رسول اکرم کتاب کو بیان کرتے تھے تو خدا نے فرمایا: یہ ہماری کتاب حق کے ساتھ تم پر کلام کرتی ہے

۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہم اسے اس طرح قرائت نہیں کرتے، امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! جبرئیل اسے حضرت محمد پر اسی طرح لیکر نازل ہوا لیکن یہ ان آیات میں سے ہے جن میں کتاب خدا میں تبدیلی اور تحریف کر دی گئی ہے[1]۔

[سورہ شمس میں سورج چاند اور رات دن سے مراد]

۱۲۔ابو محمد کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: سورج اور اس کے طلوع ہونے کی قسم، امام نے فرمایا: سورج سے مراد نبی اکرم ہیں، ان کے ذریعہ لوگوں کو خدا نے اپنا دین بیان کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: چاند جب اس کے پیچھے آئے، امامؑ نے فرمایا: وہ امیر المومنین مراد ہیں جو نبی اکرم کے بعد آئے اور نبی پاک نے انہیں اپنا علم پھونک دیا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: رات جب چھا جائے، امامؑ نے فرمایا: وہ ظلم و جور کے امام و پیشوا مراد ہیں جنہوں نے آل نبی کے مقابلے میں ولایت اور حکومت کو ظلم و جور سے غصب کر لیا اور اس کے جگہ بیٹھ گئے جس پر آل نبی اولویت اور برتری رکھتے تھے پس انہوں نے ظلم و جور سے خدا کے دین کو ڈھانپ دیا خدا نے ان کے فعل کو بیان کیا تو فرمایا: رات جب چھا جائے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: دن جب روشن ہو جائے، امامؑ نے فرمایا: یہ حضرت فاطمہ کی نسل سے وہ امام ہے جس سے نبی کے دین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ سوال کرنے والے کی مشکل کو حل کر کے روشن کر دیتے ہیں خدا نے ان کے قول کو بیان کیا تو فرمایا: دن جب روشن ہو جائے۔

[عمل کر کے تھکے ماندے چہرے آگ میں جھونکنے کی تاویل]

۱۳۔ سہل (بن زیاد آدمی) نے محمد کے واسطہ سے اس کے باپ (سلیمان دیلمی نخاس بردہ فروش) سے نقل کیا، راوی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: کیا تمہیں چھا جانے والی کی خبر ہے؟ امامؑ نے فرمایا: امام قائم ان پر تلوار سے چھا جائیں گے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: اس دن کچھ چہرے خشوع و خواری کی حالت میں ہونگے، فرمایا: خضوع اس لیے کہ انکار نہیں کر سکیں گے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: عمل کرنے والے، فرمایا: خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف عمل کرنے والے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: تھکے ماندے، فرمایا: خدا کی طرف سے معین والیاں امر کے علاوہ دوسروں کو نصب کر کے تھکے ماندے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: بھڑکتی آگ میں جھونکے جائیں گے، فرمایا: دنیا میں امام قائمؑ کے زمانے میں جنگ کی آگ میں ڈالے جائیں گے اور آخرت میں جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

[1] ۔ایسی روایات قرآن کریم کی الٰہی حفاظت ہونے اور اس میں اس کسی قسم کی لفظی تحریف و تبدیلی واقع نہ ہونے کی یقین آور دلیلوں کے خلاف ہیں اور ان کی سندیں بھی نہایت ضعیف ہیں۔

۱۴۔ابو بصیر کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: انہوں نے خدا کے نام کی پکی قسمیں کھائیں کہ خدا مرنے والوں کو محشور نہیں کرے گا، ہاں یہ تو خدا کا یقینی وعدہ تھا لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو بصیر! تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ عرض کی: مشرکین گمان کرتے اور رسول کے سامنے قسمیں کھاتے تھے کہ خدا مرنے والوں کو زندہ نہیں کرے گا۔

امامؑ نے فرمایا: جو ایسی بات کرے اس کیلئے ہلاکت ہے، ان سے پوچھو کیا مشرکین کے نام کی قسمیں کھاتے تھے یا لات و عزی کے نام کی قسمیں کھاتے تھے؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے اس کا مطلب بیان کیجئے۔

امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو بصیر! جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو ان کے پاس خدا ہمارے شیعوں کا ایک گروہ بھیجے گا جن کی تلواروں کے دستے ان کے کاندھوں پر ہوں گے تو یہ ہمارے زندہ شیعوں کی ایک جماعت کو خبر پہنچے گی وہ کہیں گے: فلاں فلاں اور فلاں اپنی قبروں سے امام زمانہ کے ساتھ محشور ہوگئے، تو یہ بات ہمارے دشمنوں کی ایک جماعت کو پہنچے گی تو وہ کہیں گے: اے شیعہ! کتنا بڑا جھوٹ بولتے ہو یہ تمہاری حکومت ہے اور تم اس میں بھی جھوٹ بولتے ہو ہرگز نہیں، خدا کی قسم! وہ زندہ نہیں ہوئے، اور نہ قیامت تک وہ زندہ ہو سکتے ہیں، تو خدا نے ان کے قول کو نقل کیا کہ وہ خدا کے نام کی قسمیں کھائیں گے کہ خدا مرنے والوں کو (اس دنیا میں) زندہ نہیں کرتا۔

[عذاب محسوس کر کے بھاگ دوڑنے والوں سے خطاب کی تاویل]

۱۵۔بدر بن خلیل اسدی کا بیان ہے میں نے خدا کے اس فرمان کے بارے میں امام باقرؑ سے سنا جب وہ ہمارے عذات کو محسوس کریں تو وہ بھاگ دوڑ کرتے ہیں، ان سے کہو: بھاگ دوڑ نہ کرو جن سہولیات اور گھروں میں ناز و نعمت سے رہتے تھے ان کی طرف پلٹو تم سے سوال کیا جائے گا۔

امامؑ نے فرمایا: جب امام زمانہ قیام کریں گے اور شام میں بنی امیہ کی طرف جائیں گے تو وہ روم کی طرف بھاگ جائیں گے رومی ان سے کہیں گے: ہم تمہیں داخل نہیں ہونے دیں گے جب تک تم عیسائی نہ بن جاؤ، وہ اپنی گردنوں میں صلیب ڈال لیں گے اور عیسائی بن کر شہر میں داخل ہونگے جب ان کے پاس امام زمانہ کے اصحاب پہنچیں گے تو وہ ان سے امان اور صلح کی درخواست کریں گے تو امام زمانہ کے اصحاب کہیں گے: ہم ایسا نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تم ان لوگوں کو ہمارے سپرد کرو جو ہماری طرف سے تمہارے پاس آئے ہیں وہ رومی ان کو حوالے کریں گے یہ خدا کا فرمان ہے: اب نہ بھاگو اور اپنے مزے کی جگہوں اور گھروں میں لوٹو کہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے گی، فرمایا: خدا نے ان سے خزانوں کے بارے میں سوال کرنا ہے جبکہ خدا انکو بہتر جانتا ہے، وہ کہیں گے: وائے ہو ہم پر، ہم تو ظلم کرنے والے تھے ان کی یہی باتیں رہیں گی حتی ان کو تلوار سے بے کٹی ہوئی فصلوں کی طرح کریں گے۔

امام ابو جعفرؑ کا سعید الخیر کے نام خط

۱۶۔ حمزہ بن بزیع (وزیر عباسی حکومت) اور ایک دوسرے شخص نے بیان کیا کہ امام ابو جعفرؑ نے سعید الخیر کے نام خط لکھا: خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، اما بعد! میں تجھے خدا سے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں، اس میں ہلاکت سے سلامتی اور آخرت میں غنیمت اور فائدہ ہے، خدا تقویٰ کے ذریعہ ایسی چیزوں کو پھیر دیتا ہے جو اس کی عقل سے غائب ہوتی ہیں اور تقویٰ کے ذریعہ ایسی چیزوں کو روشن کر دیتا ہے جو اس کے اوندھے پن اور جہالت کی تاریکیوں میں گم ہوتی ہیں اور تقویٰ کے ذریعہ نوح اور ان کے ساتھی کشتی سے نجات پا گئے اور حضرت صالح اور ان کے ساتھ بجلی کی کڑک سے نجات پا گئے اور تقویٰ کے ذریعہ صبر کرنے والے کامیاب ہوئے اور اس کے ذریعہ قومیں ہلاکتوں سے بچ گئیں اور ان کی راہ پر چلنے والے ان کے بھائی ہیں جو اس فضیلت کی تلاش کرتے ہیں اور انہوں نے شہوتوں میں پڑنے والی اپنی طغیانیوں کو پیچھے پھینک دیا کیونکہ انہیں خدا کی کتاب میں گذشتہ قوموں کہانیاں پہنچ چکی ہیں انہوں نے خدا کے دیئے ہوئے رزق و روزی سے شکر خدا کیا اور خدا ہی لائق حمد ہے۔ اور انہوں نے کر لیا کہ خدا حلیم اور بردبار ہے اور علیم و خبیر ہے خدا کا غضب اس پر ہوتا ہے جو اس کی خوشنودی کے کاموں کو قبول نہیں کرتا اور جو اسکی عطا کو قبول نہیں کرتا خدا اس کو گمراہ کرتا ہے جو اس کی ہدایت کو قبول نہیں کرتا پھر خدا کے گناہگاروں کو بھی توبہ کے ذریعہ نیکیاں بنانے کی قدرت دی ہے اپنے بندوں کو اس طرف بلند آواز سے پکارا ہے جو آواز کبھی ختم نہیں ہوگی اور خدا اپنے بندوں کی دعا رد نہیں کرتا پس خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہو جو خدا کے نازل کردہ احکام کو چھپاتے ہیں جبکہ خدا نے اپنے آپ پر رحمت واجب کی ہے اس کی رحمت اس کے غضب پر مقدم ہے اور وہ سچ خدا کی عدالت میں کامل ہو چکی ہے، خدا کبھی اپنے بندوں پر غضب کی ابتداء نہیں کرتا جب تک وہ اسے غضب نہ دلائیں یہ علم یقین اور علم تقویٰ کی بدولت ہے۔

[کتاب کے الفاظ کی حفاظت اور معانی میں تبدیلی]

ہر امت نے جب کتاب کو پس پشت ڈال دیا خدا نے ان سے کتاب کا علم اٹھا لیا اور ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیا جب انہوں نے ان سے دوستی لگائی، ان کا کتاب کو پس پشت ڈالنا یہ تھا کہ انہوں نے اسکے حروف اور الفاظ کو قائم رکھا مگر اس کی حدود اور احکام کو تبدیل کر دیا وہ اسے نقل کرتے تھے مگر اس کا خیال نہیں رکھتے تھے جاہلوں کو ان کے نقل کرنے کی غرض سے حفظ کی ہوئی باتیں بھلی لگتی تھیں جبکہ علماء کو ان کا کتاب کو چھوڑ دینا اور اس پر عمل نہ کرنا غمگین کرتا تھا اور ان کا کتاب کو چھوڑنا یہ تھا کہ انہوں نے جاہلوں اور نادانوں کو حاکم بنا لیا جنھوں نے انہیں ہلاکت میں پھینک دیا اور انہیں نابودی تک پہنچا دیا، انہوں نے دین کی تعلیمات کو بدل دیا پھر اسے ایسی میراث بنا لیا جسے ہر سفیہ و نادان اور نابالغ بے شعور قسم کے لوگ ورثہ میں پانے لگے پس امت خدا کے امر کے بعد لوگوں کے حکم سے چلنے لگی اور اس سے اپنی مشکلات حل کر رہی ہے اور یہ ظالموں کیلئے بہت بری تبدیلی ہے۔

خدا کی ولایت کے بعد لوگوں کی ولایت چھا گئی اور خدا کے ثواب و رضا کے بعد لوگوں کے ثواب اور خوشنودی معیار بن گئی ہے امت کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ان میں ایسے لوگ جو عبادت میں کوشاں ہیں اور اس گمراہی پر تعجب کرتے ہیں اور وہ دھوکہ کھا چکے ہیں ان کی کی عبادت پر خود ان کے لیے اور ان کے پیروکاروں کیلئے آزمائش ہے۔

حالانکہ رسولوں میں عبادت گذاروں کیلئے نصیحت ہے نبیوں میں سے ایک نبی مکمل اطاعت کرتا تھا پھر خدا کی ایک معاملہ میں معصیت کی تو اس کے ذریعہ اسے جنت سے نکال دیا گیا انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا گیا پھر وہ اسے اس وقت تک نہیں دیتی جب تک وہ گناہ کا اعتراف اور توبہ نہیں کرتے، تو ان احبار اور رہبان (یہود و نصرانیوں کے عبادت گزاروں) کی طرح عبادتیں کرنے والوں کو پہچان لو جو خدا کی کتاب کو چھپاتنے اور اس کی تبدیلی کرنے پر چل رہے ہیں نہ ان کی تجارت کوئی نفع دے گی اور نہ ہدایت یافتہ ہیں۔

پھر اس طرح کے لوگ اس امت میں پہنچان لو جنہوں نے خدا کی کتاب کے حروف اور الفاظ کو قائم رکھا اور اس کی حدود اور احکام کو بدل دیا، پس وہ پچھلی قوموں کے سرداروں اور متکبرین کے ساتھ ہیں جب خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے قائدین اور سرداروں میں اختلافھو تو ان میں سے اکثر سرداروں کے ساتھ ہوتے ہیں جن کے پاس دنیا زیادہ ہے یہ ان کے علم و دانش کی حد ہے اس طرح وہ ہمیشہ طبع شیطانی اور طمع میں آلودہ ہیں ہمیشہ ان کی زبانوں سے بہت زیادہ باطل کے ساتھ ابلیس کی آواز سنی جاتی ہے حقیقی علماء ان سے اذیت اور سختیوں میں ہیں وہ علماگ کی اس لیے عیب جوئی کرتے ہیں تاکہ نہ انہیں حق کی نصیحت نہ کریں اور انہیں باطل سے نہ روکیں حالانکہ اگر علماء نصیحت کو چھپائیں تو اپنے آپ کو خیانت کار شمار کریں گے اگر کسی بھٹکے ہوئے گمراہ شخص کو دیکھیں اور اسے ہدایت نہ کریں یا کسی (گمراہ شدہ شخص) مردہ کو دیکھیں اور اس کو زندہ نہ کریں تو اپنی ملامت کریں گے تو ان لوگوں کے افعال بہت برے ہیں کیونکہ خدا نے ان سے اپنی کتاب میں عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور ان چیزوں کا جن کا انہیں حکم دیا گیا اور ان چیزوں سے روکیں جن سے انہیں روکا گیا ہے۔

اور آپس میں نیکی اور تقوی کے کاموں میں مدد کریں اور گناہ و ظلم کے کاموں میں مدد نہ کریں پس حقیقی علماء ایسے جاہلوں کے مقابلے اور جہاد کی حالت میں اگر ان کو نصیحت کریں تو وہ کہتے ہیں یہ طغیان اور سرکش ہیں اور اس حق کی کی تعلیم دیں جن کو وہ چھوڑ رہے ہیں تو وہ جاہل لوگ کہتے ہیں یہ مخالفت پر ڈٹ رہے ہیں اور اگر ان سے کنارہ کش ہوں تو کہیں ان میں تفرقہ ڈال رہے ہیں اگر کہیں اپنی باتوں کو دلیل لاؤ تو کہیں گے: منافقت کر رہے ہیں اگر ان کی پیروی کریں تو کہیں خدا کی نافرمانی کر رہے ہیں پس جاہل نہ جاننے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے جبکہ وہ باتیں کرتے ہیں ان سے نابلد ہیں تعریف و مد]ح کے وقت کتاب کی تصدیق کرتے ہیں اور تحریف و تبدیلی کے وقت اس کو جھٹلاتے ہیں پھر ان کو روکا بھی نہیں جاتا۔

یہ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت گزاروں کی طرح ہیں خواہشات کے سردار ہیں ہلاکت کے رہنما ہیں ان میں سے کچھ دوسرے گمراہی اور ہدایت کے درمیان بیٹھے ہیں وہ دو گروہوں میں سے کسی کی حقیقت کو نہیں جانتے وہ کہتے ہیں لوگ ان باتوں

کو نہیں جانتے تھے اور نہ کی حقیقت کو پہچانتے تھے انہوں نے ان لوگوں کی نبی اکرم کی واضح تعلیمات چھوڑ دینے میں ان کی تصدیق کی جب نبی اکرم کی تعلیمات واضح تھیں ان میں کوئی بدعت اور نئی ایجاد دین میں داخل نہ ہوئی تھی کوئی سنت تبدیلی نہ ہوئی تھی ان میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہوا تھا جب لوگوں میں ان کے گناہوں کی تاریکیاں چھا گئیں تو دو قسم کے رہنما بن گئے ایک خدا کی طرف بلانے والا اور دوسرا جہنم کی طرف بلانے والا، اس وقت شیطان بولا اور اس کی آواز اس کے دوستوں کے ذریعہ چھا گئی اس کے سوار اور پیادہ لشکر کے ڈھیر لگ گئے کہ وہ ان کے مال و اولاد میں شریک ہو گیا جس نے اسے شریک بنایا پس بدعتوں پر عمل ہونے لگا کتاب خدا اور سنت نبی اکرم کو چھوڑ دیا گیا خدا کے اولیاء نے حجت تمام کر دی اور کتاب خدا اور حکمت کی باتوں کو تھامے رہے اس دن سے اہل حق اور اہل باطل جدا ہو گئے اور ہوا پرستوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور اہل گمراہی نے بدعتوں کی مدد کی حتی گروہ فلاں اور پیروکاروں کے ساتھ ہو گئے پس اس گروہ اور دوسرے گروہ کو پہچان لو اب کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو نجیب و شریف ہیں ان کے دامان کو تھام لو حتی تمہارے ساتھی ان کی طرف پلٹ آئیں نقصان اٹھانے والے وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان دیں اور یہ واضح خسارہ اور نقصان ہے۔ یہاں تک حسین (بن محمد اشعری) کی روایت ہے۔

اور محمد بن یحییٰ کی روایت میں اضافہ ہے: وہ راہ کو بخوبی جانتے ہیں ان کے پیچھے آزمائش ہو تو اس کا خیال نہ کرو اس کی وجہ سے اہل کو نہ چھوڑو اگر ان کے پیچھے لوگوں کے ظلم و جور کا خطرہ ہو اور نہ ختم ہونے مصیبتیں ہوں تو بھی تم وسعت اور کشائش تک پہنچ جاؤ گے۔

پھر جان لو کہ با اطمینان اور با اعتماد ساتھی ایکدوسرے کا ذخیرہ ہوتے ہیں اگر تجھے طرح طرح کے گمان مجھ سے بھٹکا نہ دیتے تو میں حق کے ایسے حقائق تجھ پر کھول دیتا جن کو میں ابھی تجھ سے چھپا رہا ہوں اور حق کی ایسی باتیں تیرے سامنے رکھ دیتا جنکو میں ابھی پوشیدہ رکھ رہا ہوں لیکن میں نے تجھے بچایا اور تجھے باقی رکھنا چاہا ہے حلیم و بردبار وہ نہیں جو تقوی کی جگہ کسی سے تقیہ نہ کیا حلم و بردباری عالم و دانشمند کا لباس ہے اس کو مت چھوڑنا، والسلام۔

امام ابو جعفرؑ کا سعید الخیر کے نام دوسرا خط

۱۷۔ حمزہ بن بزیع کا بیان ہے امام ابو جعفر[1] نے سعید الخیر کو خط لکھا: خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے، اما بعد! تیرا خط مجھے پہنچ گیا تو نے اس میں ان باتوں کو جاننے کی خواہش کی ہے جن کا چھوڑنا سزاوار نہیں ہے اور خدا کی خوشنودی ان کی پیروی میں ہے پس تو نے اس میں اپنے لیے ان باتوں کو قبول کیا ہے جن میں تیری جان گروی ہے اگر تم نے اس کو چھوڑا خود پسندی کا شکار ہوا کہ خدا کی خوشنودی اور اطاعت و نصیحت نہیں ملتی نہ پہچانی جاتی ہے مگر ان بندوں میں جنہیں تنہا

---

[1] ۔علامہ مجلسی نے بحار کتاب الروضہ میں امام محمد تقی جواد مراد لیے ہیں۔

چھوڑ دیا گیا جن سے لوگ دور ہو گئے لوگوں نے ان کا مذاق اڑایا ان پر طرح طرح کی بری باتوں کی تہمتیں لگائیں حتی کہا جانے لگا: مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک لوگوں میں گدھے کے مردار کی طرح ناپسندیدہ نہ ہو جائے۔

اگر تجھے اس مصیبت کے لاحق ہونے کا خطرہ نہ ہوتا جو ہمیں پہنچی ہے تو لوگوں کے کے فتنہ اور آزمائش کو حدا کے عذاب کی طرح سمجھنے لگتا جبکہ میں خدا کی بارگاہ میں تیرے اور اپنے لیے ایسی باتوں سے پناہ مانگتا ہوں تو میں تجھے تیرے گھر کے دور ہونے کے باوجود تجھے حق بیان کر کے تجھے اپنے قریب کرتا۔

جان لو تم پر خدا رحم کرے، خدا کی محبت کو بہت سے لوگوں کے کینے اور بغض حسد کے بغیر نہیں پایا جاسکتا اور نہ خدا کی ولایت کو ان کی دشمنی مول لیئے بغیر حاصل کیا جاسکتا ہے اور دنیا کی ایسی چند باتوں کا رہ جانا خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جانے والوں کیلئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

اے میرے بھائی! خدا نے تمام رسولوں کی امتوں میں ایسے اہل علم کے باقیات کو رکھا جو گمراہوں کو ہدایت کرتے اور ان کے ساتھ اذیتوں پر صبر کرتے خدا کی دعوت دینے والوں کی آواز پر لبیک کہتے اور خدا کی بلاتے، انہیں پہچان لو خدا پر تم پر رحم کرے وہ بلند مقام پر فائز ہیں اگر انہیں دنیا کوئی مصیبت پہچائے تو بھی وہ خدا کی کتاب کے ذریعہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور خدا کے نور سے اندھے پن کے شکار افراد کا علاج کرتے ہیں ابلیس کے کتنے نشانہ بننے والوں کو زندہ کر چکے ہیں کتنے بھٹکے ہوئے گمراہوں کو ہدایت دی ہے اور وہ لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کیلئے اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں ان کے لوگوں پر اثرات کتنے اچھے ہیں اور لوگوں کے ان کے ساتھ سلوک کتنے برے ہیں۔

[حدیث نبوی میں امام علیؑ کی عیسی مسیحؑ سے شباہت کا بیان]

۱۸۔ ابو بصیر کا بیان ہے ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے جب امام امیر المومنینؑ سامنے آئے تو فرمایا: تم میں عیسی بن مریم کی شباہت ہے اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تیرے بارے میں میری امت کے کچھ گروہ وہ باتیں کریں گے جو عیسائیوں نے حضرت عیسی بن مریمؑ کے بارے میں کہیں تو میں تیرے بارے میں وہ بات کہتا کہ تم کسی گروہ کے پاس سے نہ گزرتے مگر وہ تمہارے قدموں کی مٹی کو برکت کیلئے اٹھا لیتے۔

راوی کا بیان ہے: دو عربی شخص اور مغیرہ بن شعبہ اور ان کے ساتھ کچھ قریش والے غصے ہوگئے اور کہنے لگے: نبی پاک ﷺ اپنے چچازاد بھائی کیلئے عیسی بن مریم کے سوا کسی مثال پر راضی نہیں ہوئے، خدا نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی: جب مریم کے بیٹے کی مثال دی جاتی ہے تو تمہاری قوم کے لوگ اس پر سے گریزاں ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے خدا بہتر ہیں یا وہ، وہ تمہارے لیے یہ مثال صرف جھگڑے کیلئے لاتے ہیں اور وہ جھگڑالو ہیں وہ ہمارا بندہ ہے ہم نے اس پر نعمتیں کیں اسے بنی اسرائیل کیلئے مثال قرار دیا اگر ہم چاہتے تم بنی ہاشم میں ملائکہ قرار دیتے جو تمہارے بعد رہتے۔

[آیت خشکی اور سمندروں میں فساد ظاہر ہونے کی تطبیق]

۱۹۔ محمد بن مسلم نے امام باقرؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی: لوگوں کے اپنے اعمال کے باعث خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا [تاکہ انہیں ان کے بعض اعمال کا ذائقہ چکھایا جائے، شاید یہ لوگ باز آجائیں]۔

امام نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ اس وقت ہے جب انصار نے کہا: ہم سے امیر ہوگا اور تم میں سے امیر ہوگا۔

۲۰۔ میسر کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: خدا کا تعالی کا فرما ہے: اور تم زمین میں اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ۔

امام نے فرمایا: اے میسر! زمین فاسد اور ویران تھی خدا نے اسے اپنے نبی کے ذریعہ آباد کیا اور فرمایا: اور تم زمین میں اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ۔

امام امیر المومنینؑ کا خطبہ

۲۱۔ سلیم بن قیس ہلالی نے روایت کی: امام امیر المومنینؑ نے خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثناء کی پھر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا اور فرمایا: یاد رکھو مجھے تم پر سب سے زیادہ خطرہ دو چیزوں سے ہے: خواہشات کی پیروی اور دوسرا طویل امیدیں، جان لو کہ خواہشات کی پیروی حق سے روک دیتی ہے اور طویل امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔

یاد رکھو کہ دنیا پیچھے کی طرف سفر کر رہی ہیں اور آخرت آگے آ رہی ہے ہر ایک کے بیٹے ہیں تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو کہ آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل کی گنجائش نہیں ہوگی، اور بے شک فتنوں اور فساد کی ابتداء

ایسی خواہشات سے ہوئی جن کی پیروی کی گئی اور ایسے احکام سے ہوئی جن کو دین میں ایجاد کیا گیا، ان میں حکم خدا کی مخالفت کی گئی ان میں لوگوں نے دوسروں کی پیروی کر لی۔

یاد رکھو اگر حق کو خالص رکھا جاتا تو کوئی اختلاف نہ ہوتا اگر باطل کو خالص رکھا جاتا تو وہ عقلمندوں پر مخفی نہ ہوتا لیکن کچھ اس سے لیا جاتا ہے اور کچھ ادھر سے لیا جاتا ہے دونوں کو ملا دیا جاتا ہے جب وہ دونوں مخلوط ہو جاتے ہیں تو وہ دونوں چھپ جاتے ہیں اس وقت شیطان اپنے دوستوں پر غلبہ کرتا ہے اور لوہ لوگ نجات پاتے ہیں جن کیلئے خدا کی طرف سے نیکی لکھی جا چکی ہوتی ہے ۔

میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا فرمایا: تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تمہیں ایسا فتنہ ڈھانپ لے گا جس میں بچے جوان ہو جائیں گے اور بڑے بوڑھے ہو جائیں گے لوگ ان پر عمل کریں گے اور انہیں سنت سمجھ کر لیں گے جب ان سے کچھ بدلا جائے گا تو کہا جائے گا: سنت کو بدلا جا رہا ہے لوگ برائیوں پر امڈ پڑیں گے پھر مصیبت اور آزمائش سخت ہو جائے گی اور ذریت رسول کو قید کیا جائے گا اور انہیں آزمائش ایسے کچل دے گی جیسے آگ لکڑی کو راکھ کر دیتی ہے اور جیسے چکی کے پاٹ دانے کو پیس دیتے ہیں وہ خدا کے غیر کی خاطر دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں گے اور عمل کے علاوہ دوسرے مقاصد کیلئے علم حاصل کریں گے اور آخرت کے اعمال کے روپ میں دنیا کمائیں گے۔

[رحلت نبوی کے بعد کی بدعات کو درست نہ کر سکنے کی وجہ]

پھر آپؑ نے رخ کیا جب آپ کے گرد آپ کے اہل بیتؑ، خواص اور شیعہ موجود تھے فرمایا:

مجھ سے پہلے حکمرانوں نے ایسے اعمال انجام دیئے جن میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کی اور جان بوجھ کر آپ کے خلاف کیا آپ کے عہد و پیمان کو توڑا آپ کی سنت کو بدلا اگر میں لوگوں کو ان جعلی کاموں کے چھوڑنے کا حکم دوں اور انہیں اصلی مقام پر لانا چاہوں جیسے وہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھے تو میرا لشکر میرے ارد گرد سے بکھر جائے حتی میں تنہا رہ جاؤں یا میرے کچھ شیعہ جو میری فضیلت اور میری امامت کے فریضہ کو خدا کی کتاب اور نبی اکرم ﷺ کی سنت سے جانتے ہیں۔

۱) کیا تم سمجھتے ہو اگر میں مقام ابراہیمؑ کے بارے میں حکم دوں اسے اس مقام کی طرف پلٹا دوں جہاں اسے نبی اکرم ﷺ نے قرار دیا تھا۔

۲) اور فدک کو حضرت فاطمہؑ کے وارثوں کی طرف پلٹا دوں۔

۳) اور نبی اکرم ﷺ کے صاع کو ویسا پلٹا دوں جیسا وہ پہلے تھا۔

۴) اور ان جائیدادوں کو جاری کروں جو نبی اکرم ﷺ نے بعض لوگوں کیلئے قرار دیں مگر ان احکام کو نافذ نہ کیا گیا۔

۵) اور جعفر طیار کا گھر ان کے وارثوں کو پلٹا دوں اور اسے مسجد سے گرا دوں۔

۶) اور ظلم و جور سے ہونے والے فیصلوں کو واپس کروں۔

۷) اور لوگوں کے ساتھ رہنے والی ناحق عورتوں کو ان سے جدا کر دوں اور انہیں اصلی شوہروں کے پاس بھیج دوں۔
۸) اور ان لوگوں میں ناموس اور احکام کے فیصلے جاری کروں۔
۹) اور بنی تغلب کی نسلوں کو قیدی بنالوں۔
۱۰) اور خیبر کی زمین جو تقسیم کی گئی اس کو واپس کرو۔
۱۱) اور عطیات کے دفاتر ختم کر دوں اور لوگوں کو ویسے عطا کروں جیسے نبی اکرم ﷺ برابر عطا کیا کرتے تھے اور اسے مالداروں کے درمیان چکر نہ لگانے دوں۔
۱۲) اور ذراع (کی مقدار) کو برابر کر دوں۔
۱۳) اور شادی بیاہ کے معاملات میں برابری کا قانون قائم کروں۔
۱۴) اور نبی اکرم ﷺ کے خمس کو ویسے نافذ کروں جیسے خدا نے نازل کیا اور فرض کیا ہے۔
۱۵) اور نبی اکرم ﷺ کی مسجد اس طرح پیچھے کر دوں جیسی وہ تھی۔
۱۶) اور اس میں کھلنے والے دروازے بند کر دوں اور جو اس کے دروازے بند کئے گئے ہیں ان کو کھول دوں۔
۱۷) اور خفین پر مسح حرام کر دوں۔
۱۸) اور نبیذ پینے والوں پر شراب خوری کی حد جاری کروں۔
۱۹) اور متعہ حج کو جاری کروں۔
۲۰) اور متعہ نساء کے حلال ہونے کا حکم جاری کروں۔
۲۱) اور جنازوں پر پانچ تکبیروں کا حکم دوں۔
۲۲) اور لوگوں کو نماز میں بسملہ بلند آواز سے پڑھنے کا حکم دوں۔
۲۳) اور ان لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی مسجد سے باہر نکال دوں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے نکالا تھا اور بعد میں انہیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ داخل کر دیا گیا۔
۲۴) اور ان لوگوں کو مسجد میں داخل کروں جن کو نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں داخل کیا اور انہیں بعد میں نکال دیا گیا۔
۲۵) اور لوگوں کو قرآن کے احکام اور سنت پر طلاق دینے کا حکم دوں۔
۲۶) اور صدقات کی تمام اقسام اور حدود کو جاری کروں۔
۲۷) اور وضو، غسل اور نماز کے اوقات، احکام اور مقامات واپس پلٹا دوں۔
۲۸) اور اہل نجران کو ان کے علاقوں میں واپس پلٹا دوں۔

۲۹) اور فارس اور دوسری اقوام کے قیدیوں کو خدا کی کتاب اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی طرف پلٹا دوں۔

☆ تو یہ سب لوگ مجھے چھوڑ کر بکھر جائیں گے۔

۳۰) خدا کی قسم! میں نے لوگوں کو حکم دیا کہ ماہ رمضان میں سوائے واجب نماز کے جماعت قائم نہ کریں اور میں نے انہیں بتایا کہ ان کا مستحب نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا بدعت اور دین میں نئی ایجاد ہے تو میرے ساتھ ملکر دشمن کے خلاف لڑنے والے میری لشکر کے بعد سپاہی آوازیں نکالنے لگے: اے اہل اسلام! عمر کی سنت کو بدلا جا رہا ہے، یہ ہمیں ماہ رمضان میں مستحب نماز سے روک رہے ہیں تو مجھے خوف پیدا ہوا کہ یہ میرے لشکر کے ایک حصے میں طوفان کھڑا کر دیں گے جو مجھے اس امت میں تفرقے اور گمراہی و جہنم کی دعوت دینے والے رہنماؤں سے سلوک ملا۔

۳۱) اور میں نے چاہا کہ ذی القربی کا حصہ ایسے عطا کروں جیسا خدا نے فرمایا: اگر تم خدا اور ہمارے عبد پر ہمارے نازل کردہ حکم پر ایمان رکھتے ہو جو فرقان کے دن ہم نے نازل کیا جس دن دو گروہ آپس میں ملے، خدا کی قسم! ذی القربی کے ذریعہ خدا نے ہمیں مراد لیا ہمیں خدا نے اپنے اور رسول کے ذکر کے اتھ ملا دیا اور فرمایا: خدا، رسول اور ذی القربی اور یتیم و مسکین اور مسافروں کیلئے ہے یہ ہم میں خاص ہے تا کہ تم میں مالداروں میں چکر نہ لگائے جو خدا نے حکم دیا اس کو لے لو اور جن باتوں سے روکا ان سے رک جاؤ، اور خدا سے تقوی اختیار کرو آل محمدؐ پر ظلم نہ کرو خدا اس پر شدید عذاب والا ہے، جس نے آل محمدؐ پر ظلم کیا۔ اس رح حدا نے ہم پر رحمت کی اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں بے نیاز کر دیا اور اپنے نبی کو اس کی نصیحت کی اور ہمارے لیے صدقہ خیرات میں حصہ قرار نہیں دیا خدا نے رسول اور ہمیں لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل سے بلند و بالا قرار دیا تو انہوں نے خدا اور رسول کو جھٹلایا اور خدا کی کتاب جو ہمارے حق کو بیان کرتی تھی اس کا انکار کیا اور ہم سے اس فرض کو روک لیا جو خدا نے ہمارے لیے فرض کیا تھا کسی نبیؐ کے اہل بیتؑ کو اس کی امت کی طرف سے ایسی آزمائشوں کا سامنا نہیں ہوا جیسے ہم نے اپنے نبی کے بعد مصائب برداشت کئے خدا ہی ان کے خلاف ہماری مدد کرنے والا ہے جنہوں نے ہم پر ظلم کیا اور خدا بلند و برتر کے سوا کسی کی قوت و طاقت کارساز نہیں ہے۔

امام امیر المومنینؑ کا خطبہ

۲۲۔ مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام امیر المومنینؑ نے مدینہ میں خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثناء کی اور خدا کے نبی اور ان کی آل پاک پر درود بھیجا پھر فرمایا[1]:

[1] ۔ اس خطبہ کا کچھ حصہ ارشاد شیخ مفید میں ج اص ۲۹۱ میں موجود ہے۔

خدا نے کسی زمانے کی لوگوں کی کمر نہیں توڑی مگر انہیں ڈھیل و وسعت دیکر، اور امتوں میں سے کسی کی جڑ نہیں اکھاڑی مگر انہیں شدت و آزمائش دیکر۔

اے لوگو! جن مصائب کا تمہیں سامنا ہے اور جس زمانے سے تم گزر چکے ہو عبرت کا مقام ہے، نہ ہر دل والا عقلمند ہوتا ہے اور نہ ہر کانوں والا سننے والا ہوتا ہے اور نہ ہر دیکھنے والا با بصیرت ہوتا ہے۔

خدا کے بندو! ان چیزوں میں غور کرو جو تمہارے متعلق ہیں پھر ان کھنڈرات کو دیکھو جنہیں خدا نے اپنے علم سے تباہ کیا جو آل فرعون کے طریقے پر باغات، چشمے، زراعتیں اور بلند مقامات والے تھے پھر ان کو دیکھو جو خدا نے ان کی شادابی و خوشی اور امر و نہی کے بعد ان کا انجام کیا اور نیک انجام صبر کرنے والوں کیلئے جنت ہے خدا کی قسم! وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور تمام امور کی بازگشت خدا کے دست قدرت میں ہے۔

تعجب ہے اور میں دینی معاملات میں مختلف حجتوں میں ان فرقوں کی غلطی پر کیوں تعجب نہ کروں، یہ اپنے نبی کے آثار کی پیروی نہیں کرتے اور نہ وصی کے اعمال کی اقتداء کرتے ہیں اور نہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ عیب جوئی سے باز آتے ہیں۔

ان میں نیکی کو نہیں پہچانا جاتا اور نہ برائی کا انکار کیا جاتا ہے ان میں سے ہر شخص اپنے آپ کا امام اور پیشوا بنا ہوا ہے اور رائے کے مطابق مضبوط دلیلوں اور محکم اسباب کو تھامنے والا ہے ہمیشہ ظلم و ستم کا شکار ہیں اور مسلسل غلطی میں اضافہ کرتے ہیں تقرب نہیں پاتے بلکہ خدا سے دوری میں اضافہ کرتے جاتے ہیں وہ ایکدوسرے سے مانوس ہیں اور ایکدوسرے کی تصدیق کرتے ہیں یہ سب نبی اکرم کی میراث سے وحشت اور دوری کے سبب ہے اور جو آپ نے آسمانوں اور زمین کو بنانے والے خدا کی اخبار پہنچائیں ان سے دور بھاگنے کی وجہ سے ہے وہ حسرتیں اور ندامت سمیٹنے والے ہیں اور شکوک و شبہات کو کافی سمجھتے ہیں اور تاریکیوں کے اہل ہیں اور گمراہی اور شکوک کے اہل ہیں۔ جسے خدا نے اپنے نفس اور رائے کے سپرد کر دیا۔ جو اس کو نہیں جانتا اس کے نزدیک وہ محفوظ ہے اور جو اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتا اس کے نزدیک متہم نہیں ہے کتنا وہ حیوانوں کے مشابہہ ہیں جن کے چرواہے ان کو چھوڑ چکے ہوں۔

[شیعہ کے اختلاف کی شکایت اور پیشگوئی]

افسوس میرے اپنے شیعوں کے کردار سے جو آج اپنی مودت اور محبت کے دعوے کے بعد میرے بعد ایکدوسرے کو ذلیل و خوار کریں گے اور کیسے ایک دوسرے کو قتل و غارت کریں گے وہ کل اپنی حقیقت سے بکھر جائیں گے اور فروعات اور ضمنی بحثوں میں پڑ جائیں گے اور بغیر صحیح روش کے فتح کی امید رکھیں گے ان میں سے ہر ایک گرہ ایک ٹہنی کو تھام لے گا جہاں وہ جھکے وہ بھی ساتھ جھک جائیں گے حالانکہ خدا ان سب کو بنی امیہ کی حکومت میں بدترین حالات میں جمع کرے گا جیسے موسم خریف کے بادلوں کے بکھرے ہوئے ٹکڑے جمع کرتا ہے خدا ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو بادلوں کے جھنڈ کی طرح بناتا ہے پھر ان کیلئے دروازے کھولے گا وہ اپنے نکتہ آغاز سے سیلاب کی طرح بہیں گے جیسے دو باغات والوں کا سیلاب تھا عرم والوں کا سیلاب جب

اس بند پر خدا نے چوہے بھیجے ان کے سامنے پتھروں کے ٹیلے محفوظ نہ رہے اور نہ اور ان کے راستہ کو بڑے پہاڑ بھی نہ روک سکے خدا نے ان لوگوں کو مختلف وادیوں میں بکھیر دیا پھر انہیں زمین میں چشمے چلا دیئے جن میں ایک قوم سے دوسری قوم کے حقوق کو لیتا اور ان کے بدلے ان کے گھروں میں دوسری قوم کو قدرت دے گا بنی امیہ ان کو جلا وطن کرے گی تا کہ وہ غصب شدہ چیزوں کو واپس لے سکیں خدا ان کے ذریعہ مضبوط ستون ہلا دے گا اور ان کے ذریعہ ارم جیسے محکم لشکروں کو توڑ دے گا اور ان سے زیتون کی وادیوں (شام) کو بھر دے گا۔

اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا، یہ ضرور ہو کر رہے گا میں انکے گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور ان کے شاہسواروں کی عجمی زبانیں سن رہا ہوں، خدا کی قسم! ان کے ہاتھوں میں بلند و قدرت کے بعد سب کچھ شہروں میں ایسے پگھل جائے گا جیسے چربی آگ پر پگھل جاتی ہے ان میں سے جو مرا وہ گمراہ مرے گا اور اور جو چلا وہ ان میں سے خدا کی طرف جائے گا خدا جس کو چاہے گا بخش دے گا، خدا میرے شیعہ کو ان کے برے دنوں کی پراگندگی کے بعد جمع کرے گا، خدا پر کسی کا احسان نہیں ہے بلکہ خیر و برکت سب خدا کی طرف سے ہے۔

اے لوگو! امامت کا ناحق دعوی کرنے والے بہت ہیں۔ اگر تم حق کی کڑواہٹ کی وجہ سے اس کی مدد چھوڑ نہ جاؤ اور باطل کی ذلت تک اس کا مقابلہ کرو تو تم پر کوئی شخص جرات نہیں کرے گا جو تم جیسے حق پر نہیں ہے، اور جنہوں نے تم پر غلبہ کیا وہ تم پر غلبہ نہیں کر سکتا اور اطاعت حق کو ان کے اہل سے چھین نہ سکتا مگر تم اسی طرح بھٹک گئے ہو جس طرح بنو اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں بھٹک گئے تھے۔

میری زندگی کی قسم! میرے بعد تمہارا یہ بھٹکنا بنو اسرائیل کے بھٹکنے سے کئی گنا زیادہ ہو جائے گا اور میری زندگی کی قسم! اگر تم میرے بعد بنو امیہ کی حکومت کی مدت کے برابر مدت پوری کرو تو بھی تم گمراہی کی طرف بلانے والے کی حکومت پر اتفاق کرو گے اور باطل کو زندہ کرو گے اور حق کو پس پشت ڈال دو گے اور اہل بدر کے بقیہ افراد (نسلوں) سے تعلق توڑو گے اور نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنے والوں کی نسلوں کے دور والوں سے بھی تعلق جوڑو گے۔

مجھے میری زندگی کی قسم! اگر کے ہاتھوں کی کمائی پگھل کر نابود ہو جائے تو آزمائش کے قریب ہو جائے گی اور وعدہ حق نزدیک ہو جائے گا اور مدت ختم ہو جائے گی اور تم پر مشرق کی طرف سے دمدار ستارہ ظاہر ہو گا اور روشن چاند چمکے گا جب ایسا ہو تو توبہ کی طرف پلٹ آؤ اور جان لو کہ اگر تم مشرق کے طلوع کرنے والے کی پیروی کرو تو وہ تمہیں نبی اکرم ﷺ کی راہ پر چلائے گا تو اندھے پن، گونگے و بہرے پن علاج حاصل کرو گے اور تم زحمتوں اور سختیوں سے نجات پاؤ گے اور تمہاری گردنوں سے سنگین بار اتر جائیں گے اور خدا اس کو دھتکارتا ہے جو انکار کرے اور ظلم کر کے سختی کرے اور ناحق چیزوں کو غصب کرے اور ظالم جان لیں گے کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

امام امیر المومنینؑ کا [بیعت کے بعد] خطبہ

۲۳۔ علی بن رئاب اور یعقوب سرّاج (زین ساز) نے امام صادقؑ سے روایت کی جب عثمان کے قتل کے بعد امام امیر المومنینؑ کی بیعت کی گئی آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: حمد اس خدا کی جو بلند و برتر ہے اور قریب اور اعلی ہے ہر نظر آنے والی چیز سے بلند ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے، رسول اور آخری نبی ہیں تمام جہانوں پر خدا کی حجت ہیں اور رسولوں کی تصدیق کرنے والے ہیں اور مومنین پر مہربان ہیں خدا اور اس کے ملائکہ ان پر اور ان کی آل پر درود بھیجیں۔

اما بعد! اے لوگو! بغاوت و سرکشی لوگوں کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے، جس نے سب سے پہلے خدا کے مقابلے میں سرکشی کی وہ عناق بنت آدم تھی سب سے پہلے خدا نے جس سرکش کو قتل کیا وہ عناق تھی وہ زمین پر ستر مربع ہاتھ جگہ پر بیٹھتی تھی اس کی بیس انگلیاں تھیں ہر انگلی میں دو درانتی کی طرح بڑے ناخن تھے خدا نے اس پر ہاتھی کی طرح بڑا شیر اور اونٹ کی طرح بھیڑیا اور خچر کے برابر باز مسلط کیا انہوں نے اسے قتل کر دیا خدا نے ظالم و جابر لوگوں کو ان کے بہترین حالات اور پر امن جگہوں سے قتل کر دیا۔ ہامان کو مار ڈالا اور فرعون کو ہلاک کیا اور عثمان کو قتل کر دیا گیا۔

یاد رکھو تمہاری اس طرح آزمائش لوٹ آئی ہے جس طرح خدا نے نبی اکرم کو بھیجا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا تمہاری آزمائش کی جائے گی [1]۔

شاید کچھ مدت آگے پیچھے ہو جائے اگر تمہیں تمہارا حق پلٹا دیا جائے تو تم سعادت مند ہو اور مجھ پر صرف کوشش کرنا لازم ہے مجھے خطرہ ہے کہ تم ایک عرصہ میرا ساتھ دو پھر مجھ سے ایسے دور چلے جاؤ کہ تم میرے نزدیک اچھی رائے والے شمار نہ ہوا گر چاہو تو بہت کچھ کہہ سکتا ہوں خدا گذشتہ کو بخشے جس میں دو شخص آگے بڑھے اور تیسرا کوے کی طرح کھڑا ہوا ای سب کوشش پیٹ پوجا تھی وائے ہوا گر اس کے پر کاٹ دیئے جاتے اور اس کا سر دیا جاتا تو اس کیلئے بہتر ہوتا اسے جنت سے روک دیا گیا اور جہنم اس کے سامنے تھی تین اور دو پانچ کا معاملہ ہے ان کے ساتھ چھٹا کوئی نہیں ایک فرشتہ اپنے پروں کے ساتھ اڑتا ہے ایک نبی پاک ہیں جنہیں خدا نے اپنے دست قدرت سے تھاما اور ایک طالب جس کی امید کی جاتی ہے اور ایک کوتاہی کرنے والا جہنم میں ہے اور دائیں بائیں دھوئیں چھائے ہیں درمیانی راستہ ہی سیدھا راستہ ہے اس پر کتاب خدا کے بقیہ آثار اور نبوت کے نشانات ہیں جس نے ناحق دعوی کیا ہلاک ہوا جس نے جھوٹ بولا خسارہ میں رہا، خدا نے اس امت کو تلوار اور تازیانے سے ادب سکھایا اور امام و پیشوا کے پاس ان کے معاملہ میں کسی کیلئے نرمی نہیں ہے پس تم اپنے گھروں میں پردہ پوشی اختیار کرو اور اپنے معاملات کی اصلاح کرو اور توبہ تمہارے پیچھے ہے جس نے حق کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ظاہر کیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

[1] ۔ نہج البلاغہ خطبہ ۱۴ میں کچھ حصہ نقل ہے۔

[خدا کے نزدیک بہترین افراد کا بیان]

۲۴۔ابو حمزہ ثمالی نے امام علی بن حسین سجادؑ سے روایت کی آپ فرمایا کرتے تھے:

۱) تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کا عمل تم سب سے اچھا ہو۔

۲) اور تم میں خدا کے نزدیک سب سے بلند مرتبہ وہ ہے جس کی رغبت خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہو۔

۳) اور تم میں خدا کے عذاب سے سب سے پہلے نجات پانے والا وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہو۔

۴) اور تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔

۵) اور تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ خوشحال وہ ہے جو اپنے اہل و عیال پر سب سے زیادہ وسعت رکھے۔

[بدحال زمانے کی پیشگوئی]

۲۵۔عبداللہ بن سلیمان نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں فاسق و فاجر شخص کو بڑا لطیف اور خوشمزاج سمجھا جائے گا اور اس میں بے پرواہ اور بے غیرت شخص کو قرب عطا کیا جائے گا اور منصف مزاج شخص کو کمزور سمجھا جائے گا۔

کہا گیا: اے مومنو کے امیر! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب امانتوں کو غنیمت سمجھا جائے اور زکات کو قرض بنالیا جائے اور عبادت کو بلند کا معیار اور صلہ رحمی کو احسان کرنا سمجھا جائے، کہا گیا: اے مومنو کے امیر! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب عورتیں حکومتیں کرنے لگیں اور کنیزیں غلبہ پانے لگیں اور بچوں کو امیر اور سردار بنایا جائے۔

[امام امیر المومنینؑ کا انسانوں کی برابری پر خطبہ]

۲۶۔محمد بن جعفر عقبی نے حدیث کی نسبت دی کہ امام امیر المومنینؑ نے خطبہ دیا، خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے لوگو! حضرت آدمؑ نے کسی کو غلام اور کنیز جنم نہیں دیا لوگ سب آزاد ہیں لیکن خدا نے تم میں سے بعض کو دوسروں پر ملکیت بخشی پس جس کی آزمائش ہو وہ نیکی پر صبر کرے اور اس کے ذریعہ خدا پر احسان نہ کرے یاد رکھو ایک وہ وقت آنے والا ہے جب ہم میں سیاہ و سرخ برابر ہونگے۔

مروان نے طلحہ و زبیر سے کہا: اس سے سوائے تمہارے کسی کو مراد نہیں لیا۔

بیان ہے پھر آپ نے ہر ایک کو تین دینار دینے کا حکم دیا اور انصار کے ہر شخص کو بھی تین دینار دیئے پھر اس کے بعد ایک سیاہ غلام آیا اس کو بھی تین دینار دیئے تو انصاری نے امام سے عرض کی: اے مومنو کے امیر! یہ غلام ہے جسے کل میں نے آزاد کیا تھا آپ نے اسے میرے برابر کر دیا امام نے فرمایا: میں نے خدا کی کتاب قرآن میں دیکھا تو اسماعیل کی اولاد کو اسحاق کی اولاد پر کوئی فضیلت نہیں دیکھی۔

[حدیث نبوی میں بہترین افراد کا بیان]

۷۲۔ عمرو بن شمر نے جابر جعفی کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ ایک دن گھوڑوں کی آمادگی دیکھنے کیلئے باہر تشریف لائے تو ابواحیحہ کی قبر کے پاس سے گزرے ابو بکر نے کہا: خدا اس قبر والے پر لعنت کرے خدا کی قسم! یہ خدا کی راہ سے روکتا تھا اور نبی پاک ﷺ کو جھٹلاتا تھا اس کے بیٹے خالد نے کہا: خدا ابو قحافہ پر لعنت کرے، خدا کی قسم! وہ مہمان نوازی نہیں کرتا تھا اور دشمن سے نہیں لڑ سکتا تھا پس خدا اس پر لعنت کرے جس کا جانا خاندان کیلئے آسان ہو۔
نبی اکرم ﷺ نے سواری کی لگام اس کے کندھے پر رکھی پھر فرمایا: جب تم مشرکین میں سے کسی کی برائی کرو تو عمومی بات کرو اور کسی کو بالخصوص نشانہ نہ بناؤ کہ اس کی اولادیں غصہ کریں، پھر ٹھہر گئے اور جنگی گھوڑے آپ کے سامنے پیش کئے گئے، پس آپ کے پاس سے ایک گھوڑا گزرا تو عیینہ بن حصن نے کہا: اس گھوڑے کی خصوصیات ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیں چھوڑ، میں تم سے زیادہ گھوڑے کی صفات کے بارے میں جانتا ہوں۔
، پھر عیینہ نے کہا: میں مردوں کو آپ سے بہتر جانتا ہوں، نبی اکرم ﷺ غضب ناک ہوئے حتیٰ آپ کے چہرے پر خون کی سرخی ظاہر ہو گئی فرمایا: کونسا شخص افضل ہے؟ عیینہ بن حصن نے کہا: ایسے لوگ زیادہ عزتمند ہوتے ہیں جو اپنی تلوار کندھوں پر رکھیں اور انکے نیزے انکے گھوڑے کے کندھوں پر ہوں پھر وہ قدم بہ قدم دشمن سے لڑیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ اہل یمن کے مرد افضل ہیں ایمان یمانی ہے حکمت و دانائی یمانی ہے اگر ہجرت کا پاس نہ ہوتا تو میں اہل یمن میں سے ایک فرد ہوتا جفاکاری، سنگدلی اونٹ بکریاں چرانے والوں ربیعہ و مضر قبیلوں میں ہے جب سورج طلوع کرے اور مذحج قبیلہ کے لوگ سب سے زیادہ جنت میں جائیں گے اور حضرموت عامر بن صعصعہ قبیلہ سے بہتر ہیں۔
بعض نے روایت کی: حارث بن معاویہ قبیلے سے بہتر ہیں اور بجیلہ رعل و ذکوان قبیلے سے بہتر ہیں اور اگر لحیان قبیلہ ہلاک ہو تو کوئی پرواہ نہیں۔
پھر فرمایا: خدا چار بادشاہوں پر لعنت کرے: (بنو معدی کرب کے) حمد، مخوس، مسوح اور ابضعہ، وران کے ساتھی عمردہ پر لعنت کرے اور اس پر جو اپنے مالک کے بغیر اپنا نسب بیان کرے یا جو شخص اپنا جھوٹا نسبت بیان کرے اور مردوں میں سے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور عورتوں میں سے جو مردوں کے ساتھ مشابہت بنائے اور جو اسلام میں کوئی بدعت نئی چیز ایجاد کرے یا کسی بدعت گزار کو پناہ دے اور جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل کرے یا اپنے مارنے والے کے علاوہ کسی کو مارے یا جو اپنے والدین پر لعنت کرے۔
ایک شخص نے عرض کی: اے خدا کے رسول! کیا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو اپنے والدین پر لعنت کرے؟
فرمایا: ہاں جو لوگوں کے ماں باپ پر لعنت کرے اور وہ لوگ اس کے والدین پر لعنت کریں۔ خدا رعل، ذکوان اور عضل و لحیان اور قبیلہ اسد کے عطفان اور ابن حزیم کے دو بیٹوں اور مردان، ہوذہ اور ہونہ پر لعنت کرے۔

[مال کے ذریعہ آزمائش اور افراد کی قسمیں]

۲۸۔یونس نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام امیر المومنینؑ کے ایک موالی نے آپ سے مال کی درخواست کی فرمایا: جب بیت المال سے میرا حصہ مجھے ملے گا تو میں تیرے ساتھ تقسیم کروں گا،اس نے عرض کی: وہ مجھے کافی نہیں اور وہ معاویہ کی طرف چلا گیا اس نے اسے بہت کچھ عطا کیا۔اس نے امام امیر المومنین کو خط لکھا اور ملنے والے مال کی آپ کو خبر دی امام نے اسے خط لکھا: اما بعد! تیرے پاس جو مال ہے تجھ سے پہلے اس کے اہل وحقدار موجود تھے اور تیرے بعد بھی وہ کئی افراد کو ملے گا اس سے تیرا حصہ وہ ہے جو تو اپنے لیے آمادہ کرے تو اپنی اولاد کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کو ترجیح دے کیونکہ تو جو مال جمع کرتا ہے تو وہ دو میں سے ایک کیلئے ہوگا:

۱) ایک وہ شخص جو اس سے خدا کی اطاعت کمائے تو وہ اس مال کے ذریعہ سعادت پائے گا جس کے ذریعہ تو نے بدبختی کمائی ۔

۲) یا وہ شخص جو اسے خدا کی نافرمانی کرے گا تو وہ تیرے جمع کردہ مال کے ذریعہ بدبخت ہوگا۔

ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے تو اپنے آپ پر ترجیح دے اور نہ اسے اپنے آپ پر ترجیح دیکر آسانی بہم پہنچا تو گذشتہ کیلئے خدا کی رحمت کی امید رکھ اور آئندہ کیلئے خدا کے رزق وروزی پر اطمینان رکھ۔

[امام علی سجادؑ کا ہر جمعہ کو مسجد میں وعظ و نصیحت کا خطاب]

۲۹۔سعید بن مسیب نے روایت کی کہ امام علی بن حسین سجادؑ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور انہیں دنیا سے گریز کی ترغیب دیتے اور آخرت کے اعمال کی ترغیب دلاتے اور ہر جمعہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں یہ کلام فرماتے جو آپ سے یاد کر لیا گیا اور لکھ لیا گیا، فرمایا کرتے تھے:

خدا سے تقوی اختیار کرو جان لو کہ تم اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے تو ہر شخص اس دنیا میں اپنے کئے ہوئے اعمال کو حاضر پائے گا جو برائی کی ہو تو چاہے گا کہ اس کے درمیان فاصلہ آ جائے، خدا تمہیں ڈراتا ہے وائے اے فرزند آدم! جو غافل ہے مگر اس سے غفلت نہیں برتی جا رہی، گویا تیری مدت پوری ہو چکی ہے فرشتہ تیری روح قبض کر رہا ہے گویا تو اپنی قبر میں تنہا ہے تیری روح وہاں پلٹا دی جائے گی دو فرشتے ناکر و نکیر پوچھ کیلئے اور سخت آزمائش کیلئے آئے ہیں سب سے پہلے تجھ سے تیرے رب کے بارے میں سوال کریں گے جس کی تو عبادت کرتا تھا، اور تیرے نبی کے بارے میں سوال کریں گے جنہیں تیرے پاس بھیجا گیا، تیرے دین کے بارے میں سوال کریں گے جس پر تو عمل کرتا تھا تیری کتاب کے بارے میں جس کی تو تلاوت کرتا تھا تیرے امام کے بارے میں سوال کریں گے جس کی تو پیروی کرتا تھا تیری عمر کے بارے میں سوال کریں گے جس کو تو نے فنا کیا اور تیرے مال کے بارے میں سوال کریں گے کہ تو نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا پس بہت خیال رکھ اور اپنا دفاع کر لے اور امتحان اور آزمائش سے پہلے جواب تیار کر اور اگر تو اپنے دین کی معرفت رکھتا ہے سچوں کی پیروی کرتا ہے اولیاء خدا سے دوستی رکھتا ہے تو خدا تجھے تیرا جواب عطا کرے گا تیری زبان درست جواب کیلئے گویا کرے گا اور تو بہترین جواب دے گا اور تجھے خدا کی طرف سے جنت کے باغوں کی بشارت ہو گی ملائکہ شادابی اور خوشبو کے ساتھ تیرا استقبال کریں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری زبان لڑکھڑا جائے گی تیری حجت ختم ہو جائے گی تو جواب نہیں دے پائے گا تجھے جہنم کی بشارت ہو گی عذاب کے ملائکہ تجھے جہنم کی آگ کی وعید سنائیں گے [۱]۔

ایک شیخ کی امام باقرؑ سے گفتگو

۳۰۔حکم بن عتیبہ کا بیان ہے میں امام باقرؑ کے پاس تھا اور کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا کہ ایک شیخ بڑے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے بڑھا اور دروازے پر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: اے فرزند رسول! آپ پر خدا کا سلام و رحمت ہو پھر خاموش ہو گیا، امامؑ نے فرمایا: تجھ پر بھی سلامتی اور خدا کی رحمت اور برکات ہوں۔

[۱]۔یہ حدیث امالی صدوق میں نقل ہوئی ہے۔

پھر شیخ نے گھر والوں کی طرف توجہ کی اور کہا: تم پر سلام ہو، پھر خاموش ہو گیا اور لوگوں نے اس کا جواب دیا اور اس کے سلام کو پلٹایا۔

پھر وہ امام باقرؑ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی: اے فرزند رسول! میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے ذرا اپنے قریب جگہ دیں، خدا کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور ان سے بھی جو آپ سے محبت کرے، خدا کی قسم! میں آپ اور آپ کے چاہنے والوں سے محبت دنیا کے طمع کی وجہ سے نہیں کرتا خدا کی قسم! میں آپ کے دشمنوں سے بغض و برائت رکھتا ہوں خدا کی قسم! میں ان سے بغض و برائت اپنی کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں کرتا، خدا کی قسم! میں آپ کے حلال کو حلال اور آپ کے حرام کو حرام جانتا ہوں اور آپ کے امر ولایت کا انتظار کرتا ہوں، میں آپ پر قربان جاؤں کیا آپ میرے لیے نجات کی امید رکھتے ہیں؟

امام باقرؑ نے فرمایا: میرے پاس آ جاؤ، آپ نے اسے پہلو میں بٹھایا پھر امام نے فرمایا: اے شیخ! میرے والد امام علی بن حسینؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس طرح سے سوال کیا جس طرح تو نے مجھ سے سوال کیا میرے والدؑ نے اس سے فرمایا اگر تو مر جائے تو نبی اکرم ﷺ، امام علیؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اور امام علی بن حسینؑ کے پاس وارد ہو گا اور تیرا دل پر سکون ہو گا اور تیرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گا اور تیری آنکھیں خوش ہو نگی اور تیرا استقبال روح و ریحان کے ذریعہ کرام کاتبین فرشتے کریں گے جب تیری روح یہاں حلق کو پہنچے گی اور ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ فرمایا اور اگر زندہ رہے تو بھی ایسی حقیقت کو جان لے گا جس سے خدا تیری آنکھیں روشن کرے گا اور تو ہمارے ساتھ بلند مراتب میں ہو گا۔

شیخ نے عرض کی: اے ابو جعفر! آپ نے کیا فرمایا؟ امامؑ نے دوبارہ وہی کلام دہرایا، شیخ نے کہا: اللہ اکبر، اے ابو جعفر! اگر میں مر جاؤں تو نبی اکرم ﷺ، امام علیؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اور امام علی بن حسینؑ کے پاس وارد ہوں گا اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو نگی اور میرا دل پر سکون ہو گا اور میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گا اور کرام کاتبین فرشتے روح و ریحان کے ذریعہ میرا استقبال کریں گے جب میری روح یہاں حلق کو پہنچے اور اگر میں زندہ رہا تو وہ حقیقت جان لوں گا جس سے خدا میری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور میں آپ کے ساتھ بلند مراتب پر ہوں گا پھر شیخ نے بلند آواز سے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا حتی زمین سے چمٹ گیا گھر والوں نے بھی اس شیخ کی حالت دیکھ کر بلند آواز سے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا اور امام باقرؑ نے اپنی انگشت مبارک سے اس کی آنکھوں سے آنسو پونچھنا شروع کر دیئے پھر شیخ نے سر اٹھایا اور امام باقرؑ سے عرض کی: اے فرزند رسول! خدا مجھے آپ پر قربان کرے مجھے اپنا ہاتھ مبارک تھمائیں پس اس نے امام کا ہاتھ تھاما اور اس کا بوسہ لیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا پھر اپنے پیٹ اور سینے سے کپڑا ہٹایا اور آپ کا ہاتھ پیٹ اور سینے پر پھیرا پھر کھڑا ہو گیا اور کہا: السلام علیکم، اور جب وہ پلٹ رہا تھا تو امام باقرؑ نے اس کو دیکھنا شروع کر دیا پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو جنتی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اسکو دیکھ لے، حکم بن عیینہ کا بیان ہے: میں نے اس مجلس و محفل کی طرح ماتم اور غم کی محفل نہیں دیکھی۔

زیتون والے کا قصہ

۱۳۱۔ علی بن حکم نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ایک شخص زیتون بیچتا تھا اور رسول اکرم ﷺ سے شدید محبت کرتا تھا جب اپنے کسی کام سے جانا چاہتا تو اس وقت تک نہیں جاتا تھا جب تک پہلے نبی اکرم کو دیکھ نہ لیتا اور وہ اس طرح مشہور ہو گیا جب اپنے سفر سے واپس آتا تو کافی دیر تک آپ کو دیکھتا رہتا حتیٰ ایک دن وہ حاضر ہوا اور نبی اکرم ﷺ کو کافی دیر تک دیکھا حتیٰ جب دیکھ چکا تو اپنے کام سے چلا گیا مگر وہ جلدی سے لوٹ آیا پھر نبی اکرم ﷺ کو دیکھا نبی اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا بیٹھ جا، وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا فرمایا: آج تو نے ایسا کام کیا جو پہلے نہیں کیا؟ اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میرے دل میں آپ کی یاد پھر آ گئی اور میں اپنے کام سے نہیں جا سکا حتیٰ آپ کے پاس لوٹ آیا۔

آپ نے اس کے لیے دعائے خیر کی پھر نبی اکرم ﷺ کچھ دن ٹھہرے اس کو نہیں دیکھا جب اسکو نہیں پایا تو اس کے بارے میں سوال کیا کہا گیا: اے خدا کے رسول! ہم نے بھی کئی دنوں سے اس کو نہیں دیکھا، نبی اکرم ﷺ نے نعلین مبارک پہنی اور لوگ بھی ساتھ تیار ہوئے حتیٰ زیتون کے بازار میں آئے تو اسکی دکان میں کسی کو نہیں پیا اس کے بارے میں پڑوسیوں سے سوال کیا انہوں نے عرض کی: اے خدا کے رسول! وہ فوت ہو گیا ہے، وہ ہمارے ہاں امانت دار اور سچ بولنے والا شخص تھا مگر اسمیں ایک صفت تھی، فرمایا وہ کیا تھی؟ انہوں نے عرض کی: وہ حرام کا ارتکاب کرتا یعنی وہ عورتوں کے پیچھے بھاگتا تھا، نبی اکرم نے فرمایا: خدا اس پر رحم کرے خدا کی قسم! وہ مجھ سے شدید محبت کرتا تھا اگر وہ بردہ فروش (فاسق و فاجر) بھی ہوتا تو خدا اس کو بخش دیتا۔

[حقیقی شیعہ کی نجات]

۱۳۲۔ میسر (بیاع زطی؛ زطی فروش) کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تیرے ساتھی کیسے ہیں؟
میں نے عرض کی: آپ پر قربان جاؤں، ہم ان کے پاس یہود و نصاری اور مجوس و مشرکین سے بھی بدتر ہیں؟
راوی کا بیان ہے آپ ٹیک کر بیٹھے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: تو نے کیا کہا؟
میں نے عرض کی: خدا کی قسم! ہم ان کے ہاں یہود و نصاری اور مجوس و مشرکین سے بھی زیادہ بد اور برے شمار ہوتے ہیں۔
امام نے فرمایا: خدا کی قسم! تم میں کوئی دو بھی جہنم نہیں جائیں گے خدا کی قسم! کوئی ایک بھی جہنم نہیں جائے گا خدا کی قسم! تم وہ ہو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا: [۱]۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم! وہ لوگ تمہیں جہنم میں تلاش کریں گے مگر تم میں سے کسی کو وہاں نہیں پائیں گے۔

[۱]۔ سورہ ص ۶۲-۶۴۔

نبی اکرمؐ کی امیر المومنینؑ کو وصیت

۳۳۔ معاویہ بن عمار (تاجر) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امام علیؑ کے نام وصیت میں تھا: اے اہل بیت! تجھے چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو مجھ سے یاد کرلو پھر فرمایا: خدایا! ان کی مدد۔

۱) پہلی بات سچ ہے تمہارے منہ سے کبھی جھوٹ نہ نکلے۔

۲) دوسری تقوی ہے تم کبھی خیانت پر جرات نہ کرنا۔

۳) تیسری خوف خدا ہے گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔

۴) چوتھی خدا کے خوف سے بکثرت رونا ہے کہ ہر آنسو کے بدلے میں تمہارے لیے جنت میں ہزار گھر تعمیر ہونگے۔

۵) پانچویں اپنی جان و مال اپنے دین پر خرچ کرنا ہے۔

۶) چھٹی نماز و روزے اور صدقہ میں میری سنت کو تھام لینا؛ نماز پچاس رکعت، روزے مہینے میں تین دن، شروع میں خمیس، درمیان میں بدھ اور آخر میں خمیس اور صدقہ جتنا کوشش کرسکو حتی تم کہو: میں نے بہت فضول خرچی کردی حالانکہ تم نے فضول خرچی نہیں کی ہوگی۔

۷) اور تم پر نماز شب لازم ہے۔

۸) تم پر زوال آفتاب کے وقت نماز لازم ہے۔

۹) اور تم پر زوال کے وقت کی نماز لازم ہے اور تم پر نماز زوال لازم ہے۔

۱۰) اور تم پر ہر حال میں قرآن کی تلاوت لازم ہے۔

۱۱) اور تم پر نماز میں ہاتھوں کو بلند کرنا اور ان کو پھیرنا لازم ہے۔

۱۲) اور تم پر ہر وضو کے وقت مسواک کرنا لازم ہے۔

۱۳) اور تم پر اچھا اخلاق کو اپنانا لازم ہے۔

۱۴) اور برے اخلاق کو چھوڑنا لازم ہے۔

☆ اور اگر تم ایسا نہ کرسکو تو اپنے آپ کو ملامت کرنا۔

۳۴۔ جعفر بن ابراہیم نے امام صادقؑ کے واسطے سے آپ کے والد گرامی امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ انسان کا حسب و نسب اس کا دین ہے اور اسکی مروت اس کی عقل ہے اور اس کا شرف و عزت اس کا حسن و جمال ہے اور اس کی کرامت و بزرگی اس کا تقوی ہے۔

[حق کی پیروی کی فضیلت]

۳۵۔برید بن معاویہ عجلی کا بیان ہے میں امام باقرؑ کے ساتھ منی میں آپ کے ایک خیمہ میں موجود تھا آپ نے دو ٹانگوں سے معذور زیاد اسود کو دیکھا تو اس کیلئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: تیری ٹانگیں اس طرح کیسے ہوئیں؟

اس نے عرض کی: میں اپنے لاغر جوان اونٹ پر آیا ہوں، زیادہ تر راہ میں چلتا رہا ہوں تو امام نے اس کیلئے رحمت کی دعا کی اور اس وقت زیاد نے آپ سے عرض کی: میں گناہوں میں گرفتار ہو جاتا ہوں حتی گمان کرتا ہوں کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا پھر آپ کی محبت کو یاد کرتا ہوں تو نجات کی امید کرتا ہوں اور میرا غم و غصہ چھوٹ جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا دنیا محبت کے سوا کچھ ہے؟ خدا نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو پسند کیا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت بخشی اور فرمایا: اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم سے محبت کرے گا اور فرمایا: وہ انکو پسند کرتے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آئے، ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! میں نماز گزاروں سے محبت کرتا ہوں مگر خود نماز نہیں پڑھتا، میں روزہ داروں کو پسند کرتا ہوں مگر خود روزہ نہیں رکھتا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تو ان کے ساتھ محبت کرتا ہے اور تیرے لیے تیرے اعمال کام آئیں گے اور فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر آسمان سے کوئی خوفناک چیز اترے تو ہر قوم اپنے جائے پناہ کی طرف بھاگے گی اور ہم اپنے نبی کی پناہ لیں گے اور تم ہماری پناہ لو گے۔

۳۶۔سعید بن یسار کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: خدا کی حمد ہے کہ ایک فرقہ مرجئہ بن گیا اور ایک فرقہ حروریہ و خارجی بن گیا اور ایک فرقہ قدری و جبری بن گیا اور تمہیں ترابی اور شیعہ علی کا نام دیا گیا خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں کہ نبی اکرم اور آپ کی آل پاک اور ان کے شیعہ یہی تو لوگ ہیں، امام علیؑ نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل تھے اور لوگوں پر ولایت کے لحاظ سے اولویت رکھتے تھے حتی اسے تین بار فرمایا۔

۳۷۔عبدالحمید واسطی کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: خدا آپکو سلامت رکھے، ہم نے اپنے بازار اس امر ولایت کے انتظار میں چھوڑ دیئے حتی اب نوبت ہاتھ پھیلا کر سوال کرنے اور مانگنے کی آ گئی ہے فرمایا: اے عبدالحمید! جس شخص نے اپنے آپ کو خدا کی خاطر روکا خدا اس کے لیے کوئی راہ نجات بنائے گا، خدا کی قسم! خدا اس کے لیے راہ نجات ضرور بنائے گا، خدا اس شخص پر رحم کرے جو ہمارے امر ولایت کو زندہ کرے۔

میں نے عرض کی: خدا آپ کو سلامت رکھے یہ مرجئہ کہتے ہیں: ہمیں اپنے نظریہ پر کوئی حرج نہیں ہے حتی جب امر ولایت قائم ہو گا جو تم کہتے ہو تو ہم اور تم برابر ہوں گے۔

امامؑ نے فرمایا: اے عبدالحمید! انہوں نے سچ کہا، جس نے توبہ کر لی خدا اس کی توبہ قبول کرے گا جس نے نفاق چھپایا ہو گا خدا اس کی ناک رگڑ کر ذلیل کرے گا جس نے ہمارے امر ولایت کو ظاہر کیا خدا اس کا کون۔۔۔خدا اس کو اسلام پر ویسا ذبح کرے گا جیسے قصاب بھڑیئے کو ذبح کیا جاتا ہے۔

میں نے عرض کی: ہم اور وہ لوگ اس دن برابر ہوں گے ؟ فرمایا: نہیں، تم اس دن زمین کی کہان اور اس کے حکام ہو گے اور ہمارے دین میں اس کے سوا کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے، میں نے عرض کی: اگر میں امام زمانہ کے قیام کو پانے سے پہلے مر گیا؟ امام نے فرمایا: تم میں سے اس کا قائل جب کہے آگر میں امام قائم کو پا لیتا تو مدد کروں گا تو وہ آپ کے ہمراہ تلوار سے جنگ کرنے والے کی طرح ہو گا اور آپکے ساتھ شہید ہو تو وہ دو شہیدوں کا ثواب پائے گا۔

[اہل کوفہ کی فضیلت کا سبب]

۳۸۔ عبداللہ بن ولید کندی کا بیان ہے: ہم بنی مروان کے زمانے میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا: تم کون ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم اہل کوفہ ہیں۔

فرمایا: اہل کوفہ سے زیادہ کسی شہر میں ہمیں چاہنے والے نہیں، خاص کر یہ گروہ، خدا نے تمہیں اس امر ولایت کی ہدایت کی جس سے لوگ جہالت میں رہے تم نے ہم سے محبت کی جبکہ لوگوں نے ہم سے بغض و کینہ پال رکھا تم نے ہماری پیروی کی جبکہ لوگوں نے ہماری مخالفت کی تم نے ہماری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے ہمیں جھٹلایا خدا تمہیں ہماری طرح زندگی عطا کرے اور تمہیں ہماری طرح پاکیزہ موت عطا کرے، میں اپنے والد گرامی کی طرف سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرمایا کرتے تھے: تم میں سے ایک اور خدا کے تمہیں آنکھوں کی ٹھنڈک اور قابل رشک رحمتیں دکھانے کے درمیان یہی فاصلہ ہے کہ روح حلق تک پہنچ جائے اور ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا اور خدا نے فرمایا: ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کی ازواج اور نسلیں قرار دیں پس ہم نبی اکرم کی ذریت ہیں۔

[حدیث شقی وسعید کی حقیقت]

۳۹۔ ابو صباح کنانی کا بیان ہے میں نے ایک کلام سنا جو نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ اور ابن مسعود سے نقل کیا جاتا تھا، وہ میں نے امام صادق کے سامنے پیش کیا فرمایا: یہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے، میں اسے جانتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شقی و بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے شقی ہو گیا اور سعید و خوشبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں خوشبخت ہو گیا اور سب سے بڑا عقلمند اور ذہین متقی ہے اور سب سے بڑا احمق اور بے وقوف فاسق و فاجر ہے اور بدترین روایت جھوٹ کو نقل کرنا ہے اور بدترین امور دین میں نئی ایجادات اور بدعات ہیں اور بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہے اور بدترین ندامت اور پشیمانی قیامت کے دن کی پشیمانی ہے اور خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ زبان سے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین کھانا یتیم کا مال کھانا ہے اور برترین زینت ایمان کے ساتھ نیک چال چلن ہے اور اس کا اپنے امور پر کنٹرول اور اپنے انجام و نتائج کا ناپ تول ہے جو شخص ریاکاری اور لوگوں کو سنانا چاہتا ہے خدا اس کے جھوٹ کو نشر عام کر دیتا ہے اور جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اس کو پانے سے ہار جاتا ہے اور جو مصیبت اور آزمائش کو جانتا ہے اس پر صبر کرتا ہے جو اسے نہیں جانتا وہ بزدلی دکھاتا ہے اور شک و شبہ کفر ہے اور جو شخص تکبر

کرتا ہے خدا اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جو شیطان کی اطاعت کرتا ہے خدا کی نافرمانی کرتا ہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب کرتا ہے۔

راوی کا بیان ہے امام علی بن حسینؑ نے فرمایا: یاد رکھو ان دو نشانیوں سے سوائے ہمارے شیعوں کے کوئی خوفزدہ نہیں ہوتا، جب ایسا ہو تو خدا سے پناہ مانگو، پھر اس کی طرف لوٹ آؤ۔

[لوگوں میں اختلاف کی ابتداء کا بیان]

۴۰۔ یعقوب بن شعیب کا بیان ہے کہ اس نے امام صادق سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: لوگ ایک ہی دین (فطرت) پر تھے، [(ان میں اختلاف رونما ہوا) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور کا فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور ان میں اختلاف بھی ان لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی حالانکہ ان کے پاس صریح نشانیاں آچکی تھیں، یہ صرف اس لیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے]۔

امام نے فرمایا: لوگ حضرت نوح سے پہلے گمراہ تھے خدا نے چاہا تو ان میں رسولوں کو بھیجا ایسا نہیں ہے جیسا لوگ کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسے رہے وہ جھوٹ بولتے ہیں شب قدر میں جو شدت یا نرمی یا بارش ہوتی ہے اس کا فیصلہ ہوتا ہے جیسا خدا چاہتا ہے وہ اگلے سال تک معین کرتا ہے۔

[سمندر کی چاند کے ساتھ واقعہ]

۴۱۔ حکم بن مستورد نے امام علی بن حسینؑ سے روایت کی فرمایا: وہ رزق و روزی جو خدا نے لوگ کی ضرورت کیلئے معین کیا ہے اس کا کچھ حصہ سمندر میں ہے جو خدا نے آسمان و زمین کے درمیان پیدا کیا ہے۔

فرمایا: خدا نے اس میں سورج و چاند، ستاروں اور سیاروں کے چلنے کے راہ معین کئے ہیں اور ان سب کو چرخ فلک میں معین کیا ہے پھر خرچ فلک پر ایک فرشتہ معین کیا جس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہیں وہ اسے حرکت دیتے ہیں جب وہ اسے حرکت دیں تو سورج چارند، ستارے اور سیارے سب اس کے ساتھ اپنی راہوں میں حرکت کرتے ہیں جن کو خدا نے ان کے لیے دن رات میں معین کیا ہے جب لوگوں کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور خدا تعالی لوگوں کو اپنی کسی نشانی سے عذاب کرنا چاہے چرخ فلک پر معین فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کو اپنی جگہ سے ہٹادے جس پر سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں کے راستے ہیں تو وہ فرشتہ ان ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کو اسے کے راستے سے ہٹادیں۔

فرمایا: وہ اسے اپنی جگہ سے ہٹاتے ہیں تو سورج اس سمندر میں چلا جاتا ہے جس میں چرخ فلک چلتا تھا فرمایا: اس کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی نشانی کی تعظیم کی جائے تو سورج اس سمندر میں اتنا چندھیار ہتا ہے جتنا خدا چاہتا ہے کہ اپنی مخلوق کو اس نشانی سے ڈرائے۔ فرمایا: اور چاند کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔

فرمایا: جب خدا اس کو روشن کرنا چاہتا ہے یا اس کو اپنے راستے پر لانا چاہتا ہے تو موکل فرشتے کو حکم یدتا ہے کہ اس کو اپنے راستے پر لاؤ تو وہ واپس لاتا ہے تو سورج اپنے راستے میں آجاتا ہے۔

فرمایا: وہ سورج سمندر سے نکلتا ہے جبکہ گدلا ہوتا ہے۔ فرمایا: چاند بھی اسی طرح ہے۔

[گھر والوں کی طرف سے اذیت کو تحمل کرنے کا ثواب]

۴۲۔ فضل بن اسماعیل ہاشمی نے اپنے باپ سے نقل کیا: میں نے امام صادقؑ سے شکایت کی جو میرے گھر والوں نے میری دین کے معاملہ میں سبکی اور تذلیل کی، فرمایا: اے اسماعیل! اس کا اپنے گھر والوں سے برا نہ مناؤ خدا نے ہر گھر والوں کیلئے حجت قرار دی ہے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے گھر والوں پر حجت تمام کرے گا، ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے اپنے اندر فلاں کو نہیں دیکھا؟ کیا تم نے اپنے اندر اس کے کردار کو نہیں دیکھا تھا؟ کیا تم نے اس کی نماز اپنے ہاں نہیں دیکھی تھی؟ کیا تم نے اس کی دینداری کو نہیں دیکھا تھا؟ پھر اس کی پیروی کیوں نہیں کی تو وہ قیامت کے دن ان پر حجت ہو گی۔

۴۳۔ محمد بن عثیم نخاّس (بردہ فروش) نے معاویہ بن عمار سے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا: تم میں سے ایک شخص کسی محلے میں رہتا ہے تو خدا اس کے ذریعہ اس کے پڑوسیوں پر حجت تمام کرتا ہے، ان سے کہا جائے گا: کیا تمہارے درمیان فلاں شخص نہیں رہتا تھا کیا تم نے اس کی باتیں نہیں سنی تھیں، کیا تم نے اس کا رات کے وقت رونا نہیں سنا تھا، تو یہ تم پر خدا کی حجت ہے۔

[ابابیل کی حقیقت]

۴۴۔ ابو مریم کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے خدا کے اس بیان کے بارے میں سوال کیا: خدا نے ان پر ابابیل پرندے بھیجے جو انہیں پتھر مارتے تھے امام نے فرمایا: یہ پر پھڑ پھڑانے والے پرندے تھے جو ان کے پاس سمندر کی طرف سے آئے تھے ان کے سر درندوں کے سر کی طرح تھے ان کے ناخن درندہ صفت پرندوں کی طرح تھے ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے جو اس کی ٹانگوں میں اور ایک اس کے چونچ میں تھا، انہوں نے ان پر مارنا شروع کیا حتی ان کے جسم زخمی کر دیئے اور انہیں مار ڈالا اور اسے پہلے ان جیسے زخمی اور خارش زدہ نہیں دیکھے گئے اور نہ اس دن سے پہلے اور نہ اس کے بعد ایسے پرندے دیکھے گئے اور فرمایا: ان میں سے اس دن جو لوگ فرار کر گئے حتی وہ حضرموت پہنچ گئے جو یمن سے پہلے ایک وادی ہے خدا نے ان پر سیلاب بھیجا اور ان سب کو غرق کر دیا، فرمایا: اس سے پہلے پندرہ سال تک اس وادی میں کوئی پانی نہیں دیکھا گیا اس لیے اس کو حضرموت کا نام دیا گیا کہ وہ اس میں سب مر گئے۔

[امام باقرؑ اور حسنی سادات کے جھگڑے میں پڑنے والے کی تنبیہ]

۴۵۔ زرارہ نے عبدالملک سے نقل کیا کہ ابو جعفرؑ اور امام حسنؑ کی اولاد کے درمیان بحث ہوئی اور اس کی خبر مجھے پہنچی تو میں امام ابو جعفرؑ کے پاس حاضر ہوا اور بولتا چلا گیا، امامؑ نے فرمایا: خاموش ہو جا، ہمارے درمیان کے مسائل میں داخل نہ ہو کہ ہماری اور

ہمارے چچازاد بھائیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو بنی اسرائیل میں تھا اسکی دو بیٹیاں تھیں اس نے ایک کو کاشکار کسان سے بیاہ دیا اور دوسری کو اینٹیں بنانے والوں سے بیاہ دیا پھر ان دونوں سے ملنے گیا پہلے کاشکار کی بیوی سے ملا اور اسے کہا: تمہارا کیا حال ہے؟ کہنے لگی: میرے شوہر نے بڑی زراعت کاشت کی ہے اگر خدا بارش برسا دے تو ہم بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ خوشحال ہونگے پھر وہ اینٹیں بنانے والے کی بیوی کے پاس گیا اور کہا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میرے شوہر نے بہت زیادہ اینٹیں بنائی ہیں اگر خدا بارش روک دے تو ہم بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ خوشحال ہو جائیں گے تو وہ یہ کہتا ہوا پلٹا: خدایا! تو ان دونوں کا حال بہتر جانتا ہے اسی طرح ہم ہیں۔

[تعویذ کا بیان]

۴۶۔ذریح (محاربی) کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا آپ اپنی بعض اولاد کو تعویذ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے ہوا، اے درد! جیسی بھی ہو میں نے تیرا ارادہ کیا ہے جس طرح حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین، رسول اکرم ﷺ کے وصی نے شدید وادی کے جنوں کے مقابلے میں عزم کیا تھا تو انہوں نے آپ کی اطاعت کی تھی اس طرح تو بھی میری اطاعت کر اور میرے بیٹے؛ میری بیٹی کے فلاں بیٹے سے ابھی ابھی نکل جا۔

[مشکلات میں صبر و تحمل کی تاکید]

۴۷۔ابو الجارود نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص گمشدہ چیز کو تلاش کرے وہ اس کو پا لے گا اور جو زمانے کے مصائب و مشکلات کے مقابلے میں صبر کو آمادہ رکھے تو وہ عاجز نہیں ہوگا جو لوگوں سے قرض لے وہ اسے قرض دیں گے اور جو ان کو چھوڑ دے وہ اسے چھوڑ دیں گے، کہا گیا: اے خدا کے رسول! میں کیا کروں؟ فرمایا: اپنے فقر و فاقہ کے دن قیامت کیلئے ان سے اپنی عزت قرض لے۔

[حج کے موقع پر امام کاظمؑ سے جھگڑا کرنے والے کا واقعہ]

۴۸۔حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ موسیٰ بن عیسیٰ مکہ میں سعی کے مقام پر اپنے خیمہ میں تھا جو سعی کرنے والوں کو دیکھ سکتا تھا اس نے امام ابو الحسن کاظمؑ کو دیکھا آپ مروہ پہاڑی سے خچر پر آرہے تھے تو ابن ہیّاج نے ہمدانی قبیلہ کے آپ کے ایک مخلص شخص کو حکم دیا کہ آپ کے خچر کی لگام تھام لے اور کہے: یہ خچر اس کا ہے، اس نے سواری کی لگام تھام لی اور خچر کی ملکیت کا دعویٰ کر دیا امام نے پاؤں کا سہارا لیا اور اس سے اتر آئے اور اپنے غلاموں سے کہا: اس کی زین لے لو اور یہ خچر اس کے حوالے کر دو۔ اس نے کہا: یہ زین بھی میری ہے؟ امام نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا، ہمارے پاس گواہ موجود ہے کہ یہ زین محمد بن علی کی ہے اور یہ خچر ہم نے تھوڑا عرصہ پہلے خریدا تھا اور باقی تو جانتا ہے جو کچھ تو کہہ رہا ہے۔

[امام صادقؑ کی عملی زندگی کا عجیب واقعہ]

۴۹۔ محمد بن مرازم نے باپ سے نقل کیا کہ ہم امام صادقؑ کے ساتھ چلے جب آپ ابو جعفر منصور دوانیقی کے پاس حیرہ کے مقام سے واپس چلے آپ اس وقت نکلے جب آپ کو جانے کی اجازت دی گئی اور رات کے ابتدائی حصے میں سالحین کے پاس پہنچے تو ٹیکس والے نے آپ کو روکا جو سالحین میں رات کے ابتدائی حصہ میں ہوتا تھا اس نے کہا: میں آپ کو گزرنے نہیں دوں گا آپ نے اس سے اصرار کیا اور اس سے چاہا کہ جانے دے مگر اس نے انکار کر دیا جبکہ میں اور مصادف امام کے ساتھ تھے مصادف نے امامؑ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، یہ کتا ہے اور آپ کو اذیت کر رہا ہے مجھے خطرہ ہے کہ آپ کو واپس نہ پلٹا دے، مجھے معلوم نہیں کہ پھر ابو جعفر منصور آپ کے ساتھ کیا سلوک کرے، میں اور مرازم ساتھ ہیں آپ اجازت دیں تو ہم اس کی گردن مار دیتے ہیں اور اس کی لاش کو دریا میں پھینک دیتے ہیں، امام صادق نے فرمایا: اے مصادف! خاموش ہو جا، اور مسلسل اس سے جانے کی اجازت لیتے رہے حتی رات کا اکثر حصہ گزر گیا، تو اس نے جانے کی اجازت دے دی اور آپ چل دیئے۔

پھر فرمایا: اے مرازم! یہ بہتر ہے یا وہ جو تم دونوں کہہ رہے تھے؟ میں نے عرض کی: یہ بہتر ہے میں آپ پر قربان جاؤں، امامؑ نے فرمایا: اے مرازم! انسان ایک چھوٹی سی ذلت سے نکلنا چاہتا ہے اور اس سے بڑی ذلت اور مصیبت میں پڑ جاتا ہے۔

[امام صادقؑ کا اپنے غلام سے حسن سلوک]

۵۰۔ حفص بن ابو عائشہ کا بیان ہے امام صادقؑ نے ایک غلام کو کسی کام سے بھیجا اس نے دیر کر دی تو امام صادقؑ اس کو تلاش کرنے چلے جب اس نے بہت دیکر کر دی تھی تو اسے کسی جگہ سوتا ہوا پایا اس کے سرہانے اسے پنکھا کرنے بیٹھ گئے حتی وہ متوجہ ہوا جب وہ جاگ گیا تو امام صادقؑ نے اس سے فرمایا: اے فلاں، خدا کی قسم! تجھے دن رات سوتے رہنے نہیں چاہیے، تیرے لیے سونے کو رات کافی ہے اور دن کو تو ہمارے لیے کام کیا کر۔

[ظاہر و باطن کی مطابقت اور دینی متون کی تفسیر]

۵۱۔ حسان ابو علی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: ہمارے ظاہر و آشکار امور کے برخلاف ہمارے راز کی باتوں کو یاد نہ کرو اور ہمارے راز کی باتوں کو ہمارے ظاہر و آشکار امور کے برخلاف یاد نہ کرو، تمہارے لیے یہی کہنا کافی ہے جو ہم کہتے ہیں اور جن باتوں سے ہم خاموش ہیں ان سے تم بھی خاموش رہے، تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے ہماری مخالفت میں کسی شخص کیلئے بہتری قرار نہیں دی، خدا کا فرمان ہے: جو لوگ اللہ کے امر کی مخالفت کرتے ہیں وہ ڈریں کہ ان پر کوئی آزمائش یا ان کو دردناک عذاب نہ پالے۔

طبیب کی حدیث

۵۲۔زیاد بن ابی حلال نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت موسیٰؑ نے عرض کی: خدایا! بیماری کہاں سے ہے؟ فرمایا: میری طرف سے، عرض کی: شفاء کہاں سے ہے؟ فرمایا: میری طرف سے ہے، عرض کی: تیرے بندے حکیموں کے پاس کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: وہ ان کو خوشحال کرتا ہے اس دن سے حکیم کو طبیب کہا گیا۔

۵۳۔ابوایوب نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا:

کوئی بیماری نہیں مگر وہ جسم میں انتظار میں رہتی ہے جب اس کو حکم ہوتا ہے تو وہ اس شخص کو پکڑ لیتی ہے۔

۵۴۔داود بن زربی (وزیر حکومت عباسی) کا بیان ہے: میں مدینہ میں سخت مریض ہوگیا، جب امام صادقؑ کو خبر پہنچی تو میری طرف لکھ بھیجا: مجھے تمہاری بیماری کے بارے میں خبر ملی ہے تو گندم کا ایک صاع خرید لے اور اپنی پشت پر لیٹ جا اور اسے اپنے سینے پر بکھیر دے اور یہ دعا کر: خدایا میں تجھ سے تیرے اس نام کے صدقے سوال کرتا ہوں جس کے واسطے مضطر و مجبور سوال کرتا ہے تو تو اس مشکل کو حل کر دیتا ہے اور اس کو زمین میں طاقت دیتا ہے اور اسے اپنی مخلوق پر اپنا خلیفہ قرار دیتا ہے پھر سیدھا بیٹھ جا اور اپنے ارد گرد گندم جمع کر اور اس طرح دعا کرے اور اسے ہر مسکین کیلئے ایک ایک مد کر کے تقسیم کر دے اور اس طرح کہہ۔

داؤد کا بیان ہے میں نے اس طرح کیا تو گویا میری گرہیں کھل گئیں اور کئی دوسرے افراد نے بھی کیا تو انہیں بھی فائدہ پہنچا۔

مچھلی کی حدیث کہ وہ کس چیز پر ہے؟

۵۵۔ابان بن تغلب کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے زمین کے بارے میں سوال کیا: یہ کس چیز پر ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ مچھلی پر ہے، میں نے عرض کی: مچھلی کس چیز پر ہے؟ فرمایا: پانی پر، میں نے عرض کی: پانی کس چیز پر ہے؟ امام نے فرمایا: چٹان پر، میں نے عرض کی: چٹان کس چیز پر ہے؟ امام نے فرمایا: شدید طاقتور بیل کے سینگھ پر، میں نے عرض کی: بیل کس چیز پر ہے؟ امام نے فرمایا: زمین کی تہہ پر، میں نے عرض کی: وہ کس چیز پر ہے؟ فرمایا: دور ہو، اس کے پاس علماء کا علم بھٹک جاتا ہے[1]۔

۵۶۔زرارہ بن اعین نے امام باقرؑ اور امام صادقؑ میں سے ایک سے روایت کی فرمایا: خدا نے زمین کو خلق کیا پھر اس پر چالیس دن نمکین پانی بھیجا اور چالیس صبح میٹھا پانی بھیجا حتی جب دونوں پانی لیکر مخلوط ہوگئے ہیں تو دست قدرت سے ایک مٹھی بھر اٹھایا او راس سب کو زور سے نچوڑ دیا پھر ان کے دو حصے کئے تو ہر ایک سے عالم ذر کی مخلوقات کی طرف پیدا ہوئیں تو ایک گروہ کو جنت اور ایک گروہ کو جہنم میں ٹھہرایا۔

[1]۔وافی میں اس کو رمز و اشارہ قرار دیا جس کے حل کرنے کی لیاقت ان کے اہل کے پاس ہے، مرآۃ میں ہے: شاید مراد یہ ہے کہ ہمیں اس کو بیان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

خوابوں کی حدیث اور اس زمانے کے لوگوں پر حجت تمام کرنا

۵۷۔حسن بن عبدالرحمٰن نے امام ابوالحسنؑ سے روایت کی فرمایا: خلقت کی ابتداء میں گذشتہ زمانوں میں خواب نہیں ہوتے تھے ۔یہ بعد میں شروع ہوئے۔ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: اس کی وجہ کیا ہے ؟

امامؑ نے فرمایا: خدانے ایک رسول کو اس کے زمانے کے لوگوں کے پاس بھیجا،اس نے انہیں خدا کی اطاعت اور عبادت کی دعوت دی۔ وہ لوگ کہنے لگے : اگر ہم یہ کرلیں تو ہمارے لیے کیاانعام ہوگا؟ خدا کی قسم ! نہ تم ہم سے زیادہ مال و دولت رکھتے ہو اور نہ ہم سے زیادہ عزتمند خاندان سے تعلق رکھتے ہو ؟اس نے جواب دیا: اگر تم میری اطاعت کرو تو خدا تمہیں جنت میں داخل کرے گااور اگر نافرمانی کرو تو خدا تمہیں جہنم بھیجے گا۔انہوں نے کہا: جنت و جہنم کیا ہیں؟ نبی نے ان کو ان کی صفت بیان کی،لوگوں نے کہا: ہم کب ان میں پہنچیں گے ؟ فرمایا: جب مرو گے۔ تو لوگوں نے کہا: ہم نے اپنے مردوں کو دیکھا وہ ہڈیاں اور بھر بھری مٹی بن گئے ۔اس طرح ان لوگوں نے شدت سے اس نبی کو جھٹلایا اور ان کی توہین اور تذلیل کی ،خدا نے ان لوگوں میں خواب قرار دیئے تو وہ اس نبی کے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا اس کی ان کو خبر دی اور اور اس کا انکار نہیں کرسکے ، نبی نے فرمایا: خدا نے تم پر اس طرح حجت تمام کرنا چاہا ہے اس طرح تمہاری روحیں ہیں جب مرجاتے ہیں اگرچہ جسم بوسیدہ ہو جائے مگر روحیں عذاب میں رہیں گی حتی کہ جسموں کو محشور کیا جائے۔

۵۸۔ہشام بن سالم جوالیقی (ٹوکری فروش) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: مومن کی رائے اور اس کے خواب آخری زمانے میں نبوت کے اجزاء میں سے ستر جزء ہیں۔

۵۹۔ معمر بن خلاد نے امام رضاؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب صبح کرتے تو اصحاب سے فرماتے : کیا بشارت دینے والے ہیں یعنی خواب دیکھے ہیں؟

۶۰۔ابو جمیلہ مفضل بن صالح (نخاس، بردہ فروش) نے جابر بن یزید جعفی سے روایت کی ،امام باقرؑ نے فرمایا: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں عرض کی: دنیا میں ان کیلئے بشارتیں ہیں، نبی اکرم نے فرمایا: یہ اچھے خواب ہیں جو مومن دیکھتا ہے تو اسے دنیا میں بشارت اور خوشخبری دی جاتی ہے۔

۶۱۔سعد بن ابی خلف نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خوابوں کی تین قسمیں ہیں: خدا کی طرف سے مومن کو بشارت ہوتی ہے اور شیطان کی طرف سے ڈراؤنے یا بکھرے ہوئے خواب ہیں۔

۶۲۔ابو بصیر کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں ، سچے خواب اور جھوٹے خواب یہ دونوں ایک جگہ سے ظاہر ہوتے ہیں؟ فرمایا: تو نے سچ کہا، لیکن جھوٹے خواب مختلف ہوتے ہیں کہ ایک شخص رات کے شروع میں فاسق و نافرمان افراد کی حکومت میں خواب دیکھتا ہے تو یہ ایک چیز ہے جو اس شخص کے خیال میں ڈالی جاتی ہے اور وہ جھوٹے اور مخالف خواب ہوتے ہیں ان میں کوئی خیر و برکت نہیں ہے۔

اور سچے خواب جب انہیں سات کے دو تہائی حصہ کے بعد دیکھے فرشتوں کے اترنے کے وقت اور وہ سحر سے پہلے ہوں تو یہ سچ ہیں یہ خلاف نہیں ہوتے ان شاء اللہ، مگر وہ شخص جنب ہو یا بغیر طہارت کے سویا ہوا ہو اور خدا کا حقیقی ذکر نہ کرے تو وہ خلاف ہوتے ہیں اور اپنے دیکھنے والے کیلئے دیر سے ظاہر ہوتے ہیں۔

[ہواؤں کی اقسام اور ان کا مرکز]

۶۳۔ علی بن رئاب اور ہشام بن سالم نے ابو بصیر سے روایت کی کہ میں نے امام باقرؑ سے چار ہواؤں؛ شمال، جنوب اور مشرق و مغرب کے بارے میں سوال کیا اور عرض کی: لوگ کہتے ہیں کہ شمال جنت سے آتی ہے اور جنوب جہنم سے آتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کے ہواؤں کے لشکر ہیں جن کے ذریعہ اپنے نافرمانوں میں سے جن کو چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور ہر ایک ہوا پر فرشتہ معین ہے جب خدا کسی قوم کو ایسا کوئی عذاب دینا چاہتا ہے تو اس قسم کی ہوا پر مؤکل فرشتے کو حکم دیتا ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کو عذاب دینا چاہتا ہے، فرمایا: تو فرشتہ اس ہوا کو حکم دیتا ہے تو وہ غضبناک شیر کی طرح ہیجان اور جوش میں آجاتی ہے، فرمایا: ان میں سے ہر قسم کی ہوا کا ایک نام ہے کیا تم خدا کے فرمان کو نہیں سنتے، عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب کیسا تھا ہم نے ان پر مسلسل نحس دن میں کھڑکھڑاتی ہوا بھیجی۔ اور فرمایا: بانجھ ہوا، اور فرمایا: دردناک عذاب والی ہوا، اور فرمایا: ایسا ہوا کا چکر اسے پڑا جس میں آگ تھی تو وہ جل گیا، اور جن ہواؤں کا ذکر ہوا خدا نے ان کے ذریعہ نافرمانوں کو عذاب کیا تھا۔

اور فرمایا: خدا کی کچھ رحمت کی ہوائیں ہیں جو نباتات کو جنم دیتی ہیں وغیرہ جن کو خدا نے رحمت کے ذریعہ پھیلایا ہے ان میں سے کچھ بارش کیلئے بادلوں کو ہیجان و جوش دلاتی ہیں کچھ ہوائیں بادلوں کو آسمان و زمین کے درمیان روکتی ہیں اور کچھ ہوائیں بادلوں کو نچوڑتی ہیں تو وہ خدا کے حکم سے برستا ہے کچھ ہوائیں وہ ہیں جن کو خدا نے شمار کیا ہے۔

اور وہ چار ہوائیں شمار جنوب اور مشرق و مغرب تو یہ ان پر مؤکل فرشتوں کے نام ہیں جب خدا شمال کو چلانا چاہتا ہے شمال نامی فرشتے کو حکم دیتا ہے وہ بیت حرام خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن شامی میں کھڑا ہو جاتا ہے اپنا پر مارتا ہے تو شمال کی ہوا پھیل جاتی ہے جہاں خدا اسے خشکی و سمندر میں چاہتا ہے۔ جب خدا جنوب کو بھیجنا چاہتا ہے تو جنوب نامی فرشتے کو حکم دیتا ہے وہ بیت حرام خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن شامی میں کھڑا ہو جاتا ہے اپنا پر مارتا ہے تو جنوب کی ہوا پھیل جاتی ہے جہاں خدا اسے خشکی و سمندر میں چاہتا ہے۔ جب خدا مشرق کی ہوا کو بھیجنا چاہتا ہے تو فرشتے کو حکم دیتا ہے وہ بیت حرام خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن شامی میں کھڑا ہو جاتا ہے اپنا پر مارتا ہے تو مشرق کی ہوا پھیل جاتی ہے جہاں خدا اسے خشکی و سمندر میں چاہتا ہے۔ جب خدا مغرب کو بھیجنا چاہتا ہے تو فرشتے کو حکم دیتا ہے وہ بیت حرام خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن شامی میں کھڑا ہو جاتا ہے اپنا پر مارتا ہے تو مغرب کی ہوا پھیل جاتی ہے جہاں خدا اسے خشکی و سمندر میں چاہتا ہے۔

پھر امام نے فرمایا: کیا تو ان کا قول نہیں سنتا: شمال کی ہوا، جنوب کی ہوا، مشرق کی ہوا، مغرب کی ہوا، اسے اس پر مؤکل فرشتوں کے نام کی طرف نسبت دی جاتی ہے۔

۶۴۔ معروف بن خوبوذ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کی رحمت و عذاب کی ہوائیں ہیں، اگر ہواؤں کے عذاب کو رحمت بنانا چاہے تو کرتا ہے، فرمایا: خدا نے رحمت کی ہوا کو عذاب نہیں بنایا اور فرمایا: اس لیے کہ خدا نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کسی اطاعت گزار قوم پر عذاب کرے اور ان کی اطاعت کو ان پر وبال و عذاب بنادے مگر جب وہ خدا کی اطاعت کو چھوڑ دیں۔

اور فرمایا: اس طرح اس نے یونس کی قوم سے کیا جب وہ ایمان لائے تو ان پر عذاب مقدر کرنے کے بعد ان پر رحمت کی پھر اپنی رحمت سے ان کا تدارک کیا اور ان پر مقدر شدہ عذاب کو رحمت بنا دیا اور اس عذاب کو ان سے پلٹا دیا اور ان پر رحمت نازل کر کے ان کو ڈھانپ لیا جب وہ ایمان لائے تھے اور گڑگڑا کر خدا سے دعا کر رہے تھے۔

اور بانجھ ہوا تو وہ عذاب کی ہوا ہے اس میں ماؤں کے رحم کچھ بھی جنم نہیں دیتے اور نہ نباتات کچھ جنم دیتی ہیں یہ ہوا ساتویں زمین کے نیچے سے نکلتی ہے اور وہاں سے کوئی ہوا نہیں نکلی مگر جو قوم عاد پر نکلی جب خدا نے ان پر غضب کیا تو خزانہ دار ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ اس سے انگوٹھی کی مقدار کے برابر ہوا بھیجیں۔

فرمایا: تو اس ہوا نے خزانہ دار ملائکہ کی نافرمانی کی اور قوم عاد پر غضب کی وجہ سے بیل کے ناک کے سوراخ کرے برابر نکل پڑی ،فرمایا: خزانہ دار ملائکہ نے خدا سے چیخ و پکار کر کے مدد مانگی اور کہنے لگے: اے خدا! یہ ہمارے حکم کی نافرمانی کرتی ہے، ہمیں خطرہ ہے کہ یہ انکو بھی ہلاک کردے جنہوں نے تیری نافرمانی نہیں کی اور وہ تیرے شہروں کو آباد کرنے والے ہیں، فرمایا: تو ہوا اس طرح نکلی جس طرح اسے حکم دیا گیا تھا اور قوم عاد اور ان کے ہاں رہنے والوں کو ہلاک و برباد کر دیا۔

[بیماری اور فقیری کے علاج کا ذکر]

۶۵۔ اسماعیل بن زیاد سکونی عامی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس پر نعمت ظاہر ہو تو وہ بکثرت الحمد للہ کا ذکر کرے جس پر غم و حزن بکثرت ہو تو وہ استغفار کرے اور جس پر فقر و فاقہ امڈ پڑے تو وہ بکثرت لاحول کا ورد کرے تو یہ اس سے فقر و فاقہ کو ختم کرے گا، خدا کی قوت و طاقت کے سوا کوئی طاقت کارساز نہیں ہے جو بلند و برتر ہے۔

فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری شخص کو کچھ عرصہ نہیں دیکھا تو فرمایا: تو کیوں ہم سے مخفی ہو گیا تھا، اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول! فقر و فاقہ اور طویل بیماری حائل تھی، نبی اکرم نے فرمایا: کیا تجھے ایسا کلام نہ سکھاؤں جب پڑھے تو تیری بیماری اور فقر و فاقہ ختم ہو جائے؟

اس نے عرض کی: ہاں، اے خدا کے رسول! فرمایا: جب صبح شام کرو تو لاحول کہو اور یہ کہو: میں اس زندہ کی بارگاہ کی پناہ میں جاتا ہوں جو کبھی فوت نہیں ہو گا، حمد اس خدا کی جس نے اولاد نہیں بنائی اور نہ حکومت اس کا کوئی شریک ہے میں اس کی تکبیر کہتا ہوں ۔

اس شخص کا بیان ہے: خدا کی قسم! میں نے اس ذکر کو تین دن پڑھا تھا کہ میرا فقر و فاقہ اور بیماری جاتی رہی۔

۶۶۔اسماعیل بن عبدالخالق کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ آپ نے ابو جعفر احول (مومن طاق صیرفی سونار) سے فرمایا جبکہ میں سن رہا تھا: کیا تم بصرہ گئے ہو؟ اس نے عرض کی: ہاں، فرمایا: لوگوں کی اس امر ولایت کی طرف رغبت کیسی ہے؟ وہ کیسے اس میں داخل ہو رہے ہیں؟ اس نے عرض کی: خدا کی قسم! وہ بہت کم ہیں ان میں سے جو امر ولایت کی طرف آئے وہ بہت کم ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ تم جوانوں پر توجہ دو وہ ہر خیر و برکت کی طرف جلدی کرتے ہیں، پھر فرمایا: اہل بصرہ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں: کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر ذوالقربی کی مودت و محبت؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، وہ کہتے ہیں: یہ نبی اکرم ﷺ کے قریبیوں کیلئے ہے، فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں، یہ صرف ہم اہل بیت؛ علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اہل شام کی حدیث

۶۷۔محمد بن عطیہ کا بیان ہے شامی علماء میں سے ایک شخص امام باقرؑ کے پاس آیا اور عرض کی: اے ابو جعفر! میں آپ سے ایک سوال کرنے آیا ہوں جس نے مجھے تھکا دیا ہے کہ کوئی اس کو حل کرنے والا مجھے ملے، میں نے اسکے بارے میں تین قسم کے لوگوں سے سوال کیا ہر ایک نے ایسا جواب دیا جو دوسروں کے جواب سے مختلف تھا۔

امام باقرؑ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں آپ سے خدا کی پہلی مخلوق کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ میں نے بعض سے اس کے بارے میں سوال کیا تو وہ قدر ہے، دوسرے بعض نے کہا: وہ قلم ہے اور دوسرے نے کہا: روح ہے۔

امام نے فرمایا: انہوں نے کوئی صحیح جواب نہیں دیا، میں تجھے بتاتا ہوں خدا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور وہ اپنی قدرت و طاقت میں بے مثال تھا۔ اسکی عزت سے پہلے کوئی نہیں تھا۔ یہ خدا کا فرمان ہے: جو وہ صفتیں بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے، خالق مخلوق سے پہلے موجود تھا اور اگر وہ پہلی مخلوق کسی چیز سے بنی ہوتی تو اس کا آغاز سے عدم نہ ہوتا اور خدا کے ساتھ کوئی دوسری چیز موجود ہوتی جس سے خدا مقدم نہ ہوتا حالانکہ خدا کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی، خدا نے تمام اشیاء کو جس چیز سے پیدا کیا وہ پانی ہے تو اس نے ہر چیز کو پانی سے منسوب کیا ہے اور پانی کی کوئی اصل قرار نہیں دی جس کی طرف اس کی نسبت دی جائے اور ہوا کو پانی سے خلق کیا، پھر ہوا کو پانی پر مسلط کر دیا تو ہوا نے پانی کے مرکز کو توڑ دیا حتی پانی سے جتنا خدا نے چاہا جھاگ اٹھنے لگا۔ خدا نے اس جھاگ سے سفید زمین خلق کی جس میں کوئی دراڑ، سوراخ، نشیب و فراز اور درخت نہیں تھے پھر اسے پھیلایا اور اسے پانی پر قرار دیا پھر خدا نے پانی سے آگ کو پیدا کیا تو آگ نے پانی کے مرکز کو پھاڑ دیا حتی پانی سے جتنا خدا نے چاہا دھواں اٹھنے لگا خدا نے اس دھوئیں سے صاف و شفاف آسمان بنایا جس میں کوئی دراڑ، اور سوراخ نہیں تھا یہ خدا کا فرمان ہے: یا آسمان کو بنایا ان کی چھت کو اٹھایا اور دو برابر کر دیا اور اس کی رات کو تاریک کیا اور اس کی صبح کو نکالا۔

فرمایا: سورج، چاند، ستارے اور بادل کچھ نہیں تھا پھر اس کو لپیٹا اور زمین کے اوپر رکھد یا پھر ان دونوں مخلوقات کو منسوب کر دیا آسمان کو زمین سے پہلے اٹھایا یہ خدا کا فرمان ہے: زمین کو اس کے بعد پھیلایا۔

شامی نے آپ سے عرض کی: اے ابو جعفر! خدا کا یہ فرمان ہے: کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین جڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو شگافتہ کیا۔

امامؑ نے فرمایا: شاید تو گمان کرتا ہے کہ وہ حقیقت میں جڑے ہوئے تھے خدا نے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔

اس نے عرض کی: ہاں، فرمایا: خدا سے توبہ کرو، خدا کا فرمان ہے وہ اس طرح جڑا ہوا تھا کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی زمین بنجر تھی اس سے دانہ نہیں اگتا تھا جب خدا نے مخلوق پیدا کی اور اس میں ہر قسم کے جانور بکھیر دیئے تو آسمان سے بارش کھول دی اور زمین سے دانے اگا دیئے۔

شامی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ انبیاء کی نسل سے ہیں اور آپ کا علم انبیاء کے علم سے ہے۔

۶۸۔ محمد بن مسلم (ثقفی چکی چلانے والے فقیہ) کا بیان ہے امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا: ہر چیز پانی تھی اور خدا کا عرش پانی پر تھا ،خدا نے پانی کو حکم دیا اس نے آگ جلائی، پھر آگ کو حکم دیا وہ بجھ گئی اس کے بجھنے سے دھواں اٹھا خدا نے اس دھوئیں سے آسمانوں کو خلق کیا اور رکھ سے زمین پیدا کیا پھر پانی آگ اور ہوا نے جھگڑا کیا پانی نے کہا: میں خدا کا بڑا لشکر ہوں، ہوا نے کہا: میں خدا کا بڑا لشکر ہوں اور آگ نے کہا: میں خدا کا بڑا لشکر ہوں، خدا نے ہوا کو وحی کی تو میرا بڑا لشکر ہے۔

باغات جنت اور اونٹنیوں کی [طویل] حدیث

۶۹۔ محمد بن اسحاق مدنی نے امام باقرؑ سے روایت کی: نبی اکرم ﷺ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا گیا: جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس وفد کی صورت میں محشور کریں گے، نبی اکرم نے فرمایا: اے علی! وفد نہیں ہونگے مگر سوار، وہ خدا سے تقوی کرنے والے لوگ ہونگے، خدا نے ان کو پسند کیا اور ان کا خصوصی ذکر کیا ان کے اعمال سے راضی ہوا اور انہیں متقی کا نام دیا۔

پھر فرمایا: اے علی! اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور جاندار پیدا کئے، وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے، ملائکہ انہیں عزت کے ناقوں پر استقبال کریں گے ان پر سونے کے رحل ہونگے جو در و یاقوت سے سجائے گئے ہونگے ان کے اوپر والے حصے دیباج اور سندس کے ہونگے ان کی لگام سرخ نفیس دھاگے سے بنی ہوئی ہوگی، وہ انہیں محشر میں پرواز کرائیں گے ان میں سے ہر شخص کے ساتھ سامنے اور دائیں بائیں ہزار فرشتے ہوں گے۔ انہیں نئی نویلی دلہنوں کی طرح عزت و احترام سے جنت کے بڑے دروازے پر لایا جائے گا جنت کے دروازے پر درخت ہوگا اس کے ایک پتے کے نیچے ہزار مرد سایہ لیں گے اور درخت کے دائیں طرف پاک و پاکیزہ چشمہ ہوگا، فرمایا: اس سے ان کو پلایا جائے گا خدا اس کے ذریعہ ان کے دلوں کو حسد و کینہ سے پاک کر دے

گا۔ان کی جلد سے بال گرادے گا۔ یہ خدا کا فرمان ہے : خدا انہیں اس چشمہ سے پاکیزہ شربت پلائے گا۔فرمایا: پھر اسے درخت کے بائیں ایک دوسرے چشمہ پر لایا جائے گا۔وہ اس میں غسل کریں گے وہ چشمہ حیات ہو گا پھر وہ کبھی نہیں مریں گے۔

فرمایا: پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کیا جائے گا وہ ہر قسم کی آفات و مصیبتوں ، بیماریوں اور سردی گرمی کے احساس سے ہمیشہ کیلئے نجات پا جائیں گے ، تو قدر تمند خدا انکے ساتھ چلنے والے ملائکہ سے کہے گا: میرے اولیاء کو جنت لے جاؤ، اور انہیں دوسری مخلوقات کے ساتھ مت ٹھہراؤ، میری رضا اور خوشنودی ان پر ہے ، میری رحمت ان کیلئے واجب ہو چکی ہے میں انہیں نیکی اور بدی مخلوط اعمال کرنے والوں کے ساتھ کیسے کھڑا کروں۔

فرمایا: ملائکہ انہیں جنت لے جائیں گے جب وہ جنت کے بڑے دروازے پر پہنچیں گے ملائکہ ایسی گھنٹی بجائیں گے جس کی آواز ہر حور تک پہنچے گی جو خدا نے اپنے اولیاء کیلئے جنت میں بنائی ہے تو وہ گھنٹی کی آواز سن کر ان سے خوش ہو نگی ایک دوسرے سے کہیں گی: خدا کے اولیاء ہمارے پاس آرہے ہیں، انکیلئے دروازہ کھولا جائے ، وہ جنت میں جائیں گے ان کے سامنے انکی حوری و انسانی بیویاں لائی جائیں گی وہ کہیں گی: خوش آمدید، ہم تمہاری بڑی مشتاق تھیں ،اولیاء خدا بھی ان سے یہی کہیں گے۔

امام علیؑ نے کہا: اے خدا کے رسول ! ہمیں خدا کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں : کمرے ایک دوسرے کے اوپر بنے ہونگے، اے خدا کے رسول ! وہ کس چیز سے بنے ہونگے ؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی ! وہ کمرے خدا نے اپنے اولیاء کیلئے درّ ، یاقوت اور زبرجد جیسے ہیرے جواہرات سے بنائے ہیں ان کی چھتیں سونے کی ہونگی جن کو چاندی سے محکم کیا گیا ہوگا ہر کمرے کے ہزار دروازے سونے سے بنے ہونگے ہر دروازے پر فرشتہ معین ہو گا ان میں بلند فرش ہونگے ، وہ ایک دوسرے کے اوپر ریشم و دیباج سے مختلف رنگوں سے بنے ہونگے ، ان کے اندر مسک ، کافور اور عنبر خوشبو بھری ہو گی ، اور یہ خدا کا فرمان ہے : بلند و بالا فرش ،جب مومن کو جنت میں اپنے گھروں میں بھیجا جائے گا اور اس کے سر پر ملک و کرامت کا تاج رکھا جائے گا اسے سونے چاندی، یاقوت کے لباس پہنائے جائیں گے اور تاج کے نیچے کنگریاں درّ اور ہیرے جواہرات سے جڑی ہونگی۔

فرمایا: مختلف رنگوں اور مختلف اقسام سے ریشم کے ستر لباس انہیں پہنائے جائیں گے جو سونے چاندی، لؤلؤ، سرخ یاقوت سے سلے ہونگے ، یہ خدا کا فرمان ہے : انہیں سونے اور لؤلؤ وغیرہ ہیرے جواہرات کے کنگھن پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہو گا، جب مومن اپنے تخت پر بیٹھے گا تو بستر خوشی سے جھوم اٹھے گا جب ولی خدا کے پاس اس کے گھر میں خدا کے مؤکل فرشتے اس کو خدا کی کرامت کی مبارکبادی دینے کی اجازت لیں گے تو مومن کے خدمت گزار جوان لڑکے لڑکیاں کہیں گے : ٹھہر جاؤ، خدا کا ولی اپنے بستر پر ٹیک لگائے ہوئے ہے، اور اسکی حور بیوی اس کیلئے آمادہ کھڑی ہے ذرا ولی خدا کیلئے ٹھہر جاؤ۔

فرمایا: اس کی حور بیوی خیمہ سے اس کے سامنے چل کر آئے گی ،اس کے گرد جوان لڑکیاں ہونگی ان پر ستر لباس یاقوت، لؤلؤ اور زبرجد سے بنے ہوئے ہوں گے ۔ان میں مسک و عنبر ہو گی اور اس کے سر پر کرامت کا تاج ہو گا اس نے سونے کے جوتے پہنے

ہونگے جو یاقوت و لؤلؤ سے گھرے ہوں گے ان کے تسمے سرخ یاقوت کے ہونگے جب وہ ولی خدا کے نزدیک ہوگی اور شوق سے اس کا ارادہ کرے گی وہ کہے گی: خدا کا ولی یہ تھکنے اور اکتانے کا دن نہیں ہے، نہ اٹھ میں تیرے لیے اور تو میرے لیے ہے۔

فرمایا: وہ دنیا کے پانچ سو سال کے برابر ایکدوسرے کو گلے لگائیں گے نہ کبھی تھکیں گے اور نہ کبھی اکتائیں گے، فرمایا: جب مومن بغیر تھکاوٹ اور اکتاہٹ کے کچھ ستائے گا تو اس کی گردن کو دیکھے گا اس پر سرخ یاقوت کے ہار ہونگے اس کے درمیان تختی ہوگی جو ہیرے جواہرات سے بنی ہوگی اس پر لکھا ہوگا: اے ولی خدا! تو میرا دوست ہے میں حور تیری دوست ہوں، میری جان تیری ہے اور تیری جان میری ہے پھر خدا ان ہزار فرشتوں کو اسے جنت کی مبارکبادی دینے بھیجے گا اور وہ اس کی حور سے شادی کرائیں گے۔

فرمایا: وہ جنت کے پہلے دروازے پر پہنچیں گے تو جنت کے دروازں پر مؤکل فرشتوں سے کہیں گے: ہمیں ولی خدا کے پاس جانے کی اجازت دو، خدا نے ہمیں اسے مبارکبادی دینے بھیجا ہے وہ فرشتہ کہے گا: میں دربان سے کہہ لو وہ تمہارے آنے کی ولی کو خبر دے۔

فرمایا: وہ فرشتہ دربان کے پاس جائے گا اس کے اور دربان کے درمیان تین باغ ہونگے حتی وہ پہلے دروازے پر پہنچے گا دربان سے کہے گا: اصل دروازے پر ہزار فرشتے خدا نے بھیجے ہیں تا کہ ولی خدا کو مبارکبادی دیں۔ انہوں نے مجھ سے آنے کی اجازت مانگی ہے دربان کہے گا: مجھ پر گراں ہے کہ میں کسی کو ولی خدا کے پاس جانے کی اجازت دوں جبکہ وہ اپنی حور بیوی کے پاس ہے۔

فرمایا: دربان اور ولی خدا کے درمیان دو جنتوں کا فاصلہ ہوگا، فرمایا: دربان ولی خدا کے پاس امور کے نگہبان کے پاس جائے گا اور کہے گا: اصل دروازے پر ہزار فرشتے خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں جو ولی خدا کو مبارکباد دینے آئے ہیں ان کیلئے اجازت مانگ، وہ خدمتگذاروں کے پاس آئے گا اور ان سے کہے گا: خدا کا پیغام لانے والے اصل دروازے پر ہزار فرشتے خدا نے ولی خدا کو مبارکباد دینے کیلئے بھیجے ہیں ان کے آنے کی خبر دو۔

فرمایا: وہ ولی خدا کو خبر دیں گے ملائکہ کو اجازت دی جائے گی، وہ ولی خدا کے پاس اس کے کمرے میں جائیں گے اس کے ہزار دروازے ہونگے ہر دروازے پر ایک فرشتہ معین ہوگا جب ملائکہ کو ولی خدا کے پاس جانے کی اجازت دی جائے گی تو ہر فرشتہ اپنا معین دروازہ کھولے گا۔

فرمایا: ولی خدا کے امور کے نگہبان ہر فرشتہ کو ایک دروازے سے بھیجیں گے۔

فرمایا: وہ مقتدر خدا کے پیغام پہنچائیں گے یہ خدا کا فرمان ہے: ملائکہ ان پر ہر دروازے سے داخل ہونگے ان پر سلامتی ہے۔

فرمایا: یہ خدا کا فرمان ہے جب تم نے دیکھا پھر دیکھا نعمتیں اور عظیم ملک یعنی ولی خدا اور اس کی کرامت اور نعمتیں عظیم ملک، خدا کے بھیجے ہوئے ملائکہ اس سے اجازت لیں گے اور اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونگے یہ خدا کا عظیم ملک ہے۔

فرمایا: ان کے گھروں کے نیچے نہریں جاری ہونگی، یہ خدا کا فرمان ہے: ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ ان کے قریب ہونگے، یہ خدا کا فرمان ہے: ان پر سایہ قریب ہوگا، اور ان کے پھل بالکل قریب ہونگے، مومن جس پھل کو چاہے گا حاصل کر لے گا جبکہ وہ اپنی جگہ ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، مختلف قسم کے پھل ولی خدا سے کہیں گے:

[کلام میں توریہ و کنایہ کا تصور]

۷۰۔ابو بصیر کا بیان ہے، امام باقرؑ سے کہا گیا: جب میں آپ کے پاس تھا کہ سالم بن ابی حفصہ اور اس کے ساتھی آپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ستر وجہوں سے کلام کرتے ہیں اور ان میں سے ہر طریقے سے آپ کیلئے راہ خلاصی موجود ہوتی ہے، امامؑ نے فرمایا: سالم مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ کیا وہ چاہتا ہے کہ میں ملائکہ کو لیکر آؤں؟ خدا کی قسم، یہ تو نبی بھی نہیں لائے، اور حضرت ابراہیم نے فرمایا: میں بیمار ہوں حالانکہ وہ بیمار نہیں تھے اور انہوں نے جھوٹ بھی نہیں بولا تھا اور حضرت ابراہیم نے فرمایا: بلکہ یہ بتوں کو توڑنے کا کام بڑے بت نے کیا حالانکہ اس نے نہیں کیا تھا اور حضرت ابراہیم نے جھوٹ بھی نہیں بولا تھا، اور حضرت یوسف نے فرمایا: اے قافلے والو! تم چور ہو، خدا کی قسم! وہ چور نہیں تھے اور حضرت یوسف نے بھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔

۷۱۔ابو بصیر کا ایک عورت سے ہمکلام ہونا[1]۔

[شفاعت کی وسعتیں]

۷۲۔عبدالحمید وابشی (اوباش آوارہ[2]) کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: ہمارا ایک پڑوسی ہے جو تمام حرام کاموں کا ارتکاب کرتا ہے حتی وہ دوسرے واجبات کے علاوہ نماز کو بھی چھوڑتا ہے، امام باقرؑ نے فرمایا: سبحان اللہ، اور امام نے اس کو بڑی بات سمجھا، کیا میں اس سے بدتر شخص کے بارے میں تمہیں بتاؤں، میں نے عرض کی: ہاں، امامؑ نے فرمایا: ہم سے دشمنی رکھنے والا اس سے بھی بدتر ہے یاد رکھو کسی شخص کے پاس ہم اہل بیت کا ذکر ہوتا ہے اور اس کا دل ہمارے ذکر سے نرم ہو جاتا ہے تو ملائکہ اس کی پشت کو مسح کرتے ہیں اور اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر کوئی ایسا گناہ کرے جس کے ذریعہ ایمان سے خارج ہو جائے، اور (سب کی) شفاعت قبول ہو گی مگر ناصبی اور دشمن اہل بیت کیلئے قبول نہیں ہو گی اور مومن اپنے پڑوسی کیلئے شفاعت کرے گا جبکہ اکوئی نیکی نہیں ہو گی وہ کہے گا: خدایا! میرا پڑوسی مجھے اذیت نہیں کرتا تھا تو اس کیلئے شفاعت قبول کی

---

[1]۔یہ حدیث ۳۱۹ میں آئے گی۔

[2]۔اس لفظ وابشی کا لفظ معنی وہی ہے جو بیان ہوا اور ایسے القاب معاشرے میں معروف ہو جاتے ہیں اور محدثین نے انہی معروف القاب سے ان راویوں کو یاد کیا تاکہ ان کی پہچان ہو جائے، یہ اور بات ہے کہ کبھی ایسے القاب کے افراد اچھے ہوتے ہیں اور کبھی وہ اسم با مسمّیٰ ہوتے ہیں جہاں تک اس حدیث کے معنی کا تعلق ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں نماز کو چھوڑنا اکبر الکبائر شمار ہوتا تھا اور جب قرآن کریم کی تعبیر دیکھی جائے کہ نماز پڑھو اور اسے چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ایسے واجبات اور محرمات کا لحاظ کم ہوتا گیا اور جہالت و ضلالت نے اپنا کام کر دکھایا اور ان کی اہمیت کم ہو گئی اب تو نام نہاد لوگ ان واجبات سے گریز ہوتا ہے اور وہ دوسری رسومات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور کئی جگہ مساجد اور نماز خانے ویرانی کا شکار نظر آتے ہیں۔

جائے، خدا تعالی فرمائے گا: میں تیرا رب ہوں اور میں اس پر رحمت کرنے کا زیادہ حقدار ہوں جس نے تجھے اذیت اور آزار نہیں پہنچایا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا جبکہ اس کی کوئی نیکی نہیں ہو گی اور مومنین میں کمترین درجے کا مومن تیس انسانوں کی شفاعت کرے گا تو اس وقت جہنمی کہیں گے: ہمارے شفاعت کرنے والے نہیں ہیں اور نہ کوئی ہمارا اچھا دوست ہے [1]۔

[صحابی کی عملی تربیت [2]]

۷۳۔ابو ہارون کا بیان ہے امام صادقؑ نے اپنے پاس ایک شخص سے فرمایا جبکہ میں بھی وہاں موجود تھا، تمہیں کیا ہے کہ تم ہماری تحقیر و تذلیل کرتے ہو؟ راوی کا بیان ہے تو آپ کے پاس ایک خراسانی شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کی: خدا کی پناہ، کہ ہم آپ کی ذات یا آپ کے احکام میں سے کیس چیز کی تحقیر و تذلیل کریں؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں، تو بھی میری ذات کی تحقیر کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

اس نے عرض کی: خدا کی پناہ! کہ میں آپ کی ذات کی تذلیل کروں۔

امامؑ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، کیا تو نے فلاں شخص کو نہیں سنا جب ہم جحفہ کے قریب تھے وہ تجھے کہہ رہا تھا مجھے سوار کر کے لے جاؤ، خدا کی قسم! میں پیدل چل کر تھک گیا ہو خدا کی قسم! تو نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا تو نے اس کی تحقیر و تذلیل کی اور جو کسی مومن کی توہین کا مرتکب ہوا اس نے ہماری توہین کی اور اس نے خدا کی ہتک حرمت کی۔

[تاریخی واقعات]

۷۴۔عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: خدا نے ہم پر احسان کیا کہ ہمیں اپنی توحید کی معرفت عطا کی پھر ہم پر احسان کیا کہ ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور نبوت کا اقرار عطا کیا اور پھر ہمیں آپ اہل بیت کی محبت سے خاص کیا ہم آپ سے دوستی رکھتے ہیں اور آپ کے دشمنوں سے برائت کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ ہم اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے پھر میرا دل اُمڈ پڑا اور میں رونے لگا، امام صادقؑ نے فرمایا: مجھ سے پوچھ، خدا کی قسم! تم جو بھی مجھ سے پوچھو گے میں اس کے بارے میں تجھے بتاؤں گا، راوی کا بیان ہے تو عبدالملک بن اعین نے عرض کی: میں نے آپ سے ایسا نہیں سنا کہ آپ نے تجھ سے پہلے کسی سے ایسا فرمایا ہو، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: مجھے ان دو کے بارے میں بتائیں؟ امام نے

[1]۔ جیسا کہ قرآن کریم اور دیگر معتبر روایات اور اخبار اہل بیت سے واضح ہے وہ کسی حالت میں خدا کے احکام اور واجبات و محرمات کی اس طرح توہین و تذلیل کے قائل نہیں جیسے یہاں دشمن اہل بیت کے مقابلے میں تمام محرمات کے مرتکب شخص کو پس پردہ شفاعت کی نوید سنانے کی کوشش کی گئی ہے اس روایت کے راوی کا لقب ہی اس کی حقیقت کھولنے کیلئے کافی ہے کاش اس بارے میں تمام راویوں کی تحقیق کی جاتی اور ہم نے تحقیق صناعات رجال الحدیث میں اس عنوان سے قدرے بحث کی ہے۔ ظاہر ہے کہ راویان حدیث کے عربی القاب ان کی مختلف عادات اور اطوار اور صناعات کی طرف اشارہ ہیں ان سب کو عربی خط میں آیات قرآنی اور حدیثوں کا حافظ و قاری نہ سمجھ لیا جائے اور اولیاء کا درجہ نہ دیا جائے بلکہ ان میں تحقیق کی ضرورت ہے اس طرح بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

[2]۔ اس طرح کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ معصومین اپنے اصحاب اور پیروکاروں کو کس طرح عملی تربیت فرماتے تھے اس قسم کے کثیر نمونے ہم نے رجال کشی کی تحقیق و ترجمہ کے چند اجزاء میں سے ایک جزء کے مقدمہ میں اسی عنوان سے ذکر کئے ہیں۔

فرمایا: ان دونوں نے ہمارے اس حق پر ظلم و ستم کیا جو خدا کی کتاب میں ثابت تھا اور حضرت فاطمہؑ سے ان کے والد گرامی ﷺ کی میراث کو چھین لیا اور ان کا ظلم و ستم قیامت تک جاری ہے اور اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ان دونوں نے خدا کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا۔

۷۵۔ کمیت بن زید اسدی (شاعر شہید) کا بیان ہے امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوا تو امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اے کمیت! اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم اس سے تجھے عطا کرتے لیکن تیرے لیے وہ منزلت ہے جو خدا کے رسول نے حسان بن ثابت سے فرمایا: جب تک تو ہمارا دفاع کرتا رہے گا روح القدس تیرے ساتھ رہے گا۔

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: مجھے ان دونوں کے بارے میں بتائیں؟

راوی کا بیان ہے: امامؑ نے تکیہ پکڑا اور اسے اپنے سر میں مار دیا اور پھر فرمایا: خدا کی قسم! اے کمیت، جتنا بھی کم یا زیادہ خون کیا جاتا ہے اور جو کچھ حرام طریقے سے مال غصب کیا جاتا ہے اور ایک پتھر کو دوسری جگہ رکھا جاتا ہے (جو کچھ احکام شرعیہ میں تبدیلی کی جاتی ہے) وہ سب ان دونوں کی گردن میں پڑتی ہے۔

۷۶۔ ابوالعباس کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: حضرت عمر نے امام علیؑ سے ملاقات کی تو کہا: آپ اس آیت کی قرائت کرتے ہیں تم کس چیز سے دھوکہ کھاتے ہو اور اس سے مجھے اور میرے ساتھی پر طعن و تشنیع کرتے ہو؟

امام نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس آیت کی خبر نہ دوں جو بنو امیہ کے بارے میں نازل ہوئی کیا تم زمین میں فساد پھیلانا چاہتے ہو اور رشتہ داری کے رشتے ناطے توڑنا چاہتے ہو، اس نے کہا: آپ نے جھوٹ کہا؛ بنوامیہ آپ سے زیادہ رشتہ داری کے ناطے جوڑتے ہیں لیکن آپ تو بنی تیم، بنی عدی اور بنوامیہ سے دشمنی پر اصرار کرتے ہیں[1]۔

۷۷۔ حارث بن مغیرہ نظری کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے خدا کی نعمت کو کفر و انکار سے بدل دیا، فرمایا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ راوی کا بیان ہے، میں نے عرض کی: وہ قریش کے دو بڑے فاسق و فاجر، بنوامیہ اور بنو مغیرہ ہیں، پھر امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ تمام قریش ہیں، خدا نے اپنی نبی سے خطاب کیا تو فرمایا: میں نے قریش کو عرب پر فضیلت دی اور ان پر اپنی نعمت تمام کر دی اور ان کی طرف اپنا رسول بھیجا تو انہوں نے میری نعمت کو کفر کی وجہ سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گرد میں پھینک دیا۔

۷۸۔ ابو بصیر نے امام باقرؑ و امام صادقؑ سے روایت کی، ان دونوں نے فرمایا: جب لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو جھٹلایا تو خدا نے امام علیؑ کے سوا تمام اہل زمین کو ہلاک کرنا چاہا تو فرمایا: ان سے منہ موڑ لیجئے، تمہاری کوئی ملامت نہیں کی جائے گی، پھر خدا نے ارادہ کیا کہ مومنین پر رحم کرے تو اپنے نبی سے فرمایا: ان کو نصیحت کیجئے کہ مومنین کو نصیحت فائدہ دیتی ہے۔

[1]۔ روضہ کافی ن ۲۵ ۱۳ میں بھی آئے گی۔

[قیامت کے حساب کتاب کا تصور]

۷۹۔ ثویر بن ابی فاختہ کا بیان ہے میں نے امام علی بن حسینؑ سے سنا آپ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں کلام فرما رہے تھے فرمایا: مجھے میرے والد گرامیؑ نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے والد گرامی علی بن ابی طالبؑ سے سنا آپ نے لوگوں سے کلام کیا تو فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا خدا لوگوں کو ان کی قبروں سے تن تنہا، بغیر کسی ساتھی کے، عریان، شاداب بدن کے ساتھ ایک میدان میں محشور کرے گا ان کے سامنے نور ہوگا انہیں تاریکی نے ڈھانپ رکھا ہوگا حتی وہ وادی محشر میں کھڑے ہو جائیں گے تو وہ ایکدوسرے کے کندھے پر چڑھیں گے اور اس بھیڑ سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو انہیں آگے جانے سے روک دیا جائے گا تو ان کی سانسیں مشکل ہو جائیں گی اور بکثرت پسینہ بہہ نکلے گا اور ان کے معاملات سخت ہو جائیں گے اور ان کی سخت چیخیں نکلیں گی اور ان کی آوازیں بلند ہوں گی۔

فرمایا: یہ قیامت کے دن کی مشکلات اور خطرات میں سے پہلی مشکل ہے۔

فرمایا: پھر خدائے جبار اپنے عرش کے اوپر سے ملائکہ کے سائے میں ان کو دیکھے گا تو اپنے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو حکم دے گا وہ ان میں آواز دے گا: اے محشر والو! خاموش ہو جاؤ، اور غور سے خدائے جبار کی طرف سے آواز دینے والے کی بات سنو، فرمایا: تو ان لوگوں میں سے آخری بھی ویسا سنے گا جیسا پہلا سنے گا، فرمایا: تو اس وقت ان کی آوازیں تھم جائیں گی اور ان کی نگاہیں جھک جائیں گی اور ان کے جوڑ کانپ جائیں گے اور ان کے دل ڈر جائیں گے وہ آواز کی جانب سر اٹھائیں گے اور بلانے والے کی طرف بھاگیں گے، فرمایا: اس وقت کافر کہے گا: یہ بڑا سخت دن ہے، فرمایا: تو خدائے جبار فیصلہ کرنے والا اور عادل ان کو دیکھے گا اور فرمائے گا: میں اللہ ہو، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، میں وہ فیصلہ کرنے والا عادل ہوں جو کبھی ظلم و ستم نہیں کرتا، آج میں اپنے عدل و انصاف سے تم میں فیصلہ کروں گا آج میرے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا آج میں ضعیف و کمزور کیلئے قدرتمند سے اس کا حق لیکر رہوں گا، اور مظلوم کیلئے ظالم سے نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ لوں گا، اور عطیات پر ثواب دوں گا اور آج میرے پاس اس وادی سے اس پر ثواب دوں گا اور اس کیلئے حساب کے وقت اسے واپس لوں گا، پس اے مخلوقات! ایکدوسرے کو پکڑ لو اور جس کسی کے پاس دنیا میں اس کا حق ہے اس سے وہ مانگ لو میں اس پر تمہارا گواہ ہوں، اور میں گواہی کیلئے کافی ہوں۔

فرمایا: وہ ایکدوسرے کی پہچان کریں گے اور ایکدوسرے کو پکڑیں گے تو کوئی نہیں بچے گا جس کے پاس کسی کا حق ہو مگر وہ اس کو پکڑ لے گا۔

فرمایا: تو جتنا خدا چاہے گا وہ ٹھہرے رہیں گے تو ان کی حالت سخت ہو جائے گی اور بکثرت پسینہ بہے گا اور ان کا غم و اندوہ بڑھ جائے گا اور ان کی شدید چیخوں سے ان کی آوازیں بلند ہو جائیں گی اور وہ ان حقوق کو ان کے اہل کیلئے چھوڑ کر خلاصی کی تمنا اور خواہش کریں گے۔

فرمایا: خدا ان کی مشکل کو دیکھے گا تو خدا کی طرف سے آواز دینے والا آواز دے گا: جس کو آخری شخص ویسا سنے گا جیسا ان میں سے پہلا سنے گا، اے محشر والو! خدا کی طرف سے بلانے والے کو غور سے سنو اور خاموش ہو جاؤ، خدا فرماتا ہے: میں عطا کرنے والا ہوں، اگر چاہو تو ایکدوسرے کو بخش دو اور اگر نہ بخشو تو میں تمہارے حقوق کو لیکر رہوں گا۔

فرمایا: وہ اس سختی اور مشکل میں اور راستے کی گھٹن میں اور اس شدید بھیڑ میں اس بات سے خوش ہونگے، فرمایا: تو بعض لوگ اس امید سے اپنے حقوق بخش دیں گے تا کہ وہ اس مشکل وقت سے نجات پائیں، اور بعض لوگ بچ جائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے خدا! ہمارے حقوق اس سے بڑے ہیں کہ ان کو ہم بخش دیں۔

فرمایا: تو عرش کی طرف سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا: رضوان، جنت الفردوس کا خزانہ دار کہاں ہے؟ فرمایا: خدا اسے حکم دے گا وہ جنت الفردوس کا ایک چاندی کا محل اپنے تمام ظروف اور خدمتگذاروں کے ساتھ ظاہر کرے گا، فرمایا: وہ اس ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرے گا جبکہ اس محل کے ارد گرد خوبصورت جوان اور خدمتگذار موجود ہونگے۔

فرمایا: تو خدا کی طرف سے آواز دینے والا آواز دے گا: اے محشر والو! اپنے سر اٹھاؤ اور اس محل کو دیکھ لو، فرمایا: وہ اپنے سر اٹھائیں گے تو وہ سب اس کی تمنا کریں گے۔

فرمایا: خدا کی طرف سے آواز دینے والا آواز دیے گا: اے محشر والو! یہ ہر اس شخص کیلئے ہے جو مومن کو بخش دے۔

فرمایا: تو سوائے کچھ لوگوں کے سب اپنا حق بخش دیں گے، فرمایا: خدا فرمائے گا: میری جنت کی طرف کوئی ظالم نہیں گزرے گا، اور نہ آج جہنم کی طرف کوئی ظالم جاسکتا ہے جب تک اس کے پاس میرے مسلمانوں میں سے کسی کا حق موجود ہو حتی کہ وہ اس سے حساب کے وقت اس سے واپس لے لے، اے مخلوقات! حساب کیلئے تیار ہو جاؤ۔

فرمایا: پھر ان کا راستہ کھول دیا جائے، وہ وادی کی طرف چلیں گے وہ ایکدوسرے کو روکیں گے حتی میدان محشر میں پہنچیں گے اور انبیاء و شہداء جو کہ ائمہ ہیں ان کو پیش کیا جائے گا، ہر امام اپنے زمانے کے لوگوں پر گواہ ہو گا، کہ ان میں خدا کے امر کو قائم کیا تھا اور انہیں خدا کی راہ کی طرف بلایا تھا۔

راوی کا بیان ہے: پھر ایک قریشی شخص نے آپ سے عرض کی: اے رسول کے فرزند! جب مومن مرد کیلئے کافر شخص کے پاس حق ہوت وہ کافر سے کیا چیز لے گا وہ جہنمی ہے؟ امام نے فرمایا: مسلمان کی برائیوں سے اتنی مقدار میں کافر پر ڈال دی جائیں گی اور کافر کو اس کے بدلے میں اس کے کفر کے عذاب کے ساتھ اتنا عذاب زیادہ دیا جائے گا جتنا مسلمان نے اس سے حق لینا تھا۔

راوی کا بیان ہے: قریشی نے کہا: جب مسلمان نے مسلمان سے حق لینا ہو تو وہ حق مسلمان سے کیسا لیا جائے گا؟ فرمایا: مظلوم کیلئے ظالم کی نیکیوں سے مظلوم کے حق کے برابر لیا جائے تو مظلوم کی نیکیوں میں اضافہ ہو جائے گا۔

راوی کا بیان ہے اس قریشی نے کہا: اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں؟ فرمایا: اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کی برائیوں میں س لیکر ظالم کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

[محبت اہل بیتؑ کا فائدہ]

۸۰۔ابو امیہ یوسف بن ثابت بن ابی سعیدہ کا بیان ہے جب لوگ امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوتے تو کہتے : ہم آپ سے اس وجہ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ آپ نبی اکرم ﷺ سے رشتہ داری رکھتے ہیں اور اس لیے کہ خدا نے آپ کا حق واجب کیا ہے ہم آپ کو اس دنیا کی وجہ سے محبت نہیں رکھتے جو ہمیں آپ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے مگر ہم تو خدا اور آخرت کی خاطر آپ سے محبت کرتے ہیں اور اس لیے کہ ہم لوگوں کا دین آپ کی وجہ سے سدھر جائے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، تم نے سچ کہا، پھر فرمایا: جس شخص نے ہم سے دوستی کی وہ ہمارے ساتھ ہوگا، وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ اس طرح ہوگا، پھر آپ نے دونوں انگلیوں کو ملایا پھر فرمایا: خدا کی قسم! اگر کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور رات کو نماز کیلئے کھڑا رہے پھر خدا سے ہم اہل بیت کی ولایت کے بغیر جا ملے تو وہ خدا سے اس حالت میں ملے گا کہ خدا اس سے راضی نہیں ہوگا یا خدا اس پر ناراضی ہوگا۔

پھر فرمایا: یہ خدا کا فرمان ہے : اور ان کے خرچ کیے ہوئے مال کی قبولیت کی راہ میں بس یہی رکاوٹ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور نماز کے لیے آتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ اور راہ خدا میں تو بادل نخواستہ ہی خرچ کرتے ہیں۔ للذا ان کے اموال اور اولاد کہیں آپ کو فریفتہ نہ کر دیں، اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے انہیں دنیاوی زندگی میں بھی عذاب دے اور کفر کی حالت میں ہی ان کی جان نکلی ہو۔

پھر فرمایا: اس طرح کفر ہے کہ اس کے ساتھ کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا اور اس طرح ایمان ہے کہ اس کے ساتھ کوئی عمل نقصان نہیں دیتا۔

پھر فرمایا: اگر تم لوگوں سے جدا ہو جاؤ تو رسول اکرم بھی لوگوں سے جدا تھے آپ لوگوں کو دعوت دیتے تھے مگر وہ آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہتے تھے اور آپ کی دعوت سب سے پہلے امام علی بن ابی طالب نے لبیک کہی اور نبی اکرم نے فرمایا: اے علی! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

[ظاہر داری سے زیادہ عمل و گفتار میں عدل و انصاف کی تاکید]

۸۱۔یونس کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے عباد بن کثیر صوفی سے فرمایا: اے عباد! تجھ پر وائے ہو تجھے دھوکہ دیا جو تو نے اپنا پیٹ اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی خدا تعالی اپنی کتاب قرآن میں فرماتا ہے: اے مومنو! خدا سے تقوی اختیار کرو اور پختہ بات کرو خدا تمہارے اعمال کو تمہارے لیے اصلاح کر دے گا، جان لے تیرا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا یہاں تک کہ تو عدل و انصاف کے تقاضوں پر بات کرے۔

[خدا کی زمین پر پانچ حرمتیں]

۸۲۔علی بن شجرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کیلئے اس کے شہروں میں پانچ حرمتیں ہیں:

۱) نبی اکرم ﷺ کی حرمت و عزت۔
۲) نبی اکرم ﷺ کی آل پاک کی حرمت۔
۳) کتاب خدا قرآن کریم کی حرمت و عزت۔
۴) خدا کے کعبہ کی حرمت۔
۵) مومن کی عزت و حرمت۔

[انسان کی عمر کے مختلف مراحل اور اعمال کی گرفت]

۸۳۔ علی بن مغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب مومن چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے خدا اسے تین بیماریوں سے محفوظ کر دیتا ہے، برص، جذام، اور جنون، جب پچاس برس کو پہنچ جاتا ہے تو خدا اس کا حساب آسان کر دیتا ہے، جب ساٹھ برس کو پہنچ جاتا ہے تو خدا اسے اپنی بارگاہ کی طرف پلٹنے کی توفیق عطا کرتا ہے جب ستر سال کو پہنچتا ہے تو اہل آسمان اسے پسند کرتے ہیں جب اسی سال کو پہنچتا ہے تو خدا اس کی نیکیوں کو لکھنے اور برائیوں کو جھاڑنے کا حکم دیتا ہے جب نوے سال کو پہنچتا ہے تو خدا اس کے آگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور لکھا جاتا ہے: وہ خدا کی زمین میں اس کا اسیر اور قیدی ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے: جب سو سال کو پہنچ جاتا ہے تو یہ کمزور ترین عمر ہے۔

۸۴۔ ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: انسان اپنے معاملات میں چالیس سال تک وسعت میں ہوتا ہے تو جب چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے تو خدا اپنے دو فرشتوں کی طرف وحی کرتا ہے میں نے اس بندے کی عمر طویل کر دی ہے اس پر سختی کرو اور اس کے اعمال کو محفوظ کرو اور اس کے چھوٹے بڑے اور کم و زیادہ سب اعمال کو لکھو۔

[وباء کے موقع پر فرار کا حکم]

۸۵۔ حلبی (تاجر) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے وباء کے بارے میں سوال کیا جو شہر کی ایک جانب ہوتی ہے تو ایک شخص دوسری جانب چلا جاتا ہے یا وہ پورے شہر میں ہوتی ہے اور وہ کسی دوسرے شہر میں چلا جاتا ہے؟ امام نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس سے اس وجہ سے منع کیا تھا کہ وہ لوگ دشمنوں پر نگاہ رکھتے تھے اور ان کے مقابلے میں سکونت پذیر تھے ان میں وباء پڑی تو وہ اس جگہ سے بھاگنے لگے تو نبی اکرم نے فرمایا: اس سے فرار کرنے والا ایسے ہے جیسے کوئی جنگ سے فرار کرے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اپنے مراکز کو خالی نہ کر دیں۔

۸۶۔ حمزہ بن حمران نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے کوئی نبی اور ان سے کمتر مخلوق نہیں بچ سکے:

۱) خلق کے بارے میں پیش آمدہ وسواس کے بارے میں غور و فکر کرنا۔
۲) اور فال و شگون نکالنا۔

۳) اور (دوسرے کی خوبی سے رشک و) حسد ہونا مگر مومن اپنے حسد پر عمل نہیں کرتا۔

[بخار کا علاج اور تاریخچہ]

۸۷۔ علی بن ابی حمزہ (بطائنی) نے ابو ابراہیم امام کاظمؑ سے روایت کی کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: میں سات مہینوں سے بخار کا مریض ہوں اور میرے بیٹے کو بارہ مہینے بخار ہوگا اور وہ ہم پر دو برابر بڑھتا رہتا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ وہ پورے بدن کو نہیں پکڑتا اور کبھی جسم کے اوپر والے حصہ میں ہوتا ہے اور نچلے حصہ میں نہیں ہوتا اور کبھی نچلے حصہ میں ہوتا ہے اور اوپر والے حصہ میں نہیں ہوتا؟

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپ کے سامنے وہ حدیث بیان کروں جو ابو بصیر نے آپ کے جد امجد سے نقل کی کہ جب ان کو بخار ہوتا تو آپ ٹھنڈے پانی سے مدد لیتے تھے تو آپ کے دو کپڑے ہوتے تھے ایک کپڑا ٹھنڈے پانی میں ہوتا اور دوسرا کپڑا آپ کے بدن پر ہوتا تھا جن کو باری باری آپ تبدیل کرتے تھے پھر آواز دیتے حتیٰ آپ کی آواز گھر کے دروازے پر سنی جاتی تھی: اے فاطمہ بنت محمد!

امامؑ نے فرمایا: تو نے سچ کہا، راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ اپنے پاس بخار کی دوا نہیں پاتے؟

امامؑ نے فرمایا: ہم نے اپنے پاس اس کی کوئی دوا نہیں پائی سوائے دعا اور ٹھنڈے پانی کے۔ میں مریض ہوا تو محمد بن ابراہیم نے میرے پاس طبیب بھیجا وہ میرے پاس وہ دوائی لایا جس میں قیئ آتی تھی تو میں نے اس کو پینے سے انکار کر دیا کیونکہ جب مجھے قیئ آتی ہے تو میرا ہر جوڑ کھل جاتا ہے۔

[بخار کا تعویذ]

۸۸۔ بکر بن محمد ازدی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ کو بخار ہوا جبرئیل آپ کے پاس آئے اور آپ کو تعویذ دی تو کہا: خدا کے نام سے، میں آپ کو تعویذ دیتا ہوں اے محمد! اور خدا کے نام سے میں آپ کو شفا دیتا ہوں، خدا کے نام سے ہر بیماری جو آپ کو تھکا رہی ہے، اور خدا کے نام سے اور خدا آپ کو شفا دینے والا ہے، خدا کے نام سے اسے لے لو یہ آپ کو خوشگوار کرے، خدا کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے، میں ستاروں کے مقامات کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ خدا کے اذن سے شفایاب ہو جائیں گے۔

بکر کا بیان ہے مین نے آپ سے بخار کے تعویذ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے یہی تعویذ عطا کیا۔

۸۹۔ عمرو بن شمر نے جابر جعفی کے واسطے سے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا: خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے، خدائے برتر و بلند مرتبہ کی قوت کے سوا کوئی طاقت کارساز نہیں ہے، خدا اس

کیلئے ننانوے قسم کی مصیبتوں سے کفایت کرے گا (اور ان کو ٹال دے گا)، ان میں سے سب سے آسان مصیبت گلا گھٹنے سے موت واقع ہونا ہے۔

[غزوہ احد کا واقعہ]

۹۰۔ نعمان رازی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: لوگ احد کے دن نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر پسپا ہو گئے تو آپ کو شدید غصہ آیا فرمایا: جب آپؐ کو غصہ آتا تھا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح بہتا تھا، فرمایا: آپؐ نے دیکھا تو امام علیؑ کو اپنے پہلو میں پایا تو ان سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر بھاگنے والوں کے ساتھ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل جاؤ۔

امام علیؑ نے کہا: اے خدا کے رسول! میرے لیے آپ کی ذات نمونہ ہے، فرمایا: میرا ان کے مقابلے میں دفاع کرو، امام علیؑ نے حملہ کیا اور ان میں سے جو بھی پہلے ملا اس کو مار دیا تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! یہ مواسات اور ایثار ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جبرئیل نے کہا: اے محمد! میں تم دونوں میں سے ہوں اور امام صادقؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جبرئیل کو آسمان و زمین کے درمیان سونے کی کرسی پر دیکھا جبکہ وہ کہہ رہا تھا: ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں ہے اور علی کے سوا کوئی جوان نہیں ہے [1]۔

[بادشاہ کے سامنے میں اہل بیتؑ کی فضیلت کا اقرار]

۹۱۔ فضیل برجمی کا بیان ہے میں مکہ میں تھا اور خالد بن عبداللہ امیر تھا اور وہ مسجد میں زمزم کے پاس تھا اس نے کہا: میرے پاس قتادہ کو بلاؤ، راوی کا بیان ہے تو ایک سرخ سر و داڑھی والا بوڑھا آیا میں اس کی بات سننے کیلئے قریب ہوا خالد نے کہا: اے قتادہ! مجھے اس بہترین واقعہ کی خبر دو جو عربوں میں پیش آیا اور عزتمندانہ جنگ جو عربوں میں پیش آئی اور ذلیل ترین جنگ جو عربوں میں ہوئی۔

اس نے کہا: خدا امیر کو سلامت رکھے میں تجھے خبر دیتا ہوں، جنگ بدر، کہا: وہ کیسے، کہا: جنگ بدر عزتمندانہ جنگ تھی جو عربوں میں پیش آئی اس کے ذریعہ خدا نے اسلام اور اس کے اہل کو عزت بخشی اور یہی عربوں میں ذلت مندانہ جنگ تھی جب اس دن قریش قتل اور ذلیل ہوئے۔

خالد نے کہا: تو نے جھوٹ کہا، خدا کی قسم! اس وقت عربوں میں ان قتل کرنے والوں سے زیادہ عزتمند افراد موجود تھے، وائے ہو اے قتادہ، مجھے عربوں کے کچھ اشعار کے بارے میں سناؤ، اس نے کہا: ابو جہل اس دن یہ کہتا ہوا نکلا، اس نے نشانی اکھاڑ دی تھی

[1]۔ مرآۃ العقول میں علامہ مجلسی نے فرمایا: اس روایت کا مضمون سنی شیعہ کے راویوں میں مشہور ہے پھر اس کے قریب المعنی ایک روایت ابن ابی الحدیث سے نقل کی اور حدیدی نے کہا: میں کہتا ہوں اس روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے نقل کیا اور یہ مشہور روایات میں سے ہے میں نے اس کو محمد بن اسحاق کے مغازی کے بعض نسخوں میں پایا اور بعض نسخے اس سے خالی ہیں تو اپنے استاد عبدالوہاب سے اس کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا: یہ صحیح روایت ہے، میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ یہ صحاح میں نہیں ملتی؟ اس نے کہا: کیا صحاح میں تمام صحیح روایات جمع ہیں صحاح لکھنے والوں نے کئی صحیح روایات چھوڑ دی ہیں اور اپنے موضوع کی صحیح روایات کو جمع کرنے پر اکتفا کیا ہے، ملاحظہ ہو شرح حدیدی، ج۱۴ ص۲۵۱۔

تاکہ پہچانا جائے اس پر سرخ عمامہ تھا اور اس کے ہاتھ میں سنہری ڈھال تھی اور وہ کہتا تھا: مشرکین جنگ مجھ سے کیا انتقام لے گی کہ میں دو سالہ جوان اونٹ کی طرح جوان سال ہوں اس دن کیلئے میری ماں نے مجھے جنم دیا تھا۔

خالد نے کہا: دشمن خدا نے جھوٹ بولا، میرا بھتیجا خالد بن ولید اس سے بڑا گھڑ سوار تھا اور اس کی ماں قشیری خاندان سے تھی تجھ پر وائے ہوا ے قتادہ، کس نے یہ کہا تھا: میں اپنا وعدہ پورا کروں گا اور اپنے حسب ونسب کی حمایت و دفاع کروں گا۔

اس نے کہا: خدا امیر کو سلامت رکھے، یہ اس دن کا واقعہ نہیں ہے یہ احد کے دن کا واقعہ ہے طلحہ بن ابی طلحہ یہ کہتا ہوا نکلا: کون مقابلہ کرے گا؟ تو اس کی طرف کوئی نہیں نکلا تو اس نے کہا: تم سمجھتے ہو کہ تم ہمیں اپنی تلواروں سے جہنم بھیج دو گے حالانکہ ہم تم کو اپنی تلواروں سے جنت بھیج دیتے ہیں تو میری طرف کوئی مرد میدان میں آئے مجھے اپنی تلوار سے جہنم بھیجے دے یا میں اس کو اپنی تلوار سے جنت بھیج دوں، تو اس کی طرف امام علی بن ابی طالبؑ یہ کہتے ہوئے نکلے: میں اس عبدالمطلب کا بیٹا ہوں جس نے زمزم کے پاس دو حوض بنائے تھے اور اس ہاشم کا بیٹا ہوں جس نے قحط سالی کے دنوں میں کھانا کھلایا تھا میں اپنا وعدہ پورا کروں گا اور اپنے حسب ونسب کی حمایت اور دفاع کروں گا۔

خالد ملعون نے کہا: انہوں نے جھوٹ بولا میری زندگی کی قسم! خدا کی قسم! ابوتراب ایسا نہیں تھا راوی کا بیان ہے۔

اس شیخ نے کہا: اے امیر! مجھے لوٹنے کی اجازت دو۔ راوی کا بیان ہے تو وہ شیخ لوگوں کو اپنے ہاتھ سے ہٹاتا ہوا چلا اور وہ یہ کہتا جاتا تھا: یہ زندیق اور ملحد ہے، رب کعبہ کی قسم! یہ زندیق ہے، رب کعبہ کی قسم۔

حضرت آدمؑ کا درخت سے متعلق قصہ

۹۲۔ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: [۱] اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ سے عہد و پیمان لیا کہ اس درخت ممنوعہ کے پاس نہ جائیں لیکن وہ گئے اور اس درخت سے کھایا جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا: اور بتحقیق ہم نے آدمؑ سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم نہیں پایا[۲]۔

[ہابیل اور قابیل کا واقعہ]

خدا نے ان کو زمین پر بھیجا تو ہابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور قابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنے دونوں بیٹوں ہابیل اور قابیل کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا ہابیل نے ایک نہایت عمدہ بکری قربانی کی اور قابیل نے جو کہ اپنی زراعت سے بے خبر تھا معمولی بالیاں جو کہ پاک وصاف نہ تھیں قربانی کیلئے پیش کیں اس لیے ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا:

> اور آپ انہیں آدم کے بیٹوں کا حقیقی قصہ سنائیں جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی [تو اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا، (پہلے نے) کہا: اللہ تو صرف تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے۔اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں، میں تو عالمین کے پروردگار اللہ سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور اپنے گناہ میں تم ہی پکڑے جاؤ اور دوزخی بن کر رہ جاؤ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔چنانچہ اس کے نفس نے اس کے بھائی کے قتل کی ترغیب دی اور اسے قتل کر ہی دیا، پس وہ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا] [۳]۔

اس زمانے میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی، پس قابیل نے آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کیلئے گھر بنایا اور کہا: میں اس آگ کی پرستش کروں گا تا کہ میری قربانی قبول کرے۔

شیطان نے قابیل سے کہا: ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور تیری قبول نہیں ہوئی،اگر تو اس کو زندہ چھوڑ دے تو اس کی اولاد پیدا ہو گی جو تیری اولاد پر اس بارے میں فخر کرے گی یہ سن کر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔پھر جب حضرت آدمؑ کے پاس آیا تو

---

[۱]۔یہ واقعہ کمال الدین صدوق میں ص ۲۱۳ ح ۲ میں موجود ہے۔

[۲]۔سورہ طہ، ۱۱۵۔

[۳]۔سورہ مائدہ ۲۷، جبکہ معنی کی تکمیل کیلئے تا آیات ۳۰ کا ترجمہ [ ] میں ذکر کیا ہے۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا : ہابیل کہاں ہے ؟ کہنے لگا : میں نہیں جانتا، آپ نے مجھے اس کی حفاظت کیلئے مقرر نہیں کیا۔ حضرت آدمؑ نے جاکر دیکھا تو ہابیل کو مقتول پایا، فرمایا : اے زمین ! تجھ پر لعنت ہو، کیوں کر تو نے ہابیل کے خون کو قبول کر لیا۔

[حضرت آدمؑ کے وصی کا تذکرہ]

پھر چالیس دن رات روتے رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے کہ ایک فرزند عطا فرما، تو ان کے ایک فرزند پیدا ہوئے جس کا نام انہوں نے ہبتہ اللہ رکھا کیونکہ اللہ نے ان کو سوال کے عوض عطا کیا تھا حضرت آدمؑ اپنے اس فرزند کو بہت چاہتے تھے جب آدمؑ کی نبوت تمام ہوئی اور ان کی عمر کا آخری زمانہ آیا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدم ! تمہاری نبوت ختم ہوئی اور تمہاری عمر کے ایام پورے ہو چکے تو وہ اسرار اور رموز جو ایمان، اسم اعظم، میراث علم اور آثار پیغمبری تمہارے پاس ہیں اپنے بیٹوں میں سے ہبتہ اللہ کو دے دو میں ان تبرکات اور علوم کو تمہارے بعد تمہاری ذریت سے قیامت تک ہرگز ختم نہیں کروں گا اور کبھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہ چھوڑوں گا۔ اور اس میں ایک عالم کو ہمیشہ باقی رکھوں گا جس کے ذریعہ سے میرا دین اور طریق اطاعت اور عبادت کو پہنچائیں گے جس سے ہر اس شخص کی نجات ہوگی جو تمہاری اور نوح کی اولاد سے ہوگا۔

اس وقت آدمؑ نے حضرت نوحؑ کو یاد کیا اور کہا : اللہ تعالی ایک نبی بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ ہلاک کرے گا۔ حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب نبی تھے۔ حضرت آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے حضرت نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے تاکہ طوفان سے نجات پائے۔

جب حضرت آدمؑ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ہبتہ اللہ کو طلب فرمایا اور کہا : اگر جبرئیلؑ یا دوسرے فرشتوں کو دیکھو تو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میرے والد نے تم سے بہشت کے میووں میں سے ایک ہدیہ طلب کیا ہے، ہبتہ اللہ نے جبرئیلؑ سے ملاقات کی اور اپنے والد کا پیغام پہنچایا حضرت جبرئیل نے کہا : اے ہبتہ اللہ ! تمہارے والد نے عالم قدس کی طرف رحلت کی ہے اور میں ان پر نماز پڑھنے کیلئے نازل ہوا ہوں، ہبتہ اللہ واپس آئے تو دیکھا حضرت آدم دار فانی سے رحلت فرما چکے ہیں پھر جبرئیل نے ہبتہ اللہ کو غسل میت کی تعلیم دی ہبتہ اللہ نے حضرت آدمؑ کو غسل دیا جب نماز کا وقت آیا تو ہبتہ اللہ نے کہا : اے جبرئیل ! سامنے کھڑے ہو کر حضرت آدمؑ پر نماز پڑھو، جبرئیل نے کہا : اے ہبتہ اللہ ! چونکہ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تمہارے والد کو بہشت میں سجدہ کریں لہٰذا ہمیں لازم نہیں کہ ان کے کسی فرزند کی امامت کریں۔ پھر ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور حضرت آدمؑ پر نماز پڑھی حضرت جبرئیلؑ ان کے پیچھے اور ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور تیس تکبریں کہیں، پھر خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ پچیس تکبیریں فرزندان آدمؑ کیلئے کم کر دیں، لہٰذا پانچ تکبیریں سنت ہیں اور رسول اکرم نے اہل بدر پر سات اور نو تکبیریں بھی کہیں۔

جب ہبتہ اللہ نے حضرت آدمؑ کو دفن کیا تو قابیل ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ہبتہ اللہ! مجھے معلوم ہے کہ میرے والد آدم نے تمہیں اس علم سے مخصوص کیا ہے جس سے مجھ کو محروم کیا ہے اور وہ وہی علم ہے جس کے ذریعہ تمہارے بھائی نے دعا کی تھی تو اس کی قربانی قبول ہو گئی تھی۔ اور میں نے اسی لیے ان کو مار ڈالا تھا کہ اس کی اولاد نہ ہو جو میری نسل پر فخر کرے اور کہے کہ ہم اس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہو گئی اور تم اس کے فرزند ہو جس کی قربانی قبول نہ ہوئی، اور اگر تم مجھ پر وہ علم ظاہر نہ کرو گے جس سے باپ نے تمہیں مخصوص کیا ہے تو میں تمہیں بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو مار ڈالا۔

[حضرت نوحؑ کی بعثت کا واقعہ]

پس ہبتہ اللہ اور ان کے فرزند جو کچھ ان کے پاس علم وایمان اور اسم اعظم اور میراث وآثار علم تھے پوشیدہ رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے اور وصیت ہبتہ اللہ ظاہر ہوئی تو اس زمانے کے لوگوں نے جب حضرت آدمؑ کی وصیت دیکھی اور معلوم ہوا کہ ان کے باپ آدم نے حضرت نوحؑ کے بارے میں خوشخبری دی ہے تو ان پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق اور اطاعت کی حضرت آدمؑ نے ہبتہ اللہ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اس وصیت کو ہر سال کے شروع میں سب دیکھا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں وہ دن اس کیلئے عہد کا ہوگا لہٰذا وہ لوگ اس وصیت کو دیکھتے اور عہد لیا کرتے اور یہ سنت ہر نبی کی وصیت میں حضرت محمد ﷺ کے مبعوث ہونے تک جاری رہی۔

اور نوحؑ کو لوگوں نے اسی علم کے ذریعہ پہچانا جو ان کے پاس تھا اور اس آیت سے یہی مراد ہے: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

حضرت آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان کچھ نبی ایسے گزرے جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے تھے اس لیے ان کا ذکر قرآن میں مخفی رکھا گیا ہے اور ان کا نام نہیں لیا گیا، اور کچھ نبی ایسے تھے جو اپنے آپ کو ظاہر کرتے تھے اس لیے ان کا نام لیا گیا جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا: ان رسولوں پر (وحی بھیجی) جن کے حالات کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کے حالات کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا.

[حضرت نوحؑ کے اوصیاء]

جن کا نام نہیں لیا گیا ان کے نام پوشیدہ رہے اور اور جن کا نام لیا گیا وہ ظاہر بظاہر مبعوث ہوئے۔ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی ان کی پیغمبری میں کوئی شریک نہیں تھا لیکن وہ مبعوث ہوئے تھے ان لوگوں پر جو تکذیب کرنے والے تھے انہوں نے ان پیغمبروں کی بھی تکذیب کی جو حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ کے درمیان میں گزرے، جیسے اللہ تعالی نے فرمایا: حضرت نوحؑ کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جھٹلایا، پھر جب حضرت نوحؑ کی نبوت ختم ہوئی اور ان کا زمانہ ختم ہو گیا تو خدا نے وحی کی کہ اے نوح! اب تم اسم اعظم، میراث علم اور آثار نبوت اپنے بعد اپنی ذریت میں سے سام کو دے دو جس طرح میں نے ان چیزوں کو نبیوں کے خاندانوں سے ختم نہیں کیا جو تمہارے اور آدمؑ کے درمیان ہوئے، اور زمین کو حجت سے خالی نہیں چھوڑوں

گا مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم رہے جس سے میرا دین اور عبادت کا طریقہ لوگ سمجھیں جو ان لوگوں کی نجات کا سبب ہو جو ایک نبی کی موت کے وقت سے دوسرے نبی کے مبعوث ہونے تک پیدا ہوتے ہیں۔

[حضرت ہودؑ کی بعثت کا واقعہ]

سام کے بعد ہودؑ نبی ہوئے، حضرت نوحؑ اور ہود کے درمیان بعض مخفی نبی ہوئے اور بعض ظاہر بظاہر مبعوث ہوئے اور حضرت نوح نے فرمایا: اللہ ایک ایسا پیغمبر بھیجے گا جس کا نام ہود ہو گا وہ اپنی قوم کو خدا کی طرف بلائے گا اور وہ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس قوم کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کرے گا، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس کے زمانے تک رہے اس کو چاہیے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کی اطاعت کرے تو اللہ اس کو ہوا کے عذاب سے نجات دے گا۔

حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو حکم دیا کہ اس وصیت کو ہر سال کے آغاز میں عید کے دن دیکھیں اور اس پر قائم رہنے کا عہد و پیمان کریں جب خدا نے حضرت ہود کو مبعوث فرمایا تو لوگوں نے علم و ایمان، میراث علم، اسم اعظم اور آثار علم نبوت میں ان کو اسی خبر کے مطابق پایا جو ان کے باپ حضرت نوحؑ نے دی تھی تو ان پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی اور عذاب خدا سے نجات پائی جیسا کہ خدا نے فرمایا: قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، پھر فرمایا: قوم عاد نے پیغام لانے والوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی ہود نے کہا: کیا تم نہیں ڈرتے۔

[حضرت ابراہیمؑ کی بعثت کا واقعہ]

اور یہی وصیت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو کی اور یعقوب نے بھی یہی وصیت کی۔

اور فرمایا: اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عنایت کیے، سب کی رہنمائی بھی کی اور اس سے قبل ہم نے نوح کی رہنمائی کی تھی۔

تو نبیوں کی ذریت سے وہ لوگ مامور ہوئے جو حضرت ابراہیمؑ سے پہلے تھے اور حضرت ہودؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان دس انبیاء تھے، اور خدا تعالی کا فرمان ہے: اور لوط کی قوم تم سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اور فرمایا: لوط حضرت ابراہیم پر ایمان لائے اور کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا قول ہے: میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری ہدایت کرے گا۔

اور خدا کا فرمان ہے: اور جب ابراہیمؑ نے کہا: اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

[حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی بعثت]

پس یہ خدا کی سنت تھی کہ ہر مشہور نبی کے درمیان دس یا نو یا آٹھ پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب نبی تھے اور ہر نبی اپنے بعد کے نبی کے مبعوث ہونے کی خبر اور اپنے اوصیاء کو اس وصیت پر عہد کرتے رہنے کا حکم دیا کرتا تھا جیسا کہ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب، اور حضرت ابراہیم علیہم السلام نے کیا یہاں تک کہ یہ حضرت یوسف بن

یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تک پہنچا اور حضرت یوسفؑ کے بعد ان کے بھائی کی اولاد میں جاری ہوا جو اسباط تھے ان سے حضرت موسی بن عمرانؑ تک پہنچا اور حضرت یوسفؑ اور حضرت یوسفؑ کے دریامن دس پیغمبر گزرے پھر اللہ نے ان کو فرعون اور ہامان کی طرف بھیجا، (خدانے فرمایا:) جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتی رہی تو ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے انہیں افسانے بنادیا۔

پھر بنی اسرائیل کا زمانہ آیا جنھوں نے ایک روز میں دو دو، تین تین، چار چار، نبیوں کو قتل کیا یہاں تک کہ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ستر ستر نبیوں کو قتل کرتے اور بازار قتل صبح سے شام تک کھلے رہتے، جب حضرت موسیٰؑ پر تورات نازل ہوئی تو انہوں نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بشارت دی۔ اور حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان دس نبی ہوئے، یوشع بن نون حضرت موسیٰؑ کے وصی تھے اور ان کے وہی جوان ساتھی تھے جن کا ذکر خدانے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

[آخری نبی کی بشارت اور بعثت]

انبیاء مسلسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دیتے رہے حتی خدا نے حضرت مسیح عیسی بن مریمؑ کو بھیجا تو انہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دی اور یہ خدا کا قول ہے: [(یہ رحمت ان مومنین کے شامل حال ہوگی) جو لوگ اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی کہلاتے ہیں] جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں یعنی یہودی اور عیسائی حضرت محمد مصسطفی ﷺ کی صفت کو اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں [اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر لدے ہوئے بوجھ اور (گلے کے) طوق اتارتے ہیں] [1]۔

اور یہ اللہ تعالی کا فرمان ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں خبر دی: [اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سے پہلے کی (کتاب) توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں] اور اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جن کا نام احمد ہے، [پس جب وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے]۔

اور حضرت موسی اور عیسی نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دی جیسا کہ انبیاء نے ایک دوسرے کی بشارت دی یہاں تک کہ نوبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچی۔

[نبی اکرمؐ کی وصیت]

جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت گزر گئی اور آپ کی عمر کے دن پورے ہوگئے تو خدا نے ان کو وحی کی: اے محمد! تمہاری نبوت پوری ہوگئی اور تمہاری زندگی کے دن کامل ہوگئے پس اپنے علم اور ایمان، اسم اکبر، میراث علم اور علم نبوت کے آثار کو اپنے اہل بیت میں سے علی بن ابی طالب کے ہاں قرار دو میں علم و ایمان، اسم اعظم، میراث علم اور علم نبوت کے آثار کو آپ کی

[1]۔ سورہ اعراف ۱۵۷ سے اقتباس، معنی کی تکمیل کے لیے ترجمہ کی زائد مقدار کو [ ] میں ذکر کیا ہے۔

ذریت میں ختم نہیں کروں گا جیسا میں نے آپ کے درمیان اور آپ کے باپ آدم کے درمیان آنے والے انبیاء کے خاندانوں سے ختم نہیں کیا۔

اور یہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: بے شک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین پر برگزیدہ فرمایا ہے۔ وہ اولاد جو ایک دوسرے کی نسل سے ہیں اور اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔

[اوصیاء کے الٰہی علم و دانش کی تاکید اور آیات سے تائید]

خدا نے ہرگز علم و دانش کو جہل و نادانی قرار نہیں دیا اور اپنے امر کا معاملہ اپنی مخلوق میں سے کسی کے سپرد نہیں کیا، نہ کسی مقرب فرشتے کے سپرد کی اور نہ کسی رسول و نبی کے، لیکن اپنے ملائکہ میں سے پیغام لانے والے کو بھیجا کہ ان کو کہہ دو کہ یہ کہے، پس جو خدا نے چاہا ان کو حکم دیا اور جس کو ناپسند کیا ان کو روک دیا، ان پر علم کے ساتھ اپنی مخلوق کا قصہ بیان کیا اور اس علم کو اپنے انبیاء اور منتخب نمائندوں کو تعلیم دیا جو آباء و اجداد، بھائی اور ذریت کے سلسلہ میں وابستہ تھے یہ خدا کا فرمان ہے:

[کیا یہ دوسرے لوگوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا ہے؟] اگر ایسا ہے تو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور انہیں عظیم سلطنت عنایت کی۔

تو کتاب نبوت ہے اور حکمت وہ منتخب نمائندہ انبیاء میں سے حکماء کا کلام ہے اور ملک عظیم وہ منتخب ائمہ ہیں یہ سب ذریت سے ہیں جو ایک دوسرے سے ہیں اور علماء جن میں خدا نے بقیہ علم قرار دیا اور ان میں عاقبت خیر، اور اس عہد و پیمان کی حفاظت ہے یہاں تک کہ دنیا ختم ہو جائے اور علماء، اور والیان امر علم کا استنباط کرتے ہیں اور یہ منتخب نمائندوں، رسولوں، انبیاء، حکماء اور ائمہ ہدیٰ اور خلفاء راشدین کی فضیلت ہے جو والیان امر ہیں اور علم خدا کا استنباط کرتے ہیں اور علم خدا کے آثار کے اہل ہیں اور انبیاء کے بعد ان کی نسل سے آباء و اجداد، بھائی اور ذریت ایک دوسرے سے ہیں پس جس نے ان کی فضیلت کا اعتراف کیا اس نے ان کے علم کو پا لیا اور ان کی مدد سے نجات پا گیا اور جس نے والیان امر اور خدا کے علم کو استنباط کرنے انبیاء کے گھرانوں میں سے منتخب ذوات سے نکالا تو اس نے خدا کے حکم کی مخالفت کی اور جاہل و نادان لوگوں کو خدا کے امر کا ولی بنا دیا جو خدا کی ہدایت کے بغیر زحمت کا شکار ہیں اور گمان کیا کہ وہ خدا کے علم کو استنباط کرنے والے ہیں تو انہوں نے خدا اور رسول پر جھوٹ بولا اور نبی اکرم کے وصی اور آپ کی اطاعت سے روگردانی کی اور خدا کی فضیلت کو وہ مقام نہیں دیا جو خدا نے دیا تھا پس وہ گمراہ ہوئے اور اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کر دیا اور قیامت کے دن ان کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہو گی حجت تو حضرت ابراہیم کی آل میں ہے جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا:

[کیا یہ دوسرے لوگوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا ہے؟] اگر ایسا ہے تو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور انہیں عظیم سلطنت عنایت کی۔

پس حجت انبیاء اور ان کے خاندان والے ہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے کیونکہ خدا کی کتاب قرآن نے اس کو بیان کیا اور حجت انبیاء کے گھرانوں میں سے ایک دوسرے کی وصیت ہے جسے اس نے لوگوں کو قائم کیا ہے خدا تعالی نے اس کے بارے میں فرمایا:

(ہدایت پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں جن کی تعظیم کا اللہ نے اذن دیا ہے [اور ان میں اس کا نام لینے کا بھی، وہ ان گھروں میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت، ذکر خدا اور قیام نماز اور ادائیگی زکوۃ سے غافل نہیں کرتیں وہ اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس میں قلب و نظر منقلب ہو جاتے ہیں]۔

یہ انبیاء، رسولوں اور حکماء وائمہ ہدی کے گھر ہیں یہ اس ایمان کی مضبوط رسی کا بیان ہے جس کے ذریعہ نجات پانے والے تم سے پہلے نجات پا گئے اور اس کے بعد ائمہ کی پیروی کرنے والے نجات پائیں گے۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا: [اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاق اور یعقوب عنایت کیے، سب کی رہنمائی بھی کی] اور اس سے قبل ہم نے نوحؑ کی رہنمائی کی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کی بھی اور نیک لوگوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس، سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسماعیل، یسع، یونس اور لوط اور سب کو عالمین پر فضیلت ہم نے عطا کی۔ اور اسی طرح ان کے آبا اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو بھی (فضیلت دی) اور ہم نے انہیں منتخب کر لیا اور ہم نے راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ [یہ ہے اللہ کی ہدایت جس سے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نوازے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کے کیے ہوئے تمام اعمال برباد ہو جاتے]۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی، اب اگر یہ لوگ ان کا انکار کریں تو ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کر رکھے ہیں جو ان کے منکر نہیں ہیں۔ [یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے تو آپ بھی انہی کی ہدایت کی اقتدا کریں، کہد یجیے: میں اس (تبلیغ قرآن) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، یہ تو عالمین کے لیے فقط ایک نصیحت ہے][1]۔

پس خدا نے نبی اکرم کے اہل بیت میں سے بافضیلت ذوات اور بھائیوں اور ذریت کو یہ امر سونپ دیا اور یہی اللہ تعالی کے فرمان کا معنی ہے کہ اگر تیری امت اس کا انکار کرے تو میں نے اس ایمان کو تیرے اہل بیت کے سپرد کر دیا جس کے ساتھ تجھے مبعوث کیا تھا وہ کبھی اس کا انکار نہیں کریں گے اور نہ میں اس ایمان کو ضائع کرنا چاہتا ہوں جسے میں نے تیرے ساتھ بھیجا تیرے بعد تیرے اہل بیت میں سے تیری امت کے علماء اور والیان امر اور اس علم کے استنباط کرنے والوں میں رکھا ہے جس علم میں کوئی جھوٹ اور گناہ اور تصنع، فضولیات، اور ریاکاری نہیں ہے یہ اس حقیقت کا بیان ہے جس پر اس امت کا معاملہ ختم ہوتا ہے۔

[1]۔انعام ۸۴-۹۰، معنی کی تکمیل کیلئے ترجمہ کی زائد مقدار کو [ ] میں ذکر کیا ہے۔

خدا نے اپنے نبی کی اہل بیت کو پاک و پاکیزہ بنایا اور ان نے اجر مودت کا سوال کیا اور ان میں ولایت کو جاری کیا اور انہیں اوصیاء بنایا جو ہمیشہ ان کے بعد ان کی امت میں محبوب رہیں گے۔

اے لوگو! جو میں نے کہا اس سے عبرت حاصل کرو جہاں خدا نے اپنی ولایت اور اطاعت، مودت و علم کے استنباط اور حجتوں کو رکھا ہے اس کو سمجھو اور اسے قبول کرو اور اس سے تمسک کرو تو نجات پاؤ گے اور قیامت کے دن تمہارے ساتھ حجت ہو گی اور یہی تمہارے خدا کا راستہ ہے ان کے بغیر خدا کی ولایت نہیں پائی جا سکتی، جس نے ایسا کیا خدا کا حق ہے کہ اسے عزت دے اور اسے عذاب نہ کرے اور جو اس کے بغیر کوئی سلسلہ لے گیا تو خدا کا حق ہے کہ اسے ذلیل کرے اور اسے عذاب کرے۔

[امام باقرؑ سے ہشام بن عبدالملک کے سامنے نافع کی بحث]

۹۳۔ابو حمزہ ثابت بن دینار ثمالی اور ابو منصور نے ابو ربیع سے روایت کی کہ ہم نے امام باقرؑ کے ساتھ اس سال حج کیا جس سال ہشام بن عبدالملک نے حج کیا اور اس کے ساتھ نافع مولی عمر بن خطاب بھی تھا تو نافع نے امام باقرؑ کو خانہ کعبہ کے رکن کے پاس دیکھا جبکہ آپ کے پاس لوگ جمع ہو چکے تھے تو نافع نے کہا: اے امیر! یہ کون ہے جس کے پاس لوگ جمع ہو چکے ہیں؟ اس نے کہا: یہ اہل کوفہ کا نبی ہے یہ محمد بن علی ہے اس نے کہا: گواہ رہو میں اس کے پاس جا کر ایسے سوال کروں گا جن کا سوائے نبی یا فرزند نبی یا نبی کے وصی کے کوئی جواب نہیں دے سکتا، اس نے کہا: جا، اور ان سے سوال کر، شاید تو اسے شرمندہ کر دے۔

نافع آیا اور لوگوں پر ٹیک لگائی اور امام باقرؑ کے سامنے آیا اور کہا: اے محمد بن علی! میں نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان (قرآن مجید) کو پڑھا ہے میں ان کے حلال و حرام ک جانتا ہوں میں آپ سے ایسے سوال کرنے آیا ہوں جن کا جواب سوائے نبی یا فرزند نبی یا وصی نبی کے کوئی نہیں دے سکتا۔ راوی کا بیان ہے: امام باقرؑ نے سر اٹھایا اور فرمایا: جو چاہے پوچھ لے۔

اس نے کہا: مجھے بتایئے کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد کے درمیان کتنے سال کا فاصلہ تھا؟

امامؑ نے فرمایا: میں اپنا نظریہ بتاؤں یا تیرے نظریات بتاؤں، اس نے کہا: مجھے دونوں نظریات بتائیں۔

امامؑ نے فرمایا: میرے نظریئے میں پانچ سو سال اور تیرے نظریئے میں چھ سو سال ہیں۔

اس نے کہا: مجھے خدا کے اپنے نبی سے اس فرمان کے بارے میں بتائیں: ان سے پوچھئے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ کسی کو لائق عبادت بنایا جن کی عبادت کی جاتی ہے؟ حضرت محمد ﷺ نے کس سے سوال کیا جبکہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا؟

راوی کا بیان ہے: امام باقرؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد و پیش میں ہم نے برکتیں رکھیں تاکہ ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں، یقینا وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

تو ان نشانیوں میں سے ایک یہ تھی جو خدا نے حضرت محمد ﷺ کو اس رات دکھائیں جب آپ بیت المقدس کی طرف گئے کہ خدا نے اولین و آخرین نبیوں اور رسولوں کو محشور کیا پھر جبرئیل کو حکم دیا اس نے دو دو بار کہہ کر اذان کہی پھر دو دو بار کہہ کر اقامت کہی اور اس نے اپنی اذان میں حیّ علی خیر العمل کہا پھر حضرت محمد ﷺ آ گے کھڑے ہوئے اور سب کو نماز پڑھائی پھر پلٹے

اور ان سے کہا: تم کیا گواہی دیتے تھے اور کس کی عبادت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ خدا کے رسول ہیں خدا نے ہم سب سے اس کا عہد و پیمان لیا تھا۔

نافع نے کہا: اے ابو جعفر! آپ نے سچ فرمایا، مجھے خدا کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں: کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین جڑے ہوئے تھے، ہم نے ان دونوں کو شگافتہ کیا۔

امامؑ نے فرمایا: خدا نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اتارا جبکہ آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے کچھ بھی بارش نہیں برساتے تھے اور زمین بنجر اور ویران تھی کبھی بھی نہیں اگاتی تھی جب خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی تو خدا نے آسمانوں کو حکم دیا تو اس نے بادلوں سے بارش برسائی پھر ان کو حکم دیا تو اس نے اپنی مشکوں کے منہ کھول دیئے (اور موسلا دھار بارش ہوئی) پھر زمین کو حکم دیا تو اس نے درخت اگائے اور پھلوں کو جنم دیا اور نہریں بھر گئیں تو یہ ان (آسمانوں) کا شگافتہ ہونا ہے اور یہ اس (زمین) کا شگافتہ ہونا ہے۔

نافع نے کہا: اے فرزند رسول! آپ نے سچ فرمایا، اور مجھے خدا کے اس فرمان کے بارے میں خبر دیں، جس دن اس زمین کو دوسری زمین آسمانوں سے بدل دیا جائے گا اس دن کونسی زمین بدلی جائے گی؟

امامؑ نے فرمایا: زمین میں ایک روٹی بچے گی جس کو وہ کھاتے رہیں گے یہاں تک کہ خدا حساب سے فارغ ہو جائے گا۔

نافع نے کہا: وہ کھانے پینے کی فرصت کر پائیں گے؟ امام نے فرمایا: کیا وہ اس دن زیادہ مشغول ہونگے یا جب جہنم میں ہونگے؟

نافع نے کہا: جب جہنم میں ہونگے، امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! انہیں کتنی مشغولیت تھی جب وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں زقوم و تھوہر کھلائی جائے گی اور وہ کچھ پینے کو مانگیں گے تو انہیں پیپ پلائی جائے گی۔

اس نے کہا: اے فرزند رسول! آپؑ نے سچ فرمایا، اب ایک سوال باقی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: مجھے خدا کے بارے میں بتائیں وہ کب سے تھا؟

امامؑ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، وہ کب نہیں تھا کہ میں تجھے بتاؤں کہ وہ کب ہوا؟ خدا کی ذات پاکیزہ ہے ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ یکتا اور بے نیاز باقی رہے گا اس نے کسی کو بیوی یا اولاد نہیں بنایا پھر فرمایا: نافع مجھے بتا جو میں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں؟

اس نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ امام نے فرمایا: تو نہروانیوں اور خارجیوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اگر تو کہے کہ امیر المومنینؑ نے انہیں حق کے ساتھ قتل کیا تو تو (اپنے نظریہ سے) مرتد ہو گیا (کیونکہ امام علیؑ کو حق ماننے کے باوجود خارجیوں کے عقیدہ پر چل رہا ہے) اور اگر کہے: امامؑ نے ان کو باطل و ناحق قتل کیا تو تو کافر ہو گیا (کہ تو نے امام حق پر ناحق تہمت لگائی ہے)۔

راوی کا بیان ہے: وہ آپ کے پاس سے یہ کہتے ہوئے واپس چلا: خدا کی قسم! آپ تمام لوگوں میں حقیقت میں زیادہ علم و دانش رکھنے والے ہیں، پھر وہ ہشام کے پاس آیا تو اس نے کہا: تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا: مجھے اپنی باتوں سے رہنے دیجئے، خدا کی قسم! یہ

تمام لوگوں سے حقیقت میں زیادہ علم و دانش رکھنے والا ہے، یہ حقیقت میں فرزند رسول ہے اور ان کے اصحاب کو حق پہنچتا ہے کہ ان کو نبی سمجھیں۔

شام کے نصرانی کی امام باقرؑ سے گفتگو

۹۴۔ عمر بن عبداللہ ثقفی کا بیان ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے امام باقرؑ کو شام بلایا اور انہیں اپنے پاس ٹھہرایا اور آپ لوگوں کے ساتھ ان کی محافل میں بیٹھتے تھے ایک دن جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت موجود تھی جو آپ سے سوال کر رہے تھے آپ نے نصرانیوں کو دیکھا جو ایک پہاڑ میں داخل ہو رہے تھے، امامؑ نے فرمایا: ان کو کیا ہے؟ کیا آج ان کو کوئی عید ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، اے فرزند رسول! بلکہ یہ ہر سال اس دن اس پہاڑ میں اپنے ایک عالم کے پاس جاتے ہیں اور اسے باہر نکالتے ہیں اور اس سے جو چاہتے ہیں سوال کرتے ہیں اور جو کچھ اس سال ہونے والے واقعات ہیں ان کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کیا وہ علم و دانش رکھتا ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ سب لوگوں سے بڑا عالم ہے، اس نے حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب میں سے حواریوں کے ساتھیوں کو دیکھا ہے، امامؑ نے فرمایا: کیا ہم بھی اس کے پاس جائیں، لوگوں نے کہا: اے فرزند رسول! آپ کی مرضی۔

راوی کا بیان ہے امام باقرؑ نے کپڑے سے اپنا سر ڈھانپا اور آپ اور اس کے ساتھی چل دیئے اور لوگوں میں گھل مل گئے حتی پہاڑ کے پاس آئے اور امام باقرؑ اور آپ کے ساتھی نصرانیوں کے درمیان میں بیٹھ گئے اور نصرانیوں نے ایک چٹائی نکالی پھر اس پر تکیئے لگائے پھر اندر گئے اور اس عالم کو لیکر آئے پھر اس کی آنکھوں کو اوپر باندھ دیا اس نے اپنی نظریں گھمائیں جیسے کسی سانپ کی آنکھیں ہوں پھر امام باقرؑ کو دیکھا اور کہا: اے شیخ! کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے ہیں؟ امام نے فرمایا: بلکہ امت مرحومہ میں سے ہوں۔ اس نے کہا: کیا آپ ان کے علماء میں سے ہیں یا ان کے عوام و جاہلوں میں سے ہیں؟ اماما نے فرمایا: میں ان کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں، نصرانی نے کہا: آپ مجھ سے سوال کروں کے یا میں آپ سے سوال کروں؟ امام نے فرمایا: تو مجھ سے سوال کر، نصرانی نے کہا: اے نصرانیو! امت محمد کا ایک شخص مجھ سے کہتا ہے مجھ سے سوال کر حالانکہ یہ سینہ سوالوں سے بھرا ہوا ہ، پھر کہا: اے بندہ خدا! مجھے اس وقت اور گھڑی کے بارے میں بتائیں جو نہ رات میں شمار ہوتی ہے اور نہ دن میں، وہ کونسا وقت ہے؟ امام نے فرمایا: طلوع فجر سے طلوع آفتاب کا درمیانی وقت۔

نصرانی نے کہا: جب وہ نہ رات کی گھڑی ہے یا ور نہ دن کا وقت تو کونسا وقت ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ جنت کی گھڑی ہے اس میں ہمارے مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ نصرانی نے کہا: میں آپ سے سوال کروں یا تم مجھ سے سوال کرو گے؟ امامؑ نے فرمایا: تو مجھ سے سوال کر، نصرانی نے کہا: اے نصرانیو! یہ سینہ سوالوں سے بھرا ہوا ہے مجھے اہل جنت کے بارے میں بتائیں کیسے وہ کھائیں پئیں گے مگر پیشاب و پاخانہ نہیں کریں گے ان کی مثال مجھے دنیا میں بیان کریں۔

امامؑ نے فرمایا: یہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کی مانند ہے وہ کھاتا ہے جو اس کی ماں کھاتی ہے لیکن اس کے پیٹے میں بول و براز نہیں کرتا۔

نصرانی نے کہا: کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ میں ان کے علماء میں سے نہیں ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: میں نے کہا تھا کہ میں ان کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

نصرانی نے کہا: میں آپ سے سوال کروں یا آپ مجھ سے سوال کریں گے؟

امامؑ نے فرمایا: تو مجھ سے سوال کر، اس نے کہا: اے نصرانیو! خدا کی قسم! اب میں ان سے ایسا سوال کروں گا جس میں یہ ایسے پھنسیں گے جیسا سواری کا جانور کیچڑ میں پھنس جاتا ہے۔

امامؑ نے اس سے فرمایا: پوچھ، اس نے کہا: مجھے اس شخص کے بارے میں بتائیں جو اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا تو وہ دو بچوں س حاملہ ہوں وہ ان دونوں سے ایک وقت میں حاملہ ہوئی ان کو ایک وقت میں جنم دیا اور وہ دونوں ایک وقت میں فوت ہوئے اور ایک قبر میں دفن ہوئے جبکہ ان میں سے ایک نے ایک سو پچاس سال زندگی کی اور دوسرے نے پچاس سال زندگی کی یہ دونوں کون تھے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ دونوں عزیر اور عزرہ تھے دونوں کی ماں ان سے اسی طرح حاملہ ہوں جیسے تو نے کہا، اور ان کو ویسے جنم دیا جیسے تو نے کہا جبکہ عزیر اور عزرہ اپنے سال زندہ رہے پھر خدا نے عزیر کو سو سال تک موت دی پھر انہیں زندہ کیا وہ عزرہ کے ساتھ زندہ رہے اور دونوں ایک وقت میں فوت ہوئے۔

نصرانی نے کہا: اے نصرانیو! میں نے اس شخص سے بڑا عالم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا جب تک یہ شام میں موجود ہیں مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا، مجھے واپس لے چلو۔

راوی کا بیان ہے پھر انہوں نے اس کو واپس اس کی غار میں پلٹا دیا اور نصرانی امام باقرؑ کے ساتھ پلٹ آئے۔

امام کاظمؑ کی حدیث [علی بن سوید سائی کے نام امامؑ کا زندان سے جواب خط[1]]

۹۵۔ علی بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام کاظمؑ کی خدمت میں خط لکھا جب آپ قید میں تھے، میں نے آپؑ سے آپ کے حوال اور بہت سے سوالات کے بارے میں پوچھا، کئی ماہ تک جواب نہیں آیا پھر امامؑ نے مجھے یہ جواب دیا اور اس کا یہ نسخہ ہے:

[حمد و ثناء الٰہی]

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان نہایت رحم والا ہے، حمد اس خدا کے لیے جو بلند و برتر ہے جو اپنی عظمت و نور کے ذریعہ مومنین کے دلوں کو روشن کرتا ہے اور اس کی عظمت و نور کی وجہ سے جاہل و نادان اس سے دشمنی کرتے ہیں اور اس کی عظمت و نور کی بدولت جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی طرف مختلف اعمال اور متضاد ادیان کے ذریعہ وسیلہ تلاش کرتے ہیں تو کچھ راہ حق کو پالیتے ہیں اور کچھ خطا کرتے ہیں کچھ گمراہ اور بھٹکے ہوئے ہیں اور کچھ ہدایت یافتہ ہیں کچھ حقیقت کو سنتے ہیں اور کچھ گونگے بہرے اور حیران و پریشان ہیں۔

پس حمد اس خدا کیلئے ہے جس کے دین کو حضرت محمد نے پہچانا اور پہنچایا، امابعد!

[علی بن سوید کی مدح]

تو ایسا شخص ہے کہ خدا نے تجھے آل محمد سے خاص مقام و منزلت سے نوازا ہے اور تجھے ایسا بنایا ہے کہ تو اپنے دین کا خیال رکھتا ہے اور تجھے تیری رشد و ہدایت کا الہام کیا ہے اور تجھے تیرے دین کے امور کی بصیرت عطا کی ہے کہ تو ان کو فضیلت دیتا ہے اور اپنے امور کو ان ذوات کی طرف پلٹاتا ہے تو نے مجھے کچھ امور کے بارے میں سوال کرنے کیلئے خط لکھا جن میں تو تقیہ کرتا ہے اور اب تک تو ان کو چھپانے کی گنجائش رکھتا تھا پس جب جابر و ظالم کی حکومت ختم ہو جائے اور اس مذموم دنیا کو اس کے اہل کی طرف چھوڑ دے جو اپنے خالق کی نافرمانی پر قائم ہیں اور سلطان عظیم کی بادشاہت کا خیال کر تو میں نے تیرے سوالوں کی وضاحت دینا مناسب سمجھا کہ کہیں ہمارے ضعیف و کمزر شیعوں پر ان کی جہالت کی وجہ سے حیرت و پریشانی وارد نہ ہو، پس تم خدا سے تقوی اختیار کرو اور اس امر کو اس کے اہل سے خاص کرو اور اس سے ڈرو کہ تم اوصیاء پر مصیبت و آزمائش کا سبب بنو یا ان کے اس راز کو فاش کرو جو میں نے تجھے سپرد کیا اور جسے میں نے چھپانے کا حکم دیا اس کو ظاہر نہ کرو۔

[1]۔اس حدیث کی سند و متن کی تفصیلی تحقیق سید خوئی کے ایک محقق شاگرد نے مسند علی بن سوید کے عنوان سے تحریر کی جو امام رضا کے مؤتمر عالمی کی مناسبت سے شائع ہوئی اس لیے اس باب میں اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

سب سے پہلے میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں تجھے ان راتوں میں اپنی وفات کی خبر دیتا ہوں مجھے نہ کوئی بے صبری ہے اور نہ ندامت و پشیمانی اور نہ خدا کے فیصلے پر کوئی شک و شبہہ ہے پس تم آل محمد کے دین کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور ایک وصی کے بعد دوسرے وصی کی مضبوط رسی کو تھام لو اور ان کے سامنے تسلیم رہو اور ان کے اقوال پر راضی رہو اور جو تمہارے شیعہ میں سے نہیں ہیں اس کے دین کو نہ لو اور نہ ان کے دین سے محبت کرو وہ ایسے خیانت کار ہیں جنھوں نے خدا اور رسول سے خیانت کی اور انہوں نے اپنی امانتوں میں خیانت کی، کیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنی امانتوں میں کیسے خیانت کی؟ انہیں خدا کی کتاب قرآن کریم کی امانت سونپی گئی تو انہوں نے اس میں تحریف اور تبدیلی کر دی اور اس کو بدل دیا اور انہوں نے اپنے والیان امر اور سلاطین کو اپنایا اور ان کی طرف پھر گئے تو خدا نے انہیں ان کے اعمال کی بدولت بھوک پیاس کا لباس پہنا دیا۔

اور تو نے ان دو افراد کے بارے میں سوال کیا جنھوں نے کسی شخص سے وہ مال غصب کیا جو وہ شخص فقراء و مساکین اور مسافروں اور خدا کی راہ میں خرچ کرتا تھا جب اس سے وہ غصب کر لیا تو اس سے غصب کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ زبردستی وہ مال اس کی گردن پر لادا اور اسے اپنی گھر لے گئے اور جب اس کو اپنے محفوظ کر لیا تو اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے لگے کیا وہ دونوں اس وجہ سے کفر کی حد تک پہنچ جائیں گے؟ مجھے میری زندگی کی قسم! وہ اس سے پہلے منافق تھے انہوں نے خدا کے کلام کو رد کیا، اور رسول اکرم کا مذاق اڑایا اور وہ دونوں کافر تھے ان پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ خدا کی قسم! ان میں سے کسی ایک کے دل میں کبھی کچھ بھی ایمان داخل نہیں ہوا جب سے وہ اپنی سابقہ حالت سے نکلے بلکہ صرف ان کا شک ہی بڑھتا گیا وہ دونوں دھوکہ باز، شک کرنے والے اور منافق تھے حتیٰ خدا کے عذاب کے ملائکہ نے انہیں ذلت و خواری کے مقام ابدی میں پہنچا دیا۔

اور تو نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اس مظلوم کے پاس حاضر تھا جب اس کا مال غصب ہو رہا تھا اور وہ مال اس کی گردن پر لادا جا رہا تھا ان میں کچھ حقیقت جانتے تھے اور کچھ منکر تھے تو وہ اس امت سے پہلے مرتد ہونے والے ہیں ان پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

اور تو نے ہمارے علم کی حد اور حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو اس کی تین قسمیں ہیں: گذشتہ، مستقبل اور حادث، تو گذشتہ کی تفسیر ہو چکی ہے اور مستقبل کا علم لکھا ہوا ہے اور علم حادث تو دلوں میں ڈالا جاتا ہے اور کانوں میں پڑتا ہے اور وہ ہمارے علم میں افضل و برتر ہے اور ہمارے نبی محمد کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اور تو نے ان کی اولاد کی ماؤں اور ان کے نکاحوں اور ان کی طلاقوں کے بارے میں سوال کیا تو ان کی اولاد کی مائیں قیامت کے دن تک بدکار اور زنار ہیں اور وہ نکاح بغیر ولی و سرپرست کے ہوا اور وہ بغیر عدت کے طلاق ہے اور جو ہماری دعوت میں داخل ہو گیا تو اس کا ایمان ان کی گمراہی اور اس کا یقین اس کے شک کو ختم کر دے گا۔

اور تو نے ان میں زکات کے بارے میں سوال کیا تو جو کچھ زکات ہو تو اس کے زیادہ حقدار تم ہو کیونکہ ہم نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے جو کوئی تم میں سے ہو اور جہاں بھی ہو۔

اور تو نے ضعیف و کمزور ایمان والوں کے بارے میں سوال کیا تو کمزور وہ ہے جس پر حجت تمام نہ ہوئی ہو اور وہ اختلاف کو نہ جانتا ہوں پس جب اختلاف کو جان لے تو وہ ضعیف و کمزور ایمان والا نہیں ہے۔

اور تو نے ان کے حق میں گواہی دینے کے بارے میں سوال کیا تو خدا کیلئے گواہی دو اور اپنے اور ان کے مابین مسائل میں اگرچہ وہ تمہارے اپنے خلاف یا تمہارے والدین یا رشتہ داروں کے خلاف ہو اور اگر تمہیں اپنے بھائی پر ظلم و ستم ہونے کا خوف ہو تو ایسا نہ کرو۔

اور خدا کی راہوں کی طرف ہماری معرفت کے ساتھ ان کو دعوت دو جس کے مثبت جواب کی امید ہو اور ریاکاری کے قلعہ میں پناہ مت لو اور آل محمد سے محبت کرو اور جو کچھ ہماری طرف سے تمہارے پاس پہنچے اور جو ہماری طرف منسوب ہو اس کے بارے میں نہ کہو کہ یہ باطل ہے اگرچہ تم اس کے خلاف ہم سے جانتے ہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ہم نے یہ کیوں فرمایا ہے اور کس طرح ہم نے وہ وصف بیان کی ہے۔

جو کچھ میں نے تجھے بتایا اس پر ایمان رکھو اور جو خبر میں نے تجھے چھپانے کا حکم دیا اس کو فاش نہ کرو کہ تیرے بھائی کا واجب حق تجھ پر یہ ہے کہ اس کی ایسی کوئی چیز نہ چھپاؤ جو اسے دنیا و آخرت میں فائدہ دے اور اس سے بغض و کینہ نہ رکھو اگرچہ وہ برا سلوک کرے اور اس کو مثبت جواب دو جب وہ تجھے پکارے اور اسے دشمنوں کے درمیان اکیلا مت چھوڑو اگرچہ وہ اس کی نسبت تمہارے زیادہ قریب ہو، اور اس کی بیماری میں اس کی عیادت کرو اور مومنین کی صفات اور اخلاق میں دھوکہ فریب اور ملاوٹ کرنا نہیں ہے اور نہ اذیت دینا، خیانت کرنا اور بدزبانی کرنا اور گالیاں دینا ہے اور نہ اس کا حکم دیا گیا ہے اور جب بدصورت عربی بدو کو بڑے لشکر میں دیکھو تو ہماری اور ہمارے مومنین شیعہ کی کشائش کا انتظار کرنا اور جب سورج گرہن ہو تو اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھانا اور دیکھنا خدا نے مجرمین کے ساتھ کی سلوک کیا، میں نے تجھے ایک ایک جملے کی وضاحت کر دی، خدا حضرت محمد اور آپ کی آل پاک پر درود بھیجے۔

نادر حدیث [حضرت ابوذر کی آزمائش]

۹۶۔ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ابوذر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اے خدا کے رسول! مجھے مدینہ میں پیٹ بڑھنے کی بیماری لگ گئی ہے کیا آپ مجھے اور میرے بھتیجے کو مزینہ قبیلے کی طرف جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ ہم وہیں رہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ عربوں کا کوئی گھڑ سوار گروہ تجھ پر حملہ کرے اور تیرا بھتیجا قتل ہو جائے اور تو میرے پاس بدحالی میں واپس آئے اور میرے سامنے اپنے عصا کا سہارا لیئے کھڑا ہو اور کہے؛ میرا بھتیجا قتل ہو گیا اور میرا مال غصب ہو گیا

۔

ابوذر نے عرض کی: اے خدا کے رسول! ان شاء اللہ (اگر خدا نے چاہا تو) اچھا ہو گا۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کو اجازت دی، وہ اپنے بھتیجے اور بیوی کے ساتھ چل پڑے تھوڑا چلے تھے کہ بنی فزار کے گھڑ سواروں نے حملہ کیا جن میں عیینہ بن حصن بھی تھا ان کا مال چھین لیا گیا اور ان کا بھتیجا قتل ہو گیا اور ان کی بنی غفار قبیلہ سے بیوی بھی چھین لی گئی حضرت ابوذر دوڑتے ہوئے آئے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے جبکہ ان کو پشت کے اندر تک گھس جانے والا نیزہ لگ چکا تھا اور انہوں نے اپنے عصا کا سہارا لیا اور عرض کی: خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، میرا مال چھن گیا اور میرا بھتیجا قتل ہو گیا اور میں آپ کے سامنے اپنے عصا کا سہارا لیے کھڑا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو پکارا وہ تلاش میں نکلے انہوں نے مال واپس لوٹا لیا اور مشرکین کے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔

[تنہا وادی میں ایک مشرک کے حملہ کے جواب میں نبی اکرمؐ کا فرمان]

۹۷۔ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ غزوہ ذات رقاع میں وادی کے کنارے ایک درخت کے نیچے اترے سیلاب آیا اور وہ نبی اکرم ﷺ اور اصحاب کے درمیان حائل ہو گیا،ایک مشرک نے نبی اکرم ﷺ کو (تنہا) دیکھا جب مسلمان وادی کے کنارے کھڑے انتظار کر رہے تھے کہ سیلاب کب رکتا ہے،مشرکین کے ایک شخص نے اپنی قوم سے کہا: میں محمد کو قتل کرتا ہوں ، وہ آیا اور نبی اکرم ﷺ پر تلوار کھینچ لی ، پھر کہا: اے محمد! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا اور تیرا ربّ، تو جبرئیل نے اسے اس کے گھوڑے سے نیچے پھینک دیا، وہ اپنی پشت کے بل گرا، نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور تلوار پکڑی اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے غورث! تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟اس نے کہا: آپ کا جود و کرم، اے محمد! نبی اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ اور وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! آپ مجھ سے بہتر اور زیادہ کریم ہیں۔

[حفص بن غیاث کو امام صادقؑ کی نصیحت]

۹۸۔ حفص بن غیاث (منقری، ہیرے فروش) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اگر تم کر سکو کہ نہ پہچانے جاؤ تو کرو اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ لوگ تمہاری مدح و تعریف نہ کریں بلکہ اگر تم خدا کے ہاں قابل تعریف ہو تو اگر لوگوں کے ہاں قابل مذمت بھی شمار ہوتے ہو (تو کوئی حرج نہیں)۔

اور امیر المومنین علیؑ فرمایا کرتے تھے: دنیا میں سوائے دو افراد کے کسی کیلئے کوئی خیر و برکت نہیں ہے:

۱) وہ شخص جو ہر دن احسان و نیکی میں اضافہ کرے۔

۲) اور وہ شخص جو اپنی موت کو توبہ کا کے ذریعہ تدارک کرے اور اس کیلئے توبہ کی گنجائش کہاں ہے۔

خدا کی قسم! اگر اتنا لمبا سجدہ کرے کہ اس کی گردن کٹ جائے تو بھی خدا اس سے ہم اہل بیتؑ کی ولایت کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔

یاد رکھو: جس نے ہمارے حق کو پہچانا یا ہمارے صدقے میں ثواب کی امید رکھی اور ہر دن کیلئے آدھے مد طعام پر اپنے خرچ پر راضی ہوا اور جس مقدار سے اپنی ناموس کو چھپائے اور اپنا سر ڈھانپے خدا کی قسم وہ اس کے باوجود خوفزدہ رہا اور چاہتا کہ یہی ان کا دنیا سے حصہ ہو اس طرح خدا نے ان کی صفت بیان کی جب فرمایا: وہ لوگ جو خدا کے عطا کردہ رزق وروزی سے دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرے ہوئے ہیں اور جو ان کو دیا گیا، خدا کی قسم! انہیں محبت وولایت کے ساتھ اطاعت خدا عطا کی گئی ہے، اور وہ اس میں بھی ڈرے ہوئے ہیں کہ ان سے قبول نہ کی جائے خدا کی قسم! ان کا خوف دین کے میں شک وشبہہ کا خوف نہیں لیکن وہ خوفزدہ ہیں کہ وہ ہماری محبت واطاعت کے بارے میں تقصیر وکوتاہی کرنے والے نہ ہوں۔

پھر فرمایا: اگر کر سکو کہ اپنے گھر سے نہ نکلو تو ایسا کرو تم پر گھر سے نکلنے میں واجب ہے کہ غیبت نہ کرو اور جھوٹ نہ بولو اور حسد نہ کرو اور ریا کاری نہ کرو اور تصنع وبناوٹ سے کام نہ لو اور دھوکہ فریب نہ کرو۔

پھر فرمایا: ہاں، مسلمان کا عبادت خانہ اس کا گھر ہے اس میں اپنی زبان، آنکھ، جان اور شرمگاہ کو روکے رکھے جس نے خدا کی نعمت کو دل وجان سے پہچان لیا تو وہ اپنی زبان سے اس کے شکر کا اظہار کرنے سے پہلے مزید نعمتوں کا خدا کی طرف سے حقدار بن جائے گا اور جو شخص کوشاں ہو کہ یہ دکھائے کہ اسے دوسرے پر فضیلت حاصل ہو تو وہ تکبر کرنے والوں میں سے ہے، میں نے عرض کی: وہ یہ دیکھتا ہے کہ اسے عافیت وسلامتی میں دوسرے پر فضیلت حاصل ہے جب دوسرے کو مصیبت و نافرمانی میں مرتکب دیکھتا ہے؟

فرمایا: دور ہو جا، دور ہو جا، شاید اس نے جو کام کیا اس کو بخش دیا گیا ہو اور تجھ سے روک کر حساب لیا جائے، کیا تم نے حضرت موسیٰ کے جادوگروں کا قصہ نہیں پڑھا۔

پھر فرمایا: کتنے لوگ ہیں جنہیں خدا کی نعمتوں کے ذریعہ دھوکہ دیا گیا؟ کتنے لوگ ہیں جنہیں خدا نے پردہ پوشی کے ذریعہ آہستہ آہستہ عذاب کے قریب کیا، کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اوپر لوگوں کی مدح وثناء سے دھوکہ کھایا؟!

پھر فرمایا: مجھے ان کیلئے نجات کی امید ہے جس نے اس امت میں سے ہمارے حق کو پہچانا مگر تین لوگ: ظالم بادشاہ، بادشاہ کا ساتھی اور بدعتگذار اور اعلانیہ فسق وفجور کرنے والا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: کہہ دو اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم سے محبت کرے گا۔

پھر فرمایا؛ اے حفص! محبت خوف سے افضل ہے، پھر فرمایا: خدا کی قسم! اس نے خدا سے محبت نہیں کی جس نے دنیا سے محبت کی اور ہمارے غیر سے متمسک ہوا۔

پھر فرمایا: اے حفص! ذیلی اور ضمنی بن کر رہو اور سردار نہ بنو، اے حفص! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص خدا سے خوف کرتا ہے اس کی زبان سنگین اور عاجز ہو جاتی ہے، پھر فرمایا: ایک مرتبہ موسیٰ بن عمران نبیؑ اپنے اصحاب کو وعظ ونصیحت کر رہے

تھے جب ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اپنی قمیض پھاڑ دی خد نے حضرت موسی کو وحی کی : اے موسی !اس سے کہو: اپنی قمیض نہ پھاڑے بلکہ اپنا دل میرے لیے کھول دے۔

پھر فرمایا: حضرت موسی بن عمرانؑ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ سجدے میں تھا پھر جب اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس پلٹے تو بھی وہ اسی حالت سجدہ میں تھا حضرت موسیؑ نے فرمایا: اگر تیری ضرورت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اسے پورا کر دیتا، خدا نے وحی کی : اے موسی ! اگر یہ سجدہ کرتا رہے حتی اس کی گردن ٹوٹ جائے تو بھی اس کی دعا قبول نہیں کروں گا حتی کہ وہ میری ناپسندیدہ باتوں کو چھوڑ کر میری پسندیدہ کاموں کی طرف پلٹے۔

نبی اکرمؐ کی حدیث

۹۹۔ہشام بن سالم (جوالیقی ،ٹوکری فروش) وغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ کیلئے خدا کے خوف میں بھوکے رہنے اور خوفزدہ رہنے سے زیادہ کوئی پسندیدہ چیز نہیں تھی۔

[نبی اکرمؐ اور امام علیؑ کی سیرت کے نمونے]

۱۰۰۔ محمد بن مسلم (چکی چلانے والے فقیہ) کا بیان ہے میں امام باقرؑ کے پاس موجود تھا آپ ٹیک لگا کر کھانا کھا رہے تھے جبکہ ہمیں خبر پہنچی تھی کہ اس طرح کھانا کھانا مکروہ ہے میں نے آپ کو دیکھنا شروع کیا آپ نے مجھے کھانے کیلئے بلایا جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے محمد ! شاید تیرا خیال ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو کسی نے نہیں دیکھا کہ آپ نے ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو جب سے خدا نے آپ کو مبعوث فرمایا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کر لی۔

راوی کا بیان ہے پھر امامؑ نے خود ہی جواب دیا اور فرمایا: نہیں ، خدا کی قسم ! آپ کو کسی نے ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا جب سے خدا نے آپ کو مبعوث کیا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی۔

پھر فرمایا: اے محمد ! شاید تیرا خیال ہو کہ آپ نے تین مسلسل دن پیٹ بھر کر گندم کی روٹی کھائی جب سے خدا نے آپ کو مبعوث فرمایا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی۔

پھر امامؑ نے خود ہی جواب دیا اور فرمایا: نہیں، خدا کی قسم !آپ نے تین مسلسل دن پیٹ بھر کر گندم کی روٹی کھائی جب سے خدا نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی۔

مگر میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ﷺ کے پاس طاقت نہیں تھی بلکہ آپ تو ایک شخص کو سو اونٹ انعام میں عطا کر دیا کرتے تھے اگر ایسا کھانا کھانا چاہتے تو ضرور کھا سکتے تھے ان کے پاس جبرئیل تین بار جنت کے خزانے لیکر آئے اور آپ کو اختیار دیا جبکہ اس کے ساتھ خدا ان کیلئے قیامت کے دن کیلئے آمادہ خزانوں میں سے کچھ بھی کم نہ کرتا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب کیلئے تواضع کو اختیار کیا اور آپ سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ نے کبھی "نہیں" نہیں فرمایا، اگر وہ چیز موجود ہوتی تو عطا کرتے تھے اور

اگر وہ چیز موجود نہ ہوتی تو فرماتے : مل جائے گی اور خدا کے واسطے کسی چیز کو عطا کرنے کا وعدہ نہیں کیا مگر خدا نے وہ چیز آپ کو عطا کر دی حتی اگر کسی شخص کو جنت دے دیتے تو بھی خدا آپ کے سپرد کر دیتا۔

پھر امامؑ نے اپنے ہاتھ سے مجھے پکڑا اور فرمایا: اور تمہارے پہلے امامؑ غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور غلاموں کی طرح کھاتے تھے اور لوگوں کو گندم کی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے اور اپنے گھر واپس لوٹتے تو روٹی اور زیتون کھا کر گزارا کرتے تھے اگر لمبی قمیض خریدتے تو اپنے غلام اور نوکر کو بہتر اختیار کرنے کا حکم دیتے پھر دوسری خود پہنتے تھے اور جب وہ قمیض آپ کو انگلیوں سے لمبی ہوتی تو اس کو کاٹ دیتے تھے اور جب وہ آپ کو ٹخنوں سے لمبی ہوتی تو اس کو کاٹ دیتے تھے آپ کے پاس خدا کی رضا و خوشنودی کے دو کام پیش ہوتے تو آپ ان میں سے اپنے بدن پر سخت کام کو انتخاب کرتے تھے آپ نے لوگوں پر پانچ سال حکومت کی تو کوئی اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور نہ پکی اینٹوں سے عمارت تیار کی اور نہ ہی اپنے لیے کوئی زمین اور جائیدار خریدی اور کچھ بھی سونا چاندی میراث میں نہیں چھوڑا مگر سات سو درہم جو آپ کے حصے کی عطا سے بچ گئے تھے جس سے آپ اپنے گھر والوں کیلئے خدمتگذار خریدنا چاہتے تھے اور کوئی دوسرا آپ کی طرح عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور امام علی بن حسین سجادؑ امام علیؑ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کو دیکھتے تو اسے زمین پر رکھ دیتے اور فرماتے تھے: ایسا کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے؟!

۱۰۱۔ علی بن مغیرہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جبرئیل نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اختیار دیا اور آپ کو خدا تواضع اختیار کرنے کا مشورہ دیا اور وہ آپ ﷺ کی خیر خواہی کرتے تھے پس نبی اکرم ﷺ غلاموں کی طرح بیٹھ کر تواضع سے کھاتے تھے اور خدا کے سامنے تواضع کی خاطر غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے پھر آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کے پاس دنیا کے خزانوں کی چابیاں لیکر آئے اور کہا: یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں خدا نے انہیں آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ یہ سب کچھ آپ کیلئے ہو جو کچھ زمین نے اٹھا رکھا ہے اور تمہارے آخرت کے منازل میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا، نبی اکرم نے فرمایا: میں رفیق اعلی میں جانا چاہتا ہوں۔

۱۰۲۔ عبد المومن انصاری نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے مکہ کی وادی سونے کی شکل میں پیش ہوئی میں نے کہا: اے میرے خدا! ہر گز نہیں، بلکہ میں ایک دن سیر ہوں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا جب میں سیر ہوں گا تو تیری حمد و شکر کروں گا اور جب بھوکا ہوں گا تو تجھ سے دعا اور مناجات کروں گا اور تیرا ذکر کروں گا۔

حضرت عیسی بن مریمؑ کی حدیث [خدا تعالی کی مسیح کو نصیحتیں]

۱۰۳۔ مفسر قمی نے باپ کے واسطہ سے علی بن اسباط سے روایت کی کہ معصومینؑ سے روایت ہوئی فرمایا: جو نصیحتیں خدا نے عیسی بن مریم (ع) کو وحی فرمائیں وہ یہ ہیں[۱]:

خدا نے فرمایا اے عیسی (ع) میں تمہارا اور تمہارے اجداد کا پروردگار ہوں میرا ایک ہی نام ہے میں یکتا و یگانہ ہوں میں نے تنہا ہی ہر چیز کو خلق کیا میری پیدا کی ہوئی تمام چیزیں میری ہی طرف روزِ قیامت پلٹ کر آئیں گی۔

اے عیسیٰ (ع) تو میری برکت اور میرے ہی حکم سے (صاحب وجود) ہے میرے ہی حکم سے تو مٹی کے پرندے بنا کر ان میں جان ڈالتا ہے تو میری ہی مشتاق رہ اور مجھ ہی سے ڈر میرے سوا کوئی پناہ نہیں ہے۔

اے عیسی (ع) میں تمہیں رحمت کے ساتھ اس طرح وصیت کرتا ہوں کہ جس طرح ایک مہربان وصیت کرتا ہے تم نے چند باتیں مجھ طلب کی ہیں جو میری خوشنودی کا باعث ہیں اور جن کی وجہ سے تم مستحق ولایت ہوئے ہو میں نے تمہیں سال خوردگی (بزرگی) میں مبارک کیا تم جس جگہ ہو مبارک ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میرے بندے اور میری کنیز کے بیٹے ہو اے عیسی (ع) مجھے ہر وقت اپنے دل سے بھی نزدیک جانو اور میری یاد کو معاد کے لیے ذخیرہ بناؤ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرو مجھ پر توکل کرو میں تمہاری کفالت کروں گا کسی دوسرے پر تکیہ نہ کرو ورنہ میں تمہیں اسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں گا اور تمہاری مدد نہ کروں گا اے عیسی (ع) بلاؤں پر صبر کرو اور میری قضا پر راضی رہو میری رضا اسی میں ہے کہ مجھے راضی رکھو میرے حکم کو مانو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

اے عیسی (ع) میری یاد اپنی زبان سے زندہ رکھو اور میری محبت کو اپنے دل میں قائم کرو۔

اے عیسی (ع) غفلت کے وقت بیدار رہو اور میرے لطف اور حکمت سے فیصلے کرو اے عیسی (ع) مشتاق اور ڈرے ہوئے رہو اور اپنے دل میں خوف رکھو۔ اے عیسی (ع) اپنی راتوں میں مجھ سے دعا کرو تا کہ میری خوشنودی میں لگے رہو اپنے دن روزے سے گزارو تا کہ تمہاری حاجات بار آور ہوں۔

اے عیسی (ع) کار خیر میں جلدی کرو تا کہ ہر جگہ خیر مندی سے پہچانے جاؤ اے عیسی (ع) میرے بندوں کے درمیان میرے حکم کے مطابق خیر خواہی کرو اور میرے عدل کو قائم کرو کہ یہ ہر دل کے درد کی شفا ہے اور ہر اس بیماری کا علاج ہے جو شیطان نے تم پر نازل کی ہے اے عیسی (ع) میں سچ کہتا ہوں مجھ پر ایمان نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو میرے خوف میں گریاں ہے اور مجھ سے ثواب کی امید میں ہے میں تمہیں اس پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ عذاب سے امن میں ہے جب تک وہ میری ذات اور میری سنت میں

[۱] ۔اس روایت کا متن امالی صدوق میں اس روایت کے متن سے ملتا ہے اس لیے اس کا اردو ترجمہ امالی صدوق کے ترجمہ ص ۴۶۹-۴۷۷ سے اقتباس لیا گیا۔

تبدیلی نہ کرے۔ اے عیسی (ع) اے دنیا سے لاتعلق اور خدا سے متوسل ہونے والی باکرہ خاتون بتول مریم (ع) کے فرزند اپنی حالت پر اس طرح گریہ کرو جس طرح کوئی اپنے اہل و عیال سے رخصت ہوتے وقت روتا ہے اور دنیا کو دشمن رکھتا ہے اور اسے اس سے محبت کرنے والوں کے لیے چھوڑے ہوئے ہے جو کچھ خدا کے پاس ہے اس کے لیے رغبت رکھو۔ اے عیسی (ع) نرمی سے بات کرو سلام میں پہل کرو بیدار رہو کہ نیک لوگوں کی آنکھیں بہتر ہیں قیامت کے سخت ہول اور خوف و زلزلوں سے بچنے کے لیے بیدار رہو اس وقت اہل و عیال کام نہ آئیں گے اور نہ ہی مال کوئی فائدہ دے گا اے عیسی (ع) اپنی آنکھوں میں اس وقت رنج و غم کا سرمہ لگاؤ کہ جس وقت بے ہودہ لوگ ہنس رہے ہوں اے عیسی (ع) خائف و صابر رہو اور یہ تمہارے لیے بہت اچھا ہے اگر تم اس کو پہنچو کہ جس کا وعدہ ہم نے صابرین سے کیا ہے اے عیسی (ع) ہر روز دنیا سے دوری اختیار اور جو مزہ تم نے ترک کر دیا ہے اس کے ترک کرنے کا مزہ لو اے عیسی (ع) میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا میں تیرا حصہ یہی ساعت اور یہی دن ہے اس پر خوشی سے شاکر رہو اور درشت و ناہموار کو دیکھنے سے کیا حاصل ہے تم اس میں سے جو بھی لو گے وہ لکھا جائے گا اس میں سے جو بھی خرچ کرو گے درج کیا جائے گا اے عیسی (ع) میں روز قیامت باز پرس کروں گا لہٰذا یتیموں پر اس طرح رحم کرو جس طرح میں نے تم رحم کیا اے عیسی (ع) یتیموں پر سختی مت کرو اے عیسی (ع) نماز میں اپنی حالت پر گریہ کرو اور اپنے قدموں کو عبادت گاہ تک کے سفر میں مشغول رکھو مجھے اپنی خوشگوار آواز جو میرے نے ذکر و یاد سے بھری ہو سناتے رہو کیونکہ میں تم سے زیادہ احسان کرنے والا ہوں اے عیسی (ع) کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کو میں نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور تجھے اس ہلاکت سے محفوظ رکھا اے عیسی (ع) کمزوروں سے مہربانی کرو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کر کے رکھ لو۔ اور مجھے پکارو میں تمہارے نزدیک ہوں مجھ سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو اے عیسی (ع) جو تم سے پہلے تھے انہیں میں نے اپنے عذاب و انتقام کے لیے پیدا نہیں کیا تھا میں نے اس دنیا کو ثواب حاصل کرنے کے لیے مقرر کیا ہے اے عیسی (ع) تم فنا ہو جاؤ گے اور میں باقی رہوں گا تمہاری زندگی میری طرف سے دی گئی ہے تمہارے مزے کا وقت میرے قبضے میں ہے تمہاری بازگشت میری طرف ہے تمہارا حساب میرے قبضے میں ہے میرے سوا کسی دوسرے سے مت مانگو مجھ ہی سے دعا کرو میں ہی قبول کرتا ہوں۔ اے عیسی (ع) انسان تو بہت زیادہ ہیں مگر ان میں صبر کرنے والے کم ہیں درخت تو بہت زیادہ ہیں مگر ان میں سے بہتر کم ہیں جب تک درخت کا میوہ نہ چکھ لو اس کی خوبصورتی کے عاشق مت بنو اے عیسی (ع) اس شخص کے حال سے دھوکہ مت کھاؤ جو مجھ سے کشی اور بغاوت کیے ہوئے اور میرے ہی دیئے ہوئے رزق پر گزارا کر رہا ہے وہ غیر کی عبادت کرتا ہے مگر مصیبت کے وقت مجھے ہی پکارتا ہے جب میں اس کی فریاد قبول کر لیتا ہوں تو وہ واپس اپنی پرانی حرکت اختیار کرتے ہوئے گناہ اور شرک کی طرف پلٹ جاتا ہے اور مجھ سے سرکشی کرتا ہے اور میرے غضب کا حق دار بن جاتا ہے مجھے اپنی ذات کی قسم میں اسے ایسے گرفت میں لوں گا کہ پھر اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں رہے گی اور بھاگنے کا موقع نہ ہوگا وہ میرے آسمان و زمین سے بھاگ کر کہاں جائے گا اے عیسی (ع) بنی اسرائیل کے ستم گاروں سے کہہ دو کہ جب تک وہ حرام اختیار کیے ہوئے ہیں مجھے نہ پکاریں،

بتوں کو میرے گھر میں مت پکارو۔ جو کوئی مجھ سے دعا کرے گا میں قبول کروں گا مگر ان کی قبولیت کو ان پر لعنت بنا دوں گا یہاں تک کہ وہ پر گندہ ہو جائیں۔ اے عیسیٰ (ع) میں کتنی بار انہیں اپنی طرف بلاتا ہوں مگر یہ پھر بھی غفلت ہی میں سر مارتے رہتے ہیں اور میری طرف رجوع نہیں کرتے ان کے ذہنوں میں بات آتی ہے مگر ان کے دل اثر نہیں قبول کرتے اور اپنے گناہوں کی وجہ سے میرے غضب کا شکار ہو جاتے ہیں جب کہ مومنین میرے نام سے محبت کرتے ہیں۔ اے عیسیٰ (ع) اپنی زبان کا ظاہر و باطن ایک رکھو تمہارا دل اور آنکھیں یک جان ہونی چاہیں اور ایک دوسرے کی خوشنودی پر نگران رہیں اور ایک دوسرے کو حرام سے بچائے رہیں اپنی آنکھوں کو اس سے بچائے رہو جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کا کسی طرف نظر کرنا اس کے دل میں ناجائز خواہشات کا بیج بو دیتا ہے اور وہ خواہشات اسے ہلاک کر دیتی ہیں اے عیسیٰ (ع) میرے بندوں پر اسی طرح رحیم و مہربان رہو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم پر رحیم و مہربان رہیں موت کو بہت زیادہ یاد کرو اور یاد رکھو کہ اپنے اہل و عیال سے جدائی اختیار کرنی ہے لعب مت اختیار کرو کیونکہ کھیل دلوں کو فاسد کر دیتا ہے میری یاد سے غافل مت رہو کیونکہ غفلت کرنے والا مجھ سے دور رہتا ہے اپنے نیک کردار اور اعمال سے مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہیں اپنی رحمت و ثواب میں یاد رکھوں عیسیٰ (ع) گناہ سرزد ہونے کے بعد مجھ سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرنے والوں کو میری یاد دلاؤ یقین رکھو کہ میں توبہ قبول کرتا ہوں مومنین کے قریب رہو اور انہیں حکم دو کہ وہ تمہارے ساتھ مجھے یاد کریں مظلوم سے ہرگز لا پراہ مت ہو جانا کیونکہ مظلوم کی دعا بلند ہو کر میری بارگاہ میں آتی ہے میں نے عہد کیا ہے کہ مظلوم کی دعا آسمانوں کے کھلے دروازوں سے گذر کر میرے پاس آ جائے اور میں اسے قبول کروں بیشک اس کی قبولیت میں کچھ تاخیر ہو اے عیسیٰ (ع) جان لو کہ برے لوگوں کی ہم نشینی گمراہ کرنے والی ہے اور برا ساتھی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اس لیے سوچ سمجھ لیا کرو کہ ایسے کی ہم نشینی اختیار نہیں کرنی تم برادرِ مومن کی ہم نشینی اختیار کرو اے عیسیٰ (ع) نیک عمل کرو کہ تمہیں موت آنے تک کی مہلت دی گئی ہے یقینا میں ایک نیکی کا کئی گنا اجر عطا کرتا ہوں بیشک گناہگار کو اس کے گناہ ہلاک کرتے ہیں نیک عمل میں جلدی کرو اور کوشش کرو کیونکہ بہت سی مجالس ایسی ہوتی ہیں کہ جب انسان وہاں سے اٹھتا ہے تو جہنم سے آزاد ہو کر اٹھتا ہے اے عیسیٰ (ع) دنیا کو ترک و منقطع کر دو اور ان لوگوں کے نقش قدم پر چل کر دیکھو جو تم سے پہلے گزرے ہیں تم انہیں کار کر دیکھو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں لہٰذا ان کے حالات سے نصیحت لو یاد رکھو تم بھی زندہ لوگوں کے ہمراہ ان ہی کے ساتھ ملحق ہو جاؤ گے۔

اے عیسیٰ (ع) ان لوگوں سے کہہ دو جو مجھ سے سرکشی و نافرمانی کرتے ہیں اور گناہ گاروں کے ساتھ راہ رسم رکھتے ہیں اور میرے عذاب کے امیدوار اور اپنی ہلاکت کے منتظر رہتے ہیں وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ ختم و ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

اے ابن مریم (ع) تمہارا کیا کہنا، کیا کہنا، اگر تم نے وہ راستے استعمال کیے جن کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے، وہ تم پر مہربان و رحیم ہے اس نے تم پر نعمت کی ابتداء کی اور گرامی کیا اور مصیبت و سختی میں تمہاری مدد فرمائی۔

اے عیسی (ع) تم اس کی نافرمانی مت کرو کیونکہ تمہارے اور میرے درمیان یہی عہد ہوا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے درمیان ہوا تھا میں خود اس (عہد) پر گواہ ہون اے عیسی (ع) میں نے اپنی خلق کے درمیان اپنے دین سے بڑھ کر کسی چیز کو گرامی نہیں رکھا اور اپنی رحمت سے بہتر کوئی انعام مقرر نہیں کیا۔ اے عیسی (ع) اپنی ظاہری نجاسات کو پانی اور اپنی باطنی نجاسات کو عبادت سے پاک اور نیکیوں سے پاکیزہ کرو کہ تمہاری بازگشت میری طرف ہے اے عیسی (ع) میری عبادت کے لیے آمادہ رہو کیونکہ جو امر آنے والا ہے یعنی موت وہ نزدیک ہے میری کتاب کی تلاوت طہارت کے ساتھ کرتے رہو اور مجھے یہ آواز حزن کے سناتے رہو۔

اے عیسی (ع) اگر فریب اختیار کرتے ہو تو میری تدبیروں سے ڈرتے رہو اور جب تنہائی میں تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میری یاد فراموش نہ کرنا۔

اے عیسی (ع) بیدار رہو اور میری رحمت سے ناامید مت ہو میری تسبیح کرنے والے لوگوں کے ہمراہ میری تسبیح بیان کرتے رہو اور میرے پاک ناموں کے ساتھ میری پاکی بیان کرتے رہو اے عیسی (ع) بیشک دنیا ایک بدبودار قید خانہ ہے اور لوگوں کے لیے اس قید خانے کو چند چیزوں سے زینت دی گئی ہے جن کے لیے جابر و سرکش لوگ ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہیں ہر وقت دنیا سے علیحدہ رہو کیوں کہ اس میں نعمتیں کم اور زائل ہونے والی ہیں اے عیسی (ع) بادشاہی صرف مجھ سہی سے مخصوص ہے میں ہی حقیقی بادشاہ ہوں اگر میری اطاعت کرو گے تو میں تمہیں اپنی بہشت میں داخل کر دوں گا اور صالحین کی ہمسائیگی عطا کروں گا اے عیسی (ع) دنیا کی عمر بہت مختصر ہے مگ اس کی آرزوئیں بہت طویل ہیں میرے پاس اس سے بہتر گھر ہے جسے دنیا والے بناتے ہیں اے عیسی (ع) بنی اسرائیل کے ستم گاروں سے کہہ دو کہ تم اس وقت کیا کرو گے جب میں وہ کتاب نکالوں گا جو تمہارے ظاہری اور پوشیدہ رازوں اور جو کچھ تم کیا کرتے تھے کو سچ سچ آشکار کر دے گی اے عیسی (ع) بنی اسرائیل کے سرکشوں سے کہہ دو کہ تم اپنے چہرے دھوتے اور صاف کرتے رہو (بناو سنگھار) کیا۔ تم اس پر متکبر ہو یا میرے سامنے کوئی جرات کرنا چاہتے ہو تم خود کو اس دنیا کی عمدہ خوشبوئں سے معطر کرتے ہو مگر تمہارے دل سڑے ہوئے مردوں کی طرح متعفن ہیں گویا تم مردار لوگ ہو اے عیسی (ع) تم ان سے کہہ دو کہ اپنے ہاتھوں کو حرام پیشے سے روک لیں اور اپنے کانوں کو بری باتوں کے سننے سے روک لیں اور اپنے دل میری طرف مائل کر لیں کیونکہ میں ان کے چہرے کی خوبصورتی نہیں بلکہ ان کے دلوں کی نیکی چاہتا ہوں اے عیسی (ع) نیکی کرنے سے خوش رہو یہ میر یخوشنودی کا سبب ہے تمہارے گناہ جو میرے غضب کا باعث ہیں پر گریہ کرو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو اگر کوئی تمہارے دائیں رخسار پر طمانچہ مارے تو تم اپنا بائیاں رخسار بھی اس کے آگے کر دو۔ لوگوں سے محبت کر کے میرا اقرب حاصل کرو جس قدر تم سے ممکن ہو کم عقلوں اور جاہلوں سے پرہیز کرو اے عیسی (ع) بنی اسرائیل کے ستم گاروں سے کہہ دو کہ اہل علم و حکمت اور نیک کردار لوگ تو گناہوں سے دور بھاگتے ہیں اور میرے خوف سے گریہ کرتے ہیں مگر تم ہنستے ہو اور فخر کرتے ہو کیا تمہارے پاس میرے عذاب سے

نجات کا کوئی پروانہ ہے یا جان بوجھ کر میرے عذاب کو دعوت دیتے ہو تو میں بھی اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہیں ائیندہ آنے والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دوں گا۔

اے بن مریم (ع) کنواری بتول کے بیٹے۔ میں تجھے رسولوں کے سردار احمد (ص) کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو نورانی چہرے والے اور سرخ اونٹوں کے مالک ہیں جن کا نور دنیا کو روشن کردے گا وہ پاک نفس اور میرے لیے سخت غضبناک ہوں گے وہ صاحب حیا اور بے حد کریم ہیں وہ تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں اور اولادِ آدم (ع) ک سید و سردار، قیامت کے دن میرے سب سے نزدیک اور سب سے بہتر و بلند ہوں گے اور تمام اولین سے بلندتر اور پیغمبروں میں سے سب سے زیادہ مقرب ہوں گے وہ عرب میں پیدا ہوں گے اور بغیر کسی سے کچھ سیکھے یا پڑھے تمام علوم اولین و آخرین کے ساتھ مبعوث ہوں گے وہ میرے دین کو تبلیغ کریں گے اور تمام مصائب پر صابر و شاکر ہونگے اے عیسی (ع) میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو بتادو کہ وہ ان کی تصدیق اور مدد کریں عیسی (ع) نے کہا معبود وہ (آں حضرت (ص)) کون ہے خدا نے فرمایا اے عیسی (ع) اس سے راضی رہو کہ اسی میں تیری رضا ہے عرض کیا خدایا میں اس سے راضی ہوں مگر وہ کون ہے ارشاد ہوا وہ محمد (ص) ہیں جو تمام لوگوں کے لیے خدا کی طرف سے رسول بنائے گئے ہیں میرے نزدیک ان کا مقام سب سے قریب تر ہے میں ان کی شفاعت قبول کرتا ہوں اس پیغمبر (ص) اور اس کی امت کا کیا کہنا اگر لوگ مرتے وقت اس کے دین پر درست طریقے سے قائم رہے تو اہل زمین ان کی مدح کریں گے اور اہل آسمان، ان کے لیے مغفرت طلب کریں گے اور وہ امین و بابرکت ہے گناہوں سے پاکیزہ و معصوم ہے میرے گذشتہ و آئیندہ تمام لوگوں سے بہتر ہے وہ آخری زمانے میں مبعوث ہوگا وہ دنیا میں آئے گا آسمان زمین رحمت کی بارشیں برسائے گا اور زمین طرح طرح کی نعمتیں اور آسائش و آسائشات کے سامان اگل دے گی وہ جس شئی کو پسند کرے گا میں اس میں برکت پیدا کردوں گا وہ بہت سی عورتوں سے نکاح کرے گا مگر اس کے فرزند کم ہوں گے وہ مکہ میں جس جگہ ابراہیم (ع) نے کعبہ کی بنیاد رکھی ہے وہاں ساکن ہوگا اے عیسی (ع) اس کا دین سہل اور آسان ہے اس کا قبلہ کعبہ ہوگا وہ میرے برگذیدہ لوگوں میں سے ہے میں اس کے ساتھ ہوں اور اس کا گروہ میرا گروہ ہے اس کا کیا کہنا کہ حوض کوثر اس کے لیے اور بہشت عدن میں اعلیٰ ترین مقام اس کے لیے ہے جہاں وہ بہترین زندگی گزارے گا اس کے حوض (کوثر) کے پانی کا رنگ سفید ہے جس میں بہشت کے ہر طعام اور میوے کا مزہ ہے اور اس حوضِ کوثر کے کنارے ستاروں کی تعداد کے برابر جام رکھے ہوں گے جو بھی اس حوض سے یہ شربت پیئے کا ہر گز پیاسا نہ رہے گا تمہارے بعد زمانہ فترت ہوگا اس کے بعد میں اسے مبعوث کروں گا اس کا ظاہر و باطن اس کے افعال کے مطابق ہوگا اور اس کے گفتار و کردار اس کے موافق ہونگے وہ لوگوں کو کسی ایسے امر کی نصیحت اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک خود اس پر عمل نہ کرے اس کا دین دشواری اور آسانی میں جہاد کرنا ہوگا شہروں کے لوگ اس کے مطیع ہونگے اور روم کا بادشاہ اس کے اور اس کے باپ ابراہیم (ع) کے دین کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا اس کی ملت، ملت ابراہیمی (ع) ہوگی اور وہ کھانے کے وقت "بسم اللہ" کہے گا سلام بلند کرے گا اور جس وقت لوگ سو رہے ہوں گے

نماز ادا کرے گا اس پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں واجب ہوں گی وہ تکبیر سے آغاز کرے گا اور سلام پر ختم کرے گا ہر نماز کے وقت لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے اذان دی جائے گی اور لوگ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے اس طرح صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے جس طرح ملائکہ صف میں کھڑے ہوتے ہیں اس کا دل نرم اور خوف خدا سے پر ہوگا اور اس کا سینہ نور سے بھرا ہوگا اور اس کی زبان پر حق جاری ہوگا اس کے ساتھ ہر وقت حق ہوگا اس کی آنکھیں سو رہی ہوں گی مگر دل جاگتا ہوگا شفاعت اسی سے مخصوص ہے، اس کی امت کا زمانہ قیامت کے قریب ہوگا اس کی امت میں سے جو اس کی بیعت کرے گا میری رحمت کا حقدار ہوگا مگر جو اس کی بیعت توڑے گا خود پر ظلم کرے گا جو اس کی بیعت سے وفا کرے گا میں اس پر بہشت واجب کروں گا لہٰذا بنی اسرائیل کے سرکشوں کو حکم دو کہ اپنی کتابوں سے اس کا نام محو نہ کریں اور میں نے اپنی کتابوں میں اس کی جو صفتیں بیان کی ہیں انہیں تبدیل نہ کریں اے عیسی (ع) میں تمہیں ان امور کی بجاآوری کا حکم دیتا ہوں جو تمہیں مجھ سے قریب کر دیں اور ان امور سے تمہیں منع کرتا ہوں جو تمہیں مجھ دور لے جائیں اب ان میں سے جو امور تم بہتر سمجھو اختیار کر لو اے عیسی (ع) میں نے تمہیں اس دنیا میں اس لیے بھیجا ہے تاکہ تم میری اطاعت کرو اور جس سے میں نے منع کیا ہے اس سے پرہیز کرو اور جو میں نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے عطا کیا ہے اسے اس دنیا میں اختیار کرو اپنے اعمال پر گناہ گار کی مانند نظر رکھو دنیا میں زاہد بن کے رہو اس کی لذتوں کو چھوڑ دو اور بے رغبت رہو تاکہ تم رنج نہ پاؤ اے عیسی (ع) تعقل و فکر کرو اپنے ارد گرد نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ ستم گاروں کا کیا حشر ہوا ہے اے عیسی (ع) یہ تمام نصیحتیں تیرے لیے ہیں اور یہ تمام باتیں سچی ہیں میں حق کا روشن کرنے والا اور سچ کہنے والا ہوں اور اگر میری تنبیہ کرنے کے باوجود بھی تم میری نافرمانی کرو گے تو میرے علاوہ کوئی سرپرست و مددگار نہیں پاؤ گے اے عیسی (ع) اپنے دل کو میرے خوف سے پست و ذلیل رکھو اور دنیا میں جو تم سے پست ہے اس کے حال پر نظر دوڑاؤ اور میرا شکر بجالاؤ اور دنیا میں دنیاوی لحاظ سے جو تم سے بلند ہیں ان کی حالت کو مت دیکھو یاد رکھو کہ ہر خطا اور گناہ کی بنیاد دنیا کی محبت ہے لہٰذا دنیا کو دوست مت بناؤ اے عیسی (ع) اپنا دل میری یاد سے خوش رکھو اور خلوت میں مجھے بہت زیادہ یاد رکھو، یاد رکھو کہ میں توبہ و زاری کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں لہٰذا اس بارے میں زندہ رہو مردہ مت بنو۔ اے عیسی (ع) میرے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ میرے غضب سے ڈرتے رہو اور اپنی صحت و طاقت پر مغرور مت ہو، دنیا کو محل قرار نہ دو کہ یہ ایک سائے کی مانند ہے ہر آنے جانے والا اسی کی مانند ہے جو گزر گیا اس کا کوئی اثر باقی نہیں اور جو کچھ ہاتھ میں ہے وہ اعمال صالح ہیں لہٰذا اس بارے میں حتی الامکان کوشش کرو جہاں رہو حق کے ساتھ رہو چاہے یہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا آگ میں جلا دیں مجھے جاننے کے بعد کافر مت ہو جانا اور جاہلوں سے مت جاملنا اے عیسی (ع) میری بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے رہنا اور اپنے دل کو مجھ سے خائف رکھنا اے عیسی (ع) ہر سختی اور بلا کے وقت مجھے یاد کرنا کیونکہ میں یاد کرنے والوں کی فریاد سننے والا اور مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد قبول کرنے والا ہوں اور میں رحم کرنے والوں میں سے سب زیادہ رحیم ہوں۔

[جہنمیوں کا شیعہ کو جہنم میں نہ پا کر تعجب کرنا]

۱۰۴۔ عنبسہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب جہنمی لوگ جہنم میں پہنچ جائیں گے تو تمہیں وہاں نہیں پائیں گے تم میں سے کسی ایک کو بھی وہاں نہیں دیکھیں گے تو ایکدوسرے سے کہیں گے: ہمیں کیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھ رہے جن کو ہم شر پسند اور برا سمجھتے تھے ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے یا آنکھیں ان سے دھوکہ کھا رہی ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: یہ خدا کا فرمان ہے؛ یہ حق ہے کہ اہل جہنم جھگڑا کریں گے تمہارے بارے میں آپس میں جھگڑیں گے جو دنیا میں باتیں کیا کرتے تھے۔

ابلیس کا قصہ

۱۰۵۔ یعقوب بن شعیب کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: تم پر سب سے زیادہ سختی روا رکھنے والا کون ہے؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، سب لوگ ہی ہم سے سختی کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے یعقوب! کیا تم اس کا سبب جانتے ہو؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، میں نہیں جانتا۔

امامؑ نے فرمایا: ابلیس نے ان کو دعوت دی انہوں نے اس کی بات پر لبیک کہی اور شیطان نے ان کو حکم دیا انہوں نے اسکی اطاعت کی مگر شیطان نے تمہیں بلایا تم نے اس کا جواب نہیں دیا اور اس نے تمہیں حکم دیا تم نے اس کی پیروی نہیں کی تو اس شیطان نے لوگوں کو تمہارے خلاف بھڑکانہ شروع کر دیا۔

[ڈراؤنے خواب کے وقت دعاء]

۱۰۶۔ معاویہ بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب کوئی شخص نیند و خواب میں ڈراؤنی اور ناپسند چیز دیکھے تو جس جانب سویا ہو اس سے بدل کر سو جائے اور یہ کہے: سرگوشی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تا کہ ایمان والے غمگین ہوں مگر وہ انہیں خدا کے اذن کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، پھر کہے: میں اس ذات کی پناہ میں جاتا ہوں جس کی پناہ میں ملائکہ مقربین، انبیاء مرسلین اور صالح و نیکوکار اولیاء جاتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں اپنی دیکھی ہوئی چیز اور شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

۱۰۷۔ ابوالورد نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ ؑ کے دیکھے ہوئے خواب کے بارے میں آپ سے فرمایا: تم کہو: میں اس ذات کی پناہ میں جاتی ہوں اس چیز کے شر سے جو میں نے اپنی اس رات میں دیکھی کہ اس سے کوئی برائی یا مجھے ناپسندیدہ چیز مجھے پڑے پھر تین بار اپنے بائین جانب لعاب دہن پھینک دے۔

نفس کا حساب کتاب کرنے کی حدیث

۱۰۸۔ حفص بن غیاث منقری [1] نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص چاہے کہ جب وہ خدا سے کوئی چیز مانگے تو خدا اس کو وہ چیز عطا کرے تو وہ تمام لوگوں سے مایوسی و ناامیدی اختیار کر لے اور اس کی امید فقط خدا سے ہو جب خدا اس کے دل سے اس چیز کو جان لے گا تو وہ شخص خدا سے کوئی چیز نہیں مانگے گا مگر خدا اس کو وہ چیز عطا کرے گا پس تم اپنے نفس کا حساب کتاب کرو قبل اس سے کہ اس کے معاملہ میں تمہارا حساب کتاب کیا جائے کیونکہ قیامت کے دن پچاس موقف و چوکیاں ہیں ہر چوکی کی مقدار ہزار سال ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے جیسے تم شمار کرتے ہو۔

[سفر اور حاجت روائی کے ایام]

۱۰۹۔ حفص نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جو شخص سفر کرنا چاہے وہ ہفتہ کے دن سفر کرے کہ اگر کوئی پتھر بھی ہفتہ کے دن پہاڑ سے گرے تو خدا اس کو بھی اس کی جگہ پلٹا دیتا ہے اور جس کی ضروریات پوری نہ ہوں تو وہ ان کو منگل کے دن تلاش کرے اس دن خدا نے حضرت داود کیلئے لوہے کو بھی موم کر دیا تھا۔

[قیامت کے دن لوگوں کی ہجوم کی مثال]

۱۱۰۔ حفص نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: قیامت کے دن جب لوگ تمام جہانوں کے پالنے والے رب کے سامنے کھڑے ہونگے تو ان کی مثال نزدیکی میں تیروں کی مانند ہوگی اس کیلئے زمین میں صرف ایک قدم رکھنے کی جگہ ہوگی جیسے تیر نیام میں بھرے ہوتے ہیں کوئی ادھر ادھر ہلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

[کوفہ میں حضرت مسیحؑ کی ولادت کے وقت کی کھجور کے پاس امام صادقؑ کا نماز پڑھنا]

۱۱۱۔ حفص کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ کو دیکھا کہ آپ کوفہ کے ایک باغ میں جا رہے ہیں آپ ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچے اور اس کے پاس وضو کیا اور رکوع و سجود کئے میں نے آپ کے سجود میں پانچ سو تسبیحیں شمار کیں پھر اس کھجور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے اور کئی دعائیں کیں پھر فرمایا: اے ابو حفص! خدا کی قسم! یہ وہی درخت ہے کہ جس کے بارے میں خدا نے مریمؑ سے کہا تھا: کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ تو وہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا [2]۔

---

[1]۔ یہاں مولف نے حفص کی بہت سی روایات کو بیان کیا ہے۔

[2]۔ مرآۃ العقول شرح کافی میں علامہ مجلسی اور وافی میں فیض کاشانی نے اس روایت کی وجہ سے کہا کہ حضرت عیسی مسیح کی ولادت کوفہ میں ہوئی اور انہوں نے مورخین میں مشور بات کی تاویل کر دی جو کہتے ہیں کہ حضرت مریم کی سکونت بیت المقدس فلسطین کے پاس تھی، ان کا کہنا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا نے ان کو بچے کی ولادت کے وقت طی الارض کے ذریعہ فرات کے کنارے لایا ہو پھر انہیں بیت المقدس پلٹا دیا ہو۔
لیکن یہ سب تاویل اور مشہور تاریخ کی توجیہ اس وقت ممکنہ احتمالات کی نذر کی جاسکتی ہے جب روایت کی حجیت و اعتبار ثابت ہو محض ایک روایت کے نقل ہونے سے مشہور و مسلمہ تاریخ کا انکار نہیں ہو سکتا اسی لیے بہت سے موارد میں مسلمہ تاریخ روایات کی پرکھ کا معیار بنتی ہے جس کی وضاحت ہم نے روایات کی پرکھ کے معیارات کی وضاحت میں مستقل تحقیق میں علماء اعلام کے بیانات سے ذکر کی ہے ،اس طرح کی بہت سی دیگر مثالیں بھی اس کتاب میں موجود ہیں جن کو اخبار پسند طبقہ کی تاویلوں کی بجائے تاریخ کے مسلمہ حقائق کی روشنی میں پرکھنے کی ضرورت ہے غور کریں۔

[دنیاوآخرت کی ضرورتوں کے متعلق مسیح کی زبانی حقیقت کا بیان]

۱۱۲۔ حفص نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: دنیا و آخرت کے خرچ و اخراجات سخت ہیں تو دنیا کے خرچ میں جس چیز کی طرف تم ہاتھ بڑھاؤ گے تم پاؤ گے کہ فاسق و فاجر لوگ تم سے پہلے اس تک پہنچ چکے ہیں اور آخرت کے خرچ میں تمہیں مددگار نہیں ملیں گے جو ان کے سلسلے میں تمہاری مدد کریں گے۔

[مشکل کی شکایت مومن یا غیر مومن کو بیان کرنے کا فرق]

۱۱۳۔ یونس بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جو مومن بھی اپنی ضرورت یا مشکل کی شکایت کسی کافر یا اپنے دین میں مخالف کو بیان کرے تو اس نے خدا کی شکایت اس کے دشمنوں میں ایک دشمن کے پاس کی اور جو مومن شخص اپنی ضرورت یا مشکل کی شکایت اپنے جیسے مومن کے پاس بیان کرے تو اس نے اپنی شکایت خدا کے حضور پیش کی۔

[حضرت سلیمان نبیؑ کی وفات اور کافی عرصہ تک جنوں وغیرہ کو اس کا علم نہ ہونا]

۱۱۴۔ ولید بن صبیح نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا نے حضرت سلیمان بن داود نبیؑ کو وحی کی تیری موت کی نشانی یہ ہے کہ بیت المقدس میں خرنونہ نام کا درخت پیدا ہو گا۔

امامؑ نے فرمایا؛ ایک دن حضرت سلیمان نے دیکھا خرنونہ درخت بیت المقدس سے ظاہر ہو چکا ہے تو حضرت نے اس سے کہا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: خرنونہ، امامؑ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ پیٹھ پھیر کر اپنے محراب کی طرف چلے اور اس میں اپنے عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، تو اسی وقت ان کی روح قبض ہو گئی، امامؑ نے فرمایا: جنوں اور انسانوں نے ان کی خدمت کرنا شروع کی اور اس میں بڑی کوشش کرتے رہے جیسے وہ پہلے کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے، وہ صبح شام ان کے پاس سے گزرتے وہ ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے یہاں تک کہ دیمک ان کے عصا کو لگ گئی اور ان کے عصا کو کھا لیا تو وہ ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمانؑ زمین پر گر پڑے کیا تم خدا کے کلام کو نہیں سنتے فرمایا: جب وہ گرے تو جنوں کو علم ہوا کہ اگر وہ غیب کا علم رکھتے ہوتے تو وہ خوار کنندہ عذاب اور سختیوں میں نہ پڑے رہتے۔

[مشرکین مکہ کی نبی اکرمؐ سے راز چھپانے کیلئے سر پر کپڑے ڈالنا]

۱۱۵۔ سدیر صیرفی (سونار) نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جابر بن عبداللہ انصاری صحابی نے مجھے خبر دی کہ مشرکین کعبہ کے گرد جب نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرتے تو ان میں سے کوئی اپنی گردن اور سر اس طرح جھکاتا اور اپنا سر اپنے کپڑے سے اس طرح چھپا لیتا کہ نبی اکرم ﷺ اسے نہ دیکھ سکتے تو خدا نے یہ آیت نازل کی: جان لو کہ وہ دلوں کو پھیر لیتے ہیں تاکہ اپنے راز کو انسے چھپائے رکھیں جان لو کہ جب وہ اپنے کپڑے سر پر ڈالتے ہیں خدا جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔

[متضاد اشیاء کی بتدریج خلقت]

۱۱۶۔ سلام بن مستنیر نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا پاک نے جہنم کو خلق کرنے سے پہلے جنت کو پیدا کیا اور معصیت و نافرمانی کو پیدا کرنے سے پہلے اطاعت و فرمانبر داری کو خلق کیا اور رحمت و مہربانی کو غیظ و غضب سے پہلے خلق کیا اور شر و برائی سے پہلے خیر و نیکی کو خلق کیا اور آسمان سے پہلے زمین کو پیدا کیا اور موت سے پہلے زندگی کو خلق کیا اور چاند سے پہلے سورج کو خلق کیا اور تاریکی و اندھیرے سے پہلے نور و روشنی کو خلق کیا۔

[کائنات کی خلقت کے ایام کا بیان]

۱۱۷۔ عبداللہ بن سنان (عباسی حکومت میں وزیر) کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: خدا نے اتوار کے دن خیر و نیکی کو خلق کیا اور وہ خیر و نیکی سے پہلے شر و برائی کو خلق کرنے والا نہیں تھا اور اتوار و سوموار کو زمینوں کو خلق کیا اور منگ کو ان کی روزیاں خلق کیں اور بدھ و جمعرات کو آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن ان کے رزق و روزی کو خلق کیا یہ اللہ کا فرمان ہے: اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے انکو چھ دنوں میں خلق کیا۔

[شیطان کے مخلوق کو چار طرف سے بھٹکانے کا معنی]

۱۱۸۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: ہم ان کیلئے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے ان کے پاس آؤں گا پس تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہیں پائے گا۔ امام باقرؑ نے فرمایا: اے زرارہ! بے شک شیطان تمہیں اور تمہارے اصحاب کو گمراہ کرنے کا قصد کر چکا ہے کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کا کام کر چکا ہے۔

[ولایت معصومینؑ کو قبول کرنے والوں کی فضیلت]

۱۱۹۔ بدر بن ولید خشعمی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سابور امام صادقؑ کے پاس آیا تاکہ آپ سے الوداع کرے امام صادقؑ نے اس سے فرمایا: خدا کی قسم! تم حق پر ہو اور تمہارے مخالف حق کو چھوڑ چکے ہیں خدا کی قسم! میں تمہارے لیے جنت میں کوئی شک نہیں رکھتا اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا تمہاری آنکھوں کو عنقریب ٹھنڈک پہنچائے گا۔

۱۲۰۔ ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں آپ کیا سمجھتے ہیں مجھ پر اس امر ولایت کو رد کرنے والا آپ کے سامنے امر ولایت کو رد کرنے والے کی طرح ہے؟ امام نے فرمایا: اے ابو محمد! جس نے تیرے سامنے امر ولایت کو رد کیا وہ گویا نبی اکرم ﷺ اور خدا کو رد کرنے والا ہے

(پھر فرمایا:) اے ابو محمد! تم میں سے اس امر ولایت پر مرنے والے افراد شہید ہیں۔

میں نے عرض کی: اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے وہ زندہ ہے اور اپنے خدا کے ہاں رزق و روزی پاتا ہے۔

[امام صادقؑ کا اپنے زمانے کے نظریات کا خلاصہ کرنا اور شیعہ کو بہترین کردار کی تاکید کرنا]

۱۲۱۔ حبیب کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: خدا کی قسم! لوگوں میں سے کوئی شخص میرے نزدیک تم سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور لوگ مختلف راہوں پر چل رہے ہیں:

۱) ان میں سے بعض اپنی رائے کو اخذ کرتے ہیں۔

۲) اور بعض اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

۳) اور بعض لوگ روایات کی پیروی کرتے ہیں

۴) جبکہ تم نے اس امر ولایت کو تھام رکھا ہے جس کی اصل واساس موجود ہے

پس تم پر لازم ہے کہ تقویٰ و کوشش جاری رکھو۔

اور ان کے جنازوں میں شریک ہو۔

اور مریضوں کی عیادت کرو۔

اور اپنی قوم کے ساتھ انکی مساجد میں نماز کیلئے حاضر ہو۔

کیا تم میں سے کوئی شخص شرم و حیاء نہیں کرتا کہ اس کا پڑوسی اس کے حق کو پہچانتا اور اسکا خیال رکھتا ہو مگر وہ اپنے پڑوسی اور ہمسائے کے حقوق کو نہ جانتا ہو۔

[باکردار شیعہ کی فضیلت]

۱۲۱۔ مالک جہنی کا بیان ہے امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے مالک! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم نماز ادا کرو اور زکات دو اور اپنے ہاتھ پاؤں کو حرام کاموں سے روکے رکھو اور جنت میں چلے جاؤ۔

اے مالک! کوئی قوم! دنیا میں کسی امام و پیشوا کی پیروی نہیں کرتی مگر قیامت کے دن وہ ان پر لعنت کرتے ہوئے آئے گی اور وہ امام ان پر لعنت کرتا ہوں گا مگر تم اور جو لوگ تمہاری طرح ہونگے۔

اے مالک! خدا کی قسم! تم میں سے اس امر ولایت پر مرنے والے اس شہید کیطرح ہیں جو خدا کی راہ میں اپنی تلوار سے جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائے۔

[شیعہ کا اہل بیتؑ سے خلوص اور نبی اکرمؐ کا آخری وقت میں امام علیؑ کو علم کے ہزار باب تعلیم دینا]

۱۲۲۔ بشیر کناسی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: تم نے ہم سے تعلق جوڑا جب لوگوں نے ہم سے تعلقات توڑ دیئے تھے، تم نے ہم سے محبت کی جب لوگوں نے ہم سے دشمنیاں پال رکھی تھیں اور تم نے ہمارے حق کو پہچانا جب لوگوں نے اس کا انکار کیا جبکہ وہ حق تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کو نبی بنانے سے پہلے عبد بنایا اور امام علیؑ خدا کی طرف سے نصیحت و خیر خواہی کرنے والے عبد تھے۔

خدا نے انکے خلوص کو قبول کیا اور انہوں نے خدا سے محبت کی، خدا نے بھی ان سے محبت کی ہمارا حق خدا کی کتاب میں واضح ہے ہمارے لیے بہترین اموال اور انفال و غنیمت ہے ہم ایسا گروہ ہیں کہ خدا نے ہماری اطاعت فرض کیھے تم ایسی ذوات کی پیروی کرتے ہو جن سے جہالت و ناآشنائی لوگوں کو معاف نہیں کی جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ امام حق کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جاہلیت وضلالت کی موت مرا ۔ تم پر اطاعت فرض ہے تم نے اصحاب امام علیؑ کو دیکھ لیا کس طرح وہ امام کی پیروی میں خالص تھے۔

پھر فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا: میرے پاس میرے دوست کو بلاؤان دونوں زوجاؤں نے اپنے اپنے والد کو بلا لیا جب وہ حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا چہرہ موڑ لیا پھر فرمایا: میرے پاس میرے دوست کو بلاؤ، ان دونوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دیکھ لیا اگر آپ ہمیں بلانا چاہتے تو ہم سے بات کرتے پس ان دونوں زوجاؤں نے امام علیؑ کو بلایا جب امام علیؑ آئے تو جھک کر نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرتے رہے اور نبی اکرم ﷺ نے آپ سے باتیں کیں حتی جب باتوں سے فارغ ہوئے تو وہ دونوں امام علیؑ سے ملے اور کہنے لگے: نبی پاک ﷺ نے آپ سے کیا باتیں کی تھیں؟

امام علیؑ نے فرمایا: نبی پاک ﷺ نے مجھے علم کے ہزار باب بیان فرمائے جن میں سے ہر باب سے ہزار باب کھلتے ہیں۔

[آنے جانے کیلئے مختلف راستوں کا انتخاب نبی پاکؐ کی سیرت]

۱۲۳۔ موسیٰ بن عمر بن بزیع کا بیان ہے میں نے امام رضاؑ سے عرض کی: لوگ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب ایک راستے سے جاتے تھے تو دوسرے راستے سے واپس لوٹتے تھے کیا آپ اس طرح فرماتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں، میں بھی اکثر ایسا کرتا ہوں، تم بھی ایسا کرو، پھر امامؑ نے فرمایا: یہ تیرے لیے رزق و روزی کے زیادہ اسباب فراہم کرے گا۔

[مومن کی عزت کے معاملہ میں پچاس گواہیاں بھی ٹھکرادو]

محمد بن فضیل نے امام کاظمؑ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، ہمارے بھائیوں میں سے کسی شخص کی طرف سے مجھے ایسی باتیں پہنچتیں ہیں جنکو میں ناپسند کرتا ہوں میں اس شخص سے اس کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو وہ ان کا انکار کرتا ہے جبکہ وہ باتیں اس سے مجھے بیان کرنے والے ثقہ و سچے افراد ہوتے ہیں؟

امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! اپنے بھائی کے بارے میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو جھٹلاؤ پس اگر تیرے پاس پچاس افراد بھی گواہی دیں اور تمہارا بھائی تمہیں کوئی بات کہے تو اس ایک کی تصدیق کرو اور ان سب کو جھٹلادو تم ہرگز اس کے خلاف کوئی بات نہ پھیلاؤ جس سے اس کی تذلیل و توہین ہوتی ہو اور اس کے ذریعہ اس کی مروت و شخصیت خراب ہوتی ہو، ورنہ تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جن کے بارے میں خدا نے اپنی کتاب قرآن میں فرمایا؛ جو لوگ ایمان والوں میں برائی اور بے حیائی کو پھیلانا چاہتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اسلام میں پیدا ہونے والے کی حدیث

۱۲۵۔ حباب بن موسی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جو شخص اسلام میں آزاد پیدا ہوا وہ عربی ہے اور جس کیلئے کوئی عہد و پیمان ہو اور اس کے عہد و پیمان کو توڑ دیا جائے تو وہ نبی اکرم ﷺ کا ہم پیمان ہو گا اور جو شخص با اختیار و خوشی اسلام قبول کرے تو وہ ہجرت کرنے والا شمار ہو گا۔

[دنیا و آخرت کی نعمتوں کی تکمیل]

۱۲۶۔ مسعدہ بن صدقہ [1] نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا؛ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں صبح شام کرے کہ اس کے پاس تین چیزیں موجود ہوں تو اس پر دنیا کی نعمتیں تمام ہو گئیں:

۱) جو شخص صبح شام کرے اور اس کا بدن صحیح و سالم ہو۔

۲) اور اس کا راستہ امن و امان ہو۔

۳) اور اس کے پاس اس دن کا خرچ اخراجات موجود ہوں۔

اور اگر اس کے پاس چوتھی چیز بھی ہو تو اس پر دنیا و آخرت کی نعمتیں تمام ہو گئیں اور وہ چوتھی چیز اسلام ہے۔

[کلام کی نعمت کی عظمت]

مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے آپ سے بہت باتیں کی تھیں فرمایا: اے شخص تم باتوں کو حقیر اور کم ارزش سمجھتے ہو جان لو خدا نے اپنے رسولوں کو جب بھیجا تو ان کے ساتھ سونا چاندی نہیں تھا بلکہ ان کے پاس کلام اور بات کرنے کا سلیقہ بھیجا اور خدا نے اپنے آپ کو اپنی مخلوق کے سامنے کلام نشانیوں اور علامتوں کے ذریعہ پہچنوایا ہے۔

[تکوینی مخلوقات میں مراتب اور ایکدوسری پر غلبہ]

۱۲۸۔ مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا نے کسی مخلوق کو خلق نہیں کیا مگر اس پر دوسری مخلوق کو حاکم بنا دیا جو اس پر غلبہ پاتی ہے؛

۱) اس طرح کہ جب خدا نے نچلے سمندر کو پیدا کیا تو اس نے فخر کیا اور لہریں و موجیں اٹھانے لگا اور کہنے لگا: مجھے کونسی چیز پہنچ سکتی ہے؟ خدا نے زمین کو خلق کیا اور اس سمندر کو اس کی پست پر پھیلا دیا تو وہ سمندر خوار ہو کر بیٹھ گیا۔

۲) پھر امام نے فرمایا: زمین نے فخر کیا اور کہنے لگی: کونسی چیز مجھ پر غلبہ پا سکتی ہے؟ خدا نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور انہیں اس کی پشت پر کیلوں کی طرح گاڑ دیا کہ وہ اپنے خزانوں کو حرکت نہیں دیتی رہے تو زمین بھی ذلیل و خوار ہو گئی اور تھم گئی۔

[1] ۔ یہاں سے مسعدہ کی منقولہ روایات کو پیش کیا ہے۔

۳) پھر پہاڑوں نے زمین پر فخر کیا اور وہ تکبر سے اٹھنے لگے اور بلندی دکھانے لگے اور کہنے لگے: کونسی چیز مجھ پر غلبہ پاسکتی ہے؟ تو خدا نے لوہے کو پیدا کیا۔

۴) لوہے نے پہاڑوں پر فخر کیا اور کہنے لگے: کونسی چیز مجھ پر غلبہ پاسکتی ہے خدا نے آگ کو خلق کیا اس نے لوہے کو پگھلا دیا تو لوہا ذلیل و خوار ہو گیا۔

۵) پھر آگ نے بھڑکنا شروع کیا اور سیٹیاں بجانے لگی اور فخر کرنے لگی اور کہنے لگی: مجھ پر کیا چیز غلبہ پاسکتی ہے؟ خدا نے پانی کو خلق کیا تو آگ بجھ گئی اور ذلیل و خوار ہو گئی۔

۶) پھر پانی نے فخر کیا اور جوش کھا کر بلند ہونے لگا اور کہنے لگا: مجھ پر کیا چیز غلبہ پاسکتی ہے؟ خدا نے ہوا کو خلق کیا تو اس نے پانی کی لہروں کو حرکت دی اور اس کی تہہ میں موجود خزانوں کو بھڑکانے لگی اور اسے اس کے راستوں میں روکنے لگی تو پانی خوار ہو کر تھم گیا۔

۷) پھر ہوا نے فخر کیا اور تیز چلنے لگی اور تکبر سے اپنی حدیں پھلانگنے لگی اور کہنے لگی: مجھ پر کیا چیز غلبہ پاسکتی ہے؟ تو خدا نے انسان کو خلق کیا اس نے عمارتیں بنائیں اور حیلے اور تدبیریں کیں اور ایسے بند باندھے کہ ہوا وغیرہ چیزوں کے سامنے مانع کھڑے کر دیئے تو ہوا خوار ہو کر تھم گئی۔

۸) پھر انسان نے طغیانی اور بغاوت کی اور کہنے لگا: مجھ سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ خدا نے موت کو خلق کیا اور اسے انسان پر مسلط کر دیا تو انسان بھی خوار ہو گیا۔

۹) پھر موت نے دل میں افتخار کیا تو خدا نے فرمایا: میں تجھے دونوں گروہوں اہل جنت و جہنم کے سامنے ذبح کروں گا پھر تجھے کبھی زندہ نہیں کروں گا پس امید رکھ اور خوف رکھ۔

نیز امامؑ نے فرمایا: حلم و بردباری، غیظ و غضب پر غالب آتا ہے اور رحمت و مہربانی ناراضگی پر غالب آتی ہے اور صدقہ خیرات غلطی و گناہ پر غلبہ پاتا ہے پھر امام نے فرمایا: اس طرح کی کتنی زیادہ چیزیں ہیں جو دوسری چیزوں پر غلبہ پاتی ہیں[1]۔

[نبی اکرمؐ کی ایک مخلص صحابی کو امور کا انجام دیکھنے کی تاکید]

۱۲۹۔ مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! مجھے نصیحت فرمائیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں تجھے نصیحت کروں تو کیا تو میری نصیحت کو قبول کرے گا حتی نبی اکرم ﷺ نے تین بار یہی فرمایا ہر مرتبہ اس شخص نے کہا: ہاں اے خدا کے رسول!

[1] ۔ملاحظہ ہو بہشت کافی ص ۱۹۲، البضاعۃ المزجاۃ ۲ ص ۴۲۶، اشارہ ان تین چیزوں کی طرف ہے مراد یہ ہے کہ غلبہ پانی والی چیزیں انہی میں منحصر نہیں دوسری بھی ایسی متضاد چیزیں بہت ہیں جیسے بخل و سخاوت اور نیکی و برائی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت و نصیحت کرتا ہوں کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام میں غور کرو اگر اسے ہدایت سمجھو تو اس کو انجام دو اور اگر اس کو گمراہی پاؤ تو اس سے رک جاؤ۔

[محبت کا اظہار کرنے والوں کی پردہ پوشی کی تاکید]

مسعدہ نے امام صادقؑ سے روایت کی آپ سے سنا آپ نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا: جو شخص تمہاری طرف اپنی مودت و محبت بڑھائے اس کے عیوب میں نہ پڑو اور اسے ایسی برائی پر نہ لا کھڑا کرو جس کے سامنے وہ ذلیل و خوار ہو جائے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق اور آپ کے اولیاءؑ کے اخلاق میں سے نہیں ہے۔

[اولاد کیلئے نیک آداب کی میراث]

اور امام صادقؑ نے فرمایا: آباء و اجداد جو اپنی اولاد کیلئے بہترین میراث چھوڑتے ہیں وہ آداب ہیں نہ مال و دولت، کہ مال و دولت ختم ہو جاتا ہے اور آداب باقی رہتے ہیں۔

اور مسعدہ نے کہا: ادب سے مراد علم و دانش ہے۔

اور امام صادقؑ نے فرمایا: اگر تمہیں تمہاری عمر میں دو دن کی مہلت دی جائے تو ایک دن اس ادب کیلئے قرار دو جس سے اپنی موت کے دن مدد لے اور آپ سے کہا گیا: اس مدد سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: اپنے پیچھے جس چیز کو چھوڑا اس کی بہترین اور مضبوط تدبیر کرو۔

راوی کا بیان ہے امام صادقؑ نے ایک شخص کو خط لکھا: رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے اما بعد! منافق ان چیزوں میں رغبت نہیں رکھتا جن کے ذریعہ مومن سعادت و خوشبختی حاصل کرتے ہیں اور سعید و نیک بخت تقویٰ کے وعظ و نصیحت سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اگرچہ وعظ و نصیحت سے کوئی دوسرا مراد ہو۔

[لوگوں کی ریاکاری کی وجہ]

۱۳۳۔ محمد بن مسلم نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: اے فرزند مسلم! تمہارے سوا سب لوگ ریاکار ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اس چیز کو چھپاتے ہو جس کو خدا پسند کرتا ہے اور تم اس چیز کو ظاہر کرتے ہو جس کو لوگ پسند کرتے ہیں جبکہ لوگ ان چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں جن سے خدا ناراض ہوتا ہے اور ان چیزوں کو مخفی رکھتے ہیں جن کو خدا پسند کرتا ہے۔

اے فرزند مسلم! خدا نے تم پر رحم کیا اس نے شراب اور نشہ آور چیزوں کے بدلے میں تمہارے لیے متعہ قرار دیا ہے۔

[امام رضاؑ کے ولیعہدی کو قبول کرنے کی شرائط]

۱۳۴۔ معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے مجھ سے فرمایا: مامون نے مجھ سے کہا: اے ابوالحسن! کاش آپ ان علاقوں میں اپنی اطاعت کرنے والوں میں سے بعض کو خط لکھتے جن میں ہمارے خلاف فساد برپا کیا گیا ہے۔

امامؑ کا بیان ہے میں نے فرمایا: اے امیر المومنین! اگر تم میرے ساتھ کئے عہد و پیمان کو پورا کرو تو میں تمہارے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کروں گا، اس امر ولی عہدی میں، میں اس لیے پڑا تھا کہ میں کوئی امر و نہی نہیں کروں گا اور کسی کو معین اور معزول نہیں کروں گا اور اس ولی عہدی نے جس میں میں داخل ہوا اس نے میری لیے کوئی ناز و نعمت میں اضافہ نہیں کیا کیونکہ جب میں مدینہ میں تھا تو میرا خط مشرق و مغرب میں نافذ ہوتا تھا میں اپنے گدھے کی سواری پر سوار ہوتا اور مدینہ کی گلیوں سے گزرتا تھا وہاں مجھ سے بڑا عزتمند نہیں تھا مجھ سے کوئی ضرورت کا سوال نہیں کیا جاتا تھا جس کو میں پورا کر سکتا مگر میں اس کو پورا کر دیتا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: اس نے مجھ سے کہا: میں آپ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کروں گا۔

[سفر پر جانے والے کا فرض اور حق]

۱۳۵۔ سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ سفر کا ارادہ کرے تو اپنے بھائیوں کو بتائے اور اس کے بھائیوں پر حق ہے کہ جب وہ آئے تو وہ اس سے ملاقات کیلئے آئیں۔

[صحت اور فرصت کی قدر پہنچانا]

۱۳۶۔ سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو صفتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں: ۱) صحت و سلامتی، ۲) فرصت و فراغت۔

[تہمت کے مقام پر جانے والا بدگمانی کرنے والے کی سرزنش نہ کرے]

۱۳۷۔ سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام علی امیر المومنینؑ نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے مقام پر پیش کرے تو جو شخص اس سے بدگمانی کرے اسکی ملامت و سرزنش نہ کرے اور جو شخص اپنے راز کو چھپالے اس کی زندگی کی خوشی اس کے ہاتھ میں ہوگی۔

[جنت میں جعفر نامی نہر کے کناروں پر محلات کی تصویر کشی]

۱۳۸۔ شاذان نے امام کاظمؑ سے رروایت کی کہ میرے والدؑ نے مجھ سے فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جس کو جعفر کہا جاتا ہے اس کے دائیں کنارے پر سفید درہ ہے جس میں ہزار محلات ہیں ہر محل میں ہزار محل محمد وآل محمد کیلئے ہیں اور اس کے بائیں کنارے پر زرد علاقہ ہے اور اس میں ہزار محلات ہیں ہر محل میں ہزار محل ابراہیم اور آل ابراہیم کیلئے ہیں۔

[اہل باطل کے دو لشکر]

۱۳۹۔ ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اہل باطل کے دو لشکر ہیں آپس میں نہیں ملتے مگر نصرت الٰہی ان میں سے اس گروہ کے ساتھ ہوتی ہے جو اسلام میں اچھے طریقہ سے باقی رہا ہو۔

[دلوں کی محبت اور نفرت کا معیار فائدہ و نقصان]

۱۴۰۔ علی بن حدید نے بعض اصحاب کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: دلوں کی فطرت یہ ہے کہ وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کو فائدہ پہنچاتا ہے اور ان سے نفرت کرتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاتا ہے۔

[نیکی کے طلبگار سے نیکی کی تاکید]

علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: میرے والد گرامیؑ نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا: اے میرے فرزند! میرے والد محمد بن علیؑ نے میرا ہاتھ پکڑا جیسا میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: میرے والد علی بن حسینؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! ہر اس شخص سے خیر و نیکی کرو جو آپ سے خیر و نیکی کا طلبگار ہو کیونکہ اگر وہ اس کا اہل ہو گا تو تم نے صحیح مقام پر اسے خرچ کیا اور اگر وہ اس کے لائق نہیں ہو گا تو تم نے نیکی کرنے کے اہل ہو اور اگر کوئی شخص آپ کو دائیں طرف سے گالی دے اور پھر تمہاری بائیں جانب آکر معذرت کرے تو اس کی معذرت کو قبول کر لو۔

[دھوئیں سے آسمان اور راکھ سے زمین کو بنانا]

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا: ہر چیز پانی پر تھی اور خدا کا عرش بھی پانی پر تھا، خدا نے پانی کو حکم دیا پس اس نے آگ جلائی پھر آگ کو حکم دیا تو وہ بجھ گئی اور اس کے بجھنے سے دھواں اٹھا خدا نے اس دھوئیں سے آسمانوں کو پیدا کیا اور خدا نے راکھ سے زمین کو پیدا کیا پھر پانی، آگ اور ہوا نے جھگڑا کیا پانی نے کہا: میں خدا کا بڑا لشکر ہوں اور آگ نے کہا: میں خدا کا بڑا لشکر ہوں اور ہوا نے کہا: میں خدا کا بڑا لشکر ہوں تو خدا نے ہوا کو وحی کی کہ تو میرا بڑا لشکر ہے۔

زینب عطر فروش کی حدیث [کائنات کی وسعت کا بیان]

حسین بن زید ہاشمی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: زینب عطر فروش لنگڑی تھی وہ نبی اکرم ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کے پاس آتی اور ان کے پاس عطر فروخت کرتی تھی نبی اکرم ﷺ تشریف لائے جب وہ ان کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم ہمارے پاس آتی ہو تو ہمارے گھر میں خوشبو آ جاتی ہے۔

اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول! آپ کے گھر آپ کی خوشبو سے معطر ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کچھ بیچو تو اچھی چیز بیچو اور دھوکہ نہ دو کیونکہ یہ تقوی کے زیادہ قریب اور مال کی بقاء میں زیادہ موثر ہے۔

اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول! میں بیچنے کی کوئی چیز نہیں لائی میں تو آپ سے خدا کی عظمت کے بارے میں آپ سے سوال کرنے آئی ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی عظمت بہت بلند ہے میں اس میں سے کچھ تمہیں بیان کرتا ہوں، پھر فرمایا:

۱) یہ زمین اپنے اوپر تمام موجودات کے ساتھ اپنے سے نچلی زمین پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۲) یہ دونوں اپنے اندر اور اوپر کی موجودات کے ساتھ اپنے سے نچلی زمین پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۳) اس طرح تیسری زمین یہاں تک کہ سات زمینوں کا ذکر فرمایا پھر اس آیت کی تلاوت کی: اللہ نے سات آسمانوں کو خلق کیا اور زمنیں ان کی مانند خلق کیں۔

۴) اور سات زمینیں اپنے اندر اور اوپر کی موجودات کے ساتھ مرغے کی پشت پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۵) مرغے کے دو پر ہیں ایک پر مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں ہے اس کی ٹانگیں زمین کی تہہ میں ہیں اور سات زمینیں او مرغا اپنے اوپر و اندر کی تمام موجودات کے ساتھ چٹان پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۶) چٹان اپنے اندر اور اوپر کی تمام موجودات کے ساتھ مچھلی پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۷) سات زمینیں، مرغا، چٹان اور مچھلی اپنے اندر اور اوپر کی تمام مخلوقات کے ساتھ تاریک سمندر پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۸) سات زمینیں، مرغا، چٹان، مچھلی اور تاریک سمندر چلتی ہوا پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۹) سات زمینیں، مرغا، چٹان، مچھلی، تاریک سمندر اور چلتی ہوا گیلی مٹی پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: خدا کیلئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین کے اندر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو گیلی مٹی کے نیچے ہے پھر گیلی مٹی پر بات ختم ہو گئی۔

۱۰) سات زمینیں، مرغا، چٹان، مچھلی، تاریک سمندر، ہوا اور گیلی مٹی اپنے اندر اور اوپر کی تمام موجودات کے ساتھ پہلے آسمان پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۱۱) یہ سب اور نچلا آسمان اپنے اندر اور اوپر کی تمام موجودات کے ساتھ اپنے سے اوپر والے آسمان کے نزدیک ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۱۲) یہ دونوں اپنے اندر اور اوپر کی تمام موجودات کے ساتھ اوپر والے آسمان کے نزدیک ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۱۳) یہ تینوں اپنے اندر اور اوپر کی تمام موجودات کے ساتھ اپنے اوپر والے آسمان کے پاس ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔ یہاں تک کہ سات آسمانوں کا ذکر کیا۔

۱۴) اور یہ سب آسمان اپنے اندر اور اوپر کی تمام موجودات کے اہل زمین سے چھپے ہوئے سمندر پر ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۱۵) یہ ساتوں آسمان اور مخفی سمندر برف کے پہاڑوں کے پاس ایسے ہیں جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: خدا آسمان سے ان پہاڑوں پانی نازل کرتا ہے جن میں برف ہے۔

۱۶) یہ ساتوں آسمان، مخفی سمندر اور برف کے پہاڑ اس ہوا کے پاس جس میں دل حیران رہتے ہیں ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۱۷) یہ ساتوں آسمان، مخفی سمندر، برف کے پہاڑ اور ہوا نور کے پردوں کے پاس ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔

۱۸) یہ ساتوں آسمان، مخفی سمندر، برف کے پہاڑ، ہوا اور نور کے پردے کرسی کے پاس ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو احاطہ کیا ہے اسے ان کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہ بہت بلند مرتبہ ہے۔

۱۹) یہ ساتوں آسمان، مخفی سمندر، برف کے پہاڑ، ہوا، نور کے پردے اور کرسی عرش کے پاس ایسے ہے جیسے کسی بنجر بیابان میں کوئی کنگھن پڑی ہو۔ اور اس آیت کی تلاوت کی: رحمٰن خدا عرش پر متمکن ہے۔

اور حسن کی روایت میں ہے: پردے اس ہوا سے پہلے جس میں دل حیران ہو جاتے ہیں[1]۔

طائف میں نبی اکرم ﷺ کی مہمانداری کرنے والے شخص کی حدیث

۱۴۴۔ یزید کناسی نے امام باقرؑ سے روایت کی: نبی اکرم ﷺ دعوت اسلام سے پہلے طائف میں ایک شخص کے پاس مہمان ٹھہرے اور اس نے آپؐ کی عزت و تکریم کی جب نبی اکرم ﷺ لوگوں کی طرف نبی بن کر آئے، اس شخص سے کہا گیا: کیا تم جانتے ہو کس شخص کو خدا نے لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: وہ محمد بن عبداللہ یتیم ابو طالب ہیں، وہی ہیں جو فلاں دن طائف میں تمہارے مہمان ہوئے تھے اور تو نے ان کی عزت کی تھی۔

امامؑ نے فرمایا: وہ شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ کو سلام کیا اور اسلام قبول کیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟

[1] ۔ محدث فیض کاشانی نے وافی میں کہا: اس حدیث میں رموز اور علامات اور ایسے اشارے ہیں جن کو حل کرنے کیلئے ہمارا علم نہیں پہنچ سکتا شاید خدا اپنے فضل و کرم سے اس کو حل کرنے کی طاقت عطا فرمائے اور یہ اس کیلئے مشکل نہیں ہے۔

محقق شعرانی تہرانی نے شرح کافی ملا صالح مازندرانی کے حاشیہ میں لکھا: حق یہ ہے کہ زینب عطارہ کی روایت ضعیف اور غیر معتبر ہے اور اگر اس کا معصوم سے صادر ہونا فرض کر لیا جائے تو راوی معصوم کے تمام الفاظ کو حفظ و ضبط نہیں کر سکا اسمیں ایسی تاویلیں اور توجیہیں لازم ہیں جن سے طبیعت بشری کانپ جاتی ہے اور محال چیزوں کو فرض کرنا پڑتا ہے حق یہ ہے کہ اس روایت کے مندرجات کو حل کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور اس کے بارے توقف کیا جائے بعض لوگوں سے تعجب ہے کہ جنہوں نے اس روایت کو سائنسی علوم اور جدید علم ہیئت پر تطبیق دینے کی کوشش کی ہے ان دونوں میں سے دوری آسمان و زمین کے مابین دوری جتنی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے عرض کی: میں اس گھر کا مالک ہوں جس میں آپ زمانہ جاہلیت میں فلاں طائف میں مہمان ہوئے تھے تو میں نے آپ کی عزت واحترام کی تھی۔

نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: خوش آمدید! اپنی ضرورت پیش کرو۔

اس نے عرض کی: میں آپ سے دو سو بکریاں چرواہے کے ساتھ چاہتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس کی درخواست پوری کرنے کا حکم دیا، پھر اپنے اصحاب سے فرمایا:

اس شخص کو کیا تھا اس نے مجھ سے اس طرح سوال نہیں کیا جیسے بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت نے حضرت موسیٰؑ سے کیا تھا، انہوں نے عرض کی: بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت نے حضرت موسی سے کیا سوال کیا کیا تھا؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ مصر سے نکلنے سے پہلے یوسف کی ہڈیاں شام کی طرف مقدس زمین میں لے جائیں، حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوسفؑ کی قبر کے بارے میں سوال کیا انکے پاس ایک بوڑھا آیا اور عرض کی: اگر ان کی قبر کو کوئی جانتا ہے تو وہ فلاں عورت ہے حضرت موسیٰؑ نے اس عورت کو بلا بھیجا جب وہ آئی تو حضرت موسی نے فرمایا: تو حضرت یوسفؑ کی قبر کی جگہ جانتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: مجھے اس کی کی نشاندہی کرو اور تمہارے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو کچھ تم مانگو گی۔

اس بوڑھی نے عرض کی: میں آپ کو نشاندہی نہیں کروں گی مگر جب میرا حکم مانا جائے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: تیرے لیے جنت کی ضمانت ہے، اس نے عرض کی: نہیں، مگر جب میرا حکم مانا جائے، خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی: تمہارے لیے مشکل نہیں کہ تم اس کے حکم کو مان لو، حضرت موسیٰؑ نے اس سے فرمایا: تیرے لیے تیرا حکم پورا کیا جائے گا، اس نے عرض کی: میرا حکم یہ ہے کہ میں قیامت کے دن جنت میں تمہارے درجہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو کیا تھا اگر وہ مجھ سے وہی سوال کرتا جو بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت نے کیا تھا۔

[آل محمدؑ کا حق قیامت تک جاری ہونا]

۱۴۵۔ عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: انصار کی ایک عورت ہم اہل بیتؑ سے محبت کرتی تھی، اور ہمارے ساتھ بکثرت ملنے آتی تھی ایک دن جب وہ ہمارے پاس آرہی تھی عمر بن خطاب اس سے ملے اور اس سے کہا: اے انصار کی بڑھیا! کہاں جارہی ہے؟ اس نے کہا: آل محمدؑ کے پاس جارہی ہوں ان کو سلام کروں گی اور ان سے تجدید عہد کروں اور ان کا حق ادا کروں گی؟ عمر نے اس سے کہا: وائے ہو تجھ پر، آج ان کیلئے تم اور ہم پر کوئی حق نہیں ہے، ان کا حق نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا آج ان کا کوئی حق نہیں ہے پس تو لوٹ جا۔

وہ لوٹ گئی، اور حضرت ام سلمہ کے پاس آئی، ام سلمہ نے اس سے کہا: اس بار کیوں ہمارے پاس اتنی دیر سے آئی ہو؟ اس نے کہا: میں عمر بن خطاب سے ملی اور اس سے کہی ہوئی اپنی بات اور اس کا جواب حضرت ام سلمہ کو بتادیا تو ام سلمہ نے ان سے کہا: اس نے جھوٹ کہا، آل محمدؐ کا حق قیامت تک تمام مسلمانوں پر واجب رہے گا۔

[شہداء کی لواحقین سے خوشی]

۱۴۶۔ برید عجلی کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے خدا کے فرمان کے بارے میں سوال کیا؛ خدا کا فرمان وہ شہداء ان لوگوں سے بھی خوش ہیں جو ان کے ساتھ نہیں مل کہ نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہونگے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ ہمارے شیعہ ہیں جب ان کی روحیں جنت جائیں گی اور خدا کی طرف سے وہ کرامت و عزت پائیں گے تو یقین کرلیں گے کہ وہ حق اور دین خدا پر تھے اور اپنے پیچھے جن مومنین کو چھوڑ کر آئے اور ابھی ان سے نہیں ملے ہونگے ان کے بارے میں بھی خوش ہونگے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگیں ہونگے۔

[بہشتی حوروں کی خوبصورتی]

حلبی (تاجر) کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا ان میں خوبصورت نیکوکار عورتیں ہونگی۔ امامؑ نے فرمایا: وہ مومنہ اور با معرفت نیکوکار عورتیں ہونگی۔

میں نے عرض کی: خیموں میں پردہ نشین حوریں ہونگی؟ امامؑ نے فرمایا: سفید رو حوریں جو خیام کے کناروں میں پردہ نشین ہونگی وہ ہیرے اور یاقوت و مرجان کے خیمے ہونگے ہر خیمہ کے چار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ستر جوان کنیزیں ان کی پہرہ داری کریں گی ہر دن ان کے پاس خدا کی طرف سے کرامت و عزت پہنچے گی تاکہ خدا ان کی مومنین کو بشارت سنائے۔

[سورج کے تین سوساٹھ برج اور غروب کے وقت عرش پر سجدہ]

اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: سورج کے تین سو ساٹھ برج ہیں ہر برج عرب کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ کی مانند ہے وہ ہر دن ان میں سے ایک برج میں اترتا ہے جب غائب ہوجاتا ہے تو عرش کے درمیانی حد کو پہنچتا ہے اگلے دن تک وہاں سجدہ کرتا رہتا ہے پھر اسے طلوع کی جگہ لوٹا دیا جاتا ہے اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کو ہنکاتے ہیں اور اس کا چہرہ اہل آسمان کی طرف ہوتا ہے اور اس کی پشت اہل زمین کی طرف ہوتی ہے اگر اس کا چہرہ اہل زمین کی طرف ہوتا تو زمین اپنے اوپر تمام موجودات کے ساتھ اس کی گرمی کی شدت سے جل جاتی، اور اس کے سجود کے بارے میں خدا فرماتا ہے: کیا تم نہیں دیکھا کہ خدا کو آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں؛ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے لوگ سجدہ کرتے ہیں[1]۔

---

[1]۔ جلیل القدر معصاصر محقق شعرانی تہرانی نے شرح کافی ملا صالح مازندرانی کے حاشیہ میں فرمایا: اس روایت کا معاملہ زینب عطارہ کی روایت کے معاملہ کی طرح ہے جو ۱۴۳ میں گزر چکی، اگر اس کا معصوم سے صادر ہونا فرض کرلیا جائے تو ہمیں اطمینان ہے کہ راویوں نے اس کو حفظ و ضبط نہیں کیا کیونکہ راوی معصوم نہیں تھے پھر علامہ مازندرانی و مجلسی کی تاویلوں کو نقد

[جابر جعفی کو امام باقرؑ کی ستر راز کی حدیثوں سے تنگدلی اور امام صادقؑ کا راہ حل بیان کرنا]

۱۴۹۔ جابر بن یزید جعفی کا بیان ہے مجھے امام محمد بن علیؑ نے ستر حدیث ایسی بیان کیں جن کو میں کسی ایک کو ہر گز بیان نہیں کیا اور نہ کبھی بیان کروں گا، جب امام باقرؑ وفات پا گئے تو وہ میری گردن میں سنگینی بن گئیں اور ان سے میرا دل تنگ پڑ گیا میں امام صادقؑ کے پاس آیا اور عرض کی: آپ کے والدؑ نے مجھے ستر حدیثیں ایسی بیان کیں کہ میں نے ان میں سے ایک بھی باہر نہیں نکالی اور نہ کبھی کوئی کسی کو ملے گی آپ نے مجھے ان کو چھپائے رکھنے کا حکم دیا تھا میری گردن ان سے سنگینی ہو گئی ہے اور میرا سینہ ان سے تنگ پڑ گیا ہے آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟

امام صادقؑ نے فرمایا: اے جابر! جب تیرا سینہ ان میں سے کسی چیز سے تنگ ہو تو صحراء کی طرف نکل جا، وہاں گڑھا کھود اور اپنا سر اس میں ڈال اور کہہ: مجھے محمد بن علی نے یہ بیان کیا، پھر اس گڑھے کو بھر دے، کہ زمین تیرے راز کو چھپائے رکھے گی۔

جابر کا بیان ہے کہ میں نے ایسا کیا تو جو سنگینی و گھٹن میں محسوس کرتا تھا وہ کم ہو گئی۔

[شیعہ کے نام پر شیعہ کو بدنام کرنے والوں کی شدید گرفت کا حکم]

حارث بن مغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: میں تم میں سے گناہگار کے گناہ کی وجہ سے تمہارے نیکوکار کی گرفت کروں گا اور میں ایسا کیوں نہ کروں جبکہ تمہیں ایک شخص کے بارے میں خبر ملتی ہے کہ وہ تمہیں اور مجھے بدنام کر رہا ہے اور پھر بھی تم اس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو اور اس سے باتیں کرتے ہو پھر تمہارے پاس سے گزرنے والا کہتا ہے: یہ لوگ اس سے بھی برے ہیں اگر جب تمہیں اس کی طرف سے ناپسندیدہ بات کی خبر پہنچی تھی تم اس کی سرزنش کرتے اور اس کو اس کام سے روک دیتے تو یہ تمہارے اور میرے لیے بہتر ہوتا۔

[ہلاک ہونے والی امتوں میں لوگوں کی تین قسمیں]

طلحہ بن زید نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی جب انہوں نے نصیحت کو بھلا دیا تو ہم نے ان کو نجات دی جو لوگ برائی سے روکتے تھے، امام نے فرمایا: ان کی تین قسمیں تھیں:

۱) کچھ لوگ حکم کی تعمیل کرتے اور اچھائی کا حکم دیتے وہ نجات پا گئے۔

۲) کچھ لوگ خود نیک عمل کرتے مگر اچھائی کا حکم نہیں دیتے تھے ان کو باریک ذرات کی شکل میں مسخ کیا گیا۔

۳) کچھ لوگ احکام پر عمل نہیں کرتے تھے اور نہ ان کا حکم دیتے تھے وہ ہلاک ہو گئے۔

کیا اور فرمایا: حق یہ ہے کہ ان روایات میں توقف کیا جائے جن کے صادر ہونے کا اطمینان نہیں ہے کیونکہ اس کا کوئی صحیح معنی ہمیں معلوم نہیں ہے مجھے معلوم نہیں وہ لوگ کیسے طبیعی اور مادی مسائل میں منقول روایات کی تاویلیں کرنے کی زحمت کر لیتے ہیں جو امور معنوی حتی بدیہی اور واضح مسائل سے متعلقہ اخباری کی تاویلوں سے گھبراتے ہیں۔

[عقلمند شیعوں کو نادانوں سے نرمی کا حکمنامہ]

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے شیعوں کو خط لکھا تمہیں سے سن رسیدہ اور عقلمند افراد نادانوں اور ریاست طلب افراد سے نرمی سے پیش آئیں ورنہ تم سب کو میری لعنت پہنچے گی۔

ابو جعفر کوفی نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا پاک نے دین کی دو حکومتیں قرار دی ہیں: ایک آدم کیلئے حکومت اور غلبہ اور دوسرا ابلیس کیلئے غلبہ، آدم کی حکومت خدا کی حکومت ہے جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی کھلے عام عبادت کیجائے تو وہ ادم کی حکومت کو غلبہ دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اس کی مخفیانہ عبادت کیجائے تو ابلیس کی حکومت آ جاتی ہے تو جن چیزوں کو خدا نے مخفی رکھنے کا ارادہ کیا ہے ان کو نشر عام کرنے والا دین سے فرار شمار ہوتا ہے۔

[قیامت کے دن نبی اکرمؐ، امام علیؑ اور اہل بیتؑ کی شان]

جابر بن یزید جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: اے جابر! قیامت کے دن خدا اولین و آخرین کو فیصلے کیلئے جمع کرے گا تو نبی اکرم ﷺ اور حضرت امام علیؑ کو بلایا جائے گا نبی اکرم ﷺ کو سبز پیراہن پہنایا جائے گا جو مشرق و مغرب کے درمیان نور افشانی کرے گا اور امام علیؑ کو اس طرح سبز چمکتا ہوا پیراہن پہنایا جائے گا اور نبی اکرم ﷺ کو گلابی پیراہن پہنایا جائے گا جس کے سامنے مشرق و مغرب روشن ہو جائیں گے اور امام علیؑ کو بھی اس طرح پہنایا جائے گا پھر وہ دونوں بلند ہونگے پھر ہمیں بلایا جائے گا، ہمیں لوگوں کا حساب کتاب سپرد کیا جائے گا خدا کی قسم! ہم اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں بھیجیں گے۔

پھر نبیوں کو بلایا جائے گا اور انہیں خدا کے عرش کے پاس دو صفوں میں کھڑا کیا جائے گا یہاں تک کہ ہم لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائیں پس جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو خدا پاک امام علیؑ کو بھیجے گا وہ انبیاء کو جنت میں ان کے گھروں میں بھیجیں گے اور ان کی شادیاں کرائیں گے، خدا کی قسم! امام علیؑ جنتیوں کی جنت میں شادیاں کرائیں گے یہ ان کے علاوہ کسی کو حق حاصل نہیں یہ خدا کی ان پر خاص کرامت ہے۔

اور خدا نے ان پر خاص فضل کیا ہے اور ان پر احسان کیا ہے، خدا کی قسم! وہ جہنمیوں کو جہنم بھیجیں گے اور جنتیوں کے دروازے بند کریں گے جب وہ جنت چلے جائیں گے کیونکہ جنت و جہنم کے دروازے ان کے اختیار میں ہونگے۔

[محبت اہل بیتؑ کھلے عام ہو یا مخفی اگر عمل و کردار کے ساتھ ہو تو فائدہ دیگی]

عنبسہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: لوگوں سے گھل مل کر رہو کیونکہ اگر مخفیانہ طریقہ سے امام علیؑ اور حضرت فاطمہؑ سے محبت کرنا تمہیں فائدہ نہ دے تو تمہیں کھلے عام ان کی محبت بھی فائدہ نہیں دے گی [۱]۔

---

[۱] ۔گھل مل کر رہنے سے محبت علیؑ و فاطمہؑ کا کھلا اظہار محدود ہو سکتا ہے اس سے بعض اوقات شبہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان علیحدگی اختیار کرے مگر امام نے فرمایا جب انسان پر حقیقی محبت کا اثر ہو اور مخفی ہو یا ظاہر وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لیے جب معاشرہ میں گھل مل کر رہے تو محبت کے اچھے اثرات نیک اعمال و خوش اخلاق سے دوسروں پر بھی ہو سکتا ہے اس لیے انسان کو اپنے عمل و کردار پر توجہ دینی چاہیے معاشرہ سے کٹ کر جینے کی پابندی نہیں ہے۔

عنبسہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: تمہیں علی و فاطمہؑ کا ذکر دشمنوں کے سامنے نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان لوگوں کے ہاں ذکر علیؑ و فاطمہؑ سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسندیدہ نہیں ہے[1]۔

[حکومتوں کی مدت]

جابر جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا جب کسی قوم کی حکومت کو نابود کرنا چاہتا ہے تو چرخ فلک کو حکم دیتا ہے وہ جلدی چلتا ہے جس سے ان کی حکومت کی معینہ مدت پوری ہو جاتی ہے۔

[زیدیہ گروہ کا ائمہؑ سے سلوک]

ابو شبل کا بیان ہے میں اور سلیمان بن خالد امام صادقؑ کے پاس تھے، تو سلیمان نے عرض کی: زیدیہ ایسا گروہ ہے کہ ان کو پہچان لیا گیا ہے اور ان کی آزمائش ہو چکی ہے اور لوگوں نے ان کو مشہور کر دیا ہے جبکہ ان کے نزدیک آپ سے زیادہ پسندیدہ و محبوب سید کوئی نہیں ہے، اگر آپ ان کو قریب کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے سلیمان بن خالد! اگر وہ سفیہ و بے وقوف لوگ ہمارے علم کو روک کر اپنی جہالت کی طرف کھینچنا چاہتے ہیں تو ہرگز ان کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ ہماری بات کو سنیں اور ہمارے امر ولایت کا انتظار کریں تو ان کے قریب آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[جنازہ میں امام صادق کی نعلین کا تسمہ ٹوٹنا اور امام کا طریقہ]

ابن محبوب نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام صادقؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا جب آپ جنازہ میں شریک تھے ایک شخص اپنے جوتے کا تسمہ آپ کو دینے کیلئے حاضر ہوا امامؑ نے فرمایا: اپنا تسمہ اپنے پاس رکھو مصیبت و مشکل جس پر آتی ہے وہ اس پر صبر کرنے میں زیادہ سزاوار ہوتا ہے[2]۔

[سر سے حجامت کے ذریعہ خون نکالنے کا فائدہ]

ابن فضال نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: سر میں حجامت کر کے خون نکالنا موت کے سوا ہر بیماری کی دوا اور علاج ہے اور آپ نے آبرووں سے بالشت کی اور جہاں تک آپ کا انگوٹھا پہنچا فرمایا: یہاں تک۔

[ناصبی دشمن اہل بیتؑ کی عبادت کا حکم]

حنان بن سدید صیرفی (سونار) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ناصبی اور دشمن اہل بیت کیلئے پرواہ نہیں کہ وہ نماز پڑھے یا بدکاری کرے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: عمل کر کے تھکی ماندی پیشانیاں بھڑکتی آگ میں جھونکی جائیں گی۔

---

[1] ۔ظاہر ہے کہ عنبسہ کی ان روایات میں ظاہری اختلاف پایا جاتا ہے معلوم نہیں یہ راوی کی اپنی سوچ کی عکاس ہیں یا انہیں مختلف اوقات میں امام نے دگرگوں حالات کے تحت یہ فرمایا، جہاں تک ذکر علی و فاطمہ کا مسلمانوں میں محبوبیت کا تعلق ہے تو سوائے چند خارجی و دشمن اہل بیت قسم کے لوگوں کے تمام مسلمان ان سے محبت کرتے ہیں شیعہ سنی مسلمانوں نے ان کے فضائل میں کتابیں لکھی ہیں جن کو طویل فہرستوں میں جمع کیا گیا ہے غور کریں۔

[2] ۔اس طرح امامؑ نے اپنی مشکل کو حل کرنے کیلئے دوسرے کی گردن پر سوار ہونا اس سے استفادہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

[مومن کے نام کی وجہ]

رفاعہ نخاس (بردہ فروش) نے امام صادقؑ سے روایت کی، امامؑ نے فرمایا: اے رفاعہ! تم جانتے ہو کہ مومن کا نام مومن کیوں رکھا گیا؟ میں نے عرض کی: میں نہیں جانتا، امامؑ نے فرمایا: کیونکہ وہ خدا پر ایمان و یقین رکھتا ہے تو خدا اس کو عذاب سے امان دینے کی اجازت دیتا ہے۔

[امام علیؑ سے محبت نہ رکھنے والے کا دریائے فرات سے پانی کا حکم]

عبداللہ بن سنان (عباسی حکومت میں وزیر) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اگر کوئی شخص جو امام علیؑ سے محبت نہیں رکھتا دریائے فرات کے پاس آئے اور اس کا پانی اپنی پیشانی پر لگائے جبکہ دریائے فرات ٹھاٹھیں مار کر بہہ رہا ہو اور وہ اسے ہتھیلی سے لیکر کہے: بسم اللہ، جب وہ فارغ ہو تو کہے الحمد للہ، تو یہ اس کیلئے بہتے خون اور خنزیر کے گوشت کی طرح حرام ہے۔

[زید شہید کی سولی پھر دفن کے بعد جلانے کا واقعہ]

سلیمان بن خالد کا بیان ہے امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: تم نے میرے چچا زید کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ میں نے عرض کی: دشمن کے افراد ان کا پہرہ دے رہے تھے جب لوگ کم ہوئے تو ہم نے ان کی سولی کی لکڑی پکڑی اور انہیں دریائے فرات کے کنارے ایک گڑھے میں دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو گھڑ سواروں نے ان کو تلاش کیا اور ان کو پا لیا اور ان کو جلا دیا۔

امامؑ نے فرمایا: تم نے کیوں ان کے ساتھ لوہے کی کوئی بھاری چیز باندھ کر انہیں دریائے فرات میں نہ پھینک دیا خدا ان پر رحم کرے اور ان کے قاتل پر لعنت کرے۔

[بنوامیہ کی حکومت کی نابودی زید شہید کے جنازہ کو جلانے سے ہونا]

حسن بن علی وشاء نقش و نگار بنانے نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب بنوامیہ نے زید (بن امام سجادؑ) کے جنازہ کو جلایا تو اس کے سات دن بعد خدا نے ان کی نابودی و ہلاکت کا اذن دیا۔

[دوست کی حفاظت کرنے کا اجر]

عبید بن زرارہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا اس شخص کی حفاظت کرتا ہے جو اپنے دوست کی حفاظت کرتا ہے۔

[لوگوں کا حساب کتاب اہلبیتؑ کے پاس]

سماعہ کا بیان ہے میں امام کاظمؑ کے پاس بیٹھا تھا جب لوگ رات کے وقت طواف کر رہے تھے امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! اس مخلوق کو لوٹ کر ہمارے پاس آنا ہے اور ہم ان کا حساب و کتاب لیں گے انہوں نے اپنے اور خدا کے مابین جو کوئی گناہ کیا ہوگا ہم خدا سے درخواست کریں گے کہ وہ ہمارے واسطے میں ان کو بخش دے تو خدا ہماری دعا قبول کرے گا اور جو ان کے اور لوگوں کے درمیان گناہ ہونگے ہم اس سے انکیلئے بخشش و ہدیہ مانگ لیں گے تو وہ لوگ اس کو بخش دیں گے اور خدا ان کو اس کا بدلہ عطا کرے گا۔

[سلمان و ابوذر کا بھائی چارہ]

صالح احول کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ابوذر اور سلمان فارسی کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ابوذر پر شرط رکھی کہ وہ سلمان کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

[امام صادقؑ کے زمانہ میں شیعہ کا حال اور برے افراد کو تنبیہ کا حکم]

حارث بن مغیرہ کا بیان ہے امام صادقؑ مجھے مدینہ کے راستے میں ملے تو فرمایا؛ کون ہو کیا تم حارث ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں، امامؑ نے فرمایا: میں تمہارے نادانوں کے گناہ تمہارے علماء کے گلے لٹکاؤں گا؟ پھر آپ چلے گئے، میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اذن حضور مانگا آپ کے سامنے گیا اور عرض کی: آپ مجھے ملے تھے اور فرمایا تھا: میں تمہارے نادانوں کے گناہ تمہارے علماء کے گلے ڈالوں گا، اس سے مجھے بہت خوف پیدا ہوا ہے۔

امامؑ نے فرمایا؛ ہاں، جب تمہیں کسی شخص کی طرف سے ناپسندیدہ کام کی خبر ملتی ہے جس سے ہمیں اذیت ہوتی ہے تو تمہیں کیا مانع ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ اور اس کی سرزنش کرو اور اس کی ملامت کرو اور اسے اچھی طرح سمجھا بجھا دو۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، وہ ہماری بات نہیں مانتے اور نہ ہماری اطاعت کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تو ان سے جدائی اختیار کی اور ان کی محافل سے پرہیز کرو۔

[چھ افراد کی سزا کی وجہ]

سیابہ اور علی بن اسباط نے حدیث کی نسبت امام علیؑ کی طرف دی فرمایا؛ خدا چھ افراد کو چھ چیزوں کی وجہ سے عذاب و سزا دیتا ہے:

۱) عربوں کو تعصب اور قوم پرستی کی وجہ سے۔
۲) علاقوں کے سرداروں کو تکبر و بڑائی کی وجہ سے۔
۳) امیروں کو ظلم و ستم روا رکھنے کی وجہ سے۔
۴) فقہاء و علماء کو حسد اور دوسروں کی نعمت سے دل جلنے کی وجہ سے۔
۵) اور تاجروں کو خیانت کی وجہ سے۔
۶) اور دیہاتیوں کو جہالت و نادانی کیوجہ سے۔

[نبی اکرمؐ کا پسندیدہ عمل]

ہشام وغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز یہ تھی کہ خدا کی خاطر خوف و خطر اور بھوک پیاس میں رہیں۔

[امام علیؑ اور امام سجادؑ کی عبادت میں شباہت]

عبدالرحمٰن بن حجاج، حفص بن بختری اور سلمہ بیاع سابری (پارچہ فروش) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام علی بن حسینؑ جب امام علی امیر المومنینؑ کی کتاب اٹھاتے اور اس میں دیکھتے تو فرماتے: کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

امام صادقؑ نے فرمایا: پھر اس پر عمل کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا حتی چہرے سے اس کو پہچان لیا جاتا امام علی امیر المومنینؑ کے بعد آپ کی اولاد میں سے سوائے امام علی بن حسینؑ کے کوئی ان اعمال کو انجام دینے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔

[امام علیؑ کی عبادتوں کا تذکرہ اور اپنی کمائی سے ہزار غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان]

۱۷۳۔ حسن صیقل (تلوار بنانے والے) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: امام علیؑ کا ولی و دوستدار صرف حلال کھاتا ہے کیونکہ اسکا امام و پیشوا ایسا تھا، اور عثمان کا دوستدار پرواہ نہیں کرتا کہ حرام کھائے یا حلال، کیونکہ اس کا پیشوا ایسا تھا، امام نے امام علیؑ کا ذکر کیا تو فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپ نے دنیا میں کچھ بھی حرام نہیں کھایا نہ کم اور نہ زیادہ، حتی کہ دنیا سے چلے گئے، اور نہ آپ کے سامنے دو کام پیش ہوتے جن دونوں میں خدا کی اطاعت تھی مگر آپ نے اپنے بدن کیلئے سخت کام کا انتخاب کیا اور نہ رسول اکرم ﷺ پر کوئی مصیبت آتی مگر آپ نے اس کے حل کیلئے امام علیؑ کو بھیجا کیونکہ آپ کو ان پر مکمل اعتماد تھا اور نبی اکرم ﷺ کے بعد آپ کی امت میں سے امام علیؑ کے سوا آپ کے اعمال کو انجام دینے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، امام علیؑ اس شخص کی طرح عمل کرتے تھے جس نے جنت و جہنم کو دیکھ لیا ہو اور آپ نے اپنے کمائے ہوئے مال سے ہزار غلاموں کو خرید کر آزاد کیا وہ سب مال آپ نے اپنے ہاتھوں سے با مشقت کمایا تھا اور اس میں بہت پسینہ بہایا تھا آپ نے خدا کی رضا کی خاطر جہنم سے آزادی کیلئے ان غلاموں کو آزاد کیا تھا امام علیؑ کی غذا سرکہ اور زیتون تھا اور آپ کی مٹھائی کھجور تھی جب اس کو پاتے، اور آپ کا لباس سخت اور کھردرا تھا جب آپ کے لباس میں کچھ حصہ زیادہ ہوتا تو قینچی منگوا کر اس کو کاٹ دیتے تھے۔

[امام صادقؑ کے دستر خوان کا حال]

۱۷۴۔ سلیمان بن خالد نے محمد بن راشد کے عامل و کار گزار سے نقل کیا: ایک رات گرمیوں میں میں امام جعفر بن محمدؑ کے پاس تھا آپ کے پاس دستر خوان لایا گیا جس پر روٹی تھی اور ایک پیالہ لایا گیا جس میں چوری تھی اور بھنا ہوا گوشت تھا آپؑ نے اس میں ہاتھ رکھا اسے گرم پایا پھر اسے اٹھایا اور یہ دعا کی: ہم آگ سے خدا کی بارگاہ میں پناہ مانگتے ہیں ہم اس دنیا کی آگ کی طاقت نہیں رکھتے تو جہنم کی آگ کیسے برداشت کریں گے۔

اس طرح امامؑ اس دعاء کو پڑھتے رہے حتیٰ جب وہ پیالہ ٹھنڈا ہوا تو آپ نے اس میں ہاتھ رکھا اور ہم نے بھی ہاتھ بڑھائے جب ہمارا کھانا کچھ ٹھنڈا ہوا، آپ نے اور ہم نے کھانا کھایا پھر دستر خوان اٹھا لیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اے جوان! کچھ اور لاؤ، تو ایک تھال میں کھجور لائی گئی، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا جو کھجور تھی میں نے عرض کی: خدا آپ کو سلامت رکھے، یہ انگور و پھلوں کا زمانہ ہے، امامؑ نے فرمایا؛ یہ کھجور ہے (ان سے بہتر ہے)۔ پھر فرمایا: اس کو اٹھالو اور کچھ دوسری چیز لاؤ پھر کھجور لائی گئی تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے عرض کی: یہ بھی کھجور ہے، امامؑ نے فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے۔

[نبی اکرمؐ کے پاکیزہ اخلاق کا بیان]

معاویہ بن وہب نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب سے خدا نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کیا آپ نے وفات کے دن تک خدا کی بارگاہ میں تواضع کی خاطر کبھی تکیہ و ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا، اور نہ آپ نے کسی محفل میں کبھی حاضرین کے سامنے گھٹنے پھیلائے اور جب بھی نبی اکرم ﷺ نے کسی شخص سے مصافحہ کیا تو اپنا ہاتھ اس کے ساتھ سے نہیں کھینچا حتی کہ وہ اس شخص نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور نہ نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی سے برائی میں مقابلہ کیا حالانکہ خدا نے آپ سے فرمایا تھا بہتر طریقہ سے برائی کو دور کر دیں، اور نہ کبھی نبی اکرم ﷺ نے سوالی کو خالی لوٹایا اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو اس کو دے دیتے ورنہ فرماتے: خدا مجھے عطا کرے گا اور جب بھی آپ نے خدا کے ہاں سے مانگ کر دینے کی بات کی تو خدا نے آپ کو اس کی اجازت دی اگرچہ آپ جنت عطا کرتے تو خدا اس کی بھی اجازت دیتا۔

[امام علیؑ کی عبادتوں کا بیان]

اور فرمایا: اور خدا کی قسم جس کے قبضہ میں امام علی کی جان تھی، آپ کے بعد آپ کے بھائی امام علیؑ نے دنیا میں کبھی حرام نہیں کھایا حتیٰ اس دنیا سے چلے گئے خدا کی قسم! جب آپ کے سامنے خدا کی اطاعت کے دو کام پیش ہوتے تو آپ اپنے بدن پر سخت اور مشکل کام کا انتخاب کرتے تھے خدا کی قسم! آپ نے خدا کی ذات کی خاطر ہزار غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کی قیمت کے مال کی کمائی میں آپ نے اپنے ہاتھوں کو زخمی کیا، خدا کی قسم! نبی اکرم ﷺ کے بعد امام علیؑ کے سوا آپ جیسے اعمال کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا تھا خدا کی قسم! نبی اکرم ﷺ پر جب بھی کوئی مصیبت و مشکل پڑی تو آپ نے اس میں امام علیؑ کو آگے کیا کیونکہ آپ کو ان پر مکمل اعتماد و اطمینان تھا جب نبی اکرم ﷺ امام علیؑ کو جنگ کا علم دیکر بھیجتے تو جبرئیل آپ کے دائیں اور میکائیل آپ کے بائیں ہو کر لڑتے پھر آپ اس حالت میں لوٹتے کہ خدا آپ کو فتح عطا کر دیتا تھا۔

[امام علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کا گھریلو تقسیم کار]

۱۷۶۔ زید بن حسن کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: امام علیؑ نبی اکرم ﷺ سے کھانے پینے اور سیرت و کردار میں بہت مشابہ تھے، آپ روٹی اور زیتون کھاتے اور لوگوں کو روٹی اور گوشت کھلاتے تھے۔

فرمایا: امام علیؑ پانی اور ایندھن لاتے اور حضرت فاطمہؑ چکی پیستیں آٹا گوندھتیں اور روٹی پکاتی تھی اور کپڑوں کو پیوند لگاتی تھیں آپؑ بہت خوبصورت تھی گویا آپ کے رخسارے گلاب کی پتیاں ہوں خدا آپ پر اور آپ کے والد، شوہر، اور اولاد پاک پر درود بھیجے۔

[انبیاء کی قوت و شفافیت کردار]

۱۷۷۔یونس نے نسبت دی: امام صادقؑ نے فرمایا: خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر وہ مزاج کا قوی اور مضبوط اور صاف و شفاف طبیعت کا مالک تھا اور خدا نے جس نبی کو بھی بھیجا اس نے خدا کیلئے بداء اور اس کی مرضی کی ایجادات کا اعتراف کیا۔

[نبی اکرمؐ کی اونٹنی کو بھگا کر گرانے کی کوشش اور اونٹنی کی وفا]

۱۷۸۔عبدالحمید نے ایک واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو بھگا کر گرانے کی کوشش کی تو اونٹنی نے آپ سے عرض کی: خدا کی قسم! میں ایک قدم بھی نہیں اٹھاؤں گی اگرچہ میرے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

[امام صادقؑ کا آل یعقوبؑ کیطرح قافلوں کی خواہش کرنا]

۱۷۹۔ابراہیم بن عمر نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: کاش ہمارے لیے آل یعقوب کی مانند قافلے ہوتے حتی خدا ہم میں اور اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کر دیتا[1]۔

[خدا کا حکمت والے کی نیک نیت کو تسبیح قرار دینا]

۱۸۰۔اسماعیل بن محمد نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے میں ہر حکمت و دانائی کی بات کو قبول نہیں کرتا بلکہ حکمت کی بات سے اس کی خواہش اور نیت کو قبول کرتا ہوں اگر اس کا مقصد اور نیت میری رضا حاصل کرنا ہو تو میں اس کی نیت کو تسبیح و تقدیس بنا دیتا ہوں۔

۱۸۱۔طیار نے امام صادقؑ سے خدا کے فرمان کے بارے میں نقل کیا: ہم ان کو آفاق اور ان کی جانوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے حتی ان کو واضح ہو جائے گا، امام نے فرمایا: اس کو چھوڑ، اس سے قائم آل محمد کا قیام مراد ہے۔

[امام علیؑ کی اطاعت اور نافرمانی کا انجام]

۱۸۲۔ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے ہاں امام علیؑ کی اطاعت کرنا ذلت و خواری کا سبب ہے جبکہ ان کی نافرمانی کرنا خدا کی ذات کا کفر وانکار ہے۔

کہا گیا: اے خدا کے رسول! علی کی اطاعت ذلت کیسے ہے اور ان کی نافرمانی خدا کا کفر کیسے ہے؟

---

[1]۔کیونکہ امامؑ کو اپنے شہر میں مختلف قوم و قبیلوں اور حکام و امیروں کی طرف سے اذیت کا سامنا تھا آپ نے خواہش کی کہ کاش اولاد یعقوب کی طرح سفر کرتے اور کسی امن وامان کی جگہ پر رہ کر اپنے علوم سے لوگوں کو فیضیاب کرتے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علی تمہیں حق کی ترغیب دیتے ہیں اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور اگر ان کی نافرمانی کرو گے تو خدا کا کفر و انکار کرو گے۔

[انسانیت کا معیار اور مصادیق]

۱۸۳۔ عبداللہ بن جبلہ نے اسحاق بن عمار یا دوسرے کسی راوی سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں اور ہمارے شیعہ عرب ہیں اور دوسرے لوگ عربی بدو ہیں۔

۱۸۴۔ زرارہ بن اعین نے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: ہم قریش ہیں اور ہمارے شیعہ عرب اور خاندانی لوگ ہیں اور دوسرے لوگ رومیوں کے غلام عجمی کافروں کی مانند ہیں۔

[امام زمانہؑ کا منبر کوفہ سے بیان اور لوگوں کی حالت]

۱۸۵۔ حسن بن محبوب نے بعض راویوں کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: گویا میں امام قائمؑ کو کوفہ کے منبر پر دیکھ رہا ہوں آپ نے قبا زیب تن کی ہوئی ہے آپ قباء کی جیب سے سونے کی انگوٹھی سے مہر شدہ کتاب نکالیں گے اس کی مہر توڑیں گرے اور اسے لوگوں کے سامنے پڑھیں گے تو لوگ آپ کے ارد گرد سے ایسے بھاگیں گے جیسے بھیڑ بکریاں ڈر کر بھاگتی ہیں تو سوائے نقیب اور شریف زادوں کے کوئی نہیں بچے گا تو آپ ایک کلام فرمائیں گے تو انہیں کوئی پناہ نہیں ملے گی حتی آپ کے پاس پلٹ آئیں، اور میں اس کلام کو جانتا ہوں جو امام قائم بولیں گے۔

۱۸۶۔ عمرو بن شمر نے جابر جعفی سے روایت کی کہ امام باقرؑ نے فرمایا: حکمت و دانائی مومن کی گمشدہ میراث ہے تم میں سے کوئی ایک اپنی گمشدہ میراث کو جہاں بھی پائے اسے حاصل کر لے۔

[اشعث بن قیس کندی اور اس کی اولاد کا امام علیؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے قتل میں شریک ہونا]

۱۸۷۔ سلیمان جو علی بن یقطین کے کاتب تھے اس نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اشعث بن قیس (کندی) امام امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے خون (قتل) میں شریک تھا اس کی بیٹی جعدہ نے امام حسن مجتبیٰؑ کو زہر دیا اور اس کے بیٹے محمد نے امام حسینؑ کو خون میں شرکت کی۔

[دل کے سیاہ نکتوں اور شیطانی وسوسوں سے پناہ]

۱۸۸۔ صبّاح حذّاء (جوتے فروش موچی) نے ابو اسامہ (زید شحّام؛ چربی فروش) سے روایت کی، اس کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے ساتھ سواری پر چلا، امامؑ نے مجھ سے فرمایا: پڑھ، میں نے قرآن کریم کی ایک سورہ نکالی اور اسے پڑھا، امامؑ نرم دل ہوئے اور رونا شروع کر دیا پھر فرمایا: اے ابو اسامہ، ذکر خدا کے وقت اپنے دلوں کا خیال کرو اور دل میں سیاہ نکتے اور وسوسوں سے خوف کھاؤ دل پر کبھی ایسا موقع یا ایسی گھڑیاں آتی ہیں (شک راوی صباح کی طرف سے ہے) کہ اس میں ایمان و کفر کچھ بھی نہیں ہوتا وہ بوسیدہ کپڑے یا بھر بھری ہڈی کی مانند ہوتا ہے۔

اے ابو اسامہ ! کیا کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تم اپنا دل حاضر نہیں پاتے اور تم اس میں کسی نیکی یا بدی کو یاد نہیں کر سکتے اور نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہاں، مجھے کبھی ایسی حالت طاری ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ لوگوں سے بھی ایسا ہوتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں، کوئی بھی ایسی حالت سے خالی نہیں ہے، فرمایا: جب ایسا ہو تو خدا کو یاد کرو اور سیاہ نکتے اور شیطانی وسوسے سے خوفزدہ رہو کہ جب خدا کسی بندے سے خیر و نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور جب اس سے کسی دوسری حالت کا ارادہ کرتا ہے تو دوسری چیز کو اس کے دل میں چسپاں کر دیتا ہے میں نے عرض کی: وہ دوسری چیز کیا ہے میں آپ پر قربان جاؤں۔

امامؑ نے فرمایا: جب اس میں کفر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں کفر کو چسپاں کر دیتا ہے۔

[حجۃالوداع کے بعد نبی اکرمؐ کا خطبہ]

۱۹۰۔ابو مریم (خدیجہ جمال، اونٹ فروش) نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: میں نے جابر بن عبداللہ انصاری صحابی سے سنا ان کا بیان ہے نبی اکرم ﷺ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے ہم اپنی محفل میں تھے جبکہ آپ اپنی سواری اونٹنی پر تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ حجۃالوداع سے واپس آئے ہمارے پاس ٹھہر گئے سلام کیا ہم نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے لوگوں پر دنیا کی محبت غلبہ کر رہی ہے حتی محسوس کرتے ہیں کہ موت اس دنیا میں دوسرے لوگوں کیلئے لکھی گئی ہے اور گویا حق اس دنیا میں دوسرے کیلئے واجب ہوا ہے حتی گویا انہوں نے اپنے سے پہلے مردوں کو نہ سنا اور نہ دیکھا ہے ان کی راہ ان مسافروں کی طرح ہے جو عنقریب کم مدت میں ان مردوں کی طرف پلٹ جائیں گے ان کے گھر ان کی قبریں بن جائیں گی اور ان کی میراث کو لوگ کھائیں گے تو وہ گمان کریں گے کہ وہ وہ ان کے بعد ہمیشہ رہیں گے۔

ہرگز نہیں، دور ہو جاؤ، کیا ان کے بعد والے اپنے پہلے والوں سے نصیحت حاصل نہیں کرتے، انہوں نے خدا کی کتاب قرآن کریم کے ہر نصیحت و وعظ کرنے والے ہر فرمان کو بھلا دیا ہے اور اس سے جاہل و نادان بن گئے ہیں اور ہر برے انجام کے شر و برائی سے خود کو محفوظ سمجھنے لگے ہیں۔

بشارت اس شخص کیلئے ہے جسے خدا کا خوف لوگوں کے خوف سے روک دے اور بشارت اس شخص کیلئے ہے جسے اپنے عیوب اور نقائص اپنے مومن بھائیوں کی عیب جوئی سے روک دیں اور بشارت اس شخص کیلئے ہے جو خدا کے سامنے تواضع کرے اور خدا کی حلال کردہ چیزوں سے میری سیرت میں روگردانی کئے بغیر (خدا کی خاطر) پرہیز کرے، اور دنیا کی رنگینیوں اور شادابی کو میری سنت سے منہ موڑے بغیر خوف خدا کی وجہ سے اجتناب کرے اور میرے بعد میری عترت پاک کے بہترین افراد کی پیروی

کرے اور متکبرین، فخر فروش افراد اور دنیا میں رغبت لینے والوں اور میری سنت و سیرت کے خلاف بدعت نکالنے والوں اور میری سیرت و کردار کے خلاف عمل کرنے والوں سے دور رہے۔

بشارت اس شخص کیلئے ہے جو مومنین سے بغیر معصیت و نافرمانی کے مال کمائے اور اسے نافرمانی کے علاوہ حلال کاموں میں خرچ کرے اور اسے مسکینوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرے۔

بشارت اس شخص کیلئے ہے جو لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے اور ان کی مدد کرے اور اپنے شر و برائی کو ان سے روکے رکھے۔

بشارت اس شخص کیلئے ہے جو میانہ روی اختیار کرے اور زائد مال و دولت کو خرچ کرے اور فضول باتوں اور برے کاموں سے پرہیز کرے۔

[حکماء کی چند باتیں]

۱۹۱۔ معلیٰ بن محمد نے نسبت دی کہ بعض حکماء اور دانا افراد سے منقول ہے فرمایا:

۱) لوگوں میں ان کیلئے مال و دولت اور بے نیازی کی تمنا اور خواہش کرنے کے زیادہ حقدار بخیل و کنجوس لوگ ہیں کیونکہ جب لوگ بے نیاز اور مالدار ہو جائیں گے تو ان کے مال مال و دولت کو حاصل کرنے سے باز رہیں گے۔

۲) اور لوگوں میں ان کے صالح و نیکوکار بننے کی تمنا کرنے کے زیادہ حقدار عیب دار اور گناہ گار لوگ ہیں کیونکہ جب لوگ نیکوکار بن جائیں گے تو ان کے عیوب کی ٹوہ لگانا چھوڑ دیں گے۔

۳) اور لوگوں میں ان کے حلم و بردباری کی تمنا کرنے کے زیادہ حقدار سفیہ و بے وقوف لوگ ہیں جنہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کی بے وقوفیوں کو معاف کر دیا جائے۔

(مگر حقیقت اس کے برعکس ہے) بخیل و کنجوس افراد لوگوں کے فقر و فاقہ کی تمنا رکھتے ہیں۔

اور گناہ گار افراد دوسرے لوگوں کے فسق و فجور کی تمنا رکھتے ہیں۔

اور معصیت کار افراد لوگوں کے بے وقوف ہونے کی تمنا رکھتے ہیں۔

جبکہ فقر و فاقہ میں بخیل کے مال کی ضرورت پڑتی ہے۔

اور فساد و فتنہ میں گناہگاروں کی عیب جوئی کی جاتی ہے۔

اور بے وقوفی کی حالت میں دوسرے کے گناہوں کی سزا دی جاتی ہے۔

[مومن سے مشکل بیان کرنے کے فوائد]

۱۹۲۔ قاسم بن یحییٰ نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: اے حسن! جب تجھ پر مصیبت آئے تو اپنے مخالفین میں سے کسی کے پاس اس کی شکایت نہ کرو بلکہ اس کو اپنے دینی بھائیوں کے پاس بیان کرو تو اس طرح تمہیں چار صفتوں میں سے کوئی ایک نصیب ہو گی:

۱) یا مال و دولت کے ذریعہ تیری مدد ہو جائے گی۔
۲) یا اپنے مقام و مرتبہ سے تیری کی جائے گی۔
۳) یا تجھے ایسی دعا ملے گی جو تیرے حق میں قبول ہو گی۔
۴) یا بہترین رائے کے ذریعہ تجھے خالص مشورہ دیا جائے گا۔

امام امیر المومنینؑ کا خطبہ

۱۹۳۔ عبداللہ بن ابی حارث ہمدانی نے جابر جعفی کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: امام علیؑ نے خطبہ دیا تو فرمایا:

[خدا کی حمد و ثناء کا بیان]

حمد اس خدا کی جو ظالموں کو ذلیل و رسوا کرنے والا ہے اور عدل کرنے والوں کو بلند و بالا مرتبے دینے والا ہے وہ نقصان بھی پہنچاتا ہے اور نفع بھی دیتا ہے وہ فضل و کرم کرنے والا اور وسعت دینے والا ہے اس کی حمد و ثناء عظیم ہے اس کے نام سچے ہیں وہ غیب کی باتوں کا احاطہ رکھتا ہے اور جو کچھ دلوں میں ابھرتا ہے ان کو جانتا ہے اس نے موت کو اپنی مخلوق میں اپنا عدل قرار دیا ہے اور ان پر زندگی کا کرم کر کے نعمت دی اور وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور رزق و روزی مقرر کرتا ہے اس نے اس کی مقدار کو اپنے علم سے محکم کر دیا ہے اور اپنی حکمت و دانائی سے اس کی تدبیر کو مضبوط بنایا ہے اور وہ خبیر و بصیر ہے وہ بغیر فناء کے ہمیشہ سے ہے اور بغیر انتہاء کے ہمیشہ باقی رہے گا، وہ سب کچھ جانتا ہے جو زمین و آسمان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان اور زمین کی تہوں کے نیچے ہے، میں خدا کی خالص حمد و ثناء کرتا ہوں جو ملائکہ اور نبیوں کی حمد خدا کے دربان میں محفوظ ہے ایسی حمد جس کی مقدار گنی نہیں جا سکتی اور اس کی مدت معین نہیں اس جیسی حمد کوئی نہیں کر سکتا میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر توکل کرتا ہوں اور اس سے ہدایت طلب کرتا ہوں اور اسے اپنی مدد کیلئے کافی سمجھتا ہوں اور اس سے خیر و برکت کی دعا کرتا ہوں اور اس کی خوشنودی کا طلبگار ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دیں اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں، خدا ان پر اور ان کی آل پاک پر درود بھیجے۔

[دنیا کی بے ثباتی کا بیان]

اے لوگو! دنیا تمہارا گھر اور ٹھکانہ نہیں ہے، تم اس میں ایسے مسافر اور قافلے والوں کی طرح ہو جو رات کے آخری حصہ میں ستانے کیلئے بیٹھ گئے اپنی سواریاں بٹھا دیں پھر سفر پر روانہ ہوگئے وہ کم سامان کے ساتھ چلتے بنے۔انہیں چلے جانے سے کوئی انکار نہیں ہے اور نہ چھوڑی ہوئی جگہ کی طرف پلٹ کر آنا ہے انہیں جلدی چلایا گیا تو جلدی چل پڑے اور انہیں دنیا کی رغبت ہو تو اس سے کچھ لے نہ سکے حتی جب ان کی جان نکالی گئی اور وہ ان لوگوں کے گھروں میں پہنچ گئے جن کے نامہ اعمال کی قلمیں خشک ہو چکیں تو ان میں سے اکثر و بیشتر کی کوئی خبر نہیں بچی اور نہ ان کا کوئی نام و نشان رہا وہ دنیا میں بہت کم ٹھہرے انہیں بہت جلد آخرت کی طرف بھیج دیا گیا تو اب تم ان کے گھروں میں رہ تے ہو تم انہی کے آثار و نشانات پر چل رہے ہو سواریاں تمہیں لیکر چل رہیں ہیں اس میں نہ کوئی تھکن ہے اور نہ سستی کرتی ہیں۔ تمہارے دن تمہاری سانسوں سے چلتے ہیں اور تمہاری راتیں تمہاری روحوں کو لے جاتی ہیں۔ تم ان حالات کی کہاں پر چل رہے ہو اور تم ان کی راہوں کی مانند ان کی پیروی کر رہے ہو تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے تم اس میں سفر کرتے ہوئے اتر پڑے ہو موت تم پر آنے والی ہے تم میں اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے تمہاری خبروں کو اس کی سواریاں ثواب و عذاب اور جزاء و حساب کے گھر پہنچا رہی ہیں۔

خدا اس بندے پر رحم کرے جو اپنے رب کا خیال رکھے اور اپنے گناہ سے اجتناب کرے اور اپنی خواہشات کا انکار کرے اور اپنی امیدوں کو جھٹلا دے ایسا شخص جو اپنے نفس کو تقوی کی مہار ڈال دے اور اپنے رب کے خوف کی لگام سے باندھ دے اور خدا کی اطاعت کی طرف اس کی لگام سے اسے ہنکائے اور اسے اس کی لگام سے معصیت سے کھینچ کر روک دے اور اپنی آنکھیں قیامت کی طرف لگائے ہوئے ہو اور ہر وقت اپنی موت کا انتظار اور توقع رکھتا ہو اور ہمیشہ فکر کرے اور راتوں کو جاگ کر خدا کی عبادت کر کے دنیا سے کنارہ کش ہو کر تھک چکا ہو اور اپنی آخرت کی حفاظت کیلئے سخت کوشاں ہو۔ایسا شخص جو صبر کو اپنی نجات کی سواری قرار دے اور تقوی کو اپنی وفات کی تیاری اور اپنی بیماری کا علاج بنا لے اور عبرت حاصل کرے اور غور و فکر کر کے دنیا اور لوگوں کو چھوڑ دے اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے اور راہ راست پر آنے کیلئے علم حاصل کرے اپنے دل میں قیامت کی یاد کو مزین کرے اور اپنا بستر لپیٹ دے اور اپنے تکیہ کو چھوڑ دے اور اپنے اعضاء پر کھڑا ہو جائے اور اپنے دائیں بائیں پاؤں پر ٹیک لگائے خدا سے خوف کھائے، چہرے اور ہتھیلیوں پر باری باری ٹیک لگائے مخفیانہ طور پر خدا سے ڈرے اور اس کے آنسو جاری ہوں اس کا دل خوفزدہ ہو اس کے آنسو شدت سے بہتے رہیں خوف خدا سے اس کے اعضاء و جوارح کانپتے ہوں اس کے ہاں خدا کی رغبت عظیم اور اور خدا سے اس کا خوف شدید ہو اور وہ اپنے معاملات میں ضرورت کی حد پر اکتفاء کرے۔

امام علیؑ کا [روز جمعہ کا] خطبہ

۱۹۴۔ابن محبوب نے محمد بن نعمان یا کسی دوسرے راوی کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے امام امیر المومنینؑ کا جمعہ کے دن کا خطبہ ذکر کیا، فرمایا:

[خدا کی حمد و ثناء]

حمد اس خدا کی جو تمام حمد کا اہل اور ولی ہے اور وہ حمد کی انتہاء ہے وہ مخلوقات کی ابتداء کرنے والا اور انہیں بغیر مثال کے ایجاد کرنے والا ہے وہ عظیم اور برتر ہے اور عزت و اکرام کا مالک ہے، وہ کبریائی میں یکتا اور نعمتوں میں واحد ہے اپنی عزت کی وجہ سے غالب آنے والا ہے اور اپنے قہر و طاقت سے ہر چیز پر مسلط ہے اپنی قوت سے ظالموں کو روکتا ہے اور اپنی قدرت سے پوری کائنات کا نگہبان ہے، ہر چیز سے بلند و بالا ہے اس کے احسانات کی وجہ سے اس کی حمد کی جاتی ہے وہ اپنے عظیم احسانات کرنے والا ہے اپنا رزق و روزی دینے والا ہے اپنی نعمتوں کو کامل کرنے والا ہے ہم اس کی نعمتوں کامل کرنے والا ہے ہم اس کی نعمتوں کے مسلسل شامل حال ہونے پر ایسی حمد کرتے ہیں جو اس کی عظمت و جلالت کے مطابق ہو اور اس کی نعمتوں اور کبریائی کے اندازہ کو پر کردے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہ اپنے اول ہونے میں قدیم ہے اور ابدی ہونے میں ازلی ہے غالب ہے تمام مخلوقات اس کی وحدانیت و یکتائی ربوبیت اور قدیم و ازلی ہونے میں اس کے سامنے جھکتی ہیں اور اس کے دائمی اور ابدی ہونے کے سامنے خوار ہیں۔

[رسالت کی گواہی]

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اور رسول ہیں اور منتخب مخلوق ہیں خدا نے انہیں اپنے علم کیلئے منتخب کیا اپنی وحی کیلئے چن لیا اور اپنے راز پر ان کو امین بنایا اور اپنی مخلوق کیلئے ان کو برگزیدہ کیا، اپنے عظیم امور کی طرف ان کو دعوت دی اور اپنے دین کے معالم اور تعلیمات کی روشنی اور اپنی راہ کے طریقوں اور اپنی وحی کی کلید اور اپنی رحمت کے دروازے کے اسباب کیلئے ان کو چنا۔ انہیں اس وقت بھیجا جب نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور علم و دانش کی ترقی رک چکی تھی، اور مختلف اقوام آپس میں اختلاف کا شکار تھیں اور حق سے بھٹک چکیں تھیں اور اپنے رب کریم سے ناآشنا تھیں اور محشر و قیامت کی انکاری تھیں خدا نے ان کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا تمام عالمین کیلئے رحمت بنایا، ایسی کریم کے ساتھ بھیجا جس کو فضیلت دی اور تفصیل سے بیان کیا اور اس کی وضاحت کی اور عزت اور اکرام سے نوازا اسے اس کے آگے پیچھے سے باطل کے آنے سے حفاظت کی وہ حکمت والے حمد و ثناء کے مالک خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

خدا نے اس میں مثالیں بیان کیں اور اس میں نشانیاں لکھیں تاکہ وہ عقل و شعور سے کام لیں اس میں حلال کو حلال قرار دیا اور حرام اور قبیح کاموں کو حرام کیا اس میں اپنے بندوں کیلئے دین کے احکام بیان کیئے تاکہ ان کیلئے عذر اور انذار بن جائے تاکہ لوگوں کیلئے خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہے اور عبادت گزاروں کو پیغام پہنچ جائے۔ پس نبی اکرم ﷺ نے خدا کی رسالت اور پیغام کو پہنچا دیا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا خدا کی عبادت کی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی، خدا تعالیٰ حضرت نبی اور آپ کی آل پر درود و سلام بھیجے۔

[تقوی کی تلقین]

اے بندگان خدا! میں تمہیں اور اپنی آپ کو تقوی خدا کی وصیت و نصیحت کرتا ہوں جس نے تمام امور کی ابتداء اپنے علم و دانش سے کی۔ اور سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اس کے دست قدرت میں تمام امور اور تمہاری فناء ہے۔ تمہارے دنوں کا خاتمہ، تمہاری عمروں کی فناء، تمہاری موت کا اختتام؛ یہ سب اس کے پاس ہے۔ گویا یہ دنیا کے ایام عنقریب ہم سے اس طرح ختم ہو جائیں گے جس طرح ہم سے پہلے والوں سے ختم ہو گئے۔

پس بندگان خدا! اس دنیا میں آخرت کے طویل دنوں کیلئے کوشش کر لو وہ عمل کا دن ہے اور آخرت ٹھہرنے اور جزاء کا گھر ہے اس دنیا کو چھوڑ دو۔ جس نے اس دنیا سے دھوکہ کھایا وہ واقعاً دھوکہ کھائیں۔

جب رغبت رکھنے والے لوگوں کی خواہشات، دنیا میں لگ جائیں جو اس کو پسند کرتے ہیں اس سے سکون حاصل کرتے ہیں اس پر فریفتہ ہوتے ہیں تو دنیا اپنے ایام سے آگے نہیں بڑھ سکتی جیسا خدا نے فرمایا ویسی رہے گی:

دنیاوی زندگی کی مثال یقینا اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین کی نباتات گھنی ہو گئیں جن میں سے انسان اور جانور سب کھاتے ہیں [پھر جب زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی اور زمین کے مالک یہ خیال کرنے لگے کہ اب وہ اس پر قابو پا چکے ہیں تو (ناگہاں) رات کے وقت یا دن کے وقت اس پر ہمارا حکم آ پڑا تو ہم نے اسے کاٹ کر ایسا صاف کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ بھی موجود نہ تھا، غور و فکر سے کام لینے والوں کے لیئے ہم اپنی نشانیاں اس طرح کھول کر بیان کرتے ہیں].

حالانکہ تم میں سے کسی شخص کو اس دنیا سے کوئی نعمت اور آسائش حاصل نہیں ہوتی مگر وہ اسے رلا کر رکھ دیتی ہے کسی کو امن و سکون کا لمحہ نہیں ملتا مگر اس میں مصیبت آنے یا سلامتی ختم ہونے کا خوف و خطرہ رکھتا ہے اور موت اس کے پیچھے آ رہی ہے اور قیامت کے دن کے خطرات علیحدہ ہیں جب عدل و انصاف سے فیصلہ کرنے والے خدا کے سامنے کھڑا ہو گا ہر شخص کو اس کے کیئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا:

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو بہترین جزا دے [جو لوگ گناہان کبیرہ اور بے حیائیوں سے اجتناب برتتے ہیں سوائے گناہان صغیرہ کے تو آپ کے پروردگار کی مغفرت کا دائرہ یقینا بہت وسیع ہے]۔

خدا سے تقوی اختیار کرو اور خدا کی خوشنودی اور اس کی اطاعت و تقرب کے اعمال انجام دینے میں جلدی کرو وہ قریب ہے اور تمہاری دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے خدا ہمیں اور تمہیں اس کی خوشنودی کے اعمال کرنے والوں میں قرار دے اور اس کی ناراضگی کے اسباب سے بچائے۔

پھر بہترین قصہ اور مؤثر نصیحت اور نفع بخش یاد آوری خدا کی کتاب ہے خدا نے فرمایا: اور جب قرآن پڑھا جائے تو پوری توجہ کے ساتھ اسے سنا کرو اور خاموش رہا کرو، شاید تم پر رحم کیا جائے۔

میں خدا کے دربار میں شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور بنام خدائے رحمٰن و رحیم، قسم ہے زمانے کی، انسان یقینا خسارے میں ہے۔

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

[درود اور سلام]

اللہ اور اس کے فرشتے یقینا نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے.

خدایا! حضرت محمد اور آل محمد پر درود بھیج، حضرت محمد اور آل محمد پر برکت نازل کر، حضرت محمد اور آل محمد پر رحمت نازل کر، حضرت محمد اور آل محمد پر سلام بھیج، بہترین درود و سلام اور برکت و رحمت جیسی حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھیجی، تو حمد و ثناء کا مالک اور عظمت کا اہل ہے۔

خدا حضرت محمدؐ کو مقام وسیلہ اور شفاعت اور شرف و فضیلت اور عظیم منزلت عطا کر۔

خدایا! حضرت محمدؐ کو قیامت کے دن تمام مخلوقات سے بلند مرتبہ عطا کر جو تیرے دربار سے قریب ہو اور قیامت کے دن ان کی عزت کو بلند و بالا اور منزلت و مقام کو افضل بنا دے، خدا یا حضرت محمدؐ اشرف مقام اور درود و سلام اور شفاعت اسلام عطا کرے۔

خدایا! ہمیں ذلت و خواری اور انحراف و ندامت و تبدیلی کے بغیر ان کے ساتھ ملا دے۔اے معبود برحق! ہماری دعا قبول کر۔

[دوسرا مختصر خطبہ جمعہ]

پھر تھوڑی دیر کیلئے بیٹھے پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: حمد خدا کی جو تقویٰ اور حمد کا مالک ہے اور افضل عبادت و بندگی کا اہل ہے اور تعظیم و بزرگی کا سزاوار ہے اس کی عظیم نعمتوں کے تسلسل اور بہترین آزمائش پر حمد ہے اس کی ہدایت پر ایمان رکھتے ہیں جس کی روشنی کبھی ختم نہیں ہوگی اس کے شادابی کبھی خاموش نہیں ہوگی اس کی رسی کبھی نہیں کٹے گی اور ہر شک کی برائی اور فتنوں کی تاریکی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں اور برے اعامل، بری امیدوں، خطرات کے حملے، اہل شک کی شرکت اور زمین میں فجار کے ناحق اعمال پر خوشی ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔خدایا! ہمیں تمام زندہ و مردہ مومنین اور مومنات کو بخش دے جن کو اپنے دین اور اپنے نبی کی امت پر وفات دی۔

خدایا! ان کی نیکیاں قبول کرلے اور ان کی برائیاں بخش دے اور انہیں رحمت و مغفرت اور خوشنودی عطا کر اور زندہ و مردہ مومنین اور مومنات کو بخش دے جنہوں نے تیری یکتائیں بیان کی اور تیرے رسولوں کی تصدیق کی اور تیرے دین سے تمسک

رکھا اور تیرے فرائض پر عمل کیا اور تیرے نبی کی پیروی کی اور تیری نعمتوں کو انجام دیا اور تیرے حلال کو حلال کیا اور تیرے حرام کو حرام کیا اور تیرے عذاب سے خوفزدہ رہے ان کے ثواب سے امید رکھی اور تیرے اولیاء سے محبت کی اور تیرے دشمنوں سے دشمنی رکھی خدایا ہماری نیکیاں قبول کر، ہماری برائیوں کو بخش دے، اپنے صالح بندوں میں اپنی رحمت داخل کر، اے معبود برحق، ہماری دعا قبول فرما۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى
نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ۲۳)
نوادر احادیث اہل بیتؑ
معصومینؑ کے خطبات، خطوط، فرامین اور سیرت کی بیش بہا نمونے
شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی م۳۲۹ق
جلد دوم
مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ
علوم قرآن
علوم حدیث❊
علوم فقه
علم عقائد
علم رجال
علم تاريخ
علم ادب
علم سیرت
علم اصول
علم اخلاق

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

خلاصہ مطالب

یہ تحقیق جو "**نوادر احادیث اہل بیتؑ**" کے عنوان سے تدوین ہوئی ہے دراصل "روضہ کافی" کی بعض احادیث کے ترجمہ و تحقیق پر مشتمل ہے، اس میں حصہ دوم کی کامل روایات کو شامل کیا گیا ہے، اس میں بعض احادیث قدسی، بعض سابقہ انبیاءؑ کے فرامین یا بعض حکماء کے اقوال اور زیادہ تر چہاردہ معصومینؑ کے اقوال اور فرامین شامل ہیں، یہ کتاب اس لیے نوادر کے عنوان سے موسوم ہوئی کہ اس میں اصول و فروع کافی کے برخلاف کسی ایک موضوع کی روایات ذکر نہیں ہیں بلکہ اس میں عقائد و فروع، دعاء و اخلاق، تاریخ و سیرت، طب و حکمت، خواب اور تعبیر خواب، الغرض تکوین و تشریع سے متعلق بہت سے موضوعات کو لکھا گیا ہے۔

اس تحقیق میں مقدمہ علمی کے اندر اس کتاب کی ثقۃ الاسلام کلینی کی طرف نسبت، اس کے متعلق علمی کاموں کی تفصیل شامل ہے، اور ساتھ میں جتنا بن پڑا روایات کی سند یا متن سے متعلقہ علمی بیانات کو علماء اعلام اور اس کتاب کے شارحین اور حاشیہ نگاروں سے استفادہ کیا اور فہم کے مطابق کچھ بیانات کا اضافہ کیا گیا ہے، امید ہے یہ تحقیق اپنی زبان میں اس موضوع اور کتاب سے متعلق مفید ہو گی، خدا ہمیں اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

مقدمہ تحقیق

خداوند کریم نے انسان کو رشد و ہدایت اور کمال کی جستجو کی فطرت پر خلق کیا ہے ،اس فطرت اور عقل و شعور کی بدولت انسان نے دنیا میں علم و دانش کے مختلف شعبوں میں ترقی کی ہے لیکن اس کی بیشتر ترقی مادیات سے متعلق ہے اور اسے روحانی اور ماوراء کے حقائق کو سمجھنے کے لیے آسمانی کتابوں اور انبیاء و اولیاء خدا کی تعلیمات سے بہرہ مند ہونے کی ضرورت پڑتی ہے ،آسمانی کتابوں کی تفسیر اور توضیح کیلئے اولیاء خدا کے اقوال وفرامین استفادہ کیا جاتا ہے ، جن میں چہادہ معصومین کے فرامین مسلمانوں میں بہترین مشعل راہ ہیں۔

ائمہ معصومینؑ کے اقوال وفرامین کی جامع کتابوں میں کتب اربعہ شیعہ امامیہ میں مشہور ہیں ان میں کافی مولفہ ثقۃالاسلام محمد بن یعقوب کلینی کو سب سے زیادہ جامعیت حاصل ہے ،اس کتاب کا آخری حصہ روضہ کافی مختلف موضوعات کی احادیث پر مشتمل ہے جس کی موضوعات فہرست اس تحقیق کے پہلے حصہ میں پیش کی گئی ہے،اس جلد کے مقدمہ تحقیق میں مناسب سمجھا کہ فقہ واحکام شرعی کے علاوہ دوسرے موضوعات تفسیر، اخلاق، فضائل ، سیرت ، تکوینیات وغیرہ کے بارے میں علماء اعلام کے نظریات کا خلاصہ پیش کر دیا جائے تا کہ روایات کے بارے میں ہونے والی افراط و تفریط اوران سے غلط استنتاجات کا سد باب ہو اور روایات کے بارے میں علمی بحث اور جستجو کے ابواب کھلیں۔

[آخرت میں عذر خواہی کی اجازت نہ ملنے کی تاویل]

۲۰۰۔ حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا آپ نے خدا کے فرمان کہ ان کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ معذرت کر سکیں، کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالی اس سے بلند و برتر اور عدل و انصاف میں عظیم تر ہے کہ اپنے بندے کو عذر و مشکل پیش کرنے کا موقع نہ دے لیکن جب وہ بالکل مغلوب و حق کو چھوڑنے کی وجہ سے بے دلیل ہو جائے تو اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔

[متقی کی مشکلیں آسان ہونے اور بے گمان راہوں سے رزق کا معنی]

۲۰۱۔ محمد کناسی کا بیان ہے کہ ہمیں ایک شخص نے حدیث بیان کی اور حدیث کی نسبت امام صادقؑ کی طرف دی: خدا کے فرمان کہ جو شخص خدا سے تقوی کرے خدا اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اسے ایسی راہوں سے رزق دے گا جن کا وہ گمان نہیں رکھتا ہوگا۔

امام نے فرمایا: یہ ہمارے کمزور شیعہ کا ایک گروہ ہے ان کے پاس اتنی طاقت و استطاعت نہیں ہے کہ وہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس سفر کر کے آ سکیں اور ہماری حدیثیں سنیں اور ہمارے نور علم سے فیض یاب ہوں ان سے برتر ایک قوم سفر کرتے ہیں وہ اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں اور اپنے جسموں کو تھکاتے ہیں اور ہماری احادیث کو سنتے ہیں اور ان احادیث کو ان لوگوں کے پاس لے جاتے ہیں پس وہ کمزور شیعہ انہیں یاد کرتے ہیں اور وہ مالدار لوگ انہیں علم عطا کرتے ہیں جن کا وہ گمان نہیں کرتے تھے۔

اور خدا کے اس فرمان کہ کیا تمہیں ڈھانپنے والی کی خبر پہنچی ہے امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امام کو دھوکہ دیتے ہیں یہاں تک کہ یہ آیت پڑھی یہ ان کو کچھ بھی بھوک پیاس سے فائدہ نہیں دے گا امامؑ نے فرمایا: یہ ان کو نہ فائدہ دے گا نہ ان کو بے نیاز کرے گا نہ ان کو آنا فائدہ دے گا اور نہ ان کو بیٹھنا فائدہ دے گا۔

[سرگوشی والی آیت کی تاویل]

۲۰۲۔ ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان تین افراد کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر خدا ان کے ساتھ چوتھا ہوتا ہے اور پانچ افراد کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر خدا ان کے ساتھ چھٹا ہوتا ہے نہ اس سے کم نہ زیادہ مگر خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی ہوں پھر قیامت کے دن ان کو ان کے کیئے کی خبر دی جائے گی، بے شک خدا پاک ہر چیز کو خوب جانتا ہے امامؑ نے فرمایا: یہ آیت فلاں، فلاں اور ابو عبیدہ بن جراح، عبدالرحمٰن بن عوف، سالم مولی ابو حذیفہ اور مغیرہ

بن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے آپس میں ایک معاہدہ لکھا اور عہد و پیمان کیا اور اتفاق کیا کہ اگر محمد چلے گئے تو خلافت و حکومت بنو ہاشم میں نہ جائے گی اور نہ کبھی ان میں نبوت جائے گی خدا نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: خدا کا فرمان ہے یا وہ جتنا محکم کر لیں ہم بھی محکم کرنے والے ہیں وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی سرگوشی نہیں سنتے ہاں ان کے پاس ہمارے لکھنے والے رہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: شاید تم سمجھو کہ وہ دن اس دن کی طرح تھا جب وہ معاہدہ لکھا گیا کہ امام حسینؑ کو قتل کیا جائے گا، اس طرح خدا کے سابقہ علم میں تھا جو خدا نے اپنے رسول کو بتادیا تھا کہ جب امام حسینؑ کے قتل کا معاہدہ لکھا جائے گا اور بنو ہاشم سے حکومت کو نکالا جائے گا اور ویسا ہی ہوا۔

میں نے عرض کی؛ خدا کا فرمان ہے اگر مومنین کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اگر ایکدوسرے پر بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والے گروہ سے لڑو حتیٰ وہ خدا کے حکم کی طرف لوٹ آئے اگر لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل وانصاف سے صلح کرادو۔

امامؑ نے فرمایا: یہ دو گروہ ہیں اس آیت کی تاویل بصرہ جنگ جمل کے دن آئی وہی اس آیت کے اہل تھے انہوں نے امام امیر المومنینؑ پر بغاوت کی تو امام پر ان سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا واجب ہو گیا یہاں تک کہ وہ امام کے حکم کی طرف لوٹ آئیں، اور اپنی رائے سے پلٹ آئیں کیونکہ انہوں نے خوشی خوشی بغیر کسی مجبوری کے امام کی بیعت کی تھی اور وہ بغاوت کرنے والا گروہ تھا جیسا خدا نے فرمایا تو امام علیؑ پر ان میں عدل کرنا واجب ہو گیا تھا جب ان پر فتح حاصل کی جیسا نبی اکرم ﷺ نے ان میں عدل قائم کیا تھا آپ نے ان پر احسان کیا اور ان کو بخش دیا تھا اس طرح امام علیؑ نے اہل بصرہ کے ساتھ کیا جب ان پر فتح پائی جیسا نبی اکرم ﷺ نے اہل مکہ سے کیا بالکل ویسا کا ویسا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: خدا کا فرمان ہے اوندھی بستی والے جو جھک پڑی تھی امام نے فرمایا: یہ بصرہ والے ہیں وہی بستی ہے۔

میں نے عرض کی: بستی والوں کے پاس ہمارے پیغام لانے والے روشن دلیلیں لائے؟

فرمایا: وہ لوط کی قوم ہے ان پر ملائکہ نے بستی الٹ دی تھی۔

[قریش کی محفل میں حضرت سلمان فارسی کا اپنا نسب بیان کرنا]

۲۰۳۔ حنان صیرفی (سونار) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت سلمان فارسی قریش کے کچھ افراد کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے تو قریش والوں نے اپنے نسب بیان کرنا شروع کر دیئے اور اپنے نسب بیان کر کے سلمان تک پہنچے تو عمر بن خطاب نے ان سے کہا: مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ تمہارا باپ کون ہے؟ تمہاری اصل کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: میں سلمان بن عبداللہ ہوں، میں گمراہ تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کے صدقے مجھے ہدایت دی اور میں فقیر تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کے واسطے مجھے غنی و بے نیاز کیا میں غلام تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کے صدقہ میں آزاد کیا، یہ میرا حسب و نسب ہے۔

امامؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے جب کہ حضرت سلمان بات کر رہے تھے حضرت سلمان نے عرض کی: اے خدا کے رسول! میں ان سے ملا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا انہوں نے نسب بیان کرنا شروع کر دیئے اور اپنے انساب کو بلند شمار کرنے لگے حتی مجھ تک پہنچے تو عمر نے مجھ سے کہا: تو کون ہے تیری اصل کیا ہے اور تیرا حسب کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا جواب دیا؟

سلمان نے عرض کی: میں نے جواب دیا میں سلمان بن عبداللہ ہوں میں گمراہ تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کے صدقے مجھے ہدایت دی اور میں فقیر تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کے واسطے مجھے غنی و بے نیاز کیا میں غلام تھا خدا نے حضرت محمد ﷺ کے صدقہ میں آزاد کیا، یہ میرا حسب و نسب ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے قریش والو! انسان کا حسب اس کا دین ہوتا ہے اس کی مروت اور شخصیت اس کا اخلاق ہوتا ہے اس کی اصل اس کی عقل ہوتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا: ہم نے تمہیں ایک مرد و عورت سے پیدا کیا تمہارے قوم قبیلے بنائے تاکہ تم پہچانے جاؤ تم میں خدا کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے، پھر نبی اکرم نے سلمان سے فرمایا: تجھ پر ان سے کسی کو فضیلت و برتری حاصل نہیں مگر خدا کے تقوی کے ذریعہ اور اگر تجھے تقوی میں ان پر فضیلت ہو تو تم ان سے افضل ہو۔

[امام علیؑ کا حکومت سنبھالنے کے بعد پہلے خطبہ میں عدل کا اعلان اور عقیل کے اعتراض کا جواب]

۲۰۴۔ محمد بن مسلم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب امام علیؑ نے حکومت سنبھالی منبر پر تشریف لائے خدا کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: خدا کی قسم! جب تک یثرب میں میرے لیے کھجور کا ایک بھی درخت ہے تمہارے بیت المال سے ایک درہم بھی نہیں لوں گا پس اپنے دل سے سچ پوچھو کہ میں اپنے آپ کو روک کر تمہیں بے جا و بغیر استحقاق کے عطا کروں گا۔

امام صادقؑ کا فرمان ہے آپ کے سامنے عقیل کھڑے ہوئے خدا اس کو عزت بخشے اور عرض کی؛ خدا کی قسم! آپ مجھے اور مدینہ کے حبشی کو برابر کریں گے، امام علیؑ نے فرمایا: بیٹھ جا، کیا یہاں تیرے سوا کوئی بولنے والا نہیں ہے، تیرے اس حبشی پر سوائے نیکی میں سبقت یا تقوی کے کوئی فضیلت نہیں ہے۔

[نبی اکرمؐ کا سادات کو نسب پر فخر کی بجائے عمل کی تاکید کرنا]

۲۰۵۔ابو عبیدہ حذاء (جوتے فروش موچی) [۹۳] نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے بنو ہاشم! اے بنو مطلب! مین تمہارے پاس خدا کی طرف رسول بن کر آیا ہوں میں تم پر مہربان ہوں میرے لیے میرا عمل ہے اور تم میں سے ہر شخص کیلئے اس کا عمل ہے یہ نہ کہو کہ حضرت محمد ہم میں سے ہیں اور ہم ان کے ساتھ جنت چلے جائیں گے۔

خدا کی قسم! ہر گز نہیں، اے بنی عبد المطلب! تم میں سے یا دوسری قوموں میں سے میرے اولیاء اور دوست وہ ہیں جو متقی اور پرہیز گار ہوں۔

یاد رکھو! میں تمہیں قیامت کے دن اس حالت میں نہ دیکھوں کہ تم نے اپنی پیٹھ پر دنیا اٹھائی ہوئی ہو اور لوگوں نے آخرت کمائی ہوئی ہو یاد رکھو میں نے تمہیں اپنے اور تمہارے درمیان اور اپنے اور خدا کے درمیان حجت بیان کر دی ہے۔

[امام باقرؑ کے اصحاب کی سخت آزمائش]

زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: میں نے اپنے آپ کو دیکھا گویا میں پہاڑ پر موجود ہوں اور لوگ ہر طرف سے میرے پاس آرہے ہیں، جب کافی زیادہ ہوگئے تو آسمان سے ان پر سنگینی اور طوفان آیا اور لوگوں نے ہر جانب سے پہاڑ سے گرنا شروع کیا حتی ان میں سے بہت کم لوگ بچ گئے اس طرح پانچ مرتبہ ہوا ہر مرتبہ بہت سے لوگ گر گئے اور صرف وہ گروہ بچا بے شک قیس بن عبد اللہ بن عجلان اس بچ جانے والے گروہ میں سے ہے، راوی کا بیان ہے وہ اس کے بعد تقریبا پانچ سال زندہ رہا پھر وہ فوت ہو گیا۔

[امام باقرؑ کی وفات کے وقت ایک شخص کو خواب]

ابو بصیر کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: ایک شخص مدینہ سے چند میلوں کے فاصلے پر رہتا تھا اس نے خواب دیکھا اس سے کہا گیا: جا، امام ابو جعفر باقرؑ پر نماز جنازہ پڑھ ملائکہ انہیں بقیع میں غسل دے رہے ہیں وہ مدینہ آیا دیکھا امام باقرؑ وفات پا چکے ہیں۔

[۹۳]۔اس روایت کا راوی معروف ثقہ و معتمد شخص کام کے حوالے سے موچی ہے اس طرح ہند و پاک میں ذات پات کا نظام قائم ہے ورنہ دوسری جگہ حلال کی کمائی کے یہ کام سب قومیں کر لیتی ہیں اور اسلام کا نظریہ بھی یہی ہے کہ ذات پات تو محض پہچان ہے عزت و بلند مرتبہ تو تقوی اور شرافت سے ہوتی ہے یہی بات قرآن و سنت سے ثابت ہے اس طرح اس روایت کا معنی بھی بہت اہم اور بلند ہے مگر ذاتوں کے اس نظام میں پھنسے ہوئے معاشرہ میں یہ بات اتنا سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔

[آیات کی تاویلیں]

محمد بن عثمان نے باپ کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان ہے تم جہنم کی آگ کے کنارے تھے خدا نے حضرت محمد ﷺ کے صدقے میں تمہیں نجات دی۔ امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ آیت جبرئیل حضرت محمد پر اس طرح لیکر نازل ہوئے[۹۴]۔

یونس بن ظبیان نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان تم نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک انہیں پسندیدہ چیزوں کو خرچ نہ کرے امام نے فرمایا: اسے اس طرح قرائت کرو[۹۵]۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان اگر ہم ان پر واجب کرتے کہ اپنے آپ سے لڑو اور اپنے آپ کو امام کے سپرد کردو یا اپنے گھروں سے نکل پڑو اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر تو ان میں سے بہت کم لوگ ایسا کرتے اور اگر مخالفین اس کام کو کرتے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا اور ان کو ثابت قدم رکھتا اور اس آیت میں ہے: پھر وہ تمہارے فیصلے کے بارے میں دل کوئی حرج نہ پاتے جو تو نے ولی کے معاملہ میں فیصلہ کیا ہے اور خدا کی اطاعت میں تسلیم ہو جاتے[۹۶]۔

برقی نے ابو جنادہ حصین بن مخارق بن عبدالرحمٰن بن ورقاء بن حبشی بن جنادہ (سلولی صحابی نبی ﷺ) سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن اول امام کاظمؑ نے خدا کے اس فرمان: خدا ان کے دلوں کے راز جانتا ہے تم ان سے روگردانی کرو، فرمایا: ان پر شقاوت کا کلمہ سبقت کر چکا ہے اور ان کیلئے عذاب ہے اور ان کو بلیغ قول کہہ دو۔

[آیت اطاعت خدا و رسول اور اولوالامر کی وضاحت]

برید بن معاویہ عجلی کا بیان ہے کہ امام باقرؑ نے اس آیت کی تلاوت کی خدا کی اطاعت کرو اور رسول اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو، فرمایا؛ پس اگر تم امر کے بارے میں تنازع اور جھگڑے کا خوف کرو تو اسے خدا، رسول اور اپنے اولوالامر کی طرف پلٹا دو،۔

پھر فرمایا: کیسے ان کو اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا اور ان کو ان سے جھگڑنے کی اجازت دی؟، در اصل یہ ان کو کہا جن سے کہا گیا کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

---

[۹۴]۔ مراد یہ ہے کہ اس معنی میں نازل ہوئی۔

[۹۵]۔ اس قرائت میں آیت کا معنی بیان ہوا کیونکہ مما تحبون مراد ہے پسندیدہ چیزوں کا کچھ حصہ خرچ کرنا، یاد رہے اس کا راوی ابن ظبیان نہایت ضعیف ہے۔

[۹۶]۔ تبصرہ: اس روایت میں آیت کی تفسیر مزجی و مخلوط بیان ہوئی ہے یعنی آیت کے الفاظ کے ساتھ تفسیر کے الفاظ کو ذکر کیا گیا جیسا کہ قدیم زمانہ میں یہ روش عام تھی۔

حضرت صالحؑ کی قوم کی حدیث

ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جبرئیل سے صالح کی قوم کی ہلاکت کی کیفیت پوچھی؟ جبرئیل نے کہا: اے محمدؐ! حضرت صالحؑ کو سولہ سال کی عمر میں ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا وہ ان میں ۱۲۰ سال تبلیغ کرتے رہے مگر انہوں نے ان کی نیکی میں جواب نہ دیا فرمایا: ان کے ستر بت تھے وہ خدا کی بجائے ان کی پوجا کرتے تھے جب حضرت صالح نے اس کی اس حرکت کو دیکھا تو کہا: اے میری قوم! میں تم میں سولہ سال کی عمر میں نبی بن کر آیا اور اب میں ایک سو بیس سال کا ہو گیا ہوں میں تمہیں دو چیزیں پیش کرتا ہوں:

۱) اگر چاہو تو تم مجھ سے سوال کرو کہ میں اپنے خدا سے سوال کروں وہ تمہاری اس درخواست کو پورا کرے جو تم نے مجھ سے ابھی مانگی ہے۔

۲) اور اگر چاہو تو میں تمہارے خداؤں سے مانگوں اگر انہوں نے میری درخواست کو پورا کر دیا تو میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ میں تم سے تھک ہار چکا ہوں اور تم مجھ سے تھک چکے ہو۔

انہوں نے کہا: اے صالح! تم نے انصاف کی بات کی ہے پس انہوں نے ایک دن معین کیا جس میں اس کام کیلئے نکلیں ،فرمایا: وہ اپنے بتوں کو اپنی پیٹھ پر لاد کر نکلے انہیں کھانے پینے کی چیزیں پیش کیں اور انہیں کھلایا پلایا جب فارغ ہوگئے حضرت صالحؑ کو بلایا اور کہنے لگے: اے صالح! تم سوال کرو، حضرت صالح نے ان کے بڑے بت کے بارے میں پوچھا: اس کا نام کیا؟ انہوں نے کہا: فلاں، صالحؑ نے اس سے کہا: اے فلاں، میرا جواب دو، اس نے کوئی جواب نہ دیا صالحؑ نے کہا: یہ جواب کیوں نہیں دیتا؟ کہنے لگے: کسی اور کو بلاؤ، فرمایا: حضرت صالحؑ نے ان کے تمام بتوں کو ان کے نام سے پکارا مگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا مگر ان سے کسی سے جواب نہیں دیا تو وہ اپنے بتوں کی طرف بڑھے اور ان سے کہنے لگے: تمہیں کیا ہے؟ تم صالحؑ کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے کہا: صالحؑ تم ہم سے دور ہو جاؤ اور ہمیں اور ہمارے خداؤں کو ایک گھڑی چھوڑ دو، پھر انہوں نے اپنی چٹائیاں اور قالین بچھائے اور اپنے کپڑے اتار پھینکے اور مٹی میں لت پت ہوگئے اور مٹی اپنے سروں میں ڈالنے لگے اور اپنے بتوں سے کہنے لگے: اگر آج تم نے صالحؑ کا جواب نہ دیا تو تم نے ہماری توہین کر ڈالی۔

فرمایا: پھر حضرت صالحؑ کو بلایا، اور کہا: اے صالح! اب ان کو بلاؤ، حضرت صالحؑ نے ان کو بلایا مگر انہوں نے جواب نہ دیا، صالحؑ نے ان سے کہا: اے میری قوم! دن کا پہلا حصہ چلا گیا مگر تمہارے خداؤں نے کوئی جواب نہ دیا اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ مجھے جواب دیں گے اب تم مجھ سے کہو میں اپنے رب سے دعا کروں وہ ابھی تمہارا جواب دے، تو ان کے ستر بڑے سردار اور منظور نظر افراد نے حضرت صالحؑ سے کہا: اے صالح! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اگر تیرے

رب نے تیرا جواب دیا تو ہم تیری پیروی کریں گے اور تمام دیہات والے تیری بیعت کریں گے صالح نے ان سے کہا: جو چاہو مجھ سے مانگو۔

انہوں نے کہا: ہمیں اس پہاڑ کے پاس لے چلو اور پہاڑ ان کے قریب تھا حضرت صالحؑ ان کو پہاڑ کے پاس لے گئے جب وہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے صالح! اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کریں کہ اس پہاڑ سے اسی وقت ہمارے لیے شدید سرخ اون والی دس ماہ حاملہ اونٹنی نکالے جس کو چوڑائی ایک میل ہو، حضرت صالح نے ان سے کہا: تم نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے جو مجھے بہت بڑی لگ رہی ہے اور میرے خدا کیلئے بہت آسان ہے۔

فرمایا: حضرت صالحؑ نے اپنے رب سے اس کی دعاء کی تو پہاڑ اتنے زور سے پھٹا کہ اس کی آواز سن کر ان کی عقلیں ماری جاتیں، پھر وہ پہاڑ بڑی شدت سے دردزہ والی عورت کی طرح کانپا پھر اچانک اس سے ان کے سامنے اونٹنی کا سر ظاہر ہوا ،جب انہوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے اے صالح! کتنا جلدی آپ کے رب نے آپ کی دعا قبول کی ہے؟!

خدا سے ہمارے لیے دعا کریں کہ اس کا بچہ بھی ہمارے لیے نکالے انہوں نے خدا سے دعا کی تو اس اونٹنی نے بچے کو جنم دے دیا اور وہ اس کے ارد گرد چلنے لگا حضرت صالحؑ نے ان سے کہا: اے میری قوم! کیا کوئی چیز باقی رہ گئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، ہمیں اپنی قوم کے پاس لے چلیں ہم ان کو دیکھی ہوئی حقیقت بیان کریں گے اور آپ پر وہ ایمان لائیں گے۔

فرمایا: وہ سب لوٹ گئے قوم تک ستر نہیں پہنچے تھے کہ ان میں سے چونسٹھ افراد مرتد ہو چکے تھے کہنے لگے تھے: یہ جادو اور جھوٹ ہے جب وہ لوگوں کے اجتماع کے پاس پہنچے تو چھ نے کہا: یہ حق ہے اور باقی گروہ کہنے لگے: یہ جھوٹ اور جادو ہے۔

فرمایا: پس وہ لوٹ پلٹ گئے پھر ان چھ میں سے بھی ایک اور شک میں پڑ گیا وہ اوٹنی کی کونچیں کاٹنے والوں میں سے تھا۔

ابو محبوب کا بیان ہے: میں نے یہ حدیث اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو بیان کی جیسے سعید بن یزید کہا جاتا تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے شام میں وہ پہاڑ دیکھا جس سے وہ اونٹنی نکلی تھی اس نے بتایا میں نے اس کے پہلو کو دیکھا جو اس پہاڑ سے ٹکرایا اور اس کے پہلو کا نشان اس میں پڑ گیا تھا اور دوسرے پہاڑ اور اس پہاڑ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔

[حضرت صالحؑ کی قوم پر عذاب کی داستان]

۲۱۴۔ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ثمود نے ڈرانے والے انبیاء کو جھٹلایا اور کہنے لگا: کیا ہم میں سے ایک بشر کی ہم پیروی کریں تم ہم گمراہی اور جنون میں پڑ جائیں کیا ہمارے درمیان صرف اس پر نصیحت آئی ہے بلکہ یہ جھوٹا اور شر پسند ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اس طرح انہوں نے حضرت صالحؑ کو جھٹلایا تھا خدا نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا مگر اس سے پہلے ان کی طرف رسول بھیجے انہوں نے اس قوم پر حجت تمام کی پھر خدا نے ان کے پاس صالح کو بھیجا آپ نے انہیں خدا کی طرف بلایا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور ان کی نافرمانی کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک اس پہاڑی سے دس ماہہ حاملہ اونٹنی نہ نکالو اور وہ اس پہاڑی کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس کی پوجا بھی کرتے تھے اور اس کے پاس ہر سال کے شروع میں قربانیاں ذبح کرتے تھے اور اس کے پاس جمع ہوتے تھے، وہ آپ سے کہنے لگے: اگر ویسا ہے جیسا تم گمان کرتے ہو کہ آپ رسول و نبی ہو تو ہمارے لیے اپنے خدا سے دعا کریں ہمارے لیے اس سخت پہاڑی سے دس ماہہ حاملہ اونٹنی نکالے خدا نے ان کی درخواست کے مطابق اونٹنی نکالی۔

پھر خدا نے حضرت صالحؑ کو وحی کی، اے صالح! ان سے کہہ دے خدا نے پانی میں اس اونٹی کیلئے ایک دن معین کیا ہے ایک دن تمہارے لیے پینے کی باری ہوگی جس دن اونٹنی کے پینے کی باری ہوگی وہ اس دن تمام پانی پی جاتی تھی، وہ اس کا دودھ دوہتے تھے اور اس دن سب چھوٹے بڑے وہ دودھ پیتے تھے جب رات ہوتی اور صبح پانی کے پاس جاتے تو اس دن وہ پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی پانی نہیں پیتی تھی اس طرح جتنا عرصہ خدا نے چاہا وہ اس طرح رہے، پھر انہوں نے خدا کی نافرمانی کی اور ایک دوسرے کے پاس آئے اور کہنے لگے: اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دو اور اس سے خلاصی حاصل کر لو، ہم اس پر راضی نہیں کہ ایک دن اس کیلئے پانی کی باری ہو اور ایک دن ہمارے لیے پانی کی باری ہو۔

پھر کہنے لگے: کون اس کو قتل کرے گا؟ ہم اس کیلئے اس کی پسند کے مطابق انعام دیں گے؟ تو ایک شدید سرخ رنگ والا حرام زادہ جس کی آنکھوں میں سیاہی تھی جس کے باپ کا علم نہیں تھا آیا اس کو قدار کہا جاتا تھا وہ بد بختوں میں بڑا شقی و بد بخت تھا ان کیلئے شوم و نحس ثابت ہوا انہوں نے اس کیلئے انعام معین کیا جب اونٹنی اپنی باری کے دن پانی کی طرف چلی اس نے اسے چھوڑ دیا اونٹنی نے پانی پیا جب لوٹ رہی تھی وہ اس کے راستے میں گھات لگائے بیٹھ گیا اور اسے تلوار سے مارنے لگا اس نے کچھ نہیں کیا تو اس نے دوبارہ مارا اور اسے قتل کر ڈالا وہ پہلو کے بل زمین پر گری اس کا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھا اور تین بار آسمان کی طرف منہ کر کے گڑگڑایا صالح کی قوم آگئی ان سے کوئی نہیں بچا تھا مگر اس نے اونٹنی کو مارنے میں شرکت کی اور آپس میں اس کا گوشت بانٹ لیا اور ان میں سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں بچا مگر انہوں نے اس گوشت کو کھایا۔

جب صالحؑ نے یہ دیکھا تو ان کے پاس آئے اور کہا: اے میری قوم! تمہارے اس کام کی وجہ کیا ہوئی، کیا نے تم اپنے رب کی نافرمانی کی؟ خدا نے صالح کو وحی کی: تیری قوم نے طغیان اور بغاوت کی ہے اور اس اونٹنی کو مار ڈالا جو میں نے ان کے پاس بھیجی تھی اور اس کا ان کیلئے کوئی ضرر و نقصان نہیں تھا بلکہ وہ ان کیلئے بہت فائدہ مند تھا ان سے کہہ دے

میں تین دنوں میں ان پر اپنا عذاب بھیجوں گا، اگر توبہ کر لیں اور پلٹ آئیں تو ان کی توبہ قبول کر لوں گا اور عذاب کو ان سے ٹال دوں گا۔

حضرت صالحؑ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے میری قوم! میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں خدا نے تم سے کہا ہے: اگر تم توبہ کر کے پلٹ آؤ اور بخشش طلب کرو تو میں تمہیں بخش دوں گا تو لوگ کہنے لگے: اے صالحؑ! اگر تم سچے ہو تو جس کا وعدہ کر رہے ہو لیکر آؤ۔

صالحؑ نے کہا: اے میری قوم! کل صبح تمہارے منہ زرد ہو جائیں گے۔ دوسرے دن تمہارے چہرے سرخ ہو جائیں گے اور تیسرے دن تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

جب پہلا دن ہوا صبح کے وقت ان کے چہرے زرد ہو گئے وہ ایک دوسرے کے پاس آئے اور کہنے لگے: صالحؑ نے جو تم سے کہا تھا وہ ہو گیا ان سے نافرمان لوگوں نے کہا: ہم صالح کی بات نہیں مانیں گے نہ اس کی بات سنیں گے چاہے جتنی بڑی ہو۔

جب دوسرا دن ہوا صبح کے وقت ان کے چہرے سرخ ہو گئے وہ ایکدوسرے کے پاس آئے اور کہنے لگے: اری قوم! صالح کا کہا ہم میں سچ ہو رہا ہے نافرمانوں نے کہا: اگر ہم سب ہلاک ہو جائیں تب بھی حضرت صالح کی بات نہیں سنیں گے۔

تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے وہ ایکدوسرے کے پاس آئے اور کہنے لگے: اری قوم! صالح کا کہا ہم میں سچ ہو رہا ہے نافرمانوں نے کہا: جو صالحؑ نے کہا وہ ہم میں آ جائے۔

جب آدھی رات ہوئی جبرئیل ان میں آئے اور اتنی زور دار چیخ ماری ان کے کاٹ پھٹ گئے اور ان کے دل بھی پھٹ گئے اور ان کے جگر گردے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ ان تین دنوں میں حنوط و کفن کر چکے تھے اور جان چکے تھے کہ ان پر عذاب ضرور ہو گا، وہ سب ان کے چھوٹے بڑے پلک جھپکنے میں مر گئے ان کے چرواہے اور ان کے جانور اور سب چیزوں کو خدا نے ہلاک کر دیا، اگلی صبح تک وہ اپنے گھروں اور زمینوں میں مردہ پڑے تھے پھر خدا نے آسمان سے ان پر بجلی نازل کی اس نے ان سب کو جلا دیا اور یہ ان کا قصہ ہے۔

۲۱۵۔فروہ کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے ان دونوں کے بعض معاملات کو یاد کیا تو امامؑ نے فرمایا: انہوں نے عثمان کے خون کی خاطر اسی سال تمہیں مارا جبکہ وہ جانتے تھے کہ وہ ظالم تھے تو اے فروہ! تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم ان کے دو بتوں کو یاد کرو گے[۹۷]۔

---

[۹۷] اس راویت کی سند مجہول ہے اور اس عنوان کی طویل دعا جعلی ہے اس طرح فتنہ پردازں نے بہت کچھ من گھڑت باتیں پھیلائی ہیں اور اسے قوم شیعہ کے سر تھوپ دیا ہے غور کریں۔

[امام علیؑ کی مدد میں بنو ہاشم میں دو کمزور افراد کی ناکامی]

۲۱۶۔ سدیر صیرفی (سونار) کا بیان ہے ہم امام باقرؑ کے پاس تھے ہم نے نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں کے مسائل اور ان کے امام امیر المومنینؑ کو نیچا دکھانے کو یاد کیا تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: خدا آپ کا بھلا کرے تو بنو ہاشم کی عزت اور ان کے افراد کہاں تھے؟

امام باقرؑ نے فرمایا: بنی ہاشم میں کون بچا تھا جعفر طیار اور حمزہ شہید گزر چکے تھے امام علیؑ کے ساتھ دو ضعیف و کمزور اور بزدل شخص بچ گئے تھے جو تازہ مسلمان ہوئے تھے عباس اور عقیل، ان دونوں کو نبی اکرم ﷺ نے قید کرنے کے بعد آزاد کیا تھا۔ خدا کی قسم! اگر حمزہ و جعفر ان کے سامنے ہوتے تو کبھی وہ دونوں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے اور وہ دونوں ان کے سامنے ہوتے تو ان کی جان نکال دیتے۔

[کچھ طبّی نسخوں کا بیان]

۲۱۷۔ اسماعیل بن مسلم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جسے کندھے اور جوڑوں میں درد ہو یا سر درد ہو یا پیشاب بکثرت و جلن کے ساتھ آتا ہو تو اس جگہ پر ہاتھ رکھ کر کہے: ٹھر جا، میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس کے لیے دن رات ہیں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ابو جمیلہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اطمینان دل میں ہوتا ہے اور نرمی و شدت جگر میں ہوتی ہے اور شرم و حیاء رگوں میں ہوتا ہے۔

۲۱۹۔ اور دوسری حدیث میں ابو جمیلہ نے نقل کیا: عقل و شعور کی جگہ دل میں ہے۔

۲۲۰۔ موسیٰ بن بکر کا بیان ہے ایک جوان نے امام ابو الحسن کاظمؑ سے شکایت کی۔ امام نے اس کے بارے میں سوال کیا تو بتایا گیا کہ اس کے پتے میں بیماری ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اسے تین دن بھنڈی توری کھلاؤ انہوں نے اسے وہ کھلائی تو خون تھم گیا۔

۲۲۱۔ عمرو بن ابراہیم کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا اور معدہ کی کمزوری کی شکایت کی فرمایا: ٹھنڈے پانی کے ساتھ بزوفر پیئو، راوی کا بیان ہے میں نے ایسا کیا تو میری پسندیدہ صحت مجھے مل گئی۔

بکر بن صالح کا بیان ہے میں نے امام ابو الحسن اول کاظمؑ سے سنا فرمایا: جوڑوں کی ہوا، درد اور شدید بخار اور جوڑوں میں رطوبت کیلئے شبنلیلہ مٹھی بھر اور خشک انجیر کو پانی میں بھگو دو اور صاف دیگچی میں انہیں پکاؤ پھر ان کو خشک کرو اور ٹھنڈا کرو ایک دن چھوڑ کر ایک دن پیئو ہر دن اسے بڑے گلاس جتنا پیئو۔

۲۲۳۔ نوح بن شعیب نے ایک شخص کے واسطہ سے امام ابو الحسن کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: جس کی پشت کا پانی (منی و نطفہ) بدل جائے اس میں کمزوری و کمی آ جائے تو اس کیلئے خالص دودھ و شہد مفید ہے۔

۲۲۴۔ حمران بن اعین نے روایت کی امام صادقؑ نے فرمایا: لوگ کس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں؟
میں نے عرض کی: وہ گمان کرتے ہیں حجامت و فصد کھلوانا منگل کے دن بہتر ہے۔
امامؑ نے مجھ سے فرمایا: وہ کہاں جارہے ہیں (کس دلیل کے تحت یہ کہتے ہیں؟)
میں نے عرض کی: وہ گمان کرتے ہیں اس دن خون جوش کھاتا ہے۔
امامؑ نے فرمایا: یہ سچ کہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ اس دن خون کو جوش نہ دلائیں کیا وہ نہیں جانتے کہ منگل کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر اس میں خون جاری ہو جائے تو وہ نہیں رکتا اور وہ شخص مر جاتا ہے یا جو خدا چاہے مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔
۲۲۵۔ کوفیوں کے ایک شخص نے ابو مروہ برادر شعیب سے یا خود شعیب عقر قوفی سے روایت کی اس کا بیان ہے: میں امام کاظمؑ کے پاس حاضر ہوا آپ قید کے اندر بدھ کے دن حجامت کے ذریعہ خون نکلوا رہے تھے میں نے عرض کی: اس دن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں جس نے اس میں حجامت کے ذریعہ خون نکالا اسے برص ہو جائے گا۔
امام نے فرمایا: اس بات کا اسے خون ہو سکتا ہے جس کی ماں نے اس کا حمل حیض کے دنوں ٹھہرایا ہو۔
اسحاق بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جمعہ کے دن زوال کے وقت حجامت کے ذریعہ خون نہ نکالو جس نے جمعہ کے دن زوال کے وقت حجامت سے خون نکالا اور اسے کچھ ہو گیا تو وہ اپنی ملامت کرے۔
معتب نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: دواء اور علاج چار چیزیں ہیں:
۱) ناک میں دواء رکھنا، ۲) حجامت سے خون نکالنا، ۳) نورہ لگا کر جسم کو صاف کرنا، ۴) حقنہ وشیاف کرنا۔
عمر بن اذینہ کا بیان ہے ایک شخص نے امام صادقؑ کے پاس کھانسی زکام کی شکایت کی میں بھی موجود تھا، امام نے فرمایا: ہتھیلی میں پہاڑی زیرہ اور اتنی مقدار میں میٹھا گڑ لے لو اور ایک دو دن اسے کھاؤ۔
عمر بن اذینہ کا بیان ہے اس کے بعد میں اس شخص کو ملا اس نے کہا: میں نے ایک مرتبہ ایسا کیا تو وہ بیماری جاتی رہی۔
۲۲۹۔ سعید بن جناح نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت موسی بن عمران نبیؑ نے خدا کے پاس رطوبت کی شکایت کی تو خدا نے انہیں ہلیلہ، آملہ لینے کا حکم دیا ان کو پیس کر شہد سے ملا لے اور استعمال کرے۔
امام صادقؑ نے فرمایا: اسے تمہارے پاس طریفل کہتے ہیں۔
۲۳۰۔ اسماعیل بن حسن مطبّب (دیسی حکیم) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں عربی ہوں اور مجھے طب و حکمت میں بھی آگاہی حاصل ہے میری طب عربی طب ہے میں اس پر کوئی اجرت نہیں لیتا، امام نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: ہم زخم کھولتے ہیں اور اسے آگ سے جلاتے ہیں، فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔
راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: ہم کڑوی زہریلی دوائیں اور اسمحیقون و غاریقون نامی تریاق پلاتے ہیں، فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔
راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: کبھی مریض مر جاتا ہے، فرمایا: اگرچہ مر جائے۔
راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: کیا ہم اسے نبیذ نشہ آور شراب پلائیں؟
امامؑ نے فرمایا: حرام میں شفاء نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ مریض ہوئے تو حضرت عائشہ نے آپ سے کہا: آپ کو پہلو میں خطرناک پھوڑا نکل رہا ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا خدا مجھ پر اتنا رحیم و کریم ہے کہ وہ مجھے ایسے پھوڑے میں مبتلا نہیں کرتا فرمایا: پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور آپ کو کڑوی دوا پلائی گئی[۹۸]۔
یونس بن یعقوب کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: ایک شخص دوا لیتا ہے اور رگوں کو کھول کر خون نکالتا ہے، کبھی اسے فائدہ ہوتا ہے اور کبھی وہ مر جاتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: رگوں کو کھول کر خون نکالے اور دوا پیئے، (کوئی حرج نہیں ہے)۔
حمزہ بن طیار کا بیان ہے میں امام کاظمؑ کے پاس تھا آپ نے مجھے دیکھا کہ میں درد سے کراہ رہا ہوں۔ فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟
میں نے عرض کی: میری داڑھ درد کر رہی ہے، فرمایا: حجامت سے خون نکلوا دو۔
راوی کا بیان ہے میں نے حجامت سے خون نکالا تو سکون آ گیا۔
میں نے امامؑ کو بتایا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: لوگ کچھ حون نکالنے یا شہد کا چمچ کھانے سے بہتر کوئی علاج نہیں کرتے۔
راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: شہد کا چمچ کیا ہے؟ امام نے فرمایا: شہد کی کچھ مقدار چاٹنا۔

[حنظلہ کڑوی جڑی بوٹی کا فائدہ داڑھ درد اور منہ کی سرخی]

سلیمان بن جعفر جعفری کا بیان ہے میں نے امام کاظمؑ سے سنا فرمایا: داڑھ کے درد کی دواء یہ ہے کہ کڑوی جڑی بوٹی حنظلہ لو اور اس کا چھلکا اتارو پھر اس کا تیل نکالو اگر داڑھ کھائی گئی ہو اس میں دراڑ پر گئی ہو تو اس میں کچھ قطرے گراؤ اس کی کچھ مقدار روئی میں ڈال کر اسے داڑھ کے اندر رکھو اور سیدھے لیٹ جاؤ، تین راتیں ایسے کرو اور اگر داڑھ میں کھوڑ نہ ہو بلکہ اس میں ریشہ ہو تو داڑھ والی طرف کان میں کچھ راتیں قطرے ڈالو ہر رات دو یا تین قطرے۔ خدا کے حکم سے شفا ہو جائے گی۔

---

[۹۸] کڑوی دوائی پلانے کی روایت عامہ کی صحاح میں بھی بیان ہوئی ہے۔

راوی کا بیان ہے میں نے امامؑ سے سنا فرمایا: منہ کے درد اور دانتوں سے نکلنے والے خون، خون کے اضطراب اور منہ میں سرخی پیدا ہونے کے علاج کیلئے تازہ حنظلہ لو جو زرد ہو چکی ہو اس کو مٹی کی تہہ چڑھا دو پھر اس کے سرے سے سوراخ کرو اس کے اندر چھری داخل کرو اور نرمی سے اس کی اطراف اور چھلکے اتارو پھر اس پر شدید کڑوا سرکہ ڈالو پھر اسے آگ پر رکھو اچھی طرح جوش دلاؤ، پھر اسکو مریض شخص کچھ مقدار میں لیکر منہ کو صاف کرے اور سرکہ سے کلی کرے اگر چاہے تو حنظلہ کا اندرونی مادہ کسی چیز یا ظرف میں رکھ لے جب اس کا سرکہ ختم ہو جائے اس میں کچھ اور سرکہ ڈال دے جتنا پرانا ہو اتنا اچھا ہے۔ ان شاء اللہ[99]۔

[علم نجوم کے جواز کا بیان]

۲۳۴۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں، لوگ کہتے ہیں علم نجوم میں غور کرنا جائز نہیں ہے، در حالانکہ یہ مجھے بہت پسند ہے، اگر یہ میرے دین کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو مجھے ایسی کسی چیز کی ضرورت نہیں جو میرے دین کو نقصان پہنچائے اور اگر یہ میرے دین کو نقصان نہیں پہنچاتا تو خدا کی قسم! اس کا مجھے بڑا شوق ہے اور اس میں غور و فکر کرنا میرا پسندیدہ کام ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے جیسا وہ کہتے ہیں یہ تیرے دین کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

پھر امامؑ نے فرمایا: تم ایک ایسی چیز میں غور و فکر کرتے ہو جس کا اکثر حصہ نہیں پایا جا سکتا اور اس کا کم حصہ فائدہ نہیں دیتا۔ تم چاند کے طلوع سے حساب کرتے ہو۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مشتری اور زہرہ ستاروں کے درمیان کتنے منٹ کا فاصلہ ہے؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: خدا کی قسم! نہیں، امامؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ چاند اور زہرہ کے درمیان کتنے منٹ کا فاصلہ ہے؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: نہیں، فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سورج و سنبلہ کے درمیان کتنے منٹ کا فاصلہ ہے؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: نہیں، خدا کی قسم، میں نے نجومیوں سے اس کے بارے میں ہر گز نہیں سنا۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سنبلہ اور لوح محفوظ کے درمیان کتنے منٹ کا فاصلہ ہے؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: خدا کی قسم! میں نے اس کے بارے میں کسی نجومی سے نہیں سنا۔

---

[99]۔ یہاں کچھ روایات مصنف کی طب کے متعلق ذکر کی ہیں اگرچہ یہ دیسی حکمت کے نسخے اپنی جگہ مفید ہو سکتے ہیں لیکن بہر حال طب کی روایات کے بارے میں علماء اعلام نے تفصیل دی ہے جیسا کہ اعتقادیہ شیخ صدوق اور اس پر شیخ مفید کے حاشیہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہوا ہے اس لیے ان روایات کی نسبت کی وجہ سے اس کو مختلف مزاج اور مختلف علاقوں کے موسم کے تحت ماہر و حاذق طبیبوں کی صوابدید کے مطابق استعمال کیا جائے پھر ان میں بہت سی روایات کی سندیں مرسل یا ضعیف ہیں غور کریں۔

امامؑ نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کے درمیان ساٹھ یا نوے منٹ کا فاصلہ ہے، اور یہ شک و شبہہ عبدالرحمٰن کی طرف سے ہے۔

پھر فرمایا: اے عبدالرحمٰن! یہ اس شخص کا حساب ہے جو ایک جھنڈ کی تمام جھاڑیوں اور ان کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سب چیزوں کی تعداد کو جانتا ہو حتی اس پر کوئی ایک جھاڑی بھی غائب نہ رہی ہو[۱]۔

[متعدی بیماری، بدشگونی وغیرہ اشیاء کی نفی]

۲۳۵۔ نضر بن قرواش جمال (اونٹ فروش) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے خارش زدہ اونٹوں کے بارے میں سوال کیا انہیں اپنے اونٹوں سے جدا کر دوں، اس خوف سے کہ کہیں ان کی متعدی بیماری دوسرے اونٹوں کو نہ لگ جائے جبکہ میں جانوروں کو کبھی اکٹھے لے جاکر پانی پلاتا ہوں؟

امامؑ نے فرمایا: ایک عربی دیہاتی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی؛ اے خدا کے رسول! مجھے خارش زدہ بکریاں، گائیں اور اونٹ کم قیمت پر ملتے ہیں میں ان کو اس ڈر سے خریدنے کو ناپسند کرتا ہوں کہ ان کو خارش کی بیماری میرے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کو نہ لگ جائے؟

نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اے عربی دیہاتی! تو پہلے خارش زدہ کی بیماری کس نے لگائی، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۱) نہ کوئی متعدی بیماری ہے۔
۲) اور نہ بدفال ہیں۔
۳) نہ پرندے اور الو سے بدشگونی ہے۔
۴) اور نہ کسی چیز میں شوم و نحس ہے۔
۵) اور نہ ماہ حرام کو محرم سے صفر کی طرف موخر کیا جاسکتا ہے۔
۶) اور نہ دودھ چھڑائی کے بعد دودھ پلانے سے رشتہ داری بنتی ہے۔
۷) اور نہ ہجرت کے بعد بدو بننے کی اجازت ہے۔
۸) اور نہ دن کو رات تک خاموشی کا روزہ ہے۔
۹) اور نکاح سے پہلے طلاق بھی نہیں ہے۔

[۱] اس طرح امامؑ نے راوی کو بتا دیا کہ خود اس علم کی بحث کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے نتائج پر تب اعتماد ہو سکتا ہے جب انسان اس پر تمام جہات سے حاوی ہو اور اس کامل تسلط ہو جبکہ انسان تو اس زمین پر موجود ایک جھنڈ کی جھاڑیوں کو نہیں گن سکتا وہ دور دراز کے ستاروں پر کیسے احاطہ کرے اور اس سے اپنے نیک و نحس کے احکام کیسے معین کرے گا۔

۱۰) اور ملکیت آنے سے پہلے غلام آزاد کرنا بھی نہیں ہے۔

۱۱) اور بلوغ و شعور آ جانے کے بعد یتیمی نہیں ہے[۱۰۱]۔

[فال و شگون کی تین قسمیں]

۲۳۶۔ عمرو بن حریث نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا: فال و شگون ایسا ہوتا ہے جیسا تم اس کو سمجھو؛

۱) اگر تم اس کو آسان لو تو آسان ہوگا۔

۲) اور اگر تم اس کو سخت لو تو سخت ہوتا ہے۔

۳) اور اگر تم اسے کچھ نہ سمجھو تو وہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

سکونی نے امام صادقؑ سے راویت کی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بد فالی و برے شگون کا کفارہ خدا کی ذات پر توکل ہے۔

[طاعون کے ڈر سے بھاگنے والوں کی اجتماعی موت اور بعد میں حضرت حزقیل کی دعاء سے پوری قوم کا زندہ ہونا]

۲۳۸۔ عمر بن یزید وغیرہ نے بعض راویوں کے واسطہ س امام صادقؑ سے اور بعض دوسرے راویوں کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کا فرمان: کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل پڑے خدا نے ان سے کہا: مر جاؤ، پھر ان سب کو زندہ کیا۔

امامؑ نے فرمایا: یہ شام کے شہروں میں سے ایک شہر کے لوگ تھے جو ستر ہزار گھرانے تھے ہر موسم میں ان میں طاعون کی بیماری پھیلتی تھی جب وہ اس بیماری کو محسوس کرتے تو ان میں غنی و مالدار افراد اپنی طاقت کی بدولت شہر سے نکل جاتے تھے اور اس میں کمزوری کی وجہ سے فقیر و نادار لوگ بچ جاتے تھے تو شہر میں بچ جانے والوں میں اموات بکثرت ہوتی تھی اور جو نکل جاتے ان میں بہت کم اموات واقع ہوتیں تو نکل جانے والے کہتے: اگر ہم شہر میں رہتے تو ہم میں بھی اموات بکثرت واقع ہوتیں اور جو لوگ شہر میں رہ جاتے وہ کہتے: اگر ہم شہر سے نکل جاتے تو ہم میں اموات کم واقع ہوتیں۔

امامؑ نے فرمایا: ایک مرتبہ ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اب جب طاعون آیا اور انہوں نے اس کو محسوس کیا وہ سب اس شہر سے نکل جائیں گے پس جب انہوں نے طاعون کو محسوس کیا وہ سب شہر سے نکل گئے، اور موت کے ڈر سے طاعون سے دور بھاگنے لگے، پس جتنا خدا نے چاہا وہ شہروں میں چلتے رہے، پھر ایک ویران شہر میں پہنچے جس کے سب رہائشی چلے گئے تھے اور انہیں طاعون نے فنا کر دیا تھا وہ اس میں اتر پڑے جب انہوں نے اپنی سواریاں بٹھا دیں اور اس شہر میں اطمینان سے بیٹھ گئے تو خدا نے ان سے کہا: تم سب مر جاؤ، وہ اسی وقت سب مر گئے، اور گل سڑ کر چمکتی

[۱۰۱]۔ اس روایت کی سند اسی راوی کی وجہ سے مجہول ہے اور اکثر فقہی مسائل کی تحقیق علم فقہ میں تفصیل سے ہو چکی ہے ان میں کوئی حرج نہیں لیکن متعدی بیماری کی نفی کے بارے میں علماء نے اشکال کیا ہے کیونکہ جدید علمی تحقیقات سے بھی اس کے بارے میں بہت کچھ واضح ہو چکا ہے اس لیے اس کی بطور مطلق نفی قبول نہیں ہے غور کریں۔

ہڈیاں بن گئے، اور وہ مسافروں کے راستے میں پڑے تھے، تو مسافروں میں انہیں جمع کر کے دور پھینک دیا اور انہیں ایک جگہ رکھ دیا بنی اسرائیل کے انبیاءؑ میں سے ایک نبی ان کے پاس سے گزرے جسے حزقیل کہا جاتا تھا جب اس نے اتنی ساری ہڈیاں دیکھیں تو رونے بیٹھ گئے اور ان کے آنسو جاری ہوگئے اور وہ کہنے لگے: اے میرے خدا! اگر تو چاہے تو ان کو اسی گھڑی زندہ کردے جس طرح تونے ان کو موت دی ہے یہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیرے عبادت گزار بندوں کو جنم دیں گے اور تیری عبادت کرنے والی مخلوقات کے ساتھ تیری عبادت و بندگی کریں گے خدانے اس نبی کو وحی کی: کیا تم ایسا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: ہاں اے پرودگار! ان کو زندہ کردے۔

امامؑ نے فرمایا: خدانے اس نبی کو وحی کی، اس طرح دعاء کرو، اس نبی نے خدا کے حکم کے مطابق دعا کی،۔

امام صادقؑ نے فرمایا: وہ اسم اعظم تھا جب حزقیل نے وہ کلام پڑھا تو انہوں نے دیکھا کہ ہڈیاں ایک دوسرے کی طرف اڑ کر جارہی تھیں اور وہ لوگ زندہ ہوگئے وہ ایکدوسرے کو دیکھنے لگے، خدا کا ذکر کرنے لگے اور اس کی تکبیر و تہلیل بیان کرنے لگے اس وقت حزقیل نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

عمر بن یزید کا بیان ہے: امام صادقؑ نے فرمایا: ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

[حضرت یعقوبؑ کا بیٹوں کو حضرت یوسفؑ کو تلاش کرنے کا حکم دینا]

۲۳۹۔ حنان بن سدیر (صیرفی سونار) کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: مجھے یعقوب کی اپنے بیٹوں سے کلام کے بارے میں بتائیں جب کہا: جاؤ، یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو، کیا وہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے اور بیس سال سے ان سے جدا ہو چکا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں۔

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: وہ کیسے جانتے تھے؟

امامؑ نے فرمایا: انہوں نے سحر کے وقت دعا کی اور خدا سے درخواست کی کہ ان کے پاس ملک الموت کو بھیجے تو ان کے پاس بریال یعنی ملک الموت نازل ہوئے۔

بریال نے ان سے کہا: اے یعقوب! تمہیں کیا کام ہے؟ فرمایا: مجھے بتاؤ تم روحوں کو اکٹھے قبض کرتے ہوں یا جدا جدا؟

اس نے کہا: میں روحوں کو ایک ایک کر کے جدا جدا قبض کرتا ہوں، انہوں نے کہا: مجھے بتاؤ کیا تم نے جو روحیں قبض کی ہیں ان میں یوسف کی روح بھی تمہارے پاس آئی؟

اس نے کہا: نہیں، اس طرح یعقوب کو یقین ہو گیا کہ یوسف زندہ ہیں۔

اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: جاؤ، یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔

[آیت فتنہ وآزمائش کی نبی اکرمؐ کے بعد پیش آمدہ حوادث پر تطبیق]

خالد بن یزید قمی نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی: خدا کا فرمان، انہوں نے گمان کیا کہ کوئی فتنہ نہ ہوگا۔امامؑ نے فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ ان کے درمیان تھے وہ اندھے اور گونگے بہرے ہوگئے جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی پھر خدا نے ان کو معاف کر دیا جب امام امیر المومنینؑ ان میں حکومت پر آئے فرمایا: پھر وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوگئے قیامت تک[۱۰۲]۔

[بنی اسرائیل کے مسخ ہونے کی تاویخ]

ابو عبیدہ حذاء (جوتے فروش موچی) نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان: بنی اسرائیل کے کافروں پر داود، عیسی بن مریمؑ کی زبانی لعنت کی گئی، امامؑ نے فرمایا: حضرت داودؑ کی لعنت سے وہ خنزیر بنے اور حضرت عیسی بن مریمؑ کی لعنت سے وہ بندر بنے[۱۰۳]۔

[جھٹلانے والوں کی بلا دلیل افتراء پردازی]

عمران بن میثم نے امام صادقؑ سے روایت کی ایک شخص نے امام علیؑ کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے مگر ظلم و ستم روا رکھنے والے خدا کی آیات و نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! انہوں نے آپ کو بڑی شدت سے جھٹلایا لیکن آیت میں بغیر شدّ کے ہے وہ آپ کو ایسا نہیں جھٹلا سکتے جس کی دلیل پیش کر سکیں وہ کوئی ایسا باطل پیش نہیں کر سکتے جس سے تمہارے حق کو دلیل سے جھٹلا سکیں۔

---

[۱۰۲]۔علامہ مجلسی کے مطابق اس کی سند مجہول ہے اور مشہور مفسرین کے مطابق یہ آیت بنی اسرائیل کی حالت کو بیان کرنے کیلئے آئی جب انہوں نے انبیاء کو قتل کیا اور ان کی تکذیب کی تو وہ کہنے لگے ان کو عذاب و مصیبتیں گرفتار نہیں کریں گی اور اس کی تفسیر کے عنوان سے نبی اکرم ﷺ کے بعد بعد آنے والے حوادث میں اس کی تطبیق ہوئی ہے۔

[۱۰۳]۔علامہ مجلسی کا بیان ہے کہ مشہور مفسرین و مورخین بلکہ اصحاب سبت کی کہانی کے متعلق آیت کا ظاہر بلکہ صریح معنی اس روایت کے برعکس ہے ہماری اکثر روایات میں بھی ویسا ہے یعنی وہ داود کے زمانے میں بندر بنے اور حضرت عیسی کے زمانے میں خنزیر بنے۔شاید یہ اختلاف نسخہ برداروں سے ہوا ہو، لیکن تفسیر عیاشی اور قمی میں بھی ویسا ہے جیسا کافی میں ہے اس کی دو طرح تاویل ہوتی ہے:

۱) یہ روایت اصحاب سبت کے قصہ کی طرف اشارہ ہو اور وہ داود کے زمانہ میں دو بار مسخ ہوئے ہوں۔

۲) وہ دونوں نبیوں کے زمانے میں بندر اور خنزیر دونوں میں مسخ ہوئے ہوں اور آیت میں ان میں سے بعض بندر بننا مراد ہو اور اس کی تائید بیضاوی کے قول سے ہوتی ہے کہا گیا: ایلہ کے رہنے والوں نے ہفتہ کے دن تجاوز کیا خدا نے ان پر داود کی زبانی لعنت کی خدا نے انہیں بندر بنا دیا اور دستر خوان والوں نے کفر کیا تو عیسیؑ نے ان پر لعنت کی وہ خنزیر بن گئے وہ پانچ ہزار کی تعداد میں تھے شیخ طوسی نے اس کی تفسیر میں کئی قوم نقل کئے ہیں۔

[ابن ابی سرح منافق کے بارے میں آیت مذمت کا نزول]

ابو بصیر نے امام باقرؑ و صادقؑ میں سے ایک سے راویت کی اس کا بیان ہے میں نے آپ سے خدا کے فرمان کے بارے سوال کی: اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ و افتراء باندھتا ہے یا کہے: مجھے وحی کی گئی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ ہوئی ہو۔

امامؑ نے فرمایا: یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سلولی کے بارے میں نازل ہوئی، جسے حضرت عثمان نے مصر پر اپنا حکومتی کارندہ معین کیا تھا حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس کا خون معاف و حلال قرار دیا تھا وہ نبی اکرم ﷺ کیلئے کتابت کیا کرتا تھا جب خدا تعالی نے آیت نازل کی اللہ عزیز و حکیم ہے تو اس نے لکھا: اللہ علیم و حکیم ہے نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اسے چھوڑ (ویسا لکھ جیسا قرآن میں آیا ہے اگرچہ) بے شک اللہ علیم و حکیم ہے، ابن ابی سرح منافقوں سے کہتا تھا میں نے اپنی طرف سے ویسا کہہ دیا جیسا آپ پر وحی ہوئی تھی تو آپ نے اسے تبدیل نہیں کیا تو خدا نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔

[دین خدا کا ہو جانے تک لڑنے کے حکم پر مشتمل آیت کا معنی]

۲۴۴۔ محمد بن مسلم کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی؛ خدا کا فرمان ہے: ان سے اتنا لڑو کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب دین خدا کیلئے ہو جائے، امامؑ نے فرمایا: اس آیت کی تاویل اب تک نہیں آئی، نبی اکرم ﷺ نے ان کو اپنی ضرورت و اپنے اصحاب کی ضرورت کی خاطر رخصت اور چھٹی دی، اگر اس کی تاویل آچکی ہوتی تو ان سے قبول نہ کرتے مگر وہ سب اس وقت تک لڑے اور جنگ کرتے جب تک سب جگہ خدا کی توحید کا بول بالا ہو جاتا، اور کہیں شرک کا نام و نشان نہ ہوتا۔

[بدر کے قیدیوں میں بنو ہاشم میں سے عباس و عقیل و نوفل کا واقعہ]

معاویہ بن عمار نے امام صادقؑ سے راویت کی راوی کا بیان ہے میں نے سنا کہ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: اے نبی! جو قیدی تمہارے پاس ہیں ان سے کہو: اگر خدا تمہارے دلوں کی نیکی کو جان لے تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے چھن گیا ہے اور تمہیں بخش دے گا۔

امامؑ نے فرمایا؛ یہ آیت حضرت عباس بن عبد المطلب، عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے بدر کے دن کسی بھی بنو ہاشم یا ابوالبختری قبیلے کے فرد کو قتل کرنے سے منع کر دیا تھا، پس ان کو قید کیا گیا، پھر امام علیؑ کو بھیجا: دیکھو، یہاں بنی ہاشم میں سے کون کون ہے؟

فرمایا: امام علیؑ عقیل بن ابی طالب کے پاس سے گزرے خدا ان کے چہرے کو عزت بخشے تو ان سے دور ہوئے تو عقیل نے ان سے عرض کی: اے میری ماں جائے! مجھ پر رحم کرو، خدا کی قسم! تم نے میری جگہ دیکھ لی ہے۔
فرمایا؛ امام علیؑ، نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ابو الفضل (عباس بن عبد المطلب) فلاں شخص کے ہاتھ میں ہے اور عقیل فلاں کے ہاتھ میں ہے اور نوفل بن حارث فلاں کے ہاتھ میں ہے، نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور عقیل کے پاس ٹھہرے اور اس سے فرمایا: اے ابو یزید! ابو جہل قتل ہو گیا، نیز فرمایا: اب تم مجھ سے ارض تہامت کے بارے میں جھگڑا نہیں کرو گے۔
پھر فرمایا: اگر تم نے ان لوگوں کو زخمی کیا ہے تو انہیں پیچھے چلنے دو ورنہ ان کے کندھوں پر سوار ہو جاؤ۔
فرمایا: پھر عباس بن عبد المطلب کو لایا گیا تو اس سے کہا گیا: تم اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ ادا کرو۔
اس نے عرض کی: اے محمد! مجھے چھوڑ دو میں قریش سے ہاتھ پھیلا کر مانگوں گا (اور آپ کو فدیہ ادا کروں گا)، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ مال دے دو جو ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہو اور اس سے کہہ آئے ہو: اگر مجھے کچھ ہو گیا تو یہ مال میری اولاد اور اپنے اوپر خرچ کرنا، اس نے عرض کی: اے بھتیجے! یہ بات آپ کو کس نے بتائی ہے؟
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی طرف سے جبرئیل میرے پاس لائے ہیں۔
وہ کہنے لگے: خدا کی قسم جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے اس کو میرے اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں"[۱۰۴]۔
فرمایا: سب قیدی شرک کی حالت میں لوٹ گئے سوائے عباس، عقیل اور نوفل کے، کہ خدا ان کے چہروں کو عزت بخشے، اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

[حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد کو آباد کرنا ایمان سے برتر نہیں]

۲۴۶۔ ابو بصیر نے امام باقرؑ و صادقؑ میں سے ایک سے روایت کی خدا کا فرمان، کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی آباد کاری کو اس شخص کیطرح سمجھ لیا جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا، امامؑ نے فرمایا: یہ آیت حضرت حمزہ، امام علیؑ، جعفر طیار، عباس بن عبد المطلب اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور حج کے انتظامات سنبھالنے کے ذریعہ فخر کیا تو خدا نے یہ آیت نازل کی جبکہ امام علی اور حمزہ و جعفر خدا کا درود و سلام ان پر ہو، خدا و آخرت کے دن پر ایمان لائے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا خدا کے نزدیک انکی برابر نہیں ہے۔

[۱۰۴]۔ یہ واقعہ عامہ کی کتب حدیث و تاریخ میں پایا جاتا ہے۔

[ابو الفصیل کی نبیؐ کی شان میں گستاخیاں اور اس کیلئے عذاب کی وعید]

عمار ساباطی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا جب انسان کو کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خدا کی طرف جھک کر دعائیں کرتا ہے امام نے فرمایا: یہ آیت ابو الفصیل کے بارے میں نازل ہوئی وہ نبی اکرم ﷺ کو جادو گر سمجھتا تھا جب اس کو کوئی مصیبت اور بیماری لگتی تو خدا کی طرف توبہ کر کے دعا کرتا تھا جو اس نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بات کہی تھی پھر جب اس کو نعمت و عافیت اور سلامتی ملتی تو وہ اپنی پہلی دعا بھول جاتا جو اس نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بے ادبانہ بات کرنے سے کی تھی اس لیے خدا نے فرمایا: کہہ دو اپنے کفر سے کچھ فائدہ اٹھالے پھر تو جہنم کی آگ میں جائے گا یعنی خدا اور رسول کی طرف سے لوگوں کو ناحق بدگمان کرنا اور ان پر سرداری کا دعوی کرنا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر امام صادقؑ نے فرمایا: پھر خدا نے امام علیؑ کے بارے میں کلام کیا ان کی اپنے ہاں فضیلت و مقام کو بیان کیا فرمایا؛ کیا وہ جو رات کو سجد و قیام کر کے ایمان لایا آخرت سے ڈرتا رہا اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگائے رہا وہ بہتر ہے یا دوسرے لوگ، کہہ دو کیا یہ بات جاننے والے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور یہ بات نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں بلکہ ان کو جادو گر اور جھوٹا سمجھتے ہیں بے شک نصیحت تو عقلمند و باشعور افراد حاصل کرتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے پھر امام صادقؑ نے فرمایا؛ اے عمار! یہ اس آیت کی تاویل ہے۔

[چند آیات کی قرائتیں]

حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ کے پاس یہ آیت تلاوت کی تم میں سے دو عادل گواہ، امامؑ نے فرمایا: تم میں سے ایک عادل گواہ کافی ہے اس میں لکھنے والوں نے غلطی کی ہے[۱۰۵]۔

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے ایک شخص کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی خدا کا فرمان: ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو تمہارے لیے ظاہر نہیں کی گئیں، کہ اگر تمہارے لیے ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں[۱۰۶]۔

محمد بن مروان کا بیان ہے امام صادقؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: تمہارے رب کے صدق و عدل میں نیک کلمات کامل ہو چکے۔

---

[۱۰۵]۔ مرآۃ العقول میں علامہ مجلسی نے بیان کیا سورہ مائدہ ۹۵، ۱۰۶ میں حاجی کے شکار کے کفارہ کے متعلق مشہور مفسرین اور اخبار اہل بیتؑ اور اجماع امامیہ اس پر ہے کہ خلقت میں مماثلت شرط ہے شتر مرغ میں اونٹ کی قربانی، وحشی گدھ وغیرہ میں گائے اور ہرن میں ایک بکری، ابراہیم نخعی نے کہا: شکار کی عادلانہ قیمت لگائی جائے پھر اس کی قیمت سے اس جیسا جانور خریدا جائے، اس کا حکم تم میں سے دو عادل کریں مفسرین کا کہنا ہے کہ خلقت میں مماثلت کا حکم دو عادل گواہ کریں کیونکہ اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یہ مشہور قرائت کی بناء پر ہے جس میں تثنیہ کا لفظ ہے مفسرین میں مشہور ہے کہ اہل بیتؑ کی قرائت میں یہ لفظ مفرد ہے شیخ طوسی نے کہا؛ امام باقرؑ و امام صادقؑ کی قرائت میں ذو عدل منکم ہے بیضاوی نے کہا: ذو عدل پڑھا گیا، اور مراد جنس عدل کی لی گئی ہے اس قراءت کی بناء پر معنی یہ ہے کہ مماثلت کا حکم نبی یا امام لگائیں جو تمام اقوال و افعال میں عادل ہیں اور ان کی روایات کے مطابق مماثلت کا بیان ہو چکا اور تثنیہ کے قرائت کے مطابق احتمال ہے معنی ہو: نبی ﷺ اور امام حکم لگائیں۔

[۱۰۶]۔ اس راویت میں آیت کے معنی اور تفسیر مزجی کا بیان ہے، اور سند ضعیف و مرسل ہے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، ہم تو پڑھتے ہیں تیرے رب کا صدق و عدل میں کا کلمہ کامل ہو چکا۔
امامؑ نے فرمایا؛ اس میں حسنی و نیکی بھی ہے[۱۰۷]۔

[امام زمانہؑ کے ظہور کے وقت امام حسینؑ کا خروج]

عبداللہ بن قاسم بطل نے امام صادقؑ سے خدا کے فرمان کے بارے میں روایت کی، ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل پر فیصلہ کیا تم زمین میں دو بار فساد کرو گے، امامؑ نے فرمایا؛ امام علی بن ابی طالبؑ کا قتل اور امام حسنؑ کو نیز لگنا مراد ہے۔
اور پھر تم بہت بلندی چاہو گے، امامؑ نے فرمایا: مراد امام حسینؑ کی شہادت ہے، پس جب ان میں سے پہلے واقعہ کا وعدہ پہنچے گا جب امام حسینؑ کے خون کی مدد یعنی قتل کا بدلہ لینے کی باری آئے گی، ہم ان پر اپنے شدید طاقتور بندے بھیجیں گے تو ان کے گھروں کی جستجو کریں گے خدا تعالی قائم ال محمدؑ کے قیام سے پہلے ایک قوم کو بھیجے گا جو آل محمدؐ پر کی جانے والی کسی ظلم و زیادتی کو نہیں چھوڑیں گے مگر ان ظالموں کو قتل کریں گے، یہ قائم آل محمدؐ کے قیام فیصلہ خدا کا حتمی فیصلہ ہے، پھر تمہیں ان پر دوبارہ پلٹائیں گے امام حسینؑ اپنے ستر اصحاب کے ساتھ خروج کریں گے انہوں نے سفید سنہری خود اور ڈھالیں پہنی ہونگی، ہر خود کے دو سرے ہونگے جو لوگوں کو بتایں گے کہ امام حسینؑ نے قیام کیا ہے، تاکہ کوئی مومن آپ کے بارے میں شک نہ کرے اور دجال و شیطان سے مخلوط نہ کرے اور حجت قائم آل محمدؐ ان کے سامنے ہونگے جب معرفت مومنین کے دلوں میں جم جائے گی کہ آپ امام حسینؑ ہیں تو حجت قائم آل محمدؐ کی وفات ہو جائے تو امام حسینؑ ان کو غسل و کفن دیں گے اور حنوط کر کے قبر میں ان کو امام حسین بن علیؑ اتاریں گے کیونکہ وصی کا غسل و کفن صرف وصی انجام دیتا ہے[۱۰۸]۔

[ابوذر سے وداع کے وقت امام علیؑ، امام حسنؑ و حسینؑ اور عقیل و عمار کے بیانات]

۲۵۲۔ ابو جعفر خثعمی کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: جب عثمان نے ابو ذر کو ربذہ کی طرف نکال باہر کیا تو امیر المومنینؑ، عقیل، امام حسنؑ و امام حسینؑ اور عمار بن یاسر نے ان کو الوداع کیا جب وداع کا وقت آیا امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے ابوذر! تم نے خدا کی خاطر غصہ کیا، پس جس کی خاطر جوش کھایا ہے اسی سے امید رکھو، لوگ تم سے اپنی دنیا کے بارے میں ڈرتے ہیں اور تم ان سے اپنے دین کے بارے میں ڈرتے ہو، انہوں نے تمہیں وسیع گھر سے نکال باہر کیا اور تمہیں مصیبت دیگر آزمائش میں ڈالا ہے، خدا کی قسم! اگر آسمان و زمین کسی شخص پر ٹوٹ پڑتے مگر وہ خدا سے ڈرتا تو خدا اس کیلئے کشایش کی راہ نکال دیتا، پس تمہیں حق کا انس رہے اور باطل سے وحشت رہے۔

---

[۱۰۷]۔ روایت کی سند محمد بن سنان کی وجہ سے ضعیف ہے اور معنی میں تفسیر مزجی مراد ہے۔

[۱۰۸]۔ اس روایت کے تمام راوی سوائے کلینی کے اساتذہ کے گروہ کے نہایت ضعیف اور جعلکار گروہ کے سرغنے ہیں ان کے احوال میں شدید تضعیف شیعہ امامیہ کے رجال میں ثبت ہوئی ہے اس لیے ایسی روایات کے معنی کی تصیحی کرنا بغیر دلیل و برہان کے صحیح نہیں ہے کامل الزیارات کی ایسی مشہور سند پر مشتمل روایات کا بھی یہی حال ہے غور کریں۔

پھر عقیل نے کلام کیا اور کہا: اے ابوذر! تم جانتے ہو ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ تم ہم سے محبت کرتے ہو، تم نے ہمارے ان حقوق کا خیال رکھا جن کو سوائے کم لوگوں کے دوسروں نے ضائع کیا تیرا اجر و ثواب خدا کے ذمہ ہے، اس لیے نکالنے والوں نے تمہیں نکال باہر کیا اور تمہیں بھیجنے والوں نے جلا وطن کر دیا، تیرا ثواب خدا کے پاس ہے، خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور یقین رکھو کہ تمہارا مصیبت سے چھٹکارا پانے میں جلدی کرنا جزع و فزع اور بے صبری ہوگا، اور عافیت و سلامتی کو دور سمجھنا مایوسی ہوگی پس مایوسی اور بے صبری کو چھوڑ دینا اور کہنا: خدا میرے لیے کافی ہے اور وہ میرا بہترین مددگار ہے۔

پھر امام حسنؑ نے کلام کیا اور فرمایا: اے چچا! ان لوگوں نے آپ کے ساتھ وہ سلوک کیا جو تم نے دیکھ لیا اور خدا تو تمام کائنات کو دیکھ رہا ہے، پس دنیا کے بچھڑنے اور اپنے اوپر آنے والی مصیبت کی شدت کی یاد کو اس کے بعد آنے والی آسانی کیوجہ سے چھوڑ دو اور صبر کرو یہاں تک کہ اپنے نبی پاکﷺ کے پاس پہنچ جاؤ جبکہ وہ آپ سے راضی ہوں، ان شاء اللہ۔

پھر امام حسینؑ نے کلام کیا اور فرمایا: اے چچا! خدا ان سب حالات کو بدلنے پر قادر ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور وہ ہر دن نئی شان میں ہوتا ہے، ان لوگوں نے تم سے دنیا کو روکا اور آپ نے ان سے اپنے دین کو روکا، پس تم اس چیز سے کتنے بے نیاز ہو جس کو وہ تم سے روک رہے ہیں اور وہ تمہارے کتنے محتاج ہیں جو تم ان سے روک رہے ہو، پس صبر کرنا، صبر میں بہتری ہے اور صبر کرنا کرم و عزت ہے اور بے صبری ہر گز نہ کرنا کہ بے صبری تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

پھر عمار نے کلام کی اور کہا: اے ابوذر! خدا اس کو وحشت میں رکھے جس نے تمہیں تنہا کیا، اور اس شخص کو خوفزدہ کرے جس نے تجھے خوفزدہ کیا خدا کی قسم! لوگوں نے حق کہنے سے صرف اپنی دنیا داری اور اس کی محبت کی وجہ سے گریز کیا ہے، یاد رکھو، اطاعت و پیروی جماعت اور گروہ کے ساتھ ہے اور حکومت اس کیلئے ہے جو اس پر غالب آئے یاد رکھنا اس گروہ نے لوگوں کو ان کی دنیا کی طرف دعوت دی تو انہوں نے ان کی اس بات پر لبیک کہی اور ان کو اپنا دین بھی دے دیا پس وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہے اور یہ واضح خسارہ ہے۔

پھر ابوذر نے کلام کی اور کہا: تم پر خدا کا سلام اور رحمت و برکات ہوں میرے ماں باپ ان چہروں پر قربان جب میں تمہیں دیکھتا تھا تو تمہارے ذریعہ سے خدا کے رسولﷺ کو یاد کرتا تھا، تمہارے سوا مدینہ میں میری کوئی ضرورت و سکون نہیں تھا، اور عثمان کو میرا مدینے میں رہنا گراں گزرتا ہے جیسا معاویہ کو میرا شام میں رہنا گراں تھا پس اس نے قسم کھالی کہ مجھے کسی علاقے میں جلا وطن کرے گا تو میں نے اس سے کہا: مجھے کوفہ بھیج دے مگر اس نے گمان کیا کہ میں اس کے بھائی کے خلاف کوفہ میں لوگوں کو بھڑکاؤں گا اور اس نے خدا کی قسم کھائی کہ مجھے ایسی جگہ بھیجے گا جہاں نہ مجھے کوئی مونس و مددگار ملے نہ مجھے کوئی آواز سنائی دے، خدا کی قسم! میں وہاں خدا کا ساتھ چاہتا ہوں خدا کے ساتھ

کے بعد مجھے کوئی وحشت و تنہائی نہیں، خدا میرے لیے کافی ہے، خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں اس پر توکل کرتا ہوں وہ عرش عظیم کا مالک ہے اور ہمارے سید و سردار محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل پاک پر درود و سلام ہوں۔

[حق و باطل کی آوازیں اور پہچان کا معیار ایمان و عمل]

عبدالرحمٰن بن مسلمہ جریری کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: وہ ہماری ملامت اور سرزنش کرتے ہیں اور ہمیں جھٹلاتے ہیں جو ہم کہتے ہیں دو چیخیں ہونگی وہ کہتے ہیں اگر ایسی دو ہیں تو حق والوں کو باطل پرستوں سے کیسے پہچانا جائے گا؟

امامؑ نے فرمایا: تم انکو کیا جواب دیتے ہو؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہم ان کو کوئی جواب نہیں دیتے۔

امامؑ نے فرمایا: تم کہو جب وہ چیخ بلند ہو گی تو اس کی وہ تصدیق کرے گا جو اس سے پہلے اس پر ایمان رکھتا ہو گا اللہ کا فرمان ہے، وہ جو حق کی ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو ہدایت نہیں پاتا مگر جب اس کی رہنمائی کی جائے تمہیں کیا ہے تم کیسی باتیں کرتے ہو؟

[دو آوازں میں سچ جھوٹ کی پہچان کا معیار ایمان]

داود بن فرقد کا بیان ہے قبیلہ عجلی کے ایک شخص نے اس حدیث کو سنا[۱۰۹] کہ ایک منادی دن کے پہلے حصہ میں آواز دے گا کہ فلاں بن فلاں اور ان کے شیعہ کامیاب ہیں اور دن کے آخر میں آواز دے گا یاد رکھو عثمان اور ان کے شیعہ کامیاب ہیں۔

فرمایا: دن کے پہلے حصہ میں آواز دینے والا دن کے آخری حصہ میں آواز دینے والے کی مانند ہو گا، اس شخص نے کہا: ہم کیسے جانیں گے کہ سچا کون ہے اور جھوٹ کون؟

فرمایا: اس کی وہی تصدیق کرے گا جو اس کی آواز دینے سے پہلے اس پر ایمان رکھتا ہو گا کہ اللہ فرماتا ہے کیا وہ جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو ہدایت نہیں پاتا مگر جب اس کی رہنمائی کی جائے۔

صیحہ اور چیخ کے متعلقہ حدیث [ابو جعفر منصور دوانیقی کی زبانی]

اسماعیل بن صباح کا بیان ہے کہ میں نے ایک شیخ سے سنا اس نے سیف بن عمیرہ سے روایت کی اس نے کہا: میں ابو دوانیق منصور عباسی کے پاس تھا میں نے اس سے سنا اس نے خود بات کی ابتداء کرتے ہوئے کہا: اے سیف بن عمیرہ! ایک آواز دینے والا ضروری ہے جو ابو طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کے نام کی آواز دے۔

---

[۱۰۹]۔ یاد رہے اس معنی کی مذکورہ دونوں روایتوں کی سند غیر معتبر ہے دوسری جس میں نام کی تصریح ہے یہ مرسلہ ہے اس کے ایک راوی کا نام تک معلوم نہیں، اور پھر یہ مضمرہ ہے یعنی معلوم نہیں کہ امامؑ کی طرف سے ہے یا خود راویوں کی ذہنی باوریں ہیں غور کریں ایسی روایات معاشرہ میں فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہیں۔

راوی کا بیان ہے میں نے کہا: کیا کسی نے اس کی روایت کی ہے ؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں نے اس سے اپنے کانوں سے سنا ایک آواز دینے والا ضروری ہے جو اس شخص کے نام کی آواز دے۔

میں نے کہا: اے امیر! میں نے اس جیسی حدیث ہر گز نہیں سنی۔

اس نے کہا: اے سیف! جب ایسا ہوگا تو ہم سب سے پہلے اس کی آواز پر لبیک کہیں گے یاد رکھو وہ ہمارے چچازاد بھائیوں میں سے ایک ہوگا۔

میں نے کہا: تمہارا کون سا چچازاد! اس نے کہا: حضرت فاطمہؑ کی اولاد میں سے ایک شخص۔

پھر کہا: اے سیف! اگر میں نے اس کو امام ابو جعفر محمد بن علی باقرؑ سے نہ سنا ہوتا پھر مجھے یہ بات تمام اہل زمین بیان کرتے تو میں ان سے اس کو قبول نہ کرتا لیکن یہ بات محمد بن علی باقرؑ بیان کی۔

[بنوامیہ کے زمانہ میں امام باقرؑ کا بنو عباس کی طویل حکومت کی پیشگوئی کرنا]

۲۵۷۔ ابو بصیر کا بیان ہے میں امام باقرؑ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا جب داود بن علی اور سلیمان بن مجالد منصور دوانیقی کا رضاعی بھائی اور ابو جعفر عبداللہ بن محمد ابو دوانیق سامنے آئے، اور مسجد کی ایک طرف بیٹھ گئے ان سے کہا گیا: یہ محمد بن علی امام باقرؑ تشریف فرما ہیں، تو داود بن علی اور سلیمان بن مجالد آپ کے پاس آئے اور ابو دوانیق اپنی جگہ بیٹھا رہا حتیٰ انہوں نے امام باقرؑ کو سلام کیا۔

امامؑ نے ان سے فرمایا: تمہارے جبار و متکبر کو میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے آپ کی خدمت میں معذرت کی۔

اس وقت امام باقرؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ دن رات ختم نہیں ہونگے یہاں تک کہ وہ اسلامی مملکت کے دونوں کناروں تک حکومت کرے گا پھر لوگ اس کی نسل کے سامنے جھکیں گے پھر لوگوں کی گردنیں اس کیلئے خوار ہونگی، پھر وہ شدید حکومت کرے گا۔

داود بن علی نے عرض کی: ہماری حکومت تمہاری حکومت سے پہلے ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں، اے داود! تمہاری حکومت ہماری حکومت ہماری حکومت سے پہلے ہوگی اور تمہاری بادشاہت ہماری بادشاہت سے پہلے ہوگی۔

اس نے کہا: خدا آپ کو سلامت رکھے، کیا اس کی مدت معین ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں اے داود! بنو امیہ نے جو ایک دن حکومت کی تم اس کے دو برابر حکومت کرو گے اور انہوں نے جو ایک سال حکومت کی تم اس کے دو برابر حکومت کرو گے اور تمہارے بچے اس طرح جلدی و آسانی سے حکومت پائیں گے جیسے بچے گیند ایک دوسرے کی طرف پھینکتے ہیں۔

پھر داود امام باقرؑ کے پاس سے خوشی سے اٹھ کھڑا ہوا تاکہ اس بات کی ابو دوانیق کو خبر دی جب وہ اور سلیمان بن مجالد جانے کیلئے کھڑے ہوگئے توامام باقرؑ نے ان کو پیچھے سے آواز دی، اے سلیمان بن مجالد! ان لوگوں کو اپنی حکومت میں بڑی آسائش و فراوانی ہوگی جب تک وہ ہمارا ناحق خون نہ کریں، اور ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا جب وہ ایسا خون بہائیں گے توان کیلئے زمین کا اندر اس کی پشت سے زیادہ بہتر ہوگا۔اس دن ان کیلئے نہ کوئی مددگار رہے گا اور نہ آسمان میں ان کی معذرت قبول کی جائے گی۔

پھر سلیمان بن مجالد چلا گیا اس نے ابو داود دوانیق کو اس کی خبر دی تو ابو دوانیق امام باقرؑ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا اور آپ کو اس بات کی خبر دی جو اسے داود بن علی اور سلیمان بن مجالد نے بتائی تھی۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں اے ابو جعفر! تمہاری حکومت ہماری حکومت سے پہلے اور تمہاری بادشاہت ہماری بادشاہت سے پہلے ہے تمہاری حکومت بہت شدید اور سخت ہے اس میں کوئی آسانی نہیں اور اس کی مدت طویل ہے خدا کی قسم! بنو امیہ نے ایک دن حکومت نہیں کی مگر تم اس کے دو برابر حکومت کرو گے اور انہوں نے ایک سال حکومت کی مگر تم اس کے دو برابر حکومت کرو گے اور تمہارے مرد بجائے خود تمہارے بچے بھی اس کو اس قدر آسانی سے اور جلدی سے حاصل کریں گے جسطرح بچے گیند ایکدوسرے سے چھینتے ہیں کیا تو نے سمجھ لیا؟!

پھر فرمایا: تم مسلسل حکومت کے عیش و مزے میں رہو گے جب تک ہمارا خون ناحق کرو جب تم ایسا خون کرو گے تو خدا تم پر ناراض ہوگا اور تمہاری حکومت اور بادشاہت کو ختم کر دے گا، اور تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی، خدا تم پر اپنے بندوں میں سے بھینگے شخص کو مسلط کرے گا اور وہ بھینگا شخص ابوسفیان کی اولاد میں سے نہ ہوگا اور اسکے ہاتھوں اور اس کے ساتھیوں کے ذریعہ تمہاری جڑا کھاڑ کر رکھ دے گا پھر امام نے کلام ختم فرمایا۔

۲۵۸۔ مفضل بن مزید نے امام صادقؑ سے روایت کی راوی کا بیان ہے میں نے پہلے عباسی خلیفہ عبداللہ بن علی کی حکومت کے دنوں آپ سے عرض کی: وہ آپس میں اختلاف کر رہے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اس کو چھوڑ، ان کی حکومت کا فساد وہیں سے آئے گا جہاں سے ان کی حکومت کی اصلاح ہوئی تھی[۱]۔

بدر بن خلیل ازدی کا بیان ہے میں امام باقرؑ کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا؛ قیام قائم آل محمدؑ سے پہلے دو نشانیاں ہیں جب سے حضرت آدمؑ زمین پر آئے ویسی نشانیاں واقع نہیں ہوئیں:

۱) پندرہ ماہ رمضان کو سورج گرہن لگنا، ۲) اس کے آخر میں چاند گرہن لگنا۔

[۱]۔ جیسا ان کی حکومت ابو مسلم مروزی خراسانی کے ہاتھوں مشرق سے آئی تھی اس طرح ان کی حکومت کا زوال بھی مشرق سے ہوگا محقق شعرانی نے شرح کافی مازندرانی کے حاشیہ میں لکھا: یہ ایسی غیب کی خبر ہے جس میں کوئی شک نہیں کیونکہ کافی بنو عباس کی حکومت کے شروع میں لکھی گئی اور یہ واقعہ بعد میں پیش آیا ان کی حکومت مغلوں کے ہاتھوں زوال پذیر ہوئی۔

ایک شخص نے عرض کی: اے فرزند رسول! سورج مہینے کے آخر میں اور چاند پندرہ کو گرہن لگ سکتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: میں جانتا ہوں تم کیا کہہ رہے ہو، مگر وہ دو نشانیاں ہیں کہ حضرت کے زمین پر آنے سے پہلے ایسی نشانیاں نہیں ہوئیں۔

[امام باقرؑ کا اپنے شیعوں کو نیک اعمال اور کردار کی تاکید مزید اور حقیقی شیعہ کے فضائل]

۲۶۰۔ عمرو بن ابی المقدام کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا، فرمایا: میں اور میرے والدؑ چلے، جب ہم قبر نبی اکرم ﷺ اور منبر کے درمیان تھے تو وہاں ہمارے شیعوں میں سے کچھ افراد موجود تھے میرے والد نے ان کو سلام کیا پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہاری خوشبو اور روح کو پسند کرتا ہوں، تم تقویٰ اور کوشش کے ذریعہ میری مدد کرو، اور جان لو کہ ہماری ولایت تقویٰ اور پرہیزگاری کے سوا حاصل نہیں ہوتی، جو شخص تم میں سے کسی شخص کی پیروی کرتا ہے تو وہ اس جیسا عمل بھی کرے۔

تم خدا کے شیعہ ہو، خدا کے مددگار ہو، تم اولین و آخرین میں سبقت کرنے والے ہو تم دنیا میں سبقت کرنے والے ہو، تم آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہو، ہم نے تمہارے لیے جنت کی ضمانت خدا اور رسول ﷺ کی ضمانت کی وجہ سے لی ہے، خدا کی قسم! جنت کے درجات میں تم سے زیادہ کوئی نہیں ہوگا، پس تم درجات کے فضائل میں رغبت لو۔ تم پاکیزہ ہو، تمہاری عورتیں پاکیزہ ہیں۔ ہر مومنہ عورت وسیع آنکھوں والی حور ہے، ہر مومن صدیق و سچا ہے، بے شک امام امیر المومنینؑ نے قنبر سے فرمایا تھا: اے قنبر! تمہیں بشارت ہو۔ دوسروں کو بھی بشارت دو اور خوش ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! نبی اکرم ﷺ نے جب وفات پائی تو سوائے شیعوں کے باقی سب امت سے ناراض تھے۔ خدا کی قسم! ہر چیز کی ایک عزت ہے اور اسلام کی عزت شیعہ ہیں۔ یاد رکھو ہر چیز کا ایک ستون ہے اور اسلام کا ستون شیعہ ہیں، ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور اسلام کی بلندی اور چوٹی شیعہ ہیں۔ ہر چیز کا ایک شرف ہوتا ہے اور اسلام کا شرف شیعہ ہیں۔ ہر چیز کا سید و سردار ہوتا ہے اور محافل کا سید و سردار شیعہ کی محافل ہیں، اور ہر چیز کا امام و پیشوا ہوتا ہے اور زمین کا امام و پیشوا جس سے وہ سکون پکڑتی ہے وہ شیعہ ہیں۔ خدا کی قسم اگر زمین میں تم میں سے کوئی نہ ہو تو تم کبھی زمین میں سبزہ نہ دیکھو، خدا کی قسم! اگر میں تم میں سے کوئی نہ ہو تو خدا تمہارے مخالفین پر نعمتیں نہ کرے اور نہ انہیں پاکیزہ چیزیں ملیں اور دنیا و آخرت میں ان کو کوئی حصہ نہ ہو۔

ہر ناصبی اور دشمن اہل بیت اگرچہ عبادت میں جتنی کوشش کرلے وہ اس آیت کی طرف منسوب ہے تھکی ماندی پیشانی بھڑکتی آگ میں ڈالی جائیں گی ہر ناصبی کا عمل ہوا میں بکھیر دیا جائے گا، ہمارے شیعہ خدا کے نور سے بات کرتے ہیں، اور ان کے مخالفین بغیر شعور کے بات کرتے ہیں، خدا کی قسم! ہمارے شیعوں میں جب کوئی سوتا ہے تو خدا اس کی روح آسمانوں لے جاتا ہے اور اس میں برکت دیتا ہے اگر اس کی موت کا وقت آگیا ہو تو اسے اپنی رحمت کے خزانوں میں

اور اپنی جنت کے باغات میں اور اپنے عرش کے سائے میں قرار دیتا ہے اور اگر اس کی موت موخر ہو تو اسے اپنے امین فرشتوں کے ساتھ بھیجتا ہے تاکہ اسے اس کے جسم میں پلٹا دیں جس سے نکلی تھی تاکہ اس میں رہے، خدا کی قسم! تمہارے حاجی اور عمرہ کرنے والے خدا کے خواص ہیں اور تمہارے فقیر و نادار حقیقی غنی اور بے نیاز ہیں اور تمہارے غنی و مالدار افراد قناعت کرنے والے ہیں اور تم سب خدا کی دعوت اور اس کی اجابت کے لائق ہو۔

۲۶۱۔ عبداللہ بن قاسم بطل نے عمرو بن ابی المقدام کے واسطے سے امام صادقؑ سے اس طرح روایت کی اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے: جان لے ہر چیز کا ایک جوہر اور حقیقت ہوتی ہے اور اولاد آدم کا جوہر حضرت محمد، ہم اور ہمارے بعد ہمارے شیعہ ہیں، ہمارے شیعہ زندہ باد، وہ عرش خدا کے کتنا قریب ہیں۔ قیامت کے دن خدا ان سے بہت اچھا سلوک کرے گا۔

خدا کی قسم! اگر لوگوں پر گراں نہ گزرتا یا لوگوں میں تکبر پیدا نہ ہوتا تو ان پر فرشتے سامنے سے سلام کرتے، خدا کی قسم! ہمارے شیعوں میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت نہیں کرتا مگر اس کیلئے ہر حرف کے بدلے سو نیکی ہے اور نہ نماز میں بیٹھ کر تلاوت کرتا ہے مگر اس کیلئے ہر حرف کے بدلے پچاس نیکی ہے، اور نماز کے علاوہ وہ تلاوت نہیں کرتا مگر اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں، اور ہمارے شیعہ میں سے خاموش شخص کیلئے اس کے مخالفین میں سے قرآن پڑھنے والے کا ثواب ہے۔

خدا کی قسم! تم اپنے بستر پر سوتے رہو تمہارے لیے مجاہدین کا ثواب ہے۔ خدا کی قسم! تمہارے لیے تمہاری نماز میں ان لوگوں کے برابر اجر و ثواب ہے جو خدا کی راہ میں جنگ میں مصروف ہیں خدا کی قسم! تم وہ ہو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا: ہم نے ان کے دلوں میں کینے کو نکال دیا وہ ایکدوسرے کے سامنے تکیہ لگائے ہوئے بھائی بھائی بن کر بیٹھے ہونگے، بے شک ہمارے شیعوں کی چار آنکھیں ہوتی ہیں دو عدد سر میں اور دو عدد دل میں۔ یاد رکھو تمام مخلوقات ایسی ہیں مگر خدا نے تمہارے دل کی آنکھیں کھلی رکھی ہیں اور ان کی آنکھیں تاریک و اندھی کر دی ہیں۔

[امام صادقؑ کا اہل مدینہ میں اپنی تنہائی کا شکوہ اور اپنی طرف سے پرامن شہری کی ضمانت کا اعلان]

۲۶۲۔ عنبسہ بن مصعب کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا؛ میں خدا کے حضور میں مدینہ والوں کے درمیان اپنی تنہائی اور اضطراب کا شکوہ کرتا ہوں یہاں تک کہ تم آ جاتے ہو، تمہیں دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں کاش یہ طاغوت اور ظالم مجھے اجازت دیتا میں طائف شہر میں ایک محل بناتا اس میں رہتا اور تمہارے ساتھ وہاں ٹھہرتا اور اس کو ضمانت دیتا کہ ہماری طرف سے اسے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں پہنچے گی۔

[امام صادقؑ کے سامنے کمیت اسدی کا اشعار پیش کرنا]

۲۶۳۔یونس بن یعقوب کا بیان ہے کمیت بن زید اسدی نے امام صادقؑ کے سامنے شعر پڑھا: خدا میری محبت کو تمہارے لیے خالص کرے تو تمہارے لیے صرف تیر کمان کھینچوں اور میرے تیر خطا جائیں، امام صادق نے فرمایا؛ایسا نہ کہو؛ **میں تیر کمان نہ کھینچوں** اور میرا تیر خطا نہ جائے۔

[سفیان عبدی کا امام صادقؑ کے گھر میں نوحہ پڑھنا]

سفیان بن مصعب عبدی کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا، امام نے فرمایا: ام فروہ سے کہو آئے اور سنے اس کے جد کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ راوی کا بیان ہے ام فروہ آ کر پردے کے پیچھے بیٹھ گئی پھر امام نے فرمایا: اپنے اشعار پیش کرو۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: اے ام فروہ! میرا دل تیرے آنسو سے چھلک رہا ہے... (اور پورا نوحہ پڑھا)۔

راوی کا بیان ہے وہ چیخ کر رونے لگیں اور عورتیں بھی چیخ کر رونے لگیں امام صادقؑ نے فرمایا: دروازہ بند کر دو، دروازہ بند رکھو، مدینہ والے دروازے پر جمع ہوگئے امام نے ان کی طرف پیغام بھیجا ہمارا ایک بچہ غش کھا گیا تھا، اس لیے عورتیں چیخ و پکار کر رہی ہیں[1]۔

[خندق کی کھودائی کے وقت نبی اکرمؐ کا سخت چٹان توڑنے کا واقعہ]

ابان بن عثمان نے بعض راویوں کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ نے خندق کھودی تو ایک سخت چٹان کے پاس سے گزرے نبی اکرم ﷺ نے امام علیؑ کے ہاتھ سے ہتھوڑا لیا اور اس کو ایک ضرب لگائی تو اس کے تین ٹکڑے ہوگئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اس ضربت سے میرے لیے کسری و قیصر کے خزانے کھول دیئے گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: آپ ہمیں کسری و قیصر کے خزانوں کا وعدہ دیتے ہیں جبکہ ہم سے کوئی آزادی سے نکل کر بیت الخلاء نہیں جا سکتا[2]۔

[خدا کی ازیب نامی سخت ہوا]

۲۶۶۔ابو یحییٰ واسطی نے بعض اصحاب کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا تعالی کی ایک ہوا ہے جسے ازیب کہا جاتا ہے اگر اس میں سے بیل کے ناک کے سوراخ جتنی چھوڑ دے تو اسمان و زمین کے درمیان سب کچھ اڑا لے جائے، اور وہ جنوب میں ہے۔

---

[1]۔اس حدیث سے اس معاشرہ میں حالات کی سنگینی کی طرف بھی اشارہ ہے جب ائمہ کھلے عام مجالس کا اہتمام نہیں کر سکتے تھے اور امام کا جواب لطیف توریہ پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ مخالفین کے شر کو دور کرنا ہے، ورنہ وہ تو اس گھر میں پرامن مجلس کو بہانہ بنا کر آپ کے متعرض ہو جاتے غور کریں۔

[2]۔علامہ مجلسی نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے چٹان توڑنے کی یہ روایت متواترات میں سے ہے اسے عامہ و خاصہ سب سے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے شیخ صدوق نے امالی و خصال میں براء بن عازب سے نقل کی ہے۔

[نبی اکرمؐ کا قحط سالی کی شکایت پر بارش کی دعا کرنا]

۲۶۷۔ رزیق ابوالعباس خلقانی (خرقہ فروش) امام صادقؑ سے روایت کرتا ہے فرمایا: ایک گروہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! ہمارے علاقوں میں قحط پڑ گی ہے، اور قحط سالی ہم پر طول پکڑتی جا رہی ہے خدا سے دعا کریں ہمارے لیے آسمان سے بارش برسائے، نبی اکرم ﷺ نے منبر لگانے کا حکم دیا اسے لیکر چلے اور لوگ جمع ہوگئے، نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آمین کہیں۔

اسی جگہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! لوگوں کو بتادیں کہ آپ کے رب نے انہیں وعدہ دیا ہے کہ فلاں دن فلاں گھڑی بارش ہوگی، لوگ اس دن اور گھڑی کا انتظام کرنے لگے جب وہ گھڑی ان پہنچی خدا نے ہوا تیز کر دی اس نے بادل اٹھائے اور آسمان کو ڈھانپ لیا اور مشک کے منہ کو کھول دیا (موسلا دھار بارش برسنے لگی) تو وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے خدا کے رسول! خدا سے دعا کریں ہم سے بارش کو تھما دے قریب ہے کہ ہم ڈوب جائیں، اور لوگ جمع ہوگئے اور آپ نے دعا کی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آمین کہیں تو ایک شخص نے آپ سے عرض کی:

اے خدا کے رسول! ہمیں سنایئے جو کچھ آپ نے فرمایا، وہ ہم نہیں سن پائے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہو، خدایا! ہمارے ارد گرد بارش برسا، ہم پر بارش نہ برسا، خدایا! اسے وادیوں کے اندر برسا، درختوں کی جگہ، اور جہاں اونٹ والے چراتے ہیں، خدایا! اسے ہمارے لیے رحمت قرار دے اور ہمارے لیے عذاب و گرفتاری قرار نہ دے۔

رزیق نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں کبھی بجلی نہیں چمکتی مگر وہ بارش برسانے والی ہوتی ہے۔

[بادلوں کا مرکز]

۲۶۹۔ ابن عزرمی نے حدیث کی نسبت دی امام علی امیر المومنینؑ سے بادل کے بارے میں پوچھا گیا یہ کہاں سے آتے ہیں؟

امام نے فرمایا: یہ سمندر کے ساحل پر ٹیلے کے اوپر ایک درخت پر پناہ لیے ہوتے ہیں جب خدا ان کو بھیجنا چاہتا ہے ایک ہوا کو بھیجتا ہے وہ اسے اٹھاتی ہے اس پر ایسے ملائکہ کو معین کرتا ہے جو اسے چھوٹے ٹکڑوں سے مارتے ہیں اور وہ بجلی ہے تو وہ بلند ہو جاتا ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی: خدا ہوائیں بھیجتا ہے وہ بادلوں کو بھڑکاتی ہیں پھر ہم اسے بنجر و مردہ علاقوں میں لے جاتے ہیں اور فرشتے کا نام رعد ہے۔

[تین اعمال کا فائدہ]

۲۷۰۔ مثنی حناط اور محمد بن مسلم (دونوں چکی پیسنے والے تھے) نے بیان کیا امام صادقؑ نے فرمایا:

۱) جس کی زبان سچ بولے اس کا عمل پاکیزہ ہو جاتا ہے۔
۲) جس کی نیت اچھی ہو اس کے رزق و روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔
۳) اور جس شخص اپنے گھر والوں سے نیکی کرے اس کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

[حرام کاموں کو چھوڑنے پر خدا کی مدد]

احمد بن محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ مجھے امام صادقؑ نے اپنے باپ دادا کے واسطے سے امام علیؑ سے روایت بیان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالی فرزند آدم سے کہتا ہے : اگر تیری آنکھ تجھ سے ان بعض حرام چیزوں کو دیکھنے کی ضد کرے جو میں نے تجھ پر حرام کی ہیں تو میں اس مسئلے میں دو پردوں کے ذریعہ تیری مدد کروں گا، اس کو بند کر لے، اور اس کو ہرگز نہ دیکھ۔

اور اگر تیری زبان تجھ سے ان بعض حرام کاموں کے بارے میں سے تجھ سے ضد کرے جن کو میں نے تجھ پر حرام کیا ہے تو میں اس معاملہ میں دو پردوں سے تیری مدد کروں گا اس کو روک لے اور نہ بول۔

اور اگر تیری شرمگاہ تجھ سے بعض حرام کاموں کے بارے میں تجھ سے ضد کرے جو میں نے تجھ پر حرام کئے ہیں تو میں دو پردوں سے تیری مدد کروں گا اس کو روک لے اور حرام کی طرف نہ جا۔

[تین صفات والے شخص سے خیر کی امید نہیں]

علی بن اسباط نے بنو ہاشم کے ایک موالی واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جسمیں ہونگی اس سے خیر و نیکی کی امید نہ رکھی جائے گی:

۱) جو شخص عیب جوئی سے نہیں ڈرتا۔
۲) جو شخص غیب و پردوں میں خدا سے نہیں ڈرتا۔
۳) جو شخص بڑھاپے میں پشیمانی سے حرام کو نہیں چھوڑتا۔

[شرف و کرم سے مراد]

حجال (حجلہ ساز) کا بیان ہے میں نے جمیل بن دراج سے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف و عزتمند شخص آئے تو اس کی عزت کرو، اس نے کہا: ہاں، (فرمایا تھا)۔

میں نے کہا: شریف سے کیا مراد ہے ؟ اس نے کہا: میں نے امام صادقؑ سے اس کے بارے میں پوچھا۔

امام نے فرمایا: شریف وہ ہے جو مالدار ہو، میں نے کہا: حسیب سے کیا مراد ہے ؟ جواب دیا: جو اپنے مال و غیرب کے ذریعہ نیک اعمال کرتا ہے، میں نے کہا: کرم کیا ہے ؟ جواب دیا: تقوی۔

[سب سے زیادہ سخت فقر و ناداری]

۲۷۴۔ سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورتوں کا حزن و غم کتنا شدید ہوتا ہے اور موت کی جدائی کتنی دردآور ہوتی ہے اور ان سب سے زیادہ سخت فقر و ناداری ہے کہ انسان چاپلوسی بھی کرتا ہے مگر اس کو کچھ دیا نہیں جاتا۔

یاجوج وماجوج کی حدیث

۲۷۵۔ عبداللہ بن عباس کا بیان ہے امام امیر المومنین نے مخلوق کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: خدا نے بارہ سو مخلوقات خشکی میں اور بارہ سو مخلوقات سمندر میں پیدا کی ہیں اور بنی آدم کی اقسام ستر ہیں اور یاجوج وماجوج کے سوا تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں۔

[شیعہ کی تین قسمیں]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: لوگوں کے تین طبقے ہیں:

۱) ایک طبقہ ہم سے ہے اور ہم ان سے ہیں۔

۲) دوسرا طبقہ ہمارے ذریعہ لوگوں میں زیب وزینت بناتے ہیں۔

۳) اور تیسرا طبقہ ایکدوسرے سے ہمارے نام پر کھاتا ہے [۳]۔

[ضرورت مند بھائی کی پہچان سے کترانے کی مذمت]

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جب فقر و فاقہ اور ضرورت کی کثرت دیکھو اور لوگ ایک دوسرے کی پہچان سے انکار کرنے لگیں تو خدا کے حکم کا انتظار کرو۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، یہ فقر و فاقہ اور ضرورت تو میں جانتا ہوں یہ لوگوں کا ایکدوسرے کی پہچان سے انکار کیا ہے؟

امام نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کے پاس آئے، اس سے ضرورت پوری کرنے کی درخواست کرے مگر وہ اس کو اس طرح نہ دیکھے جیسے پہلے دیکھتا تھا اور اس طرح بات نہ کرے جیسے پہلے بات کرتا تھا۔

---

[۳]۔ اس حدیث میں شیعوں کی تین قسمیں کی گئی ہیں کچھ خالص شیعہ ہیں جو عمل و کردار سے ائمہ معصومینؑ کیلئے باعث زینت ہیں کچھ لوگ ائمہ کے نام پر شہرت و مقام کے درپے ہیں اور کچھ لوگوں کا مقصد ائمہ معصومینؑ کے نام پر لوگوں سے مال بٹورنا ہے وہ خود تو کچھ کماتے نہیں ہیں اس لیے مختلف حیلے بہانوں سے بھکاری بن کر لوگوں سے مال نکالنے کے چکروں میں رہتے ہیں اور ظاہر ہے لوگوں نے وہ مال بڑی محنت و مشقت سے کمایا ہوتا ہے ان سے مال نکالنے کیلئے بہت ہتھکنڈے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے آج کے دور کے ماحول میں لوگوں کے مال پر پلنے والے لوگوں کے اقتصادی راہوں کی تقسیم سے سمجھا جاسکتا ہے اگر ان کو یہاں کھول کر بیان کیا جائے تو واضح حقیقت کو بیان کرنے کے مترادف ہوگا غور کریں، ہم نے ائمہ معصومینؑ اور ان کے اصحاب کے کسب و کار اور پیشوں کے بارے میں مستقل مفصل تحقیق لکھی ہے جو مناسب وقت پر اہل دانش کی خدمت میں پیش کی جائے گی ہاں اس تحقیق اور ترجمہ کے ضمن میں ہم نے جابجا راویوں کے پیشوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

[تین چیزوں کا آپس میں ربط]

۲۷۸۔ عبید بن یحییٰ ثوری عطار (عطر فروش) نے محمد بن حسن علوی سے اور اس نے اپنے باپ دادا کے واسطہ سے روایت کی امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: (یہ چیزیں آپس میں مربوط ہیں):

۱) رزق و روزی کی فراوانی کو حماقت سے (باندھ دیا)۔

۲) اور رزق کی کمی عقل و دانش سے باندھ دی ہے۔

۳) اور مصیبت و آزمائش صبر سے باندھ دی گئی ہے"[۱]۔

[نبی اکرمؐ کی اونٹنی گم ہونا اور لوگوں کے اعتراضات اور خدا کی وحی]

عذافر کے بھائی عمر کا بیان ہے مجھے ایک شخص نے چھ یا سات سو درہم امام صادقؑ کیلئے دئے وہ میری تھیلی میں تھے جب میں (مکہ و بصرہ کے درمیان) حضیرہ نامی جگہ پہنچا۔ میری تھیلی پھٹ گئی اور اس میں تمام چیزیں ضائع ہو گئیں۔ مجھے وہاں مدینہ کا عامل ملا۔ اس نے کہا: تیری سواری سے تھیلی پھٹ گئی اور تیرا مال و اسباب ضائع ہو گیا؟

میں نے کہا: ہاں اس نے کہا: جب مدینہ آؤ تو ہمارے پاس آنا میں تجھے اس کا بدلہ دوں گا۔

راوی کا بیان ہے جب میں مدینہ پہنچا امام صادقؑ کے پاس گیا تو امامؑ نے فرمایا: اے عمر! تیری سواری سے تھیلی پھٹ گئی اور تیرا مال ضائع ہو گیا!

میں نے عرض کی: ہاں، فرمایا: خدا نے جو تجھے دیا وہ اس سے بہتر ہے جو تجھ سے ضائع ہو گیا، بے شک نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ لوگوں نے اس کے بارے میں باتیں شروع کر دیں کہ ہمیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور ہمیں اپنی اونٹنی کی خبر نہیں دیتے، اس وقت جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! تمہاری اونٹنی فلاں وادی میں ایک درخت کے ساتھ اس کی ڈوری الجھی ہوئی ہے، امامؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ پر تشریف لائے، خدا کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! تم نے میری اونٹنی کے بارے میں بہت باتیں کی ہیں۔ یاد رکھو خدا نے مجھے اس سے بہتر دی ہے جو مجھ سے گم ہو گئی۔

یاد رکھو میری ناقہ فلاں وادی میں ہے اور اس کی ڈوری ایک درخت سے الجھی ہوئی ہے۔

لوگ جلدی سے اس طرف نکل گئے، ویسا پایا جیسا نبی اکرم ﷺ نے ان کو خبر دی تھی۔

پھر امامؑ نے فرمایا: مدینہ کے عامل کے پاس جا، اس نے جو تجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر، یہ ایسی چیز ہے جس کی طرف خدا نے تجھے بلایا ہے تو اس سے کچھ نہیں مانگ رہا۔

---

[۱]۔ ظاہر ہے کہ احمق و بے شعور لوگوں کی پوری کوشش دنیا و معاش کو جمع کرنے پر خرچ ہوتی ہے جبکہ عقلمند و باشعور انسان ضرورت کے مطابق دنیا کو حاصل کر کے اپنے خدا کے فرائض کی پابندی کو اہمیت دیتے ہیں اور آزمائش آنے پر صبر و تحمل سے کام لیتا ہے۔

[حضرت ابوذر کو موت و فقر اور مصیبت پسند پسند ہونے کا صحیح معنی]

شعیب عقر قوفی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: ایک چیز ابو ذر سے نقل کی جاتی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: تین چیزوں کو لوگ ناپسند کرتے ہیں اور میں ان کو پسند کرتا ہوں؛

۱) میں موت کو پسند کرتا ہوں، ۲) میں فقر کر پسند کرتا ہوں، ۳) میں مصیبت اور آزمائش کو پسند کرتا ہوں۔

امام نے فرمایا: یہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ روایت کرتے ہیں انہوں نے مراد لیا کہ؛

۱) خدا کی اطاعت میں موت خدا کی نافرمانی میں زندگی کرنے سے مجھے زیادہ پسندہ۔

۲) ، خدا کی اطاعت میں مصیبت مجھے خدا کی نافرمانی میں صحت و سلامتی سے زیادہ پسند ہے۔

۳) اور خدا کی اطاعت میں فقر و فاقہ خدا کی نافرمانی میں مال و دولت سے زیادہ پسند ہے۔

[نبی اکرمؐ کا خواب میں بنوامیہ کو منبروں دیکھ کر غمگیں ہونا اور خدا کی طرف سے تسلی نازل ہونا]

علی بن عیسی قمی قماط (جھاڑو فروش) نے چچا سے روایت کی کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جبرئیل نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئے جبکہ آپؐ بہت غمگیں اور اداس تھے ،اور کہا: اے خدا کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ بہت غمگیں و اداس ہیں؟

فرمایا: میں نے آج رات خواب دیکھا، کہا: وہ کیا ہے؟

فرمایا: میں نے بنوامیہ کو دیکھا وہ منبروں پر چڑھتے اور اترتے ہیں[۱۵]۔

کہا: اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بناء پر بھیجا، میں ایسا کچھ نہیں جانتا۔

جبرئیل آسمان کی طرف چلے گئے۔ خدا نے انہیں قرآن کی آیات کے ساتھ نازل کیا جس میں نبی اکرم ﷺ کو تعزیت و تسلی دی کیا۔ تم نے نہیں دیکھا ہم نے ان کو کئی سال نعمتیں دیں پھر ان کے پاس وہ عذاب آیا جس کا ان کو وعدہ کیا گیا تھا تو ان کی نعمتں ان کو کچھ فائدہ نہ دے سکیں۔

خدا پاک نے یہ سوردہ قدر نازل کی ،ہم نے اس کو شب قدر میں نازل کیا تم کیا جانو شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ان لوگوں کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے ،خدا نے شب قدر کو نبی اکرم ﷺ کیلئے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا۔

[خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو عذاب سے ڈرنے کی تاکید]

عبدالاعلی کا بیان ہے میں امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا، جو لوگ خدا کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے ڈریں کہ ان کو آزمائش پکڑ لے یا ان کو دردناک عذاب پکڑ لے۔

امام نے فرمایا: (اس سے مراد یہ ہے کہ)اس کے دین میں آزمائش یا کوئی زخم جس پر خدا اسے کوئی اجر نہیں دے گا۔

[۱۵]۔ایسی روایات عامہ کی کتب حدیث میں بھی پائی جاتی ہیں۔

[امام صادقؑ کے زمانے میں شیعوں کے شدید اختلافات کا شکوہ]

عبدالاعلی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: آپ کے شیعہ ایکدوسرے سے بغض و کینہ رکھتے ہیں اور آپس میں دشمنیاں پالتے ہیں میں آپ پر قربان جاؤں، آپ ان کے معاملہ میں کچھ غور کریں۔

امام نے فرمایا: میں نے ان کو خط لکھنے کا ارادہ کیا جس کے بعد ان میں کوئی دو آپس میں اختلاف نہ کریں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: آج سے زیادہ ہمیں اس کی ضرورت کبھی نہیں تھی۔

امام نے فرمایا: یہ کیا ہے مروان اور ابن ذر کا مسئلہ تو دیکھو۔

راوی کا بیان ہے میں نے سمجھا کہ امام مجھے اس مسئلے میں پڑنے سے روک رہے ہیں میں آپ کے ہاں سے اٹھا اور آپ کے فرزند اسماعیل کے پاس آیا اور کہا: اے ابو محمد! میں نے آپ کے والد سے شیعوں کے اختلاف اور ان کے آپس میں کینے اور دشمنیوں کا ذکر کیا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے ایک خط لکھنے کا ارادہ کیا ہے جس کے بعد ان میں کوئی میرے بارے میں اختلاف نہ کرے۔

اس نے کہا: مروان اور ابن ذر کا واقعہ تو دیکھو، میں نے کہا: ہاں یہ تو ہے، اس نے کہا: اے عبدالاعلی! تمہارا ہم پر حق ہے جیسا ہمارا تم پر حق ہے خدا کی قسم! تم اپنے حقوق میں ہمارے تم پر حقوق کی نسبت جلدی نہ کرو، پھر کہا: میں اس میں غور کروں گا۔

پھر کہا: اے عبدالاعلی! کسی ایسی قوم کیلئے جن کا معاملہ ایک ہو وہ ایک شخص کے پاس آتے ہوں اس سے اپنی تعلیمات لیتے ہوں ان کیلئے سزاوار نہیں کہ اس کے بارے میں اختلاف کریں اور اپنے امور کو اس کی طرف پلٹا دیں۔

اے عبدالاعلی! ایک مومن کیلئے مناسب نہیں کہ اس کا مومن بھائی اس سے پہلے جنت کے درجات پر چلا جائے اور وہ اس کو اس کے مقام سے کھینچا تانی کرے جس میں وہ ہے اور نہ دوسرے کیلئے مناسب ہے کہ جو اس مقام تک نہیں پہنچا وہ نہ پہنچنے والے کے سینے میں مارے بلکہ اسکو آگے بلائے اور خدا کے دربار میں اس کیلئے بخشش طلب کرے"[۱]۔

[آیت دو آدمیوں کی مثال کی تاویل]

ابو خالد کابلی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کا فرمان؛ خدا اس شخص کی مثال دیتا ہے جسمیں شریک جھگڑتے ہیں اور دوسرا شخص جو کسی کیلئے آلہ کار ہے کیا دونوں مثالیں برابر ہیں۔

امام نے فرمایا: وہ جس کے بارے میں شریک جھگڑتے ہیں وہ کیونکہ پہلے کی ولایت وخلافت کو مختلف لوگوں نے پختہ کیا وہ اس معاملہ میں ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اور ایک دوسرے سے برائت کرتے تھے۔

[۱]۔ اس دور کے اختلافات کی تفصیل رجال ابو عمرو کشی میں ذکر ہوئی اس کی تحقیق وترجمہ ہم نے میزان علم رجال کے عنوان سے چند جلدوں میں خدا کی توفیق سے آمادہ کر دیا ہے، اور وہ رجال کی بہترین کتاب ہے جس میں راویوں کے بارے میں ائمہ معصومین کی روایات کو سندوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اور وہ شخص جو دوسرے کیلئے زینہ و سیڑھی بنا وہ واقعا پہلا اور اس کے پیروکار ہیں۔

[باطل کی حکومت طویل اور حق کی مختصر ہونے کا بیان]

عبداللہ بن سنان (عباسی حکومت کے وزیر) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ہمیشہ باطل کی حکومت طویل اور حق کی حکومت مختصر رہی ہے۔

[شیعوں کی آسانی اور حکومت حق کے قیام کی نشانیاں]

۲۸۶۔یعقوب سراج (زین ساز) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی آپ کے شیعوں کی آسائش و آسانی کب ہو گی؟

امام نے فرمایا: جب عباس کی اولاد اختلاف کریں گے اور ان کی حکومت کمزور پڑ جائے گی اور ان میں سے ایسے لوگ طمع کریں شروع کریں گے جو ان میں طمع نہیں کرتے تھے اور عرب لوگ عنان حکومت اور اس کی باگ ڈور چھوڑ دیں گے اور ہر قدرت منداپنی قدرت اور طاقت ظاہر کر دے گا اور شامی قیام کرے گا اور یمانی حرکت کرے گا اور حسینی حرکت کرے گا اور اس امر ولایت کا مالک مدینہ میں مکہ کی طرف نبی اکرم ﷺ کی میراث لیکر خروج کر وے گا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: نبی اکرم ﷺ کی میراث کیا ہے؟

امام نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی تلوار، ڈھال، عمامہ، چادر، عصا، جھنڈا، خود، زین، حتی مکہ میں آئے گا اور نبی پاک ﷺ کی تلوار نیام سے نکالے گا اور آپ کی ڈھال پہنے گا اور جھنڈا اور چادر پھیلائے گا اور عمامہ پہنے گا، اور ہاتھ میں عصا لے گا اور خدا سے ظہور و قیام کیا جازت مانگے گا تو اس کو اس کے بعض موالی دیکھ لیں گے اور حسینی کے پاس آئیں گے اور اسکو خبر دیں گے تو حسنی جلدی سے خروج کرے گا، تو اس پر اہل مکہ حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے اور اس کا سر شامی کی طرف بھیجیں گے۔اس وقت اس امر ولایت کا مالک ظہور کرے گا لوگ ان کی بیعت کریں گے اور ان کی پیروی کریں گے اس وقت شامی ایک لشکر مدینہ کی طرف بھیجے گا خدا ان کو مدینہ سے پہلے ہلاک کر دے گا اس دن مدینہ میں جتنے اولاد علیؑ ہونگے وہ مکہ کی طرف بھاگیں گے اور اس امر ولایت کے مالک کے ساتھ مل جائیں گے اس امر ولایت کا مالک عراق کی طرف بڑھے گا اور مدینہ کی طرف لشکر بھیجے گا تو اس کے رہنے والے محفوظ رہیں گے اور اس کی طرف پلٹ آئیں گے۔

[امام صادقؑ کا حد سے تجاوز کرنے والوں سے برائت کرنا]

مالک بن عطیہ نے امام صادقؑ کے بعض اصحاب سے روایت کی کہ امام صادقؑ ہمارے پاس غیظ و غضب کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا: میں ابھی ایک کام سے نکلا تھا تو مدینہ کا ایک حبشی مجھے ملا اور بلند آواز سے پکارنے لگا: لبیک جعفر بن محمد! میں جلدی سے اس کی بات سے ڈر سے گھر پلٹ آیا، اور اپنی مسجد میں اپنے رب کو سجدہ کیا وار اس کے

سامنے اپنا چہرہ خاک پر رگڑا، اور اس کے سامنے اپنے آپ کو خوار کی اور اس پکانے والے سے میں نے خدا کی بارگاہ میں برائت کی، اگر عیسیٰ بن مریم اس حد سے تجاوز کرتا جو خدا نے اس کیلئے کہی تھی تو ایسا بہرہ ہو جاتا کہ کبھی کچھ سن نہ پاتا اور ایسا اندھا ہو جاتا کہ کبھی دیکھ نہ پاتا اور ایسا گونگا ہو جاتا کہ کبھی سن نہ پاتا، پھر فرمایا: خدا ابو الخطاب پر لعنت کرے اور اسے تلوار سے قتل کرے۔

[ولایت کے اصول کے تحت لوگوں کی تین قسمیں]

جہم بن ابی جہیمہ نے امام کاظمؑ کے بعض موالیوں روایت کی کہ امام کاظم کے پاس قریش کا ایک شخص موجود تھا اس نے قریش اور عرب کا ذکر کرنا شروع کیا، امام نے اس وقت اس سے فرمایا: اس کو چھوڑ، لوگوں کی تین قسمیں ہیں عربی، غیر عربی جو عربوں کا ہم پیمان ہو اور عجمی کافر، ہم عرب ہیں اور ہمارے شیعہ ہمارے موالی اور ہم پیمان ہیں اور جو ہمارے نظریہ پر نہ ہو وہ عجمی بدو ہے۔

قریشی نے کہا: اے ابو الحسن! آپ یہ کہتے ہیں تو قریش و عرب کے قبائل کہاں جائیں گے؟

امام کاظمؑ نے فرمایا: حقیقت وہی ہے جو میں نے تجھے بیان کی ہے[1]۔

[امام زمانہؑ کے وقت ناصبی دشمن اہل بیت کا حال]

۲۸۹۔ سلام بن مستنیر کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: جب قائم آل محمدؑ قیام فرمائیں گے تو ہر ناصبی دشمن اہل بیت کے سامنے ایمان پیش کریں گے اگر وہ حقیقت ایمان میں داخل ہو گیا تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اڑا دیں گے یا وہ جزیہ دے گا جیسا آج اہل ذمہ کافر جزیہ دیتے ہیں اور وہ شخص اپنی کمر میں کمر بند باندھیں گے اور انہیں شہروں سے دیہات کی طرف نکال باہر کریں گے۔

[امام سجادؑ کا اپنے اصحاب کی آزمائش کرنا]

۲۹۰۔ ابو مریم نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: ایک دن میرے والد (امام سجادؑ) نے فرمایا: جب آپ کے اصحاب موجود تھے تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ ہاتھ میں انگارا پکڑ لے اور اسے اتنی دیر پکڑے رکھے کہ وہ خاموش ہو جائے؟

سب لوگ ڈر گئے اور اس کام سے انکار کرنے لگے میں کھڑا ہوا اور کہا: اے میرے باپ! کیا آپ ایسا کرنے کا حکم دے رہے ہیں؟ امام نے فرمایا: تجھے مراد نہیں لیا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، بلکہ میں نے ان کو مراد لیا ہے، اور تین بار امام نے یہ بات دہرائی، پھر فرمایا: باتیں کتنی زیادہ ہیں اور کام کتنے کم ہیں، عمل کرنے والے بہت کم ہیں عمل

[1]۔ اس روایت کی سند مجہول مرسل اور ضعیف ہے اور معنی تقسیم کے مختلف اصولوں کے تحت ایک لحاظ سے تقسیم پر مشتمل ہے غور کریں۔

کرنے والے کم ہیں، جان لو ہم عمل اور باتیں کرنے والے سب کو جانتے ہیں یہ ہماری طرف سے تم پر چشم پوشی نہیں تھی بلکہ تمہاری باتوں کی آزمائش تھی تمہارے آثار کو لکھنا تھا۔

امام نے فرمایا؛ خدا کی قسم! گویا امام کے فرمان سے شرم و حیاء کی وجہ سے زمین ان کو ہلا رہی تھی حتی میں نے ان سے ایک شخص کو دیکھا اس کا پسینہ بہہ نکلا تھا اور وہ زمین سے آنکھیں نہیں اٹھا رہا تھا جب امام نے ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا؛ خدا تم پر رحم کرے میں نے صرف نیکی کا ارادہ کیا تھا جنت کے کئی درجات اور مراتب ہیں ایک درجہ عمل کرنے والوں کیلئے ہے جسے باتیں کرنے والے نہیں پاسکتے اور ایک درجہ باتیں کرنے والوں کا ہے جسے دوسرے لوگ نہیں پا سکتے۔

خدا کی قسم! گویا ان کے بندھن اور قیدیں کھول دی گئیں اور وہ قدرے خوشحال ہوئے۔

[امام کاظمؑ کی اپنے شیعوں کی آزمائش سے منفی نتیجہ]

موسی بن بکر واسطی کا بیان ہے امام ابو الحسن کاظمؑ نے مجھ سے فرمایا: اگر میں اپنے شیعوں کی پرکھ کرتا تو ان کو باتیں کرنے والا پاتا، اگر ان کی آزمائش کرتا تو ان کو مرتد ہونے والا پاتا، اگر ان کو مختلف امور میں جستجو کرتا تو ہزار میں سے ایک بھی خالص نہ ہوتا اگر ان کو دقت سے چھانا لگاتا تو ان میں سے سوائے خالص افراد کے کوئی میرا نہ رہتا، یہ سب جب مزین بستروں پر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم علی کے شیعہ ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ علی کا شیعہ وہ ہے جس کی باتوں کی اس کا عمل تصدیق کرے۔

[گناہ گار خوبصورت مرد و عورت اور مریض پر قیامت کے دن حجت تمام کرنا]

عبد الاعلی مولی آل سام کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: قیامت کے دن اس خوبصورت عورت کو لایا جائے گا جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے گناہ کی آزمائش میں پڑ گئی تھی وہ کہے گی: خدایا! تو نے مجھے حسن و جمال سے نوازا تھا اس کی وجہ سے میں ان کاموں میں گرفتار ہوئی تو حضرت مریم کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: تو زیادہ خوبصورت ہے یا یہ؟ خدا نے ان کو بھی خوبصورت بنایا تھا مگر وہ گناہوں میں نہیں پڑی۔

پھر خوبصورت مرد کو لایا جائے گا جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے گناہ کے دلدل میں پڑ گیا تھا، وہ کہے گا: اے میرے خدا! تو نے مجھے خوبصورت بنایا تھا اس لیے میں عورتوں سے بدکاریوں کا شکار ہوا، تو حضرت یوسف کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: تو زیادہ خوبصورت ہے یا یہ؟ خدا نے ان کو حسن و جمال دیا مگر وہ عورتوں کے بہکاوے میں نہیں آئے۔

پھر مصیبت زدہ مریض کو لایا جائے گا جو اپنی مصیبت کی وجہ سے گناہ کی آزمائش میں پڑ گیا تھا وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھ پر شدید اور سخت مصیبت ڈالی جس کی وجہ سے میں آزمائش میں پڑ گیا۔ تو حضرت ایوب نبی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تیری مصیبت سخت تھی یا ان کی؟ ان کو آزمائشوں میں ڈالا گیا مگر وہ گناہوں میں نہیں پڑے۔

[آزادی اور امن کی زندگی]

اسماعیل بصری کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا؛ تم ایک جگہ بیٹھتے ہو اور باتیں کرتے ہو اور جو چاہتے ہو آزادی کے ساتھ کہتے ہو اور جس سے چاہتے ہو برائت کرتے ہو اور جس سے چاہتے ہو محبت کا اظہار کرتے ہو۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہاں، امام نے فرمایا: زندگی اس طرح ہونی چاہیے۔

[امام صادقؑ کا اپنے حقیقی فرامین کو پیش کرنے کے فوائد بیان کرنا اور اسکے برعکس عمل کرنے والوں پر افسوس کرنا]

ابو بصیر کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: خدا اس شخص پر رحم کرے:

۱) جو لوگوں میں ہمیں محبوب اور پسندیدہ بنائے۔

۲) اور ہمیں ان میں مبغوض اور ناپسندیدہ نہ بنائے۔

۳) خدا کی قسم! اگر یہ لوگ ہمارے خوبصورت کلام کو بیان کرتے تو ان کی اس کے ذریعہ عزت و شرف زیادہ ہوتا۔

۴) اور کوئی شخص ان پر کوئی اعتراض نہ کرتا

۵) لیکن ان میں سے ایک شخص ہمارا ایک کلمہ سنتا ہے اور اس پر دس اپنی طرف سے بڑھا دیتا ہے"[۸]۔

[آیت کی تاویل میں ائمہؑ کی شفاعت کا بیان]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی راوی کا بیان ہے میں نے آپ سے خدا کے فرمان جو لوگ خدا کی راہ میں وہ چیز خرچ کرتے ہیں جو ان کے پاس ہے اور دل میں خدا کا خوف رکھتے ہیں، کے بارے میں سوال کیا امام نے فرمایا: یہ ان کی ائمہ سے شفاعت کی امید ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں کہ ان کے اعمال رد نہ کر دیئے جائیں گویا انہوں نے کوئی عمل ہی نہیں کیا اور امید رکھتے ہیں کہ خدا ان کے اعمال کو قبول کرے۔

[گمراہی کی دعوت پر پیروکاروں کا مل جانا]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جو شخص بھی گمراہی کی دعوت دیتا ہے وہ اپنے پیروکار پالیتا ہے۔

[امام رضاؑ کا غلاموں کو دستر خوان پر ساتھ بٹھانا]

عبداللہ بن صلت نے ایک بلخی شخص سے روایت کی: میں امام رضاؑ کے سفر خراسان میں آپ کے ساتھ تھا ایک دن آپ نے دستر خوان منگوایا اور اس پر اپنے حبشی وغیرہ غلاموں کو جمع کیا میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، اگر ان

---

[۸] "امام کے کلام کے معنی کی وضاحت کیلئے ہم نے اس میں نمبر لگائے ہیں ان عناوین میں غور کریں اس میں حقیقی فرامین کی تاثیر بھی بیان ہے اور ائمہ کے کلام کے ساتھ دوسرے کلام کو خلط ملط کرنے کا نقصان بھی بیان ہے، چونکہ ہم نے اس روایت کو اپنی تحقیقات اور معتبر و غیر معتبر روایات کی تشخیص کی اساس قرار دیا ہے اس لیے اس کو کافی کی شرح کے مقدمہ میں شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا ہے، غور کریں۔

کیلئے علیحدہ دستر خوان لگاتے تو بہتر ہوتا، امام نے فرمایا: خاموش ہو جا، ہمارا رب ایک ہے ماں باپ ایک ہے، جزاء اعمال پر ملے گی۔

[جسم انسانی کے عناصر]

محمد بن سنان نے امام کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: جسم کے عناصر چار ہیں:

۱) ہوا جس کے ذریعہ سانس لیکر انسان زندہ رہتا ہے، اور جسم میں موجود بیماری اور سوجن کو خارج کرتا ہے۔

۲) زمین جس سے خشکی اور حرارت پیدا ہوتی ہے۔

۳) کھانا کہ اس سے خون پیدا ہوتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ غذا معدہ میں جاتی ہے وہ اس کو ریزہ ریزہ کر کے نرم کرتا ہے پھر وہ صاف مادہ بن جاتا ہے اور جسم کا عنصر اس کے صاف مادہ کو خون بنا دیتا ہے پھر فضول موارد نیچے چلا جاتا ہے۔

۴) اور پانی کہ اس سے بلغم پیدا ہوتی ہے۔

[خدا تجھے نیک جزا دے کا معنی]

حسین بن اعین جو مالک بن اعین کے بھائی تھی اس کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا جب کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہے خدا تجھے نیک جزاء دے اس سے کیا مراد لیتا ہے؟ امام صادق نے فرمایا: خیر و نیکی جنت میں ایک نہر ہے جو کوثر سے نکلتی ہے اور کوثر عرش کے پائے سے نکلتی ہے اس پر اوصیاء اور ان کے شیعہ کے گھر ہیں اس نہر کے کناروں پر حوریں اگتی ہیں جب ان کو اکٹھا کر کے چن لیا جاتا ہے تو دوسری اگ آتی ہے اس لیے نہر کو خیر کہا جاتا ہے جیسا خدا کا فرمان ہے ان باغات میں خوبصورت خیرات ہو نگی جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے: خدا تجھے خیر و نیکی کی جزاء دے اس سے مراد وہ گھر ہیں جو خدا نے اپنے برگزیدہ منتخب بندوں کے لیے تیار کئے ہیں

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جنت میں ایک ہر ہے جس کے دونوں کناروں پر حوریں اگتی ہیں جب کوئی مومن ان میں سے کسی کے پاس سے گزرے اور وہ اس کو پسند آ جائے وہ اسے اکھاڑ لے گا خدا اس کی جگہ دوسری حور اگا دے گا۔

خیموں کی حدیث

ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے ایک رات میں امام باقرؑ کے پاس تھا آپ نے مجھ سے فرمایا جب آسمان کی طرف دیکھا اے ابو حمزہ! یہ ہمارے والد آدمؑ کا خیمہ ہے خدا نے اس کے سوا انتالیس خیمے بنائے ہیں اس میں ایسی مخلوقات رہتی ہیں جنہوں نے خدا کی پلک جھپکنے کی حد تک بھی نافرمانی نہیں کی۔

عجلان ابو صالح کا بیان ہے ایک شخص امام صادقؑ کے پاس آیا اور عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں یہ حضرت آدمؑ کا خیمہ ہے امامؑ نے فرمایا: ہاں خدا کیلئے اور بہت سے خیمے ہیں تمہاری اس مغرب کے پیچھے انتالیس مغرب ہیں سفید زمین جو مخلوقات سے بھری ہوئی ہے وہ ان کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں جنہوں نے خدا ک پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی انہیں علم ہی نہیں کہ آدمؑ خلق ہوئے یا نہیں وہ فلاں وفلاں سے برائت کرتے ہیں۔

اسحاق بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جس نے اپنے جوتے کو گانٹھ لگائی اور اپنے لباس کو پیوند لگایا اور اپنے گھر کا سامان خود اٹھایا وہ تکبر سے بری ہو گیا۔

[ائمہؑ کا اپنے بارے میں ربوبیت کے قائلین سے برائت]

مفضل بن عمر جعفی کا بیان ہے میں اور میرا شریک کار قاسم اور نجم بن حطیم، صالح بن سہل مدینہ میں تھے ہم نے ربوبیت کے بارے میں بحث کی ہم نے ایک دوسرے سے کہا: ہم امام کے قریب ہیں اور آپ کو ہم سے تقیہ بھی نہیں ہے چلو امام کے پاس چلتے ہیں، راوی کا بیان ہے ہم اٹھ کر آپ کے پاس گئے خدا کی قسم! ہم دروازے پر نہیں پہنچے تھے مگر یہ کہ امام ہمارے پاس بغیر جوتے اور رداء پہنے بغیر تشریف لائے آپ کے سر کا ہر بال کھڑا تھا فرما رہے تھے: نہیں، نہیں اے مفضل، اے قاسم، اے نجم، نہیں، نہیں، بلکہ وہ خدا کے مکرم اور محترم بندے ہیں وہ کسی بات میں خدا سے سبقت نہیں لیتے اور خدا کے امر کو بجالاتے ہیں۔

[ابلیس کا مدد گا تمرتج]

ابان بن عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ابلیس کے مددگار ہیں جنہیں تمرتج کہا جاتا ہے جب رات آتی ہے تو وہ انہیں آسمان سے زمین تک پھیلا دیتا ہے۔

[چھپکلی کے متعلق معلومات]

عبداللہ بن طلحہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے چھپکلی کے بارے میں سوال کیا امامؑ نے فرمایا: یہ نجس اور پلید ہے اور وہ سب مسخ شدہ ہے، جب اسے قتل کرو تو غسل کرو۔

امامؑ نے فرمایا: میرے والد حجر اسماعیل میں بیٹھے تھے آپ کے ساتھ ایک شخص باتیں کر رہا تھا تو اچانک وہاں چھپکلی اپنی زبان میں آواز نکالنے لگی میرے والد نے اس شخص سے کہا: کیا تم جانتے ہو یہ چھپکلی کیا کہہ رہی ہے؟ اس نے عرض کی: مجھے علم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: وہ کہتی ہے خدا کی قسم! اگر تم عثمان کو برا بھلا کہو تو میں علیؑ کو گالی دوں گی، حتی وہ اس جگہ سے اٹھ گئی۔

امامؑ نے فرمایا: میرے والد نے فرمایا: بنی امیہ میں سے کوئی فوت نہیں ہوتا مگر وہ چھپکلی کی شکل میں مسخ ہو جاتا ہے،

امامؑ نے فرمایا: میرے والد نے مزید فرمایا: جب عبدالملک بن مروان کو موت آئی، وہ چھپکلی کی شکل میں مسخ ہو گیا اور وہ

اپنے پاس موجود اپنی اولاد کے سامنے سے غائب ہو گیا جب انہوں نے اس کو نہ پایا تو یہ ان پر گراں گزرا وہ انہیں جانتے تھے کہ کیا کریں، پھر انہوں نے اتفاق کیا کہ ایک درخت کا تنالیں اور اسے مرد کی طرح کفن دفن کریں۔ امام نے فرمایا؛ انہوں نے ایسا کیا، اس تنے کو لوہے کی ڈھال پہنائی، پھر اسے کفن دیا تو سوائے میرے اور اس کی اولاد کے کوئی اس کی حقیقت پر متوجہ نہ ہوا۔

[ظہور کی تمنا کے ساتھ اپنی عافیت کی دعاء]

معاویہ بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص امام قائم ظہور کی تمنا و خواہش کرے تو اپنی عافیت و سلامتی میں ظہور کی دعا کرے کہ خدا نے حضرت محمد کو رحمت بنا کر بھیجا اور حضرت قائم کو عذاب اور بدلہ لینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

[امام حسنؑ و حسینؑ کی موسی نبیؑ سے شباہت]

عبدالملک بن بشیر نے امام کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: امام حسنؑ سر سے ناف تک حضرت موسی بن عمرانؑ سے بہت زیادہ مشابہہ تھے اور امام حسینؑ ناف سے قدموں تک حضرت موسی بن عمرانؑ کے بہت زیادہ مشابہہ تھے۔

[حضرت آدمؑ کا آسمان کو چھونے والا قد اور سورج کی گرمی کی شکایت]

مقاتل بن سلیمان کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے حضرت آدمؑ کے قد و لمبائی کے بارے میں سوال کیا جب انہیں زمین پر اتارا گیا؟ اور حواء کا قد اور لمبائی کتنی تھی؟

امام نے فرمایا: ہم نے امام علی بن ابی طالبؑ کی کتاب میں پایا کہ خدا نے جب آدم اور ان کی زوجہ حوا کو زمین پر اتارا تو حضرت آدم کی ٹانگیں صفا پہاڑی پر تھیں اور ان کا سر آسمان کی افق کے قریب تھا انہوں نے خدا سے سورج کی گرمی لگنے کی شکایت کی تو خدا نے جبرئیل کو وحی کی کہ آدم نے سورج کی گرمی لگنے کا شکوہ کیا ہے انہیں کچھ چھوٹا کر دو اور ان کی لمبائی ان کے ہاتھ سے ستر ہاتھ کر دو اور حواء کو بھی چھوٹا کر دو اور ان کا طول و لمبائی ان کے ہاتھ سے پینتیس ہاتھ کر دو[119]۔

[اسلام میں غلاموں کے نسب کا معیار]

۳۱۰۔ حارث بن مغیرہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنے والد کو جاہلیت کے قیدیوں اور غلاموں میں پایا اور وہ نہیں جانتا کہ اس کے باپ کو زمانہ جاہلیت میں غلامی کی قید میں لیا گیا تھا مگر اسے غلاموں نے اسلام کی حالت میں جنم دیا اور وہ آزاد ہو گیا؟ امام نے فرمایا: وہ اپنا نسب اسلام میں اپنے غلام آباء و اجداد

[119]۔ روایت کی پرکھ کئی اصولوں کے تحت ہوتی ہے جن میں قرآن و سنت سے مطابقت اور تاریخ وغیرہ مسلمات سے مطابقت ہے ایسی روایات کی پرکھ کئی لحاظ سے ہو سکتی ہے اسی لیے ایسی روایات کے بارے میں محقق علماء نے اشکال کیا ہے۔

کی طرف بیان کرے پھر وہ اس قبیلہ میں شمار ہو گا جس مین اس کا باپ غلامی کی قید میں تھا اگر اس کا باپ ان میں مشہور ہو اور وہ ان سے میراث پائے گا اور وہ اس سے میراث پائیں گے۔

[مومن کی تین برگزیدہ صفات]

عبدالمومن انصاری نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا نے مومن کو تین صفتیں عطا کی ہیں؛

۱) دنیا وآخرت میں عزت۔

۲) دنیا وآخرت میں کامیابی و کامرانی۔

۳) ظالموں کے دلوں میں اس کی ہیبت اور خوف۔

[تین چیزیں مومن کا دنیا وآخرت میں افتخار]

عبداللہ بن سنان وزیر کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: تین چیزیں مومن کا افتخار اور دنیا وآخرت میں اس کی زینت ہیں:

۱) رات کے آخری حصہ میں نماز۔

۲) لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل (مال و دولت) سے اس کی ناامیدی اور بے نیازی۔

۳) اور اس کا آل محمدؐ میں سے حق کے امام سے ولایت و سرپرستی۔

اور فرمایا؛ تین قسم کے لوگ بدترین مخلوق ہیں جن سے بہترین مخلوقات کی آزمائش کی گئی:

ابوسفیان ان میں سے ایک ہے جس نے نبی اکرم ﷺ سے جنگ کی اور آپ سے دشمنی کی۔

معاویہ جس نے امام علیؑ سے جنگ کی اور آپ سے دشمنی کی۔

یزید بن معاویہ خدا اس پر لعنت کرے اس نے امام حسین بن علیؑ سے جنگ کی اور آپ سے شمنی کی اور آپ کو قتل کیا۔

[عزت و شرف کا معیار تقوی]

ابو حمزہ ثمالی نے امام علی بن حسینؑ سے روایت کی فرمایا: کسی قریشی و عربی کو سوائے تواضع و انکساری کے کوئی حسب و بلندی حاصل نہیں، اور تقوی کے سوا کوئی شرف و عزت نہیں، اور نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں اور دین کی سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت نہیں یاد رکھو خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو کسی امام کی پیروی کا دم بھرتا ہے مگر اس کے اعمال کو کردار کی پیروی نہیں کرتا[۱۲۰]۔

[۱۲۰]۔ امام کی سنت کی پیروی اور ان کے اعمال کی پیروی نہ کرنے میں فرق یہ ہے کہ سنت سے مراد ان کی حقانیت کا اعتراف اور ان کی عصمت و پاکی کی گواہی دینا ہے مگر عمل و کردار میں ان کی پیروی سے فرار اختیار کرنا دین کے احکام اور فروعات میں ان کی پیروی نہ کرنا ہے غور کریں۔

[واقعہ کربلا کے بعد یزید کا مدینہ آکر ایک قریشی کا قتل اور امام سجادؑ کو ہراساں کرنا]

بُرید بن معاویہ کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: یزید بن معاویہ مدینہ میں آیا اور وہ حج کرنا چاہتا تھا اس نے قریش کے ایک شخص کو بلا بھیجا وہ اس کے پاس آیا یزید نے اس سے کہا: کیا تو میرے لیے اقرار کرتا ہے کہ تو میرا عبد و غلام ہے اگر میں چاہوں تو تجھے بیچ دوں اور اگر چاہوں تو تجھے اپنا غلام بنا کر لے چلوں؟

اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! اے یزید! تو قریش میں مجھ سے زیادہ عزتمند حسب و نسب سے تعلق نہیں رکھتا، اور نہ تیرا باپ جاہلیت و اسلام میں میرے باپ سے افضل و بہتر تھا اور نہ تو مجھ سے دین کے معاملہ میں مجھ سے بہتر ہے میں کیسے تیری بات کا اقرار کرلوں۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! اگر تو میرے لیے یہ اقرار نہ کرے تو میں تجھے قتل کردوں گا۔

اس شخص نے کہا: تیرا مجھے قتل کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حسین بن علیؑ کو قتل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔

یزید نے حکم دیا اور اس شخص کو قتل کردیا گیا۔

پھر یزید نے امام علی بن حسینؑ کو بلا بھیجا آپ سے اس قریشی کی طرح بات کی تو امام علی بن حسینؑ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تیرے لیے اس بات کا اقرار نہ کروں تم مجھے اس شخص کی طرح قتل نہیں کروگے، جس طرح تو نے کل اس شخص کو قتل کیا۔

یزید ملعون نے کہا: ہاں، امام علی بن حسینؑ نے فرمایا: میں تیرے لیے اس سب کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے کہا ہے میں تیرا مجبور غلام ہوں اگر تو چاہے تو مجھے رکھے اور اگر چاہے تو بیچ دے۔

یزید ملعون نے کہا: وائے ہو تم نے اپنے خون کو بچالیا اور اس طرح تمہارے شرف و عزت میں کوئی کمی نہیں آئے[۲۱]۔

---

[۲۱]۔ روضہ کافی کی موجودہ شرحوں کی طرف رجوع کرنے سے چند باتیں سامنے آتی ہیں: ملا صالح مازندرانی داماد مجلسی نے اس حدیث کے بارے میں صرف ایک سطر لکھی جس میں یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے کا معنی کیا ہے ترجمہ بہشت کافی میں ترجمہ کردیا اور اس پر مومن کی تین صفتوں کا عنوان دیا ہے البضاعۃ المزجاۃ میں سند کو حسن اور غلامی کو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تو نے خون کو محفوظ کرلیا کا معنی کیا، ہاں علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں سند کو حسن معتبر قرار دینے کے بعد لکھا وہ حج کے ارادے سے مدینہ آیا یہ عجیب ہے کیونکہ تاریخ و سیرت کے علماء نمیں مشہور ہے کہ یہ ملعون حلافت پانے کے بعد مدینہ میں نہیں آیا بلکہ شام سے ہی نہیں نکلا حتی واصل جہنم ہوگیا شاید یہ مسلم بن عقبہ ہو اس ملعون کی طرف نسبت اس لیے ہو کہ اس نے اسے اہل مدینہ کے قتل کیلئے بھیجا تھا اس نے حرہ میں بے پناہ مسلمانوں کا قتل کیا اور اسسے نقل ہوا کہ اس نے امام سجاد سے اسطرح گفتگو کی اور یہ بات راویوں پر قدرے مشتبہ ہوگئی پھر یہ تمہارے لیے بہتر ہے کے معنی میں احتمالات اور بہتر کا انتخاب کیا۔

حاشیہ شرح اصول کافی مازندرانی میں محقق جلیل القدر ابوالحسن شعرانی تہرانی نے لکھا: اصولی علماء نے ذکر کیا کہ خبر کے جھوٹ ہونے کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایسے موارد میں متواتر نہ ہو جہاں اس کو متواتر ہونا چاہیے اس کی مثال انہوں نے دی کہ حمعہ کے دن جامع مسجد میں منارے سے موذن کے گرنے کی خبر نقل ہو مگر وہ متواتر و کثیر راویوں سے نقل نہ ہو بغداد و سر من رائے کے درمیان ایک عظیم شہر کی خبر ہو جسے کسی نے نہ دیکھا ہو اس طرح یزید کے حجاز کی طرف سفر کی خبر کو کسی نے نقل نہیں کیا اگر یہ سچ ہوتی تو تواتر کے ساتھ نقل ہوتی علامہ مجلسی نے اسے راوی کے اشتباہ اور غلطی سے توجیہ کی کہ اس نے مسلم بن عقبہ کی جگہ یزید کا نام لے لیا یہ روایت کی عبارت کے خلاف ہے مسلم بن عقبہ قریشی نہیں تھا (اور نہ ہی حج کے ارادہ سے آیا تھا) ظاہر ہے کہ اصل غلطی متن میں واقع ہوئی صحیح وہ ہے جو مروج الذہب میں ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جب امام علی بن حسینؑ کو دیکھا تو آپ کے سامنے گر گیا اور کھڑ ہو کر معذرت کی اور آپ کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا اور کہا گیا کہ ہم نے تجھے

[دو پڑوسی ناصبی اور زیدی سے میل جول کے متعلق بیان]

عبداللہ بن مغیرہ کا بیان ہے میں نے امام کاظمؑ سے عرض کی: میرے دو ہمسائے ہیں ایک ناصبی اور دشمن ہے اور دوسرا زیدی شیعہ ہے مجھے ان سے میل جول رکھنا پڑتا ہے میں کس سے میل جول رکھوں؟۔

امامؑ نے فرمایا: وہ دونوں برابر ہیں جس نے خدا کی کتاب قرآن مجید کی کسی ایک آیت کا انکار کیا اس نے پورے اسلام کو پس پشت ڈال دیا اور وہ پورے قرآن وانبیاء اور رسولوں کو جھٹلانے والا ہے۔

پھر امامؑ نے فرمایا: یہ ناصبی تجھ سے دشمنی کرتا ہے اور وہ زیدی ہم سے دشمنی رکھتا ہے۔

[ایسی محفلوں میں جانے کا حکم جن میں ائمہ کی توہین ہو]

۳۱۶۔ زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی جو شخص کسی ایسی محفل میں بیٹھا جس میں ائمہ میں سے کسی امام کو گالی دی جائے جبکہ وہ ان سے انتقام لے سکتا ہو اور ایسا نہ کرے تو خدا اسے دنیا میں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا اور آخرت میں اسے عذاب دے گا اور اس سے وہ نیکی چھین لے گا جس کیوجہ سے اسے ہماری معرفت عطا کی تھی۔

[شیعہ کی ائمہؑ سے وفاداری اور فضیلت]

ابو شبل کا بیان ہے امام صادقؑ نے از خود بات کی ابتداء کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا: تم نے ہم سے محبت کی جب لوگوں نے ہم سے بغض و کینہ رکھا۔ تم نے ہماری تصدیق کی جب لوگوں نے ہمیں جھٹلایا۔ تم نے ہم سے تعلق و رابطہ استوار کیا جب لوگوں نے ہم سے جفاکاری کی اور قطع تعلق کر لیا، پس خدا نے تمہاری زندگی ہماری زندگی کی طرح اور تمہاری موت ہماری موت کی طرح بنادی، خدا کی قسم! تمہارے افراد اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کیلئے خدا نے وقت مقرر کیا ہے جب اس کی جان یہاں حلق تک پہنچ جائے اور ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا اور حلق کی جلد کو کھینچا پھر ایسا کیا، خدا کی قسم! امام اسی بات پر راضی نہیں ہوئے حتی میرے سامنے قسم کھائی، فرمایا: خدا کی قسم! جس کے سوا

دیکھا تم اس جوان اور اس کے آباء واجداد کو گالیاں دیتے ہو جب وہ آئے تو تم نے اس کی عزت کی اس نے کہا: یہ میری رائے اور اختیار سے نہیں تھا بلکہ اسکے رعب سے میرا دل بھر گیا بے اختیار مین نے ایسا کیا۔

تبصرہ: اس طرح مشہور شروح و حواشی کا ذوق تحقیق بھی معلوم ہو جاتا ہے بیشتر جس فن میں انہوں نے زحمت و محنت کی وہ روایات کے الفاظ کی وضاحتیں اور ان مین کئی احتمالات دیکر بہتر کا انتخاب رہا یا روایت کی سند میں مذکور راویوں کو دیکھ کر اس کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کا حکم لگایا یا اگر کہیں معنی بالکل ٹیڑھا ہو رہا تھا تو اس کو توجیہ و تاویل کر کے سیدھا کر دیا (ممکن ہے ایسی روایات کی مستقل و بہتر تحقیقات ان مشہور شرحوں اور تراجم کے علاوہ دوسری تاریخی و کلامی وغیرہ تحقیقی کتابوں میں موجود ہو) حالانکہ راویات کی حجیت اور انہیں خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومینؑ کی طرف نسبت دینے اور ان کے معانی کو عقیدہ و عمل میں لانے سے پہلے ضروری تھا کہ ان کی حقیقت کو پرکھا جائے ان کے سچ و جھوٹ کی جستجو کی جائے کیونکہ زمانے مین جعلکاروں نے مشہور راویوں کے نام پر کتابوں کے خطی و قلمی نسخون میں بہت کچھ اضافہ اور تبدیلیاں کر دی تھیں روایات کی پرکھ کے معیار پر ہم نے مستقل تحقیق پیش کی ہے تعجب ہے ایسی قبیح و توہین آمیز روایات پر بھی علماء اعلام کی تحقیق کی غیرت نہیں جاگی اور وہ اسے لفظوں کی وضاحتوں کی حد تک یا تاویلوں مین گزار دیتے ہیں اس طرح سید شہید باقر الصدر اور سید خوئی ایسے جلیل القدر علماء رجال اور امام خمینی وان کے ہم مکتب انقلابی بصیرت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے مکتب کی تحقیقات پیش کریں اور ایسی روایات کی تشخیص کریں جن سے امت میں اختلافات پیدا ہوئے، جب تمام مسلمان اپنے مصادر اصلی کی تحقیق کر لیں اور اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کی جستجو میں لگ جائیں تو بہت کچھ فتنہ مٹ جائے گا۔

کوئی عبادت کے لائق نہیں مجھے میرے والد محمد بن علیؑ نے اس کی خبر دی، اے ابو شبل! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم نماز پڑھو اور وہ لوگ بھی نماز پڑھیں، تمہاری نمازیں قبول ہوں اور ان سے قبول نہ ہوں، کیا تم راضی نہیں کہ تم زکات دو اور وہ لوگ زکات دیں تمہاری زکات قبول ہو اور ان سے قبول نہ ہو کیا۔ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم حج کرو اور وہ لوگ بھی حج کریں خدا تم سے قبول کرے اور ان سے قبول نہ کرے، خدا کی قسم! نماز صرف تمہاری قبول ہو گی، زکات صرف تم سے قبول ہو گی اور حج صرف تم سے قبول ہو گی۔

پس خدا سے تقویٰ اختیار کرو کہ تم معاشرہ میں صلح و سلامتی کی حالت میں ہو اور امانتیں ادا کرو۔ جب لوگوں میں تفرقہ و امتیاز قائم ہو جائے تو ہر قوم اپنے نظریات کی طرف جاتی ہے اور تم اس وقت تک حق کی پیروی کرنے والے ہو جب تک ہماری اطاعت کرو، کیا قاضی اور امیر کبیر اور مسائل بیان کرنے والے ان میں سے نہیں ہیں؟! میں نے عرض کی: ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: پس خدا سے تقویٰ اختیار کرو تم سب لوگوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے لوگوں نے اپنے مذہب کے نظریات کو ادھر ادھر سے لیا ہے اور تم نے وہاں سے لیا ہے جہاں خدا نے قرار دیا خدا نے اپنے بندوں میں حضرت محمد کو انتخاب کیا پس تم نے خدا کے منتخب اور برگزیدہ شخصیت کا انتخاب کیا، خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور سیاہ و سفید سب لوگوں کی امانتیں ادا کرو، اگرچہ وہ حروری و خارجی ہو اور اگرچہ وہ شامی و اموی ہو۔

[حج کے موقف میں حاجیوں کی کثرت پر تبصرہ]

معاذ بن کثیر کا بیان ہے میں نے حج کے موقف کو دیکھا اس میں بہت زیادہ لوگ تھے میں امام صادقؑ کے قریب ہوا میں نے عرض کی: موقف میں بہت زیادہ لوگ ہیں، امام نے نگاہ دوڑائی اور ان میں نگاہ کو پھیرا پھر فرمایا: میرے قریب آ، اے خدا کا بندہ! یہ جھاگ ہے جسے لہریں ہر طرف سے لیکر آتی ہیں خدا کی قسم! حج صرف تمہارے لیے ہے، خدا کی قسم! خدا حج صرف تمہاری قبول کرتا ہے۔

[برائت سے منع پر ام خالد کے سوال کا جواب]

ابو بصیر کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس بیٹھا تھا جب آپ کے پاس ام خالد داخل ہوئی جسے یوسف بن عمر نے مال غنیمت سے ہدیہ دیا تھا وہ امام کے پاس اجازت لے رہی تھی امام صادقؑ نے فرمایا: کیا تو اس کی بات سننا چاہتا ہے میں نے عرض کی: ہاں، امام نے فرمایا: ابھی سنو گے، اس کو آنے کی اجازت دی، راوی کا بیان ہے: امام نے مجھے اپنے ساتھ چٹائی پر بٹھایا پھر وہ آئی، اس نے بات کی وہ بہت فصیح و بلیغ عورت تھی۔ اس نے امام سے ان دونوں کے بارے میں سوال کیا، امام نے فرمایا: ان دونوں سے دوستی رکھو، اس نے کہا: میں اپنے رب سے کہوں گی جب اس سے ملاقات کروں گی کہ آپ نے مجھے ان سے دوستی کا حکم دیا تھا فرمایا: ہاں، اس نے کہا: یہ جو آپ کے ساتھ بیٹھا ہے یہ مجھے حکم

دیتا ہے کہ میں ان دونوں سے برائت کروں، اور کثیر نواء مجھے ان سے دوستی کا حکم دیتا ہے، تو ان دونوں میں سے کون آپ کے نزدیک بہتر اور پسندیدہ ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ مجھے کثیر نواء اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ پسندیدہ ہے، یہ بحث کرتا ہے، تو کہتا ہے: جنہوں نے خدا کی نازل کردہ قانوں پر حکم نہ کیا وہ ظالم ہیں، جنہوں نے خدا کے نازل کردہ قانوں کے مطابق حکم نہ کیا وہ کافر ہیں اور جنہوں نے خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق حکم نہ کیا وہ فاسق و فاجر ہیں۔

[نبی پاکؐ کی وفات کے بعد امام علیؑ کو گھر سے نکالنے پر حضرت فاطمہؑ کا ردعمل]

۳۲۰۔ابو ہاشم کا بیان ہے جب امام علیؑ کو گھر سے نکالا گیا تو حضرت فاطمہ اپنے سر پر نبی اکرم ﷺ کی قمیض رکھ کر آئیں دونوں ہاتھوں میں اپنے دونوں بیٹوں کو تھام رکھا تھا اور کہنے لگیں: اے ابو بکر! تجھے ہم سے کیا سروکار ہے کیا تو میرے دونوں بیٹوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے اور میرے شوہر کو مار کر مجھے بیوہ کرنا چاہتا ہے خدا کی قسم! اگر گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول دیتی اور اپنے خدا سے چیخ کر دعا کرتی، ان لوگوں میں سے ایک نے کہا: آپ اس سے کیا چاہتی ہیں؟ پھر حضرت فاطمہ نے امام علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو لیکر گھر چلی گئیں۔

۳۲۱۔عبدالحمید طائی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کی قسم! اگر حضرت فاطمہؑ اپنے بال کھول دیتیں تو وہ سب مر جاتے۔

[حرام زادے کو اعمال کی بنیاد پر جزاء و سزا]

عبداللہ بن ابی یعفور نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ولد الزنا حرام کی اولاد کو بھی دین کے احکام کی ذمہ داری دی گئی ہے اگر وہ نیک کام کرے تو اسے جزاء دی جائے گی اور اگر وہ برے کام کرے تو بھی اسے اس کے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا[۲۲]۔

[مروان بن حکم باپ بیٹا کے نبی اکرم کی باتیں چرانے کی وجہ سے چھپکلی قرار دینا]

عبدالرحمٰن بنابی عبداللہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: نبی اکرم ﷺ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے جب مروان اور اس کا باپ حکم بن عاص آپ کی باتوں کو کان لگا کر سن رہے تھے آپ نے اس سے کہا: اے چھپکلی کا بیٹا چھپکلی!

امام صادقؑ نے فرمایا: اس دن سے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ چھپکلی لوگوں کی باتیں سنتی ہے۔

[۲۲]۔ولد الزنا کے بارے میں مختلف قسم کی روایات وارد ہوئی مگر قرآنی اصولوں اور معتبر روایات کی روشنی میں اس کو بھی جزا و سزا اس کے اعمال کی بنیاد پر دی جائے گی، تفصیل ہم نے روایات کی پرکھ کے معیارات کی تحقیق میں ذکر کی ہے۔

[مروان کی پیدائش کے بعد اسے نبی اکرم کی خدمت میں لانا اور چھپکلی قرار پانا]

زرارہ نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: جب مروان پیدا ہوا اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لائے تا کہ آپ اس کیلئے دعا کریں، تو انہوں نے اس کو عائشہ کے پاس بھیجا تا کہ نبی پاک ﷺ اس کے پاس اس کو دعا دیں، جب حضرت عائشہ نے اسے نبی پاک ﷺ کے قریب کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے میرے ہاں سے دور کر دو، یہ چھپکلی کا بیٹا چھپکلی ہے۔

زرارہ نے کہا: مجھے یقین ہے کہ امامؑ نے یہ فرمایا اور اس پر لعنت کی [۲۳]۔

[بنوامیہ کی مذمت میں آیت نازل ہونا]

ابو العباس مکی کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: عمر نے امام علی امیر المومنینؑ سے ملاقات کی اور کہا: آپ اس آیت کو مجھے اور میرے ساتھ کو مراد لیتے ہیں تم کس چیز سے دھوکہ کھاتے ہو؟

فرمایا: کیا میں تجھے اس آیت کے کی خبر نہ دوں جو بنوامیہ کے بارے میں نازل ہوئی، کیا تم حکومت پر آ ؤ تو زمین مین فساد پھیلاؤ گے اور رشتہ داروں سے تعلقات توڑو گے، اس نے کہا: آپ نے جھوٹ کہا، بنوامیہ آپ سے زیادہ رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں لیکن آپ تو بنو تیم، بنو عدی اور بنو امیہ سے دشمنی پر اصرار کرتے ہیں۔

[بارش کا آسمان سے برسنے کا مقصد]

مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام علیؑ بارش میں کھڑے ہوتے جب بارش شروع ہوتی حتی آپ کا سر اور ریش مبارک اور کپڑے بھیگ جاتے آپ سے کہا گیا: اے امیر المومنین! چھت کے نیچے تشریف لایئے چھت کے نیچے تشریف لائی۔

امامؑ نے فرمایا: یہ پانی عرش کے قریب سے گر رہا ہے پھر امامؑ نے حدیث بیان کرنا شروع کی فرمایا: عرش کے نیچے ایک سمندر ہے جس میں وہ پانی ہے جو حیوانات کے رزق و روزی کو اگاتا ہے، جب خدا اس کے ذریعہ اپنی رحمت سے جتنی رزق و روزی اگانا چاہتا ہے تو اس پانی کو وحی کرتا ہے تو جتنا خدا چاہتا ہے ایک آسمان سے دوسرے اسمان کی طرف وہ پانی برستا ہے حتی وہ نچلے آسمان میں آجاتا ہے، راوی کا خیال یہی ہے کہ امام نے نچلا آسمان فرمایا ہے پھر خدا اسے بادلو ملا دیتا ہے اور بادل چھاننی کی طرح ہیں پھر خدا ہوا کو وحی کرتا ہے کہ اس کو چھانو اور اس کو نچوڑو پھر اسے فلاں جگہ لے چلو اور ان لوگوں پر برسا دو، تو فلاں طوفان و سیلاب وغیرہ بنے گا پھر وہ ان پر ویسے برستا ہے جیسا خدا اس کو حکم دیتا ہے کوئی قطرہ بارش کا نہیں برستا مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے تا کہ اس کو اس مقام پر رکھے اور اسمان سے بارش

---

[۲۳]۔اس حدیث کو تاریخ مسلمات سے مطابقت دینے کی ضرورت ہے کیا حکم کے بیٹے مروان کی پیدا کے وقت حضرت عائشہ کی شادی نبی اکرم ﷺ سے ہو چکی تھی یا نہیں؟ غور کریں۔

کے جتنے قطرے برستے ہیں وہ سب گنے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کا وزن بھی معین ہوتا ہے سوائے جو حضرت نوح کے زمانے میں طوفان کے دن بارش ہوئی اس میں بغیر وزن اور تعداد کے پانی موسلا دھار بہنے لگا تھا۔

راوی بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھے بیان فرمایا کہ میرے والدؑ نے مجھ سے فرمایا :امیر المومنینؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: خدا تعالی نے بادلوں کو بارش کے پانی کیلئے چھانی قرار دیا ہے وہ اس سرد و برف تودے کو پگھلا کر پانی بناتا ہے تا کہ جس پر پڑے ان کو نقصان نہ پہنچائے جس میں تم برف کے تودے اور بجلی دیکھو وہ خدا کی طرف سے عذاب ہوتا ہے اپنے بندوں مین جس پر چاہتا ہے وہ اس پر گراتا ہے۔

[امام علیؑ کا ابن عباس کے نام خط اور آخرت کی فکر کی تاکید]

علی بن اسباط نے نسبت دی کہ امام امیر المومنینؑ نے ابن عباس کو خط لکھا: اما بعد ! انسان کے ہاتھ میں جو کام چھوٹ نہیں جاتا وہ اس کو خوشحال کرتا ہے اور جس کام تک وہ نہیں پہنچ سکتا اگرچہ کوشش کرتا ہے اس تک نہ پہنچنا اسے غمگین کرتا ہے تو تیرا سرور و خوشی ان نیک کاموں اور اعمال ،احکام اور باتوں میں ہونی چاہیے جو تم نے آگے بھیجےاور تیرا افسوس ان چیزوں پر ہو جن کو تم نے کوتاہی سے چھوڑ دیا اور جو دنیا تجھ سے رہ جائے اس کو چھوڑ دو اس پر زیادہ غم و غصہ نہ کرو اور جو دنیا تجھے مل جائے اس پر خوشی نہ کرو، تیرا غم و غصہ موت کے بعد والی منزل کیلئے ہونا چاہیے ،والسلام۔

[امام باقرؑ کا شیعہ کو تقوی کی تاکید کرنا]

ابو صامت نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: میں اور میرے والد امام باقرؑ شیعہ کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو قبر نبی ﷺ اور منبر کے درمیان موجود تھے میں نے امام باقرؑ سے کہا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے آپ کے شیعہ اور دوستدار موجود ہیں ،امامؑ نے فرمایا: کہاں ہیں؟

میں نے کہا: میں نے انہیں قبر نبی ﷺ اور منبر کے درمیان دیکھا ، امامؑ نے فرمایا: مجھے ان کے پاس لے چلو ،امام باقرؑ آئے اور ان کو سلام کیا ، پھر فرمایا: خدا کی قسم ! میں تمہاری خوشبو اور تمہاری روحون کو پسند کرتا ہوں ، تم اس امر ولایت میں تقوی اور پرہیزگاری کے ذریعہ میری مدد کرو ،خدا کے ہاں کے خزانے سوائے تقوی کے ذریعہ نہیں پائے جاسکتے ، جب تم کسی بندے کو اپنا امام اور پیشوا بنا لیتے ہو تو اس کی پیروی بھی کرو ،خدا کی قسم ! تم میرے دین میرے آباء واجداد ،ابراہیم واسماعیل کے دین پر ہو ، اگر وہ لوگ بھی ان کے دین پر ہیں تو تم اس معاملہ میں تقوی و پرہیزگاری کے ذریعہ میری مدد کرو۔

[امام زمانہؑ کے ظہور کے وقت مواصلاتی نظام کا حال]

ابو ربیع شامی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جب ہمار امام قائمؑ قیام کرے گا تو خدا ہمارے شیعوں ک کانوں اور آنکھوں کی طاقت کو بڑھا دے گا حتیٰ اگر ان کے درمیان اور امام زمانہ کے درمیان جو بھی پیغام ہو گا تو وہ ان کا کلام سنیں گے اور ان کو دیکھیں گے جبکہ امام زمانہؑ اپنی جگہ پر ہوں گے "[۱۲۴]۔

[استخارہ پر اعتماد کرنے کی تاکید]

ہارون بن خارجہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جس نے خدا سے استخارہ کیا اور اس سے خیر وخوبی کو طلب کیا اور جو خدا نے اس کے ساتھ کیا اس پر راضی ہوا تو خدا اس کیلئے یقینا خیر وخوبی کو معین کرے گا "[۱۲۵]

[شرف ومروت اور عقل کی تعریف]

جویریہ بن مسہر کا بیان ہے میں امام امیر المومنینؑ کے پیچھے دوڑا امام نے مجھ سے فرمایا؛ اے جویریہ ! وہ احمق و نادان لوگ اس طرح ان کے پیچھے بھاگنے والوں کے چلنے کی آواز سے ہلاک ہوگئے، بتاؤ کیوں آئے ہو؟

راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کی: مین آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، شرف، مروت اور عقل۔

امامؑ نے فرمایا: شرف و بلند مرتبہ تو جسے حاکم شرف بخشے، اسے شرف مل جاتا ہے، مروت تو انسان کا اپنے اقتصاد و روزق و روزی کا انتظام کرنا ہے اور عقل تو جو شخص خدا سے تقوی اختیار کرے وہ عقلمند اور باشعور ہو جاتا ہے۔

[سورج کی حرارت اور چاند کی چاندی کا سبب]

محمد بن مسلم کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: آپ پر قربان جاؤں، کس وجہ سے سورج چاند سے زیادہ گرم ہے؟

امامؑ نے فرمایا؛ خدا پاک نے سورج کو آگ کی روشنی سے اور پانی کی شفافیت سے پیدا کیا کچھ حصہ اس سے اور کچھ حصہ اسسے جب اس کے سات طبقات و درجات بن گئے تو اسے آگ کا لباس پہنا دیا اس لیے سورج چاند سے زیادہ حرارت رکھتا ہے۔

---

[۱۲۴]۔علامہ ابوالحسن شعرانی تہرانی نے اس کے حاشیہ میں فاصلے کی بجائے پیغام کے معنی کی تاکید کی پھر فرمایا: شاید دور حاضر کی جدید ایجادات کی طرف اشارہ ہو لیکن روایت مین ہے کہ یہ پیغام صرف شیعہ سے خاص ہے اور جدید ایجادات سے سب لوگ استفادہ کرتے ہیں، تحقیق یہ ہے ظاہر ہے کہ بناء پر قبول روایت اس نظام میں اتنی ترقی آنا باقی ہے جس میں وہ پیغام جدید ایجادات کے عمومی ہونے کے باوجود امام زمانہ اور ان کے خواص شیعہ کے علاوہ دوسرے لوگوں مین فاش نہ ہو، اور حقیقت کو خدا بہتر جانتا ہے۔

[۱۲۵]۔ محقق شعرانی نے دعاء خیر یا شک وتردید کے موقع پر خدا سے خیر کی تعیین کے معنی میں لیا ہے اور قرآنی آیات کو دونوں کو شامل سمجھا ہے جیسے مریمؑ کی کفالت کا قرعہ پھر فرمایا: یہ سب ایمان غیب اور روحانی قدرت الہی پر یقین ہونے سے ہوتا ہے جو اس نے کہا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں ملحدیں اور منکرین کے حق میں جاری نہیں ہوتا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، اور چاند؟

امامؑ نے فرمایا: خدا نے چاند کو آگ کے نور کی کرنوں اور پانی کی شفافیت سے پیدا کیا کچھ حصہ اس سے اور کچھ حصہ اس سے، حتی جب اس کے ساتھ درجے بن گئے تو اسے پانی کا لباس پہنا دیا اس لیے چاند سورج سے زیادہ ٹھنڈا بن گیا۔

[ایمان کے ذریعہ شبہات کی پڑتال کرنا]

زید ابوالحسن کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جو شخص خالص اور پختہ ایمان رکھتا ہو وہ کسی سنگین شبہہ کو نہیں دیکھتا مگر اس کی آخری تہہ تک پہنچ جاتا ہے اور جدید مسائل کو امام وارث کی طرف سے بیان کرنے والوں سے حاصل کرلیتا ہے تم جن چیزوں کے منکر ہو کس وجہ سے ان سے جاہل و ناآشنا رہے ہو اور جن چیزوں کو تم جانتے ہو کس چیز کے ذریعہ ان کو پہچانتے ہو اگر تم مومن ہو۔

[حق کے مقابلے میں باطل کی نابودی کا ابدی فیصلہ]

یونس بن عبدالرحمٰن نے حدیث کی نسبت دی امام صادقؑ نے فرمایا: حق کے مقابلے میں کوئی باطل کھڑا نہیں ہوتا مگر حق اس باطل پر غالب آجاتا ہے، اور یہ خدا کے فرمان میں ہے بلکہ ہم حق کو باطل پر مارتے ہیں تو وہ اس کو نابود کردیتا ہے اور وہ نابود ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔

[خدا کے علاوہ کسی کو راز دار و مددگار نہ بنانے کی تاکید]

برقی نے اپنے والد سے بطور مرسل و بلا سند روایت کی: امام باقرؑ نے فرمایا: خدا کے علاوہ کسی کو راز دار اور اپنا معین و مددگار نہ بناؤ، ورنہ تم مومن نہیں رہو گے کیونکہ ہر سبب و نسبت، رشتہ داری اور رازی داری، بدعت اور شبہہ ختم ہو جائے گا اور نابود ہو گا جیسے غبار سخت پتھر پر پڑی ہو اس پر زور کی بارش پڑے تو وہ دھل جاتا ہے مگر جسے قرآن نے محکم کیا وہ باقی رہے گا۔

[اہل بیتؑ ہر نیکی کی اساس اور ان کے دشمن ہر برائی کی اساس اور برے شیعہ کیلئے لمحہ فکریہ]

عبداللہ بن مسکان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ہم ہر خیر و نیکی کی اصل و اساس ہیں اور ہماری فرع و شاخ سے ہر نیکی پھوٹتی ہے نیکیوں میں سے توحید، نماز، روزہ، غصہ کو پی جانا، برائی والے کو بخش دینا، فقیر و نادار پر رحم کرنا، پڑوسی کا خیال رکھنا، صاحب فضیلت کا اقرار کرنا۔

اور ہمارے دشمن ہر برائی کی جڑ ہیں، اور ان کی ہر شاخ سے قبیح و برے کام پھوٹتے ہیں، اور برائیوں میں جھوٹ، بخل، چغل خوری، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال ناحق کھانا، اور خدا کی معین کردہ حدود سے تجاوز کرنا، ظاہری اور مخفی بدکاریوں کا ارتکاب کرنا، زنا و بدکاری، چوری، اور اس طرح کی سب قبیح چیزیں۔

پس وہ شخص جو جھوٹ بولتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے جبکہ وہ ہمارے دشمنوں کی شاخوں سے لپٹا ہوا ہے۔

[امام صادقؑ کی اخلاقی نصیحتیں]

خالد بن نجیح نے امام صادقؑ سے روایت کی، کہ آپؑ نے ایک شخص سے فرمایا: خدا نے جو تیرے لیے رزق و روزی معین کی ہے اس پر قناعت کر اور جو کچھ دوسروں کے پاس ہے اسکو نہ دیکھ اور جو چیز تجھے ملنے والی نہیں تمنا و خواہش میں نہ پڑ، جو شخص قناعت کرے گا وہ سیر ہو جائے گا اور جو قناعت نہیں کرے گا وہ کبھی سیر نہیں ہو گا، اور اپنی آحرت کا حصہ تلاش کر۔

اور امام صادقؑ نے فرمایا: انسان کیلئے سب سے مفید چیز یہ ہے کہ وہ لوگوں سے پہلے اپنے عیوب اور کمزوریوں کو جان لے اور بڑی سخت چیز فقر و فاقہ کو چھپائے، اور بے نتیجہ چیز ایسے شخص کو نصیحت کرنا ہے جو اسکو قبول نہ کرے اور حریص و لالچی شخص کا ہمسایہ بننا ہے اور انسان کے آرام و سکون کیلئے سب سے بڑی چیز اس کا لوگوں سے ناامید ہونا ہے۔

اور فرمایا: بے صبرا، بداخلاق اور تنگ نظر نہ بن اور اپنے سے برتر اور بافضیلت اپنے مخالف کو برداشت کرنے کیلئے اپنے نفس کو رام کر، کہ تو نے اس کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے تاکہ اس کی مخالفت نہ کر اور جو شخص کسی کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرتا وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔

اور آپ نے ایک شخص سے فرمایا: جان لے کہ اس شخص کی کوئی عزت نہیں جو خود کو خدا کے سامنے ذلیل و خوار نہیں کرتا اور خدا کے سامنے تواضع اور انکساری نہیں کرتا، اس کو کوئی بلند حاصل نہیں ہوتی۔

اور ایک شخص سے فرمایا؛ اسطرح اپنے دین کے امور کو محکم و مضبوط کر جس طرح دنیادار اپنی دنیا کے امور کو محکم اور مضبوط بناتے ہیں کیونکہ دنیا کو آخرت کی غائب اور پوشیدہ چیزوں کیلئے واضح گواہ بنایا گیا ہے پس دنیا کو دیکھ کر آخرت کو جان لو اور دنیا کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کیلئے دیکھ۔

[امام صادقؑ کی حمران کو دو نصیحتیں]

ہشام بن سالم کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا آپ نے حمران بن اعین سے فرمایا: اے حمران!

۱) جو شخص قدرت و طاقت میں تجھ سے کمتر ہو اس کو دیکھ اور جو شخص تجھ سے قدرت میں زیادہ ہو اس کو نہ دیکھ کیونکہ اس طرح تو خدا کی تقسیم پر زیادہ قناعت کرے گا جو کچھ اس نے تجھے عطا کیا اور اسطرح تو خدا سے مزید نعمات کا حقدار بن جائے گا۔

۲) اور جان لے کہ یقین کے ساتھ کم عمل اور ہمیشہ کا عمل بغیر یقین کے کثیر عمل سے خدا کے نزدیک افضل ہے۔

۳) اور جان و کہ خدا کی حرام کردہ چیزوں، مومن کو اذیت وآزار اور ان کی غیبت کو ترک کرنے اور ان س سے اجتناب سے بڑھ کر مفید کوئی تقوی نہیں۔

۴) اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی خوشگوار زندگی نہیں۔

۵) اور پورا اترے والے کم مال پر قناعت سے بڑھ کر کوئی نفع بخش مال نہیں ہے۔

۶) اور عجب وخود پسندی سے زیادہ نقصان دہ کوئی جہالت و نادانی نہیں ہے۔

[انسان، انسان کے مشابہہ اور نسناس کی تعریفیں]

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: ایک شخص امام امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور کہا: اگر آپ جانتے ہیں تو آپ مجھے لوگوں، اور لوگوں کے مشابہہ اور نسناس کے بارے میں بتائیں؟

امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے حسین! اس شخص کو جواب دو۔

امام حسینؑ نے فرمایا: تیرا یہ کہنا کہ مجھے لوگوں کے بارے میں بتائیں تو ہم لوگ ہیں اس لیے خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا: پھر وہاں سے چلو جہاں سے لوگ چلیں، پس نبی اکرم ﷺ ان لوگوں کے ساتھ چلے۔

اور تیرا یہ کہنا کہ لوگوں کی شبیہ کون ہیں؟ تو وہ ہمارے شیعہ اور ہمارے موالی اور دوستدار ہیں اور وہ ہم میں سے ہیں اس لیے ابراہیم نے کہا: جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور تیرا یہ کہنا کہ نسناس کون ہیں تو وہ لوگوں کا بڑا گروہ ہے اور ہاتھ سے لوگوں کے گروہ کی طرف اشادہ فرمایا پھر فرمایا؛ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

[نبی اکرمؐ کے بعد پیش آمدہ حوادث کا بیان]

سدیر صیرفی (سونار) کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے ان دونوں کے متعلق سوال کیا؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابوالفضل! تم کیوں ان کے بارے میں سوال کررہے ہو، خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی فوت نہیں ہوا مگر وہ ان دونوں سے ناراض تھا اور آج ہم میں سے کوئی زندہ نہیں مگر وہ ان دونوں سے ناراض ہے، ہمارے بڑے اپنے چھوٹوں کو یہ وصیت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے ہمارے حق کو غصب کر کے ہم پر ظلم وستم کیا اور ہمارے خمس کو ہم سے روکا اور وہ دونوں سب سے پہلے ہماری گردنوں پر مسلط ہوئے اور اسلام میں ہم پر شگاف و دراڑ ڈال دی جس کو کبھی بھرا نہیں جاسکتا، یہاں تک کہ ہمارے قائم قیام کریں یا ہمارے کھل کر کلام کرنے والے امام کلام کریں۔

پھر امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! جب ہمار قائم قیام کرے گا اور ہمارے بولنے والا امام کھل کر بولے گا او ر ان کے چھپائے جانے والے امور کو ظاہر کرے گا اور ان کی ظاہر ہونے والی باتوں چھپا دے گا خدا کی قسم! جتنی مصیبتیں اور ہم اہل بیت کے خلاف جاری ہونے والے احکام بنائے گئے مگر سب سے پہلے ان کی بنیاد ان دونوں نے رکھی پس ان دونوں پر خدا ،ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

[نبی اکرمؐ کے بعد لوگوں کے حق سے روگردانی کا بیان[۱۲۶]]

سدیر صیرفی سونار نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین افراد کے سوا سب لوگ حق سے رو گردان ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: وہ تین کون ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، اور سلمان فارسی ان پر خدا کی رحمت ہو۔

پھر کچھ عرصہ بعد کچھ لوگوں نے حق کو پہچانا، اور امامؑ نے فرمایا: ان تین افراد پر اسلام و ایمان کی چکی گھومتی ہے انہوں نے بیعت سے انکار کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ لوگ امیر المومنینؑ کو مجبوری کے تحت لائے پس امام علیؑ نے بیعت کی اور یہ خدا کا فرمان ہے حضرت صرف رسول ہیں ان سے پہلے رسول گزر چکے پس اگر وہ فوت ہوں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے، جو الٹے پاؤں پھرے گا خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا خدا شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

[نبی اکرمؐ کا خطبہ وداع اور جاہلیت کے تفاخر مٹانا]

سدیر (صیرفی سونار) نے امام باقرؑ سے راویت کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور فرمایا؛ اے لوگو! خدا نے تم سے جاہلیت کی خود پسندی اور تکبر اور تمہارا آباء واجداد پر فخر کرنا ختم کر دیا، جان لو کہ تم آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے، جان لو خدا کے بندوں میں بہترین بندہ وہ ہے جو اس سے تقوی اختیار کرے پس عربی ہونا کوئی جدی پشتی کمال نہیں بلکہ یہ دل کی بات پہنچانے کا ذریعہ اور زبان ہے جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ دے اسے اس کا حسب و نسب بلند نہیں کر سکتا جان لو کہ جاہلیت کے زمانہ کے قتل و خون اور دشمنیاں اور کینے قیامت کے دن تک میرے ان قدموں کے نیچے ہیں۔

[حضرت یعقوبؑ کی اولاد کے متعلق]

سدیر صیرفی کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: کیا حضرت یعقوبؑ کی اولاد انبیاء تھے؟

---

[۱۲۶] ۔ایسی روایات فریقین کی کتب حدیث و تاریخ میں بہت زیادہ ہیں جن میں اصحاب کے اختلافات اور حکومتی اور غیر حکومتی مسائل میں نزاعات کا ذکر ہے اور اکثر و بیشتر اسلامی تاریخ کی اندرونی جنگ وجدال بھی اسی کی یاد پر رہا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ تعداد بیان کرنے والی روایات کی سندیں غیر معتبر ہیں اور ان میں بہت سے دوسرے اہل حق افراد کو چھوڑ دیا گیا ہے غور کریں۔

امامؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ انبیاء کی اولادوں میں باشرف لوگ تھے، انہوں نے دنیا کو سعادت و خوشبختی کی حالت میں چھوڑا انہوں نے توبہ کر لی اور اپنے کیئے کی حقیقت کو جان چکے تھے مگر ان دو بزرگوں نے دنیا کو چھوڑا تو نہ توبہ کی تھی اور نہ اپنے کیئے پر شرمندہ تھے جو انہوں نے امام علی کے ساتھ سلوک روا رکھا پس ان پر خدا، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

[حضرت سلیمان نبیؑ کے بارش کی دعاء اور نماز سے پلٹ آنے کی وجہ]

حنان بن سدیر صیرفی سونار نے ابو الخطاب محمد بن ابی زینب مقلاص کے واسطہ سے عبد صالحؑ سے روایت کی فرمایا: سلیمان بن داود نبیؑ کے زمانے میں لوگوں میں شدید قحط پڑ گیا تو انہوں نے ان سے اس کی شکایت کی اور ان سے درخواست کی کہ ان کیلئے بارش کی دعا کریں۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ نے ان سے کہا: جب میں نماز صبح پڑھ لوں تو بارش کی دعاء کیلئے چلوں گا جب انہوں نے صبح کی نماز پڑھی تو چل دیئے اور ان کے ساتھ لوگ بھی چلے جب وہ کچھ راستہ طے کر چکے تو ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اپنے دونوں قدم زمین پر رکھے ہوئے یہ کہہ رہی تھی: خدایا! ہم تیری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں اور ہمیں تیرے رزق و روزی سے کوئی بے نیاز نہیں کر سکتا، ہمیں انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کرنا۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ نے کہا؛ واپس لوٹ جاؤ، تم پر کسی کے صدقے میں بارش برسائی جائے گی، امام نے فرمایا: تو اس سال انہیں اتنی بارش ہوئی کہ اس جیسی بارشیں کبھی نہ ہوئی تھیں۔

[خدا کے بندوں کی دو قسمیں]

ابو عبید مدائنی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کے کچھ غنی و مالدار بابرکت بندے ہیں جو خود زندہ رہتے ہیں اور لوگ ان کے ارد گرد زندہ رہتے ہیں وہ خدا کے بندوں میں بارش کے قطروں کی طرح رحمت ہیں۔

اور خدا کے بندوں میں کچھ برے ملعون بندے ہیں جو نہ خود زندہ رہتے ہیں اور نہ اپنے ارد گرد لوگوں کو آرام و سکون سے زندہ رہنے دیتے ہیں وہ خدا کے بندوں میں ٹڈیوں کی مانند ہیں وہ جس فصل پر پڑتی ہیں اس کو ختم کر دیتی ہیں۔

[لوگوں کی جفاکاری کی شکایت پر امام رضاؑ کا جواب]

حسن بن شاذان واسطی (عراقی) کا بیان ہے میں نے امام رضاؑ کو خط لکھا جس میں اہل واسط کی جفاکاری اور ان کے مجھ پر حملوں کی شکایت کی وہاں ایک عثمانی گروہ مجھے بہت اذیت پہنچاتا تھا تو امامؑ نے اپنے خط سے توقیع بھیجی خدا نے ہمارے اولیاء سے باطل کی حکومت میں صبر کا میثاق و پیمان لیا ہے پس خدا کے فیصلے پر صبر کرو جب امام زمانہؑ قیام کریں گے تو یہ

کہیں گے: وائے ہو ہم پر، کس نے ہمیں ہماری قبروں سے نکالا، کہا جائے گا: یہ خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسول سچ کہتے تھے۔

[خدا کی معرفت کی فضیلت]

جمیل بن دراج نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اگر لوگ یہ جان لیتے جو خدا کی معرفت کی فضیلت میں خزانے ہیں وہ اپنی آنکھیں ان چیزوں پر نہ گھورتے جو خدا نے دنیاوی زندگی کی شادابی اور نعمتیں اپنے دشمنوں کو عطا کی ہیں ان کی دنیا ان کے نزدیک ان چیزوں سے بھی کمتر شمار ہوتی جن کو وہ پاؤں تلے روندتے ہیں اور وہ خدا کی معرفت کے ذریعہ بے نیاز ہو جاتے اور اس سے اس طرح خوشی حاصل کرتے جس طرح جنت کے باغوں میں رہنے والے اولیاء خدا کے ساتھ لذت و خوشی حاصل کرتے ہیں۔

بے شک خدا کی معرفت ہر وحشت و خوف میں مونس و مددگار ہے اور ہر تنہائی میں ساتھی ہے اور ہر تاریکی میں نور ہے اور ہر کمزوری میں قوت و طاقت ہے، اور ہر بیماری کی شفاء ہے، پھر امام نے فرمایا: تم سے پہلے ایک قوم تھی جنہیں قتل کیا جاتا، انکو جلایا جاتا، اور آریوں سے چیرا پھاڑا جاتا، ان پر زمین کی وسعتیں تنگ کی جاتیں، تو انہیں انکے عقیدے سے کوئی چیز نہیں ہٹا سکی، اور یہ مظالم ان پر بغیر کسی ظلم و جنایت کے ہوتے تھے، جو انہں نے اپنے ساتھ برا سلوک رکھنے والوں سے کئے ہوں، بلکہ ان پر صرف یہی الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ خدائے عزیز و حمید پر ایمان لائے تھے پس تم اپنے رب سے ان لوگوں کے درجات کا سوال کرو اور اپنے زمانے کے مصائب اور مشکلات پر صبر کرو ان کی کوشش کو پالو گے۔

[خدا کی مخلوقات میں نشانیاں]

سعید بن جناح نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا نے مچھر سے چھوٹی اور حقیر مخلوق پیدا نہیں کی اور جرجس مچھر سے بھی چھوٹے ہیں جنہیں ہم ولع کا نام دیتے ہیں وہ جرجس سے بھی چھوٹے ہیں اور ہاتھی میں جو نظام حیات ہے وہ سب ان میں بھی ہے بلکہ ان کو ہاتھی کی نسبت دو پر زیادہ ملے ہیں۔

[خدا اور رسولؐ کے زندہ کرنے کیلئے بلانے کی تاویل ولایت]

ابو ربیع شامی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: اے مومنو! خدا اور رسول کا جواب دو جب وہ تمہیں اس لیے بلاتے ہیں تا کہ تمہیں زندہ کر دیں، امامؑ نے فرمایا: یہ ولایت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

راوی کا بیان ہے: میں نے امامؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: کوئی پتہ نہیں گرتا مگر اس کو جانتا ہے اور نہ کوئی زمین کی تاریکیوں میں دانہ اور خشکی و تری ہے مگر وہ واضح کتاب میں موجود ہے، امام نے فرمایا: پتہ سقط ہونے

والا بچہ ہے اور دانہ زندہ رہنے والا بچہ ہے اور زمین کی تاریکیاں ماؤں کے رحم ہیں تری زندہ انسان ہیں اور خشکی مردہ انسان ہیں یہ سب واضح امام کے علم میں موجود ہے۔

راوی کا بیان ہے میں نے امامؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: کہہ دے زمین مین چلو دیکھو تم سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا تھا؟ امام نے فرمایا: خدا نے اس سے مراد لیا قرآن کو دیکھو اور جان لو تم سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا اور جن لوگوں کے بارے میں خدا نے تمہیں خبریں دی ہیں، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: خدا کا فرمان ہے تم ان کے پاس صبح شام گزرتے ہو کیا تم عقل و شعور سے کام نہیں لیتے؟ امامؑ نے فرمایا: تم قرآن مین ان کے ذکر کے پاس سے گزرتے ہو جب تم قرآن پڑھتے ہو تو جو خدا نے تمہیں ان کے قصے و کہانیاں سنائیں ہیں وہ تم پڑھتے ہو۔

[قدیم چیزوں کو اہمیت دینے کی تاکید]

عبداللہ بن مسکان نے پہاڑی علاقے کے ایک شخص سے روایت کی مگر اس کا نام نہیں لیا اس کا بیان ہے امام صادقؑ نے فرمایا: تم پر قدیم اور پرانی چیزوں کو لینا لازمی ہے اور ہر نئی چیز جس کا نہ کوئی عہد و پیمان ہو اور نہ کوئی امانت داری اور نہ کوئی سبقت ہو اس سے بچنا ضروری ہے، اپنے نزدیک معتمد اور مطمئن ترین شخص سے بھی ڈرتے رہو کہ لوگ نعمتوں کے دشمن ہوتے ہیں۔

[زید شہید کے دفن کے متعلق]

سلیمان بن خالد جعفری کا بیان ہے امام صادقؑ نے مجھ سے سوال کیا؛ اور فرمایا: تمہیں اس جگہ جانے کیا ضرورت تھی جہاں تم نے زید (بن امام سجادؑ) کو دفن کیا، میں نے عرض کی: (تین چیزیں اس کا سبب بنیں):

۱) ایک یہ تھی کہ ہمارے ساتھ بہت کم افراد بچ گئے تھے ہم آٹھ افراد بچے تھے۔

۲) دوسری یہ کہ ہم صبح ہونے سے ڈرتے تھے کہیں وہ ہمیں ذلیل و خوار نہ کر دے۔

۳) تیسری یہ کہ وہی جگہ ان کی قبر تھی جس کے پاس وہ چل کر آئے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: اس جگہ سے فرات کتنے فاصلے پر ہے، جہاں تم نے زید بن امام سجاد کو دفن کیا؟

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے پر ہے۔

امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ، کیا تم ایسا نہیں کر سکتے تھے کہ کسی لوہے کے تابوت میں انہیں اٹھاتے اور انہیں دریائے میں پھینک دیتے یہ بہتر ہوتا!

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، خدا کی قسم! ہم ایسا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: جس دن تم زید کے ساتھ نکلے تم کیا تھے؟

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہم مومن تھے۔

امامؑ نے فرمایا: اور تمہارا دشمن کیا تھا؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: وہ کافر و منکر تھے۔
امامؑ نے فرمایا: میں خدا کی کتاب قرآن میں پاتا ہوں اے مومنو! جب تم کافروں سے لڑو تو گردنیں مار دو حتی جب ان کو زخم لگا کر قید کر لو تو مضبوطی سے باندھ دو یا احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ جنگ ہتھیار ڈال دے تم نے سب سے پہلے قیدیوں کو چھوڑا، سبحان اللہ۔

[سابقہ امتوں کے اپنے نبیوںؑ سے سلوک سے ہمارے نبیؐ محفوظ]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا نے تمہارے نبی ﷺ کو اپنی امت کی طرف سے ان چیزوں سے عافیت و سلامتی میں رکھا جو چیزیں سابقہ انبیاءؑ نے اپنی امتوں سے مصیبتیں اور اذیتیں اٹھائیں اور ان مصیبتوں کو ہم پر ڈال دیا۔

[نبی اکرمؐ سے جنگ کرنے سے بدتر امام علیؑ سے جنگ کرنا اور اس کی وجہ]

ضریس بن عبد الملک کا بیان ہے لوگ امام باقرؑ کے پاس آپس میں جھگڑنے لگے ان میں سے بعض نے کہا: امام علیؑ سے جنگ کرنا نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنے سے بدتر تھا، اور بعض نے کہا؛ نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنا امام علیؑ سے جنگ کرنے سے زیادہ برا تھا؟ امام باقرؑ نے ان کو سنا تو فرمایا؛ تم کیا کہہ رہے ہو ؟انہوں نے جواب دیا: ہم نبی اکرم ﷺ سے جنگ اور امام علیؑ سے جنگ کے بارے میں آپس میں بحث کر رہے ہیں، ہم میں سے بعض کہتے ہیں کہ امام علیؑ سے جنگ نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنے سے بدتر تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نبی پاک سے جنگ کرنا امام علیؑ سے جنگ کرنے سے بدتر تھا۔
امامؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ امام علیؑ سے جنگ کرنا نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنے سے بدتر تھا؟
راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، کیا امام علیؑ سے جنگ کرنا نبی اکرم ﷺ سے جنگ کرنے سے بدتر تھا؟
امامؑ نے فرمایا: ہاں، میں تجھے اس کے بارے میں بتاؤں گا، نبی اکرم ﷺ سے جنگ والے اسلام کا اقرار نہیں کرتے تھے جبکہ امام علیؑ سے جنگ کرنے والے اسلام کا اقرار کر چکے تھے پھر اس کا انکار کرنے لگے تھے۔

[حضرت ایوبؑ کو اہل و عیال اور ان کی مانند افراد عطا کرنے کا معنی]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: ہم نے حضرت ایوبؑ کی مصیبتوں کو ختم کر دیا، اور انکو ان کے اہل و عیال اور ان کے ساتھ ان کی مانند افراد انہیں عطا کر دیئے۔
راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ان کی اولاد کی مانند افراد ان کے ساتھ انہیں کیسے عطا ہوئے؟

امامؑ نے فرمایا: ان کی وہ اولادیں ان کیلئے زندہ کر دیں جو اس سے پہلے اپنی موت سے مر چکے تھے ان کی مانند جو اس دن فوت ہوئے تھے۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی گویا ان کے چہرے سات کے کچھ حصہ کی تاریکی سے ڈھپے ہوئے ہیں، امامؑ نے فرمایا: کیا تم نے گھر کو دیکھا جب رات ہوتی ہے تو وہ باہر کی نسبت اندر سے زیادہ تاریک ہوتا ہے اس طرح ان کی سیاہی و تاریکی بڑھتی رہتی ہے۔

[لوگوں کے گمراہ ہونے کی وجہ]

حارث بن مغیرہ کا بیان ہے میں نے عبدالملک بن اعین سے سنا اس نے امام صادقؑ سے سوال کیا: وہ مسلسل امامؑ سے سوال کرتا رہا حتی اس نے کہہ دیا: اس طرح تو سب لوک ہلاک ہوگئے امامؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! اے اعین کے بیٹے، سب لوگ ہلاک ہوگئے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: جو لوگ مشرق و مغرب میں ہیں۔

امامؑ نے فرمایا؛ یہ سب زمین گمراہی اور ضلالت کی بنیاد پر فتح ہوئی ہے خدا کی قسم! ہاں، سوائے تین کے سب لوگ ہلاک ہوگئے۔

[موت، بیماری اور فقر کا پسندیدہ ہونا ایمان میں شرط ہونے کا معنی]

ابان بن تغلب اور راویوں کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے امامؑ نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک موت اس کے نزدیک زندگی سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو جائے اور بیماری اسے صحت سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو اور فقر و ناداری اسے غنی و مالدار ہونے سے زیادہ پسند نہ ہو، کیا تم بھی ایسے ہو؟

انہوں نے عرض کی: خدا کی قسم! ہر گز نہیں، خدا ہمیں آپ پر قربان کرے، اور ندامت و پشیمانی سے ان کے ہاتھ گر گئے اور ان کے دلوں میں مایوسی اور ناامید چھا گئی۔

جب امامؑ نے ان کی مایوسی کی حالت دیکھی تو فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو پسند ہے کہ وہ اتنی تمام زندگی جیئے پھر اس امر ولایت کو چھوڑ کر مرے یا وہ اسی امر ولایت پر مرے؟

انہوں نے کہا: بلکہ اسی امر ولایت پر مرے، جس پر اب ہے۔

امامؑ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں تمہیں موت زندگی سے زیادہ پسند ہے، پھر فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو پسند ہے کہ وہ جتنی مدت زندہ رہے اس کو کوئی بیماری اور دکھ و درد نہ ہو مگر وہ اس امر ولایت کو چھوڑ کر مرے؟

انہوں نے عرض کی: اے فرزند رسول! ہر گز نہیں، امامؑ نے فرمایا: تمہیں بیماری صحت و سلامتی سے زیادہ پسند ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو پسند ہے کہ اسے وہ سب کچھ دے دیا جائے جس پر سورج چمکتا ہے اور اس کے پاس یہ امر ولایت نہ ہو؟

انہوں نے عرض کی: اے فرزند رسول! ہر گز نہیں، امام نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں تمہیں فقر و ناداری غنی و مالدار ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

[امام باقرؑ کی امام صادقؑ کو وصیت اور عمل و کردار کی تاکید]

حماد لحّام (قصاب گوشت فروش) نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ کے والدؑ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم نے عمل و کردار میں میری مخالفت کی تو کل قیامت کے دن تم میرے ساتھ جنت کے گھر میں نہیں ٹھہرو گے، پھر فرمایا: خدا نے حتمی فیصلہ کیا کہ جب کوئی قوم کسی قوم س ے دوستی کرتی ہے اور عمل و کردار میں ان کی مخالفت کرتی ہے تو وہ قیامت کے دن ان کے ساتھ نہیں ٹھہریں گے۔

[شیعہ کے دینی ابراہیمی پر ہونے کی وجہ]

ابوحمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: اس امت میں ہم اور ہمارے شیعوں کے سوا کوئی شخص حضرت ابراہیمؑ کے دین پر قائم نہیں ہے اور نہ اس امت میں ہدایت پانے والوں نے ہمارے واسطے کے سوا ہدایت پائی، اور نہ اس امت میں گمراہ ہونے والوں نے ہمیں چھوڑنے کے سوا گمراہی مول لی۔

[غیر اختیار غیظ کے متعلق سوال]

علی بن عطیہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ سے اس شخص کے متعلقسوال کیا جس سے غیظ و غضب ظاہر ہوتا ہے کیا خدا اسے اس وجہ سے عذاب دے گا؟

امامؑ نے فرمایا: خدا پاک اس سے بلند و برتر ہے کہ وہ انسان کو کسی کام پر مجبور کرے پھر اس پر اسے عذاب کرے۔

اور دوسرے نسخہ میں ہے: امام ابوالحسن کاظمؑ نے فرمایا: خدا اپنے بندے کو مضطرب و مجبور کر کے اس پر سزا دے۔

[نبی اکرمؐ کی حیات و وفات کا امت کیلئے خیر ہونا]

محمد بن ابو حمزہ اور دوسرے کئی راویوں نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے میری زندگی اور موت دونوں حالتوں میں خیر و نیکی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کہا گیا: اے خدا کے رسول! آپ کی زندگی ہمارے لیے خیر و برکت ہے اس کو ہم جانتے ہیں آپ کی وفات میں کیا نیکی ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری زندگی کے بارے میں خدا نے فرمایا: خدا نہیں عذاب نہیں دے گا جب تک تم ان میں ہو اور میری موت تو تمہارے اعمال میرے پاس پیش ہوتے ہیں میں تمہارے لیے بخشش طلب کروں گا۔

[کچھ نام نہاد شیعہ کے جھوٹ کا شیطان بھی محتاج]

ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اس امر ولایت کی طرف منسوب افراد میں کچھ ایسے جھوٹ بولنے والے کذاب وافتراء پرداز ہیں کہ شیطان بھی ان کے جھوٹ وافتراء کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

[ابو حمزہ ثمالی کی امام سجادؑ سے پہلی ملاقات]

۳۶۳۔ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی: جب میں نے سب سے پہلے امام علی بن حسینؑ کو پہچانا میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ مسجد کوفہ کے باب فیل کی طرف سے داخل ہوا، اس نے چار رکعت نماز ادا کی پھر میں اس کے پیچھے چلا وہ زکات کے کنویں کے پاس آیا اور وہ اس وقت صالح بن علی کے گھر کے پاس تھا، وہاں دو بندھی ہوئی اونٹنیاں موجود تھیں ان کے ساتھ ایک سیاہ حبشی غلام تھا میں نے ان سے کہا: یہ کون ہیں؟

اس نے جواب دیا: یہ علی بن حسینؑ ہیں، میں آپ کے قریب ہوا آپ کو سلام کیا اور عرض کی: آپ اس علاقے میں کیوں آئے ہیں جس میں آپ کے باپ دادا کو قتل کیا گیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والدؑ کی قبر کی زیارت کی اور اس مسجد میں نماز ادا کی پھر فرمایا: ہاں یہ میرا قبلہ اور واپسی مدینہ ہے خدا ان پر درود بھیجے۔

[مقتول کے وارث کو اختیار کی تاویل امام حسینؑ کی شہادت]

حجّال (حجلہ ساز) نے بعض اصحاب سے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: جو شخص مظلومانہ مارا جائے ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے مگر وہ قاتل کو قتل کرنے میں زیادہ روی نہ کرے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ امام حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی، اگر امام حسینؑ بدلے میں تمام اہل زمین کو قتل کر دیا جائے تو بھی یہ زیادہ روی شمار نہیں ہوگی[۲۷]۔

[زمین کو اٹھانے والی مچھلی کے غرور کی سزا]

عبدالصمد بن بشیر نے امام صادقؑ سے روایت کی: اس مچھلی نے دل میں سوچا جس نے زمین کو اٹھا رکھا ہے کہ اس نے اپنی قوت وطاقت سے زمین کو اٹھا رکھا ہے خدا نے اس کے پاس ایک بالشت سے چھوٹی اور دو انگلیوں کے درمیانی فاصلہ سے بڑی مچھلی کو بھیجا وہ اس کی ناک میں چلی گئی تو زمین اٹھانے والی مچھلی غش کھا گئی اس طرح چالیس دن گزر گئے

[۲۷]۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس روایت کے معنی میں قانونی حیثیت ہے اور اس میں بہت وسعت اور عموم پایا جاتا ہے جبکہ اس کی تطبیق امام حسینؑ کے بارے میں بھی ہوتی ہے لیکن اس روایت کا ذیل مشکل ہے اور ایسی مرسلہ وبے سند روایات میں ایسی مشکلات پائی جاتی ہیں اس سے امام حسینؑ یا دیگر ائمہ کی عظمت میں کمی نہیں آتی جب امام علیؑ کی شہادت ہوئی تو آپ نے اپنے بدلے میں صرف اپنے قاتل کو ضرب مارنے کا اختیار دیا اور یہی قرآن واسلام کا حکم ہے۔

پھر خدا نے اس پر رحم کیا اور اس چھوٹی مچھلی کو اس کی ناک سے نکال لیا جب خدا اس زمین پر زلزلہ چاہتا ہے اس چھوٹی مچھلی کو اس بڑی مچھلی کے سامنے بھیجتا ہے وہ اسے دیکھتے ہی کانپنے لگتی ہے تو زمین میں زلزلہ آ جاتا ہے"[۲۸]۔

[امام علیؑ کا زلزلہ کے وقت زمین کو ٹھہرنے کا حکم]

۳۶۶۔ تمیم بن حاتم کا بیان ہے ہم امیر المومنین اما علیؑ کے ساتھ تھے زمین تھر تھرانے لگی امامؑ نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا پھر اس سے فرمایا: ٹھہر جا، تجھے کیا ہوا ہے پھر ہماری طرح متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر یہ وہی قیامت کا زلزلہ ہوتا جو حدا نے بیان کیا ہے تو یہ ضرور مجھے جواب دیتی لیکن یہ زلزلہ وہ نہیں ہے۔

[غیر شیعہ کے شیعہ کو پسند کرنے کا اجر]

صفوان بن یحییٰ جمال (اونٹ فروش) نے ابو یسع کے واسطے سے ابو شبل سے روایت کی: اور صفوان نے کہا؛ میرا یقین ہے کہ میں نے اسے خود ابو شبل سے سنا، اس نے امام صادقؑ سے روایت کی امامؑ نے فرمایا: جو شخص تمہیں اس نظریہ کے باوجود پسند کرے جس پر تم ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ وہ تمہاری طرح اس نظریہ کا قائل نہ ہو جیسا تم قائل ہو۔

[دنیا کی رنگینیوں سے دھوکہ کھانے کی مذمت میں امام علیؑ کا خطبہ]

۳۶۷۔ سلام بن مستنیر نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا؛ امیر المومنینؑ کے درمیان اور حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ کے درمیان جنگ بصرہ کا قصہ تمام ہوا، آپ منبر پر تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثناء کی اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا: اے لوگو! دنیا بڑی میٹھی اور شاداب و خوبصورت ہے لوگوں کو اپنی شہوات اور لذتوں میں پھنساتی ہے اور ان کے سامنے اپنی عارضی چیزوں کو بنا سنوار کر پیش کرتی ہے۔ خدا کی قسم! دھوکہ اس کو دیتی ہے جو اس سے امیدیں لگاتا ہے اور چھوڑتی اس کو ہے جو اسے دل لگاتا ہے۔ یہ کئی لوگوں کو ندامت و پشیمانی اور حسرت دے گی جو اس کے گرویدہ اور شیدائی بنیں گے اور اس میں رغبت دکھائیں گے اور دنیا میں رہ کر دین داروں اور اہل فضیلت سے حسد، بغاوت اور ظلم و زیادتی اور دنگا فساد کریں گے۔

[۲۸]۔ سابقہ روایت کی طرح یہ روایت بھی مرسل اور بے سند ہے ناجانے کس لیے صالح صاحب نے راوی کا نام حذف کر دیا پھر ایسی روایات جو زلزلہ وغیرہ کائنات کے تکوینی امور سے متعلق ہیں ان کے معانی میں شدید اختلاف ہے اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو کسی میں مرغا نظر آئے گا تو کسی میں بیل اور کسی میں مچھلی کس میں کوئی دوسری چیز، پھر ان کو جمع کرنے کی تاویلیں شروع ہونگی اور انسان کی علمی ترقی کے بعد جگ ہنسائی علیحدہ ہوگی ایسی غیر معتبر روایات کو ائمہؑ کے علوم لدنی کے کرشمے قرار دینے سے بہتر ہے کہ انکی سیرت و کردار کے معتبر فرامین پر عمل کر کے اپنی آخرت سنواری جائے اور ان ذوات مقدسہ کی طرف منسوب غیر معتبر روایات کی تاویلوں میں وقت ضائع نہ کیا ائے ان پر جھوٹ بولنے والوں نے بہت جھوٹ اور توہین آمیز چیزیں ان کی طرف نسبت دی ہیں جن کا شکوہ ائمہ معصومینؑ نے بارہا فرمایا جس کی تفصیل رجال ابو عمر کشی میں ذکر ہے ابھی معتبر روایت گزر چکی جس میں تھا امامؑ نے فرمایا: کبھی ہمارے نام پر جھوٹ بولنے والے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ شیطان بھی ان کے جھوٹ کا محتاج نظر آتا ہے غور کریں۔

خدا کی قسم! جو لوگ بھی دنیا کی زندگی میں خدا کی نعمتوں کی شادابی میں رہے اور خدا کی اطاعت اور اس کی نعمتوں کا شکریہ میں ہمیشہ تقوی برقرار نہ رکھ سکے تو خدا نے انکو بدلنے کی وجہ سے ان سے وہ نعمتیں سلب کر لیں جب انہوں نے خدا کی اطاعت چھوڑ دی تھی اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے تھے اور خدا کے دین کا خیال چھوڑ دیا اور خدا کے حکم کی حفاظت چھوڑ دی اور خدا کی نعمتوں کے شکر میں سستی کرنے لگے کیونکہ خدا نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا: خدا کسی قوم کی نعمتوں کو اسوقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے جب خدا کسی قوم کی برائی چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور خدا کے مقابلے میں ان کا کوی معین و مددگار نہیں ہوتا۔

اگر معصیت کار اور گناہگار لوگ جب خدا کی نعمتوں کے زائل ہونے اور اس کے عذاب کے آنے اور اس کی طرف سے عافیت و سلامتی کے چھن جانے سے ڈرتے یہ یقین کرتے کہ یہ خود ان کے اعمال کیوجہ سے ہے اور اسوقت بھی برائی چھوڑ دیتے توبہ کر لیتے اور سچی نیت سے خدا کے دربار میں جھک جاتے اور اپنے گناہوں اور برائیوں کا اقرار کر لیتے تو خدا ان کے تمام گناہ بخش دیتا اور ان کی ہر کوتاہی کو معاف کر دیتا اور ان پر ہر نعمت کو لوٹا دیتا پھر ان پر ان کے تمام امور کی اصلاح پلٹا دیتا اور ان پر یہ نعمت کرتا کہ ان سے چھن جانے والی نعمتوں کو واپس کرتا اور ان کی خرابکاری کو درست کرتا۔

جسطرح تقوی کا حق ہے ویسا تقوی اختیار کرو اور خوف خدا کو اپنا شعار اور علامت بنالو، اور یقین کو خالص کر لو اور اپنے ان قبیح اور برے کاموں سے خدا کے ہاں توبہ کر لو جو تمہیں شیطان دھوکہ دیکر اور نبی اکرم کے بعد ولی امر اور اہل علم سے جنگ پر اکساتا ہے اور تم نے امت مسلمان کے تفرقے اور ان کے اتفاق و اتحاد کو پراگندہ کرنے اور ان کے درمیان صلح و بھائی چارے کے ماحول کو تباہ و برباد کرنے میں ایکدوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کی خدا توبہ قبول کرنے والا ہے اور برائیوں کو بخشنے والا ہے اور تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔

[ایک آسمانی کا احوال]

ابو عبداللہ مدائنی نے امام صادقؑ سے روایت کی: اللہ تعالی نے ساتویں آسمان پر ایک ستارہ پیدا کیا اسے ٹھنڈے پانی سے خلق کیا اور باقی حرکت کرنے چھ ستارے گرم پانی سے خلق ہوئے وہ انبیاء اور اوصیاء کا ستارہ ہے وہ امیر المومنینؑ کا ستارہ ہے وہ دنیا سے جانے اور اس میں زہد و تقوی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ مٹی کو بستر بنانے اور اینٹوں کو تکیہ بنانے اور کھردرے لباس پہننے اور سخت غذائیں کھانے کا حکم دیتا ہے اور خدا نے اس سے زیادہ اپنے نزدیک کوئی ستارہ خلق نہیں کیا۔

[خواب کی تعبیر]

یاسر خادم کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں نے خواب میں دیکھا ایک پنجرے میں سترہ شیشیاں ہیں وہ پنجرہ گرا اور وہ سب شیشیاں ٹوٹ گئیں امامؑ نے فرمایا: اگر تیرا خواب سچا ہو تو میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص خروج

کرے گا وہ سترہ دن حکومت سنبھالے گا پھر فوت ہو جائے گا، پس محمد بن ابراہیم نے کوفہ میں ابو سرایا کے ساتھ خروج کیا وہ سترہ دن زندہ رہا پھر فوت ہو گیا۔

[امام رضاؑ کا اپنی امامت کی نشانی بیان کرنا]

محمد بن سنان کا بیان ہے میں نے امام رضاؑ سے ہارون رشید کے دور میں عرض کی: آپ نے اس امر ولایت کو اپنے حوالے سے مشہور کر دیا ہے اور اپنے والد کی جگہ تشریف فرما ہوئے ہیں جبکہ ہارون رشید کی تلوار خون بہا رہی ہے۔
امامؑ نے فرمایا: مجھے اس کام کی جرات نبی اکرم ﷺ کے فرمان نے دلائی ہے فرمایا: اگر ابو جہل میرے سر کا ایک بال بھی بیکا کر لے تو گواہ رہنا میں نبی نہیں ہوں اور میں تم سے کہہ رہا ہوں اگر ہارون میرے سر کا کوئی ایک بال بھی بیکا کر لے تو گواہ رہنا میں امام نہیں ہوں۔

[عمری شخص کا عقیلی فرد کی کنیز سے تعرض اور اس کا قتل اور طویل واقعہ]

سماعہ بن مہران جمال کا بیان ہے عمر بن خطاب کی نسل سے ایک شخص نے حضرت عقیل کی نسل کے ایک شخص کی کنیز سے تعرض کیا اس لڑکی نے اپنے مالک کو بتایا کہ یہ عمری مجھے اذیت دیتا ہے اس نے اس لڑکی سے کہا: اس کو وعدہ دو اور اسے گھر کے اندر لے آؤ وہ اسے گھر کے اندر لائی اس مالک نے اس شخص کو باندھ کر قتل کیا اور اسے راستے میں پھینک دیا سب بکری، عمری اور عثمانی جمع ہو گئے اور کہنے لگے: ہمارے ساتھی کا ہم پلہ کوئی نہیں، ہم اس کے بدلے میں صرف جعفر بن محمد صادقؑ کو قتل کریں گے۔ ہمارے ساتھ کو صرف انہوں نے قتل کیا ہے اس وقت امام صادقؑ قباعلاقے کی طرف گئے ہوئے تھے۔

راوی کا بیان ہے میں نے امامؑ سے ملاقات کی اور لوگوں کے متفقہ فیصلے سے آپ کو آگاہ کیا، امامؑ نے فرمایا: ان کا ذکر چھوڑو۔

راوی کا بیان ہے جب امامؑ واپس تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ پر حملہ کر دیا اور کہنے لگے: ہمارے ساتھ کو آپ کے سوا کسی نے قتل نہیں کیا، ہم اس کے بدلے میں صرف آپ کو قتل کریں گے امامؑ نے فرمایا: تم میں سے ایک گروہ مجھ سے بات کرے، تو ان کا ایک گروہ جدا ہوا، امام نے ان کے ہاتھ پکڑے اور ان کو مسجد نبوی میں لے گئے پھر وہ یہ کہتے ہوئے نکلے: ہمارے بزرگ ابو عبداللہ جعفر بن محمد، ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں کہ اس جیسے نے ایسا کیا ہو اور نہ وہ اس کا حکم دے سکتا ہے اور وہ پلٹ گئے۔

راوی کا بیان ہے میں امامؑ کے ساتھ چلا اور عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں ان کی خوشی ان کی ناراضگی سے کتنا جلدی بدل کر آ گئی؟!

امامؑ نے فرمایا: ہاں میں نے ان کو بلایا اور فرمایا: خاموش رہو ورنہ میں وہ صحیفہ نکالوں گا میں نے عرض کی: خدا مجھے آپ پر قربان کرے وہ صحیفہ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ام خطاب زبیر بن عبد المطلب کی کنیز تھی، نفیل نے اسے ورغلایا اور دھوکہ دیا اور اسے حاملہ کر دیا، زبیر نے نفیل کو تلاش کیا وہ طائف کی طرف بھاگ گیا، زبیر اس کے پیچھے نکلا اسے قبیلہ ثقیف نے وہاں دیکھا تو کہنے لگے: اے ابو عبداللہ! آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: میری کنیز کو تمہارے نفیل نے ورغلایا (اس سے بدکاری کی) اور پھر وہ وہاں سے شام کیطرف بھاگ گیا، زبیر اپنی تجارت کے سلسلہ میں شام گئے اور مدینہ و شام کے درمیان دومہ جندل کے بادشاہ کے پاس گئے اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! مجھے تم سے ایک کام ہے؟

اس نے کہا: اے بادشاہ! تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: اپنی قوم کے ایک شخص کی اولاد کو پکڑ کر رکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسکو واپس کر دو، انہوں نے جواب دیا: وہ میرے سامنے آئے تاکہ میں اسکو پہچان لوں، اگلے دن وہ بادشاہ کے پاس گئے جب بادشاہ نے ان کو دیکھا تو مسکرایا، انہوں نے کہا: اے بادشاہ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں بادشاہ نے کہا: میرا خیال نہیں کہ اس شخص کو عربی ماں نے جنم دیا ہے جب اس نے آپ کو آتے دیکھا تو اس کی ہوا نکل گئی ،زبیر نے کہا: اے بادشاہ! جب میں مکہ جاؤں گا تو آپ کا کام کر دوں گا۔

جب زبیر مکہ واپس آئے تو نفیل سب قریش کے قبیلے ان کے پاس سفارش لائے کہ وہ اس کا بیٹا دے دیں، مگر زبیر نے انکار کر دیا پھر وہ اس کے پاس عبد المطلب سے سفارش لائے عبد المطلب نے کہا: مجھے ان دونوں کے درمیان کوئی کام نہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ اس نے میرے فلاں بیٹے عباس کے ساتھ کیا کیا؟! لیکن تم ان کے پاس جاؤ پس وہ ان کے پاس آئے اور ان سے بات کی تو زبیر نے ان کو جواب دیا: شیطان کی ایک حکومت و فتح ہوتی ہے اور اس کا بیٹا شیطان کا بیٹا ہے، مجھے خطرہ ہے کہ کبھی وہ ہم پر رئیس بن جائے لیکن تم اسے میرے پاس مسجد کے دروازے سے لیکر آؤ تاکہ میں گرم لوہے سے اس کو داغ لگا دوں اور اس کے چہرے پر لیکریں کھینچ دوں اور اس پر اور اس کے بیٹے پر ایک قرار داد اور عہد پیمان لکھ دوں کہ وہ بھی صدر محفل میں نہیں بیٹھے گا اور ہماری نسلوں پر ریاست نہیں کرے گا اور ہمارے ساتھ تیر اندازی نہیں کرے گا۔

پس لوگوں نے ویسا کیا اور زبیر نے اس کے چہرے پر لیکریں کھینچ دیں اور اس پر عہد و پیمان لکھدیا اور وہ پیمان نامہ ہمارے پاس ہے۔

امامؑ کا فرمان ہے میں نے ان سے کہا ہے: خاموش ہو جاؤ ورنہ میں یہ پیمان نامہ نکال دوں گا اس میں تمہاری ذلت و خواری ہوگی، تو وہ رک گئے۔

[نبی اکرمؐ کے غلام کی میراث کے معاملہ میں داود عباسی کی امام صادقؑ سے جھگڑا اور طویل واقعہ]

اور نبی اکرم ﷺ کا ایک غلام فوت ہوا اس نے کوئی وارث نہیں چھوڑا، اس میں عباس بن عبد المطلب کی اولاد نے امام صادقؑ سے جھگڑا کیا اسی سال ہشام بن عبد الملک نے حج کی تھی تو وہ ان کے فیصلے کیلئے بیٹھا تو داود بن علی عباسی نے کہا: اس کی ولایت ہمارے لیے ہے اور امام صادقؑ نے فرمایا: بلکہ اس کی ولایت اور میراث میرے لیے ہے۔

داود بن علی نے کہا: تیرے والد نے معاویہ سے جنگ کی تھی۔

امام صادقؑ نے فرمایا: اگر تیرے والد نے معاویہ سے جنگی کی تھی تو اس میں تیرے بات کا حصہ بھی بہت زیادہ تھا پھر اپنی جنایت اور برائی کے بعد بھاگ گیا۔

پھر امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! کل میں تجھے کبوتر کی طرح پھندا ڈالوں گا جس کی ننگ و عار نہیں جائے گی۔

داود بن علی نے کہا: تمہاری یہ باتیں میرے لیے وادی ازرق میں پڑی گوبر سے کمتر ہیں۔

امام صادقؑ نے فرمایا: اس وادی میں تجھے اور تیرے باپ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

ہشام نے کہا: میں کل تمہارے فیصلے کیلئے بیٹھوں گا اگلے دن امام صادقؑ کرباسی کپڑے میں لپیٹ کر وہ عہد نامہ لائے، ہشام ان کے فیصلے کیلئے بیٹھا تھا امام صادقؑ نے اس کے سامنے وہ پیمان نامہ رکھ دیا جب اس نے اسے پڑھا تو کہنے لگا: میرے پاس جندل فنزامی اور عکاشہ ضمری کو بلاؤ، وہ دو بوڑھے تھے جنہوں نے زمانہ جاہلیت کو درک کیا تھا، ہشام نے وہ پیمان نامہ ان کے سامنے رکھ دیا اور ان سے کہا: کیا تم دونوں ان خطوط کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں اس نے کہا؛ میں نے تمہارے لیے ولاء اور میراث کا فیصلہ کیا ہے،۔

راوی کا بیان ہے امام صادقؑ یہ کہتے ہوئے نکلے؛ اگر بچھو پھر لوٹا تو ہم بھی اس کیطرف لوٹیں گے، اور اس کیلئے جوتا تیار رکھیں گے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں وہ خط کیسا تھا؟

امامؑ نے فرمایا: نتیلہ زبیر کی ماں اور ابو طالب اور عبداللہ کی کنیز کی تھی اسے عبد المطلب نے لیا اور اس سے فلاں کو پیدا کیا، تو زبیر نے ان سے کہا؛ یہ کنیز ہمیں ہماری ماں سے ورثہ میں ملی ہے اور آپ کا یہ بیٹا ہمارا غلام ہے تو انہوں نے قریش کے قبیلوں کو ان کے پاس سفارش کیلئے پیش کیا تو زبیر نے کہا: میں تمہاری بات کو اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تمہارا یہ بیٹا صدر مجلس میں نہ بیٹھے اور ہمارے ساتھ تیر اندازی نہ کرے اور اس عہد و پیمان کو لکھ دیا اور اس پر گواہ بنائے اور وہ یہی خط ہے [۱۲۹]۔

---

[۱۲۹]۔ محقق شعرانی تہرانی نے وافی فیض کاشانی کے حاشیہ میں لکھا: یہ روایت حضرت عمر اور عباس کی نسب کے بارے میں ملتے جلتے قصوں پر مشتمل ہے اور ان دونوں میں دعوی کرنے والا زبیر بن عبد المطلب ہے اس نے خطاب اور عباس کے مالک ہونے کا دعوی کیا پھر بحثوں اور سفارشوں کے بعد ان کو قریش کے نسب سے نکالنے کی شرط پر

[دائیں طرف والے شیعہ ہیں]

عنبسہ بن بجاد نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے متعلق روایت کی: اگر وہ دائیں طرف والوں میں سے ہوگا تو دائیں طرف والو تم پر سلام ہو، فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے امام علیؑ سے فرمایا: وہ تیرے شیعہ ہیں۔ان سے تمہاری اولاد امان میں ہونگے وہ ان کو قتل نہیں کریں گے۔

[شیعہ سے امام علیؑ کا عہد و پیمان]

حسین بن مصعب نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں آسانی و سختی اور آسائش و آزمائش دونوں میں نبی اکرم ﷺ کی بیعت کرتا تھا یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور مسلمانوں کی تعداد چھاگئی۔

امامؑ نے فرمایا: امام علیؑ نے ان شیعوں سے عہد لیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی ذریت سے وہ کچھ روکیں جن چیزوں کو اپنے آپ اور اپنی نسلوں سے روکتے ہیں میں بھی ان سے یہی عہد و پیمان لیتا ہوں پس نجات پانے والے نجات پاگئے اور ہلاک ہونے والے ہلاک ہوگئے۔

[یمن کی آل ذریح کی اہل بیتؑ سے عقیدت]

ابو یحییٰ واسطی نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: یمن کے پیچھے ایک وادی ہے جسے وادی برہوت کہا جاتا ہے اس وادی سے سوائے سیاہ سانپ اور الو پرندے کے کوئی چیز نہیں گزر سکتی۔اس وادی میں ایک کنواں ہے جسے بلہوت کہا جاتا ہے وہاں صبح شام مشرکین کی روحیں لائی جاتی ہیں۔انہیں وہاں پیپ اور زخموں کا گندا مواد پلایا جاتا ہے اس وادی کے پیچھے ایک قوم رہتی ہے جسے ذریح کہا جاتا ہے جب خدا نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا تو اس

راضی ہوا اس روایت میں عبدالمطلب کی طرف زنا و بدکاری کی نسبت ہے خدا کی پناہ! اس کا مقصد صرف عباس میں قدح کرنا ہے اور یقینا حدیث جعلی اور جھوٹی ہے اس واضح شواہد جھوٹ کے موجود ہیں اس روایت کو جعل کرنے کی تہمت امام عسکریؑ کی زبان پر ملعون شمار ہونے والا شخص احمد بن ہلال ہے وہ اپنے دین میں مذموم غالی تھا۔اس روایت کو جعل کرنے کا مقصد عربی حکومت کو ناپسند کرنے والی گروہ بندی تھی اور بنی عباس کے خلفاء کی مذمت میں عبدالمطلب کی طرف زنا کی نسبت دینے پر راضی ہوگیا حالانکہ کوئی مسلمان اس پر راضی نہیں ہوسکتا۔

نیز انہوں نے لکھا: ہشام بن عبدالملک اس سال حج کی تھی یہ بات بھی اس روایت کے جعلی ہونے کی تائید ہے احمد بن ہلال حدیثیں جعل کرنے میں متہم ہے داود بن علی عباسی سفاح و منصور کا چچا تھا وہ عباسی حکومت کے شروع میں ۱۳۲ھ میں حجاز کا امیر بنا ایک سال بعد فوت ہوگیا۔ہشام نے ۱۰۶ھ مین حج کی اور اس وقت امام باقرؑ زندہ تھے اور امام صادقؑ اور داود کی اس وقت عمر ۲۵ سال تھی مکہ کے امرا کے نام فتح مکہ سے آج تک سب تاریخ میں ثبت ہیں ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں مکہ کا والی ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی اور اس کا بھائی محمد بن ہشام اور نافع بن عدباللہ کنانی تھے ہشام کے زمانے میں داود کی حکومت نہیں تھی اور نہ بنی امیہ کسی عباسی کو اپنی حکومت میں شریک کرتے تھے بہر حال امام باقرؑ کے زمانے میں ولایت کا دعوی ان کے خلاف ہوسکتا نبی اکرم ﷺ کے اس غلام کو ہم نہیں جانتے جو ہشام کے زمانے میں زندہ رہا۔اور اس نے سو سال سے زیادہ عمر کی اس طرح زمانہ جاہلیت کو درک کرنے والے بوڑھوں کو بھی نہیں جانتے۔

قوم میں ان کا ایک بچھڑا چیخنے لگا اور اپنی دم ہلانے لگا اور ان میں فصیح و بلیغ انداز میں آواز دینے لگا: اے آل ذریح! تہامہ میں ایک شخص آیا ہے جو توحید کی گواہی کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کی دعوت دیتا ہے وہ کہنے لگا: کس لیے خدا نے اس بچھڑے کو ہمارے سامنے بولنے کی طاقت دی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: پھر دوسری بار بچھڑا ان کو آواز دینے لگا تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ ایک کشتی بنائیں۔انہوں نے بنائی اس میں ان کے سات افراد سوار ہوئے اور جتنا ان کے دل میں ڈالا انہوں نے زاد راہ ساتھ لے لیا پھر اس کے پردے اٹھا دیئے اور اسے سمندر میں چھوڑ دیا وہ انہیں لیکر چلتی رہی حتی انہیں جدہ اتار دیا، وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم آل ذریح ہو؟ تم نے بچھڑے کی آواز سنی ہے، انہوں نے کہا: ہاں، اور کہنے لگے: اے خدا کے رسول! ہمیں دین اور قرآن کی تعلیم دیں، نبی اکرم ﷺ نے انہیں دین اسلام قرآن اور سنتوں، فرائض واحکام کی تعلیم دی جیسا خدا کی طرف سے لائے تھے اور ان پر بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو امیر بنایا اسے ان کے ساتھ بھیجا ان میں آج تک کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

[شب معراج کا حال]

۳۷۶۔حدید بن امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا صبح آپ بیٹھے اور ان کو معراج کا واقعہ بیان کیا، تو وہ کہنے لگے: ہمیں بیت المقدس کی صفت بیان کریں، امامؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ان کو وصف بیان کی اور چونکہ نبی اکر ﷺ م وہاں رات کے وقت گزرے تھے اس لیے آپ پر اس کی کچھ وصف مشتبہ ہوئی جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا: یہاں دیکھیں نبی اکرم ﷺ نے بیت المقدس کو دیکھا تو آپ نے اس کو دیکھتے ہوئے اس کی صفت بیان کی، پھر ان کو ان کے قافلہ کی صفت بیان کی جو ان کے اور شام کے درمیان تھا پھر فرمایا: یہ فلاں کی اولاد کا قافلہ ہے جو طلوع آفتاب کے وقت پہنچے گا۔اس کے آگے سیاہی مائل سفید اور سرخ اونٹ ہونگے۔

امامؑ نے فرمایا: قریش نے ایک شخص کو گھوڑے پر بھیجا تا کہ اس کو واپس پلٹا دے۔

امامؑ نے فرمایا: وہ قافلہ طلوع آفتاب کے وقت پہنچ گیا۔

اس وقت قرطہ بن عبد عمرو نے کہا: افسوس! کاش میں جوان ہوتا جب آپ نے گمان کیا کہ آپ ایک رات میں بیت المقدس گئے اور لوٹ بھی آئے۔

[غار میں نبی اکرمؐ کا اصحاب کو دکھانا]

۳۷۷۔یوسف بن صہیب نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: میں نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے غار میں ابو بکر سے فرمایا: آرام کرو، خدا ہمارے ساتھ ہے، جب ان کو کپکپی طاری ہوگئی تھی اور وہ آرام نہیں کر رہے تھے

،جب نبی اکرم ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا: تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں انصار و مددگار اصحاب دکھاؤں، وہ اپنی محافل میں باتیں کر رہے ہیں میں تمہیں جعفر (طیار) اور ان کے ساتھ دکھاؤں، وہ سمندر میں تیر رہے ہیں؟

اس نے جواب دیا: ہاں، نبی اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے چہرے پر ملا تو اس نے انصار کو دیکھا وہ باتیں کر رہے تھے اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا وہ سمندر میں تیر رہے تھے تو اس نے اس وقت دل میں رکھ لیا کہ یہ جادوگر ہیں۔

[نبی اکرمؐ کی ہجرت کے وقت آپ کا پیچھا کرنے والے کو سزا]

۳۷۸۔ معاویہ بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی نبی اکرم ﷺ جب غار سے نکل کر مدینہ جا رہے تھے قریش نے آپ کو پکڑنے والے شخص کیلئے سو اونٹ انعام قرار دیئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپ کو ڈھونڈنے میں نکلا اس نے رسول اکرم کو پالیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدایا! جتنا تو چاہے مجھے سراقہ کے شر سے بچانا، تو سراقہ کے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین دھنس گئیں اس نے اپنے پاؤں پر زور دیا تو ان کو بھی سنگیں پایا تو اس نے کہا: اے محمد! میں جانتا ہوں کہ میرے گھوڑے کی ٹانگیں تمہاری وجہ سے دھنس گئی ہیں۔ خدا سے دعا کریں کہ وہ میرے لیے میرے گھوڑے کو چھوڑ دے مجھے زندگی کی قسم! اگر میری طرف سے آپ کو خیر و برکت نہ ملی تو میرا شر بھی تمہیں نہیں پہنچے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اور خدا نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا، اس نے پھر نبی اکرم ﷺ کا پیچھا شروع کر دیا اس طرح تین بار کیا ہر مرتبہ نبی اکرم ﷺ دعا کرتے اور زمین اس کے گھوڑے کی ٹانگوں کو پھنسا لیتی جب خدا نے اس کو تیسری بار چھوڑ دیا تو اس نے کہا: اے محمد! یہ آپ کے سامنے میری اونٹ ہیں ان میں میرا غلام موجود ہے اگر آپ کو سواری یا دودھ کی ضرورت ہو تو آپ ان میں سے اونٹ لے سکتے ہیں یہ میرے مخصوص تیروں میں سے ایک تیرے علامت و نشانی ہے۔

میں لوٹ رہا ہوں اور پھر ہرگز اس کے پیچھے نہیں آوں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیں تیری چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔

[حکومت عدل کے قیام انتظار]

ابو الجارود نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: تم اس کشائش اور حکومت حق کو نہیں دیکھ سکتے جس کا تم انتظار کر رہے ہو حتی تم مردہ مینڈھے کی طرح بن جاؤ جس کی غصب کرنے والے (چور وڈاکو) بھی پرواہ نہیں کرتے کہ اپنا ہاتھ اس میں جہاں بھی رکھے، نہ تمہارا کوئی شرف رہے گا جس کا تم سہارا لے سکو اور نہ کوئی یار و مددگار بچے گا جس کے پاس تم اپنے امور میں اعتماد کر سکو۔

۳۸۰۔ محمد بن سنان نے ابو الجارود سے ویسی روایت نقل کی۔

راوی کا بیان ہے: میں نے علی بن حکم راوی سے کہا: تمہارے نزدیک مردہ مینڈھے سے کیا مراد ہے؟
اس نے کہا: ایسا مینڈھا جس کے تمام حصے برابر ہوں، اس کا ایک حصہ دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں رکھتا۔

[زید شہید کے قیام کا مقصد]

عیص بن قاسم کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: تم پر اس خدا سے تقوی اختیار کرنا لازم ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اپنی جانوں کا خیال رکھو، خدا کی قسم! اگر ایک شخص کے بھیڑ بکریوں کے جھنڈ میں اس کا چرواہا موجود ہو اور وہ اس سے بہتر اپنی بھیڑ بکریوں کا خیال رکھنے والا شخص پالے تو وہ پہلے کو نکال دے گا اور اسکو لے آئے گا جو اس کی بھیڑ بکریوں کے معاملہ میں پہلے سے زیادہ آگاہ اور سمجھدار ہو۔
خدا کی قسم! اگر تمہاری دو جانیں ہوتیں ایک سے وہ جنگ کرتا اور تجربہ حاصل کرتا پھر دوسری باقی ہوتی اس سے وہ اپنے تجربات سے فائدہ اٹھا کر اچھے اعمال کرتا لیکن تمہارے پاس تو صرف ایک جان ہے جب وہ چلی گئی تو خدا کی قسم! اسے توبہ کی مہلت بھی نہیں دی جائے گی، تم اپنی جانوں کا خیال رکھنے کے زیادہ حقدار ہوا گر تمہارے پاس ہماری طرف سے کوئی شخص آئے تو دیکھو تم کس بات پر نکلتے ہو، یہ نہ کہو کہ زید بن امام سجادؑ نے خروج کیا ہے۔ بے شک زید عالم اور آگاہ شخص تھے اور سچے اور ثقہ تھے، انہوں نے تمہیں اپنی طرف نہیں بلایا تھا بلکہ انہوں نے تمہیں آل محمد کے رضا کی طرف بلایا تھا اگر وہ فتح پا لیتے تو ضرور اس وعدہ کو پورا کرتے، جس کی طرف انہوں نے تمہیں بلایا تھا، وہ تو اس بڑی حکومت کو گرانا چاہتے تھ، تو اب ہم میں سے خروج کرنے والے تمہیں کس چیز کی طرف بلاتے ہیں، اگر آل محمدؐ کے رضا و خوشنود شخص کی طرف بلاتے ہیں تو ہم تمہیں گواہی دیتے ہیں کہ ہم اس پر راضی نہیں ہیں بلکہ آج وہ ہماری مخالفت اور نافرمانی کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہم میں سے کوئی نہیں، جب جھنڈے اور جنگی نشان اٹھیں تو ہمارے طرف سے کوئی نہیں اٹھے گا مگر جب اس کے ساتھ تمام بنو فاطمہؑ جمع ہو جائیں، خدا کی قسم! تمہارا امام قائم وہ ہو گا جس کے پاس تمام بنو فاطمہؑ رجب میں جمع ہونگے، تو خدا کا نام لیکر اس کی طرف آنا، اور اگر شعبان تک موخر کرنا چاہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر تم روزے اپنے گھر والوں میں رکھنا چاہو تو بھی تمہارے لیے تقویت کا باعث ہو گا، اور تمہارے لیے سفیانی کی علامت و نشانی کافی ہے۔

[قیام قائم آل محمدؑ سے پہلے قیام کرنے والے کی مثال]

ربعی بن عبداللہ نے حدیث کی نسبت امام علی بن حسین سجادؑ کی طرف دی فرمایا: خدا کی قسم! قائم آل محمدؐ کے قیام سے پہلے ہم میں سے جو بھی قیام کرے گا۔ اس کی مثال اس چوزے کی ہو گی جو اپنے پر مضبوط ہونے سے پہلے اپنے گھونسلے سے اڑ پڑے اور اسے بچے پکڑ لیں اور اس سے کھیل کود کرنے لگیں (اور اسے ہلاک کر دیں)۔

[سفیانی کا خروج شناخت]

سدیر (صیرفی سونار) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اے سدیر! اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ اور سواری کی پشت پر ڈالے جانے والے کپڑے کی مانند اس میں چمٹ جاؤ، جب تک دن رات میں سکون ہے تم بھی سکون سے رہو، جب تمہیں خبر ملے کہ سفیانی نے خروج کر دیا ہے تو ہماری طرف چل پڑنا اگرچہ تمہیں پیدل آنا پڑے۔

[باری کے بخاری کا علاج]

محمد بن ابراہیم جعفی نے اپنے والد سے روایت کی: میں امام صادقؑ کے پاس گیا، امامؑ نے مجھ سے فرمایا: میں تجھے کیسا دیکھ رہا ہوں، تمہارا چہرہ مرجھایا ہوا ہے؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: مجھے چوتھے دن کی باری کا بخار ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تجھے پاکیزہ بابرکت چیز سے کیا مانع ہے؟ میٹھا لے لو اور اسے پانی میں اچھی طرح ملاؤ پھر اسے نہار منہ اور شام کے وقت پیئو۔

راوی کا بیان ہے: میں نے ایسا کیا تو پھر مجھے وہ باری کا بخار نہیں ہوا۔

[درد کا علاج]

۳۸۵۔ حسن بن علی بن نعمان نے بعض اصحاب سے روایت کی کہ میں نے امام صادقؑ سے درد کی شکایت کی۔ امامؑ نے فرمایا: جب اپنے بستر پر لیٹو تو دو میٹھے کھالو، اس کا بیان ہے میں نے ایسا کیا اور اس بات کی بعض طبیبوں اور حکیموں کو خبر دی وہ ہمارے علاقے میں بڑا حاذق حکیم تھا۔ اس نے کہا: ایسی کتابوں میں ہے جن سے انہوں نے اس کو لیا ہے۔

[بخار کے مریض کا میٹھے سے علاج]

عاصم بن یونس نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی آپؑ نے ایک شخص سے فرمایا: تم اپنے بخار کے مریض کو کیسے علاج کرتے ہو جب اس کو بخار ہوتا ہے؟

اس نے عرض کی: خدا آپ کو سلامت رکھے ان کڑوی دوائیوں سفاتج، غافث اور ان کی طرح جڑی بوٹیوں سے۔

امامؑ نے فرمایا؛ سبحان اللہ، جوذات کڑوی دوائیوں کے ذریعہ شفا دینے پر قادر ہے وہ میٹھی دوائیوں کے ذریعہ بھی شفا دینے پر قادر ہے۔

پھر فرمایا: جب تم میں سے کسی کو بخار ہو تو ایک صاف برتن میں ڈیڑھ میٹھے دانے ڈال دو پھر اس پر جتنا قرآن یاد ہو پڑھ لو پھر اسے ستاروں کے نیچے کھلے آسمان میں رکھ دے اس پر کوئی لوہے کی چیز رکھے جب صبح ہو تو اس میں پانی ڈال لے اور اسے ہاتھ سے مسل لے پھر اس کو پی لے جب دوسری رات ہو تو اس میں ایک اور میٹھا دانہ ڈال دے تو اڑھائی دانے بن جائیں گے تیسری رات اس میں ایک اور دانہ ڈال دے تو ساڑھے تین دانے بن جائیں گے۔

[بسملہ کا اسماء حسنی کا ہونا]

ہارون امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: انہوں نے بسم الرحمٰن الرحیم کو چھپا دیا، خدا کی قسم! یہ خدا کے اسماء حسنی میں سے ایک ہے جس کو انہوں نے چھپایا ہے نبی اکرم ﷺ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے اور قریش آپ کے خلاف گٹھ جوڑ کرتے تو نبی اکرم ﷺ بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے اور اس کو پڑھتے ہوئے آواز بلند کرتے تو قریش پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے تھے۔

خدا نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی: جب تم قرآن میں اپنے خدا وحدہ لاشریک کا ذکر کرتے ہو تو وہ ڈر کے مارے پشت پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔

[عربوں کی نبی پاکؐ کے صدقے نجات]

۳۸۸۔ ابوہارون مکفوف (نابینا) نے امام صادقؑ سے روایت کی جب امام صادقؑ نبی اکرم ﷺ کو یاد کرتے تو فرماتے: میرے ماں باپ اور میری قوم قبیلہ آپ پر قربان ہو، عربوں پر تعجب ہے کہ وہ کیسے ہمیں سر وآنکھوں پر نہیں بٹھاتے (ہماری عزت و احترام نہیں کرتے) جبکہ خدا نے قرآن میں فرمایا: تم آگ کے کنارے پر تھے۔ خدا نے تمہیں اس سے بچالیا انہیں رسولؐ کے صدقے میں بچایا گیا۔

[حکومت خدا کی عطا]

عبدالاعلی مولی آل سام کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: کہہ دو، اے میرے خدا! تو حکومت کا مالک ہے جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے، کیا خدا نے بنی امیہ کو حکومت نہیں دی؟

امامؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، جیسا تم سمجھ رہے ہو خدا نے ہمیں حکومت دی تھی بنو امیہ نے اسے چھین لیا، اس شخص کی طرح جس کے پاس لباس ہو اور دوسرا شخص اسے چھین لے تو جس نے اس کو چھین لیا اس کا نہیں ہوگا۔

[زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرنا]

۳۹۰۔ محمد حلبی (تاجر) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: جان لو کہ خدا زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے، امامؑ نے فرمایا: ظلم و ستم کے بعد عدل وانصاف کو قائم کرتا ہے۔

[ذوالفقار تلوار کا آسمان سے نازل ہونا]

صفوان بن یحییٰ جمال (اونٹ فروش) کا بیان ہے میں نے امام رضاؑ سے نبی اکرم ﷺ کی تلوار ذوالفقار کے بارے میں سوال کیا۔

امامؑ نے فرمایا: اسے جبرئیل! آسمان سے لیکر نازل ہوئے اور اس کا دائرہ (دستہ) چاندی کا تھا۔

قیامت کے دن حضرت نوحؑ کی حدیث

یوسف بن ابو سعید کا بیان ہے میں ایک دن امام صادقؑ کے پاس حاضر تھا امامؑ نے مجھ سے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا خدا تمام مخلوقات کو جمع کرے گا حضرت نوحؑ کو سب سے پہلے بلایا جائے گا ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے تبلیغ کر دی تھی ؟ وہ کہیں گے : ہاں ان سے کہا جائے گا تمہار گواہ کون ہے ؟ وہ کہیں گے : محمد بن عبداللہ ﷺ، امامؑ نے فرمایا؛ حضرت نوح چلیں گے ،اور لوگوں سے گزرتے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے آپ امام علیؑ کے ساتھ مسک کے ٹیلے پر تشریف فرما ہونگے اور وہ خدا کا فرمان ہے : جب اس کو قریب دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے تو حضرت نوحؑ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کہیں گے : اے محمد خدا نے مجھ سے پوچھا ہے کیا میں نے تمام پیغام کی تبلیغ کر دی تھی ؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: تیرا گواہ کون ہے ؟ میں نے کہا: حضرت محمد ﷺ، تو حضرت نبیؐ فرمائیں گے : اے جعفر، اے حمزہ، جاؤ اور ان کیلئے گواہی دو کہ انہوں نے تبلیغ کر دی تھی۔

امام صادقؑ نے فرمایا: پس جعفر طیار اور حمزہ سید الشہداء انبیاء کی تبلیغ کے گواہ ہونگے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، امام علیؑ کہاں ہونگے ؟

امام صادقؑ نے فرمایا: وہ اس سے بلند تر مرتبہ پر فائز ہونگے۔

[نبی اکرمؐ کا دیکھنے میں اصحاب کو برابر قرار دینا]

جمیل بن دراج نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان اپنی آنکھوں سے دیکھنے کو برابر تقسیم کرتے تھے اس کو دیکھتے اور دوسرے کو برابر دیکھتے تھے۔

[نبی پاکؐ کے کلام میں مخاطب کا خیال]

ابن فضال نے بعض اصحاب کے واسطہ سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے اپنی عقل کے کمال سے بات نہیں کی بلکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کی عقلوں کی مقدار کے برابر ان سے کلام کریں۔

[قوم قبیلہ شناخت کا معیار]

مالک بن عطیہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں قبیلہ بجیلہ کا ایک شخص ہو میں خدا کے دین میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہمارے سید و سردار ہیں، کبھی کوئی شخص جو مجھے نہیں جانتا وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تم کون ہو ؟ میں جواب دیتا ہوں میں عرب ہوں، پھر قبیلہ بجیلہ سے ہوں، تو کیا مجھ پر اس جواب میں کوئی گناہ ہے کیونکہ میں نے نہیں کہا: میں بنی ہاشم کا موالی اور دوستدار ہوں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، کیا تیرا دل اور تیری محبتیں اس بات پر نہیں ہیں کہ تو ہمارا دوستدار ہے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہاں، خدا کی قسم! امامؑ نے فرمایا: تم پر یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ میں عربی ہوں، کیونکہ تم حسب و نسب اور عطیہ و قوم و قبیلے کی تعداد میں عربی ہو اور تم دین اور اس کے مسائل میں خدا کے سامنے ہماری اطاعت اور ہم سے دین کے معارف کو لینے والے ہو تو تم ہمارے موالی ہو تم ہم سے ہو اور ہماری طرف پلٹتے ہو۔

[عیسی مسیحؑ اور اہل بیتؑ کے حواریوں تقابل]

ابو یحییٰ کوکب الدم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت عیسی مسیحؑ کے حواری ان کے شیعہ اور ان کے پیروکار تھے اور ہمارے شیعہ ہمارے حواری اور ہمارے مددگار ہیں اور حضرت عیسیؑ کے حواری ہمارے حواریوں کی ہماری پیروی سے زیادہ اطاعت گزار نہیں تھے حضرت عیسیؑ نے حواریوں سے کہا: خدا کے معاملہ میں میری مدد کرنے والے کون ہیں؟

حواریوں نے کہا: ہم، خدا کے انصار و مددگار ہیں، خدا کی قسم! انہوں نے یہود کے مقابلے میں ان کی مدد نہیں کی، اور نہ ان کے دفاع میں یہودیوں سے لڑے، خدا کی قسم! ہمارے شیعہ جب سے خدا نے اپنے رسول کی روح قبض کی ہماری مدد کرتے چلے آرہے ہیں اور ہمارے دفاع میں بر سر پیکار ہیں، انہیں جلایا جاتا ہے اور ان کو تکلیفیں دی جاتی ہیں انہیں ان کے شہر سے جلاوطن کیا جاتا ہے خدا انکو ہماری طرف سے جزاء خیر دے۔

اور امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر میں اپنے بعض حبداروں اور دوستداروں کی ناک پر تلوار ماروں تو بھی وہ ہم سے بغض و کینہ نہیں رکھیں گے اور خدا کی قسم! اگر میں اپنے دشمنوں کو اپنی حکومت میں قرب بخشوں اور ان کے سامنے مال و دولت کے ڈھیر لگا دوں تو بھی وہ ہم سے محبت نہیں کریں گے۔

[روم کے مغلوب ہونے کے بعد غلبہ پانے کی تاویل]

۳۹۷۔ابو عبیدہ حذاء (جوتے فروش موچی) کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: روم بہت جلد شکست کھائے گا۔امامؑ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! اس آیت کی تاویل ہے، جسے خدا اور آل محمد میں سے علم و دانش میں راسخ مقام رکھنے والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اسلام کو ظاہر کیا۔ روم کے بادشاہ کو خط لکھا۔ اسے پیغام دینے والے کے ساتھ بھیجا اس کو اسلام کی دعوت دی اور فارس کے بادشاہ کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی اور اس کی طرف پیغام دینے والے کے ساتھ خط بھیجا۔روم کے بادشاہ نے نبی اکرم ﷺ کے خط کی تعظیم کی اور آپ کا پیغام دینے والے کی عزت و احترام کیا جبکہ فارس کے بادشاہ نے نبی اکرم ﷺ کے خط کی توہین کی اسے پھاڑ دیا اور نبی اکرم ﷺ کی توہین کی اور اس وقت فارس کا بادشاہ روم کے بادشاہ

سے جنگ کر رہا تھا اور مسلمان چاہتے تھے کہ روم کا بادشاہ فارس کے بادشاہ پر غالب آ جائے اور اس کیطرف سے فارس کے بادشاہ کی نسبت زیادہ امید رکھتے تھے۔

جب فارس کے بادشاہ نے روم کے بادشاہ پر غلبہ پایا تو مسلمانوں نے اسے ناپسند کیا اور اسے غمگیں ہوئے خدا نے اس کے بارے میں قرآن میں فرمایا: الم، روم نزدیک زمین میں مغلوب ہوا یعنی فارس نے اسے نزدیک زمینوں شام کے علاقوں اور ان کے نزدیک علاقوں میں غلبہ کیا اور فارس روم کو غلبہ دینے کے بعد عنقریب مغلوب ہو جائے گا مسلمان ان کو چند سالوں میں غلبہ پالیں گے، اور اول و آخر حکم خدا کا ہے، اس دن مسلمان خوش ہونگے اور خدا جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ جب مسلمانوں نے فارس پر حملہ کیا اور ان کو فتح کر لیا مسلمان خدا کی مدد سے خوش ہوئے۔

راوی کا بیان ہے، میں نے عرض کی: خدا نے یہ نہیں کہا تھا کہ چند سالوں میں وہ مغلوب ہونگے اور مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ اور ابو بکر کی حکومت کے دنوں بہت سے سال گزر گئے اور مسلمانوں نے فارس کو عمر کی حکومت کے زمانہ میں فتح کیا۔

امامؑ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اس کی ایک تاویل اور تفسیر ہے۔

اور اے ابو عبیدہ! قرآن میں ناسخ و مسوخ ہے۔ کیا تم نے خدا کا فرمان نہیں سنا، اول و آخر سب حکم خدا کا ہے یعنی اس کی مرضی ہے مقدم چیز کو موخر کر دے یا مؤخر کو مقدم کر دے یہاں تک کہ حتمی فیصلہ آ جائے جس میں مومنین کیلئے مدد نازل ہوئی اور یہ خدا کا فرمان ہے: اس دن مومنین خدا کی طرف سے خوش ہوئے یعنی جس دن نصرت الہی کا فیصلہ حتمی ہو گیا۔

[نبی اکرمؐ کے بعد کے حوادث کا بیان]

۳۹۸۔ابوالمقدام کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: عامہ و اہل سنت کا گمان ہے کہ ابو بکر کی بیعت پر جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس میں خدا کی رضا و خوشنودی شامل ہو گئی اور اس کے بعد خدا تعالی حضرت محمد ﷺ کی امت کو آزمائش میں نہیں ڈالنا۔

امام باقرؑ نے فرمایا: کیا انہوں نے قرآن نہیں پڑھا۔ کیا خدا نے نہیں فرمایا: حضرت محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں ان سے پہلے رسول گزر چکے اگر وہ فوت ہوں یا قتل ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے جو الٹے پاؤں پھر جائے، خدا کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا خدا شکر کرنے والوں کو جزا دینے والا ہے، میں نے عرض کی: وہ اس کی دوسری طرح تفسیر کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کیا خدا نے خبر نہیں دی کہ ان سے پہلے امتیں گزر چکیں انہوں نے واضح دلیلیں آنے کے بعد اختلاف کیا جب فرمایا: ہم نے عیسیٰؑ کو واضح نشانیاں دیں۔ روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کی اگر خدا چاہتا تو واضح نشانیاں

آنے کے بعد کے لوگ نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا ان میں کچھ لوگ ایمان لائے کچھ نے کفر کیا اگر خدا چاہتا تو ہر گز نہ لڑتے لیکن خدا وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے آپ کے بعد اختلاف کیا ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ نے کفر اختیار کیا۔

[قبولیت اعمال کی شرط ولایت]

۳۹۹۔ عبدالحمید بن ابی علاء کا بیان ہے میں مسجد المسجد میں داخل ہوا، میں نے امام صادقؑ کے غلام کو دیکھا۔ میں اس کی طرف گیا تا کہ امام صادقؑ کے بارے میں پوچھوں تو اچانک امام صادقؑ کو سجدہ میں پایا، میں نے کافی دیر آپؑ کا انتظار کیا آپؑ کے سجود مجھے بہت طولانی لگے میں کھڑا ہوا اور کچھ رکعتیں نماز پڑھی جب لوٹا تو بھی آپؑ سجدے میں تھے میں نے آپؑ کے غلام سے پوچھا: آپ کب سے سجدے میں ہیں؟ اس نے کہا: تیرے ہمارے پاس آنے سے پہلے (آپ سجدے میں ہیں)۔

جب امامؑ نے میری آواز سنی اپنا سر سجدے سے اٹھایا۔ پھر فرمایا: اے ابو محمد! میرے قریب آؤ میں آپ کے قریب گیا آپ کو سلام کیا آپ نے پیچھے آواز سنی فرمایا: یہ بلند آوازیں کیا ہیں؟ میں نے کہا: یہ مرجئہ، قدریہ اور معتزلہ کا ایک گروہ ہے۔

امامؑ نے فرمایا: یہ لوگ میری طرف آنا چاہتے ہیں ہمارے ساتھ آؤ، میں آپ کے ساتھ اٹھا جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف آئے امامؑ نے ان سے فرمایا: اپنے آپ کو مجھ سے روک لو مجھے اذیت نہ دو، اور مجھے بادشاہ کے سامنے پیش نہ کرو میں تمہیں فتوا دینے والا نہیں ہوں، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور انہیں چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

جب مسجد سے نکلے تو مجھ سے فرمایا: اے ابو محمد! خدا کی قسم! اگر ابلیس خدا کی نافرمانی کے بعد پوری دنیا کی عمر کے برابر خدا کو سجدے کوتا تو اسے فائدہ نہ ہوتا اور نہ خدا اس کو قبول کرتا جب تک وہ آدم کو ویسے سجدہ نہ کرے جیسا خدا نے اس کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرے اس طرح یہ نافرمان امت جو نبی اکرم کے بعد فتنہ و آزمائش میں آگئی اور اس امام کو چھوڑ دیا جس کو ان کیلئے ان کے نبی نے معین کیا تھا ان کا کوئی عمل خدا قبول نہیں کرے گا اور نہ ان کو کوئی نیکی اس کے دربار میں بلند ہو گی۔ جب تک یہ لوگ اس راہ سے نہ آئیں جیسا خدا نے ان کو حکم دیا اور اس امام کی ولایت کا اقرار نہ کریں جس کی ولایت کا انہیں حکم دیا گیا اور اس دروازے سے داخل نہ ہوں جس کو ان کیلئے خدا ورسول نے کھولا ہے، اے ابو محمد! بے شک خدا نے حضرت محمد کی امت پر پانچ چیزیں فرض کیں: نماز، زکات، روزے، حج اور ولایت اور انہیں ان فرائض میں سے چار میں کچھ چیزوں کی رخصت عطا کی مگر ہماری ولایت کو ترک کرنے میں کسی مسلمان کو کوئی چھٹی نہیں دی، خدا کی قسم! اس میں کسی قسم کی رخصت نہیں ہے۔

[حکومتوں کی مدت]

ابو اسحاق جرجانی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا نے جس کو بادشاہ بنایا اس کیلئے دن رات، سالوں اور مہینوں میں معین مدت قرار دی، اگر وہ لوگوں میں عدل و انصاف کریں تو خدا چرخ فلک پر مامور فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان کو آہستہ گھماتا ہے تو ان کے دن رات اور سال مہینے لمبے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ لوگوں میں ظلم و ستم روا رکھیں اور ان میں عدل قائم نہ کریں تو خدا چرخ فلک کو گھمانے والے فرشتے کو حکم دیتا ہے وہ ان کو جلدی گھماتا ہے تو ان کے دن رات اور سال مہینے چھوٹے ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی ان کیلئے معین دن راتوں کو بھی پورا کر دیتا ہے۔

[ہواؤں کا مرکز رکن یمانی]

عزرمی کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس خانہ کعبہ کے پرنالے کے نیچے حجر اسود کے سامنے بیٹھا تھا اور ایک شخص دوسرے سے بحث کر رہا تھا اور ایکدوسرے سے کہہ رہا تھا خدا کی قسم! تمہیں معلوم نہیں کہ یہ ہوائیں کہاں سے چلتی ہیں جب ان کی بحث طول پکڑ گئی تو امام نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں نے لوگوں سے سنا وہ کہتے ہیں۔

میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، یہ ہوائیں کہاں سے چلتی ہیں؟ امام نے فرمایا: یہ ہوائیں اس شامی رکن کے نیچے قید ہیں جب خدا ان کو نکالنا چاہتا ہے تو نکالتا ہے اگر جنوب چاہے تو جنوب سے، اگر شمال سے چاہے تو شمال سے اور اگر مشرق سے چاہے تو مشرق سے اور اگر مغرب سے چاہے تو مغرب سے۔

پھر فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے کہ تم ہمیشہ دیکھتے ہو کہ یہ رکن ہمیشہ سردی گرمی اور دن رات میں ہلتا رہتا ہے۔

[ملائکہ کی کثرت اور خلقت کی طریقہ]

داود رقی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ملائکہ سے زیادہ کوئی مخلوق نہیں ہے ہر رات آسمان سے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اس رات خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اس طرح ہر دن بھی اتنے طواف کرنے آتے ہیں۔

عبداللہ بن طلحہ نے حدیث کی نسبت دی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ملائکہ کی تین قسمیں ہیں: بعض کے دو پر ہیں بعض کے تین پر ہیں اور بعض کے چار پر ہیں۔

حکم بن عتیبہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے اس میں ہر صبح جبرئیل غوطہ لگایا پھر نکل کر پروں کو حرکت دیتا ہے تو خدا اس کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

[خدا کے بڑے فرشتے کا حال]

درست بن ابی منصور نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: بے شک خدا کا ایک ایسا فرشتہ ہے جس کے کانوں کے کناروں سے اسکے کندھے تک پانچ سو سال چلنے کا فاصلہ ہے جو پرندے اڑ کر طے کرتے ہیں۔

[خدا کے بڑے مرغے کا حال]

محمد بن فضیل نے امام باقرؑ سے روایت کی خدا کا ایک مرغا ہے جس کی ٹانگیں ساتویں زمین میں ہیں اور گردن عرش کے نیچے ہے اور اس کے پر ہوا میں ہیں جب آدھی رات کے آخر میں اس کی تہائی حصہ شروع ہوتا ہے تو وہ اپنے پر پھڑپھڑاتا ہے اور بانگ دیتا ہے سبوح قدوس، خدا کی ذات لائق عبادت ہے اور پاکیزہ ہے ہمارا خدا اللہ ہے جو بادشاہ حق اور واضح ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ملائکہ اور روح القدس کا خدا ہے تو مرغے اپنے پر پھڑپھڑاتے ہیں اور بانگ دیتے ہیں۔

[کچھ طبّی نسخے]

عمار ساباطی کا بیان ہے امام صادقؑ نے فرمایا: تمہارے ہاں لوگ حجامت سے خون نکلوانے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
میں نے عرض کی: وہ گمان کرتے ہیں یہ نہار منہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ کھانا کھا کر کی جائے۔
امامؑ نے فرمایا: نہیں، کھانا کھا کر ہو تو رگوں کو کھولتی ہے اور بدن کو قوی کرتی ہے۔
عبدالرحمٰن بن حجاج نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: آیت الکرسی پڑھ کر جس دن چاہو حجامت سے خون نکالو اور صدقہ دو اور جس دن چاہو سفر کر لو۔
ابو عثمان احول کا بیان ہے میں نے امام کاظمؑ سے سنا فرمایا: کوئی دوا نہیں مگر وہ بیماری کو بھڑکاتی ہے اور بدن میں کوئی چیز اس سے زیادہ نفع بخش نہیں ہے کہ احتیاط کی جائے مگر جس چیز کی بہت ضرورت ہو۔
محمد بن خالد نے امام صادقؑ کی طرف حدیث کی نسبت دی فرمایا: بخار تین حالتوں میں نکلتا ہے: پسینے میں، جولاب میں اور قیئ میں۔

[امر ولایت میں جلد بازی سے منع]

ابو مرہف نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: گرد و غبار اسی پر پڑتی ہے جو اسے اٹھاتا ہے[۱۳۰]، اور جلد باز ہلا ہوتے ہیں[۱۳۱]۔
راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، محاضیر کیا ہے؟
امامؑ نے فرمایا: جلد باز، جان لو وہ اسی کو چاہتے ہیں جو ان کے درپے ہو۔
پھر فرمایا: اے ابو مرہف! وہ تم پر کوئی مصیبت نہیں ڈھانا چاہتے مگر خدا ان کو کسی دوسری مصیبت میں پھنسا دیتا ہے۔

---

[۱۳۰]۔ فتنے کا نقصان فتنہ اٹھانے والے کو ہوتا ہے۔

[۱۳۱]۔ جو شخص امام زمانہ کے قیام کو جلد چاہے اور دوسرے نسخہ میں محاصیر ہے اس کا معنی تنگ دل ہلاک والا ہے۔

پھر امامؑ نے زمین پر چھڑی ہلائی اور فرمایا: اے ابو مرہف! میں نے عرض کی: حاضر، فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو کہ ایک قوم نے خدا کی خاطر خاموشی اختیار کی ہو اور خدا نے ان کیلئے آسائش کی راہ فراہم نہ کی ہو، ہاں خدا کی قسم! خدا ان کیلئے ضرور راہ آسائش فراہم کرے گا۔

[ابو مسلم خراسانی کے خط کے جواب سے امام صادقؑ کا گریز کرنا]

فضل کاتب کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس تھا آپ کے پاس ابو مسلم کا خط آیا، امام نے فرمایا: تیرے خط کا کوئی جواب نہیں ہے، ہمارے پاس سے چلے جاؤ، ہم نے ایکدوسرے سے سرگوشی شروع کر دی امامؑ نے فرمایا: اے فضل! کیا سرگوشی کر رہے ہو؟ خدا تعالی لوگوں کی جلدی بازی سے جلدی نہیں کرتا اور کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانا کسی ایسی حکومت کو ہٹانے سے زیادہ آسان ہے جس کی مدت ختم نہ ہوئی ہو۔

پھر فرمایا: فلاں بن فلاں، یہاں تک کہ فلاں کے ساتویں بیٹے تک شمار کئے،

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہمارے اور آپ کی حکومت کے درمیان کیا علامت ہے؟ میں آپ پر قربان جاؤں۔

امامؑ نے فرمایا: اے فضل! زمین ختم نہیں ہو گی حتی سفیانی خروج کرے گا جب سفیانی خروج کرے گا تو ہماری دعوت پر لبیک کہنا، یہ تین بار فرمایا اور یہ حتمی فیصلہ ہے۔

[ابلیس کے ملائکہ سے ہونے کی نفی]

جمیل بن دراج کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے ابلیس کے بارے میں سوال کیا، کیا وہ ملائکہ میں سے تھا یا آسمان کے کسی معاملہ میں کام کرتا تھا؟ امام نے فرمایا: نہ ملائکہ میں سے تھا اور نہ کسی آسمانی کام کو انجام دیتا تھا اور اسکی کوئی عزت نہیں۔

میں طیار کے پاس آیا اور اس کو سنی ہوئی حدیث بتا دی اس نے اس کا انکار کیا اور کہا: کیسے وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: جب ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، طیار امام کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا جبکہ میں بھی موجود تھا اس نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے خدا کے فرمان کو دیکھا: اے مومنو! کئی جگہ مومنین کو خطاب کیا ہے کیا اس میں منافق داخل ہوتے ہیں؟ امام نے فرمایا؛ ہاں، اس میں منافقین، گمراہ اور جس نے ظاہری طور پر دعوت کو قبول کیا ہے وہ سب داخل ہوتے ہیں [۱۳۲]۔

[۱۳۲] امام نے اس کے استدلال کے جواب کو ضروری نہیں سمجھا کیونکہ قرآن میں ابلیس کے جنوں میں سے ہونے کی صراحت موجود ہے، اور اس طرح فقیہ قسم کے اصحاب کا ائمہ سے سوال جواب بہت زیادہ ہیں۔۔

[نبی اکرمؐ کیلئے نماز ہدیہ پڑھنا]

مرازم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! میں نماز پڑھتا ہوں اور کچھ نماز آپ کیلئے قرار دیتا ہوں، فرمایا: یہ تیرے لیے بہتر ہے، اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول! میں آدھی نماز آپ کیلئے قرار دیتا ہوں فرمایا: یہ تیرے لیے افضل ہے، اس نے کہا: اے خدا کے رسول! میں نماز پڑھوں اور پوری نماز آپ کیلئے قرار دوں، فرمایا: تو تیرے لیے خدا کافی ہے جو تیرے دنیا و آخرت کے امور سب کیلئے خدا کافی ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: خدا نے اپنے نبی ﷺ کو ایسی ذمہ داری دی جیسی کسی مخلوق کو نہیں دی آپ کو ذمہ داری دی کہ سب لوگوں کے خلاف تنہا قیام کریں اگر کوئی گروہ نہ ملے جو آپ کے ساتھ جنگ میں ہو یہ آپ سے پہلے اور بعد میں کسی کو ذمہ داری نہیں دی پھر اس آیت کی تلاوت کی: خدا کی راہ میں جنگ کرو اور صرف اپنے آپ کو ذمہ لگاؤ۔

پھر فرمایا: خدا نے قرار دیا کہ اپنے نام کا لیں جو خود اپنے لیے لیں کہ خدا تعالی نے فرمایا: جس نے ایک نیکی کی اس کیلئے اس جیسی دس ہیں اور نبی اکرم ﷺ پر درود کیلئے دس نیکیاں قرار دی ہیں۔

فضیل صائغ (سونار) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: خدا کی قسم! تم زمین کی تاریکیوں میں نور اور روشنی ہے، خدا کی قسم! اہل آسمان تمہیں زمین کی تاریکیوں میں ایسے دیکھتے ہیں جیسے تم آسمان میں روشن ستاروں کو دیکھتے ہو، اور وہ ایکدوسرے سے کہتے ہیں اے فلاں تعجب ہے کہ فلاں کیسے اس امر ولایت کو پا گیا اور وہ میرے والد کا فرمان ہے: خدا کی قسم! جو ہلاک ہوا اس سے تعجب نہیں کہ کیسے ہلاک ہوا بلکہ اس سے تعجب کرتا ہوں جس نے نجات پائی کیسے نجات پا گیا؟

[چاند عقرب میں ہو تو سفر و شادی میں برکت نہ ہونا]

حمران بن اعین نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جس نے سفر کیا یا شادی کی جبکہ چاند عقرب میں ہو تو وہ خیر و برکت نہیں دیکھے گا۔

[نماز کے مکروہ مقامات]

عبداللہ بن عطاء کا بیان ہے امام باقرؑ نے فرمایا: اٹھ اور دو سواریوں کو زین لگا، گدھا اور خچر، میں نے گدھے اور خچر کو تیار کیا، میں نے آپ کی طرف خچر بڑھایا میرا خیال تھا کہ آپ کو پسند ہوگا آپ نے فرمایا: تجھے کس نے کہا کہ میری طرف خچر بڑھاؤ؟

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں نے آپ کیلئے انتخاب کیا ہے، فرمایا: میں نے تجھے کہا تھا کہ میرے لیے سواری انتخاب کرو؟!

پھر فرمایا: میرے لیے پسندیدہ سواری گدھا ہے ، میں نے آپ کی طرف گدھا بڑھایا اور آپ کیلئے رکاب تھامی، آپؑ سوار ہوئے تو فرمایا: حمد اس خدا کی جس نے ہمیں اسلام کی رہنمائی کی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور ہم پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ احسان فرمایا، حمد اس خدا کی جس نے ہمارے لیے اس جانور کو رام کیا ہم تو اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں، تمام جہانوں کے پالنے والے کی حمد ہے۔

راوی کا بیان ہے میں آپ کے ساتھ چلا جب ہم ایکدوسری جگہ پہنچے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، نماز کا وقت ہے ،فرمایا: یہ چینٹیوں کی وادی ہے ، ہم اسمیں نماز نہیں پڑھتے جب دوسری جگہ پہنچے تو میں نے پھر وہی عرض کی، فرمایا: یہ نمک والی زمین ہے ہم اس میں نماز نہیں پڑھتے۔

راوی کا بیان ہے : یہاں تک کہ خود امامؑ ایک جگہ اترے اور مجھ سے فرمایا: تو نے نماز پڑھ لی ہے ، یا تم اپنی نافلہ نماز پڑھو گے ، میں نے عرض کی: اس نماز کو اہل عراق زوال کا نام دیتے ہیں ، فرمایا: وہ جو یہ نماز پڑھتے ہیں وہ علی بن ابی طالب کے شیعہ ہیں اور یہ اوابین (توبہ کرنے والوں) کی نماز ہے۔

آپ نے نماز پڑھی اور میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے آپ کیلئے رکاب تھامی، پھر امام نے پہلے کی طرح سوار ہونے کی دعا کی، پھر فرمایا: خدایا مرجئہ پر لعنت کر کہ وہ دنیا و آخرت میں ہمارے دشمن ہیں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کو مرجئہ کیسے یاد آئے ؟

امامؑ نے فرمایا: وہ میرے ذہن میں آ گئے تھے۔

[ابو لہب کا نبی پاکؐ کی حفاظت کیلئے غیرت کرنا]

حسین بن ابو حمزہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنا چاہا تو انہوں نے کہا: ہم ابو لہب کا کیا کریں گے ، ابو لہب کی بیوی ام جمیل نے کہا: میں اس معاملہ میں تمہارے لیے کافی ہوں ، میں اس سے کہوں گی : میں آج گھر میں بیٹھا چاہتی ہوں ، میں آج گھر کھانا کھانا چاہتی ہوں ، جب اگلا دن ہوا تو مشرکین نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے آمادہ ہوئے ابو لہب اور اس کی بیوی گھر میں کھاتے پیتے رہے تو ابو طالب نے امام علیؑ کو بلایا اور فرمایا: اے بیٹے ! اپنے چچا ابو لہب کے پاس جاؤ، ان سے دروازہ کھولنے کا کہو اگر دروازہ کھولے تو اندر جانا اور اگر نہ کھولے تو دروازے کو زور دیکر توڑ دینا اور اس کے پاس جانا جب اس کے پاس جاؤ تو اس سے کہنا : میرے والد تجھے کہتے ہیں جس شخص کے چچا اس کی قوم میں اس کے محافظ ہوں اس کو کوئی ذلیل و خوار نہیں کر سکتا۔

فرمایا: امام علیؑ گئے اور دروازے کو بند پایا اور دروازہ کھولنے کا کہا مگر نہیں کھولا گیا، دروازے پر زور دیا اور اسے توڑ دیا، اندر داخل ہوئے جب ابو لہب نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا: اے بھتیجے ! کیا ہے؟ فرمایا: میرے والد نے تجھ سے کہا ہے

کہ جس شخص کا چچا قوم میں اس کی حفاظت کر رہا ہو وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوتا، اس نے کہا: تیرے والد نے سچ کہا، اے بھتیجے کیا ہوا؟

آپؐ نے فرمایا: تیرا بھتیجا قتل کیا جارہا ہے اور تو کھانے پینے میں مصروف ہے، تو وہ اچھلا اور اپنی تلوار اٹھائی تو ام جمیل اسکو چمٹ گئی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کی آنکھ نکال دی اور وہ جب مری تو بھینگی تھی، ابو لہب تلوار لیکر نکلا جب قریش نے دیکھا تو اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار پہچان گئے اور کہنے لگے: اے ابو لہب! تجھے کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اپنے بھتیجے کے خلاف تمہاری بیعت کرتا ہوں پھر تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو، لات و عزی کی قسم! میں نے اسلام لانے کا ارادہ کرلیا ہے پھر تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں تو انہوں نے اس سے معذرت کی اور وہ لوٹ گیا۔

[بدر کے دن ابلیس کی شرارت پر جبرئیل کا اس کو تعاقب کرنا]

زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جنگ بدر کے دن ابلیس مشرکین و کفار کی آنکھوں میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھاتا تھا اور کفار کو مسلمانوں کی آنکھوں میں زیادہ کر کے دکھاتا تھا جبرئیل نے تلوار سے اس پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گیا اور یہ کہتا تھا: اے جبرئیل! مجھے مہلت دی گئی ہے، حتی سمندر میں گر گیا، زرارہ کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: وہ کیوں خوفزدہ تھا جبکہ اس کو مہلت دی گئی ہے؟ امام نے فرمایا: (وہ ڈرتا تھا کہ) اس کا کوئی حصہ نہ کاٹ دے۔

[جنگ خندق کے بعض واقعات]

ابان بن عثمان نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ غزوہ احزاب کی تاریک و سرد رات میں اس ٹیلے پر کھڑے ہوئے جس پر مسجد فتح ہے، اور فرمایا: جو شخص جاکر ہمارے پاس ان کی خبر لائے گا اس کیلئے جنت ہو گی، کوئی نہیں اٹھا پھر وہی فرمایا: کوئی نہیں اٹھا، امام صادقؑ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا، وہ لوگ کیا چاہتے تھے ، کیا جنت سے افضل کوئی چیز چاہتے تھے؟

پھر فرمایا: وہ کون ہے؟ فرمایا: حذیفہ، فرمایا: کیا تو رات کو میری بات سن رہا تھا مگر بول نہیں رہا تھا؟

حذیفہ کھڑا ہوا اور عرض کی: خدا مجھے آپ پر قربان کرے سردی اور بری حالت نے مجھے آپ کا جواب دینے سے روک رکھا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور ان کی باتیں سنو اور مجھے ان کی خبر دو، جب وہ گئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے خدا! اس کو سامنے پیچھے اور دائیں و بائیں سے حفاظت کرنا حتی اسے پلٹا دے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ ! کوئی بات نہیں کرنی حتی میرے پاس پہنچ جائے، اس نے تلوار، تیر کمان اور ڈھال لی (اور چل دیا)۔

حذیفہ کا بیان ہے میں نکلا تو مجھے کوئی تکلیف اور سردی نہیں لگی میں خندق کے دروازے سے گزرا جسے مومنین اور کفار نے گھیر رکھا تھا جب حذیفہ آیا تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور آواز دی، اے تکلیف زدہ شخص کی چیخ و پکار سننے

والے ! اے مضطر و مجبور کی دعا قبول کرنے والے ، میرا ہم و غم اور دکھ درد دور فرما، تو نے میرا اور میرے اصحاب کا حال دیکھ لیا ہے ، جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے خدا کے رسول ! خدا نے تمہاری دعا اور باتوں کو سن لیا ہے اور ان کو قبول کیا ہے اور وہ تمہیں دشمنوں کے خوف سے کافی ہے۔

نبی اکرم اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گئے اور ہاتھ پھیلا دیئے اور آنکھیں زمین پر گاڑ دیں پھر فرمایا: شکر ہے شکر ہے ، جیسا تو نے مجھ پر اور میرے اصحاب پر رحم کیا، پھر نبی اکرم نے فرمایا: خدا نے ان پر نچلے آسمان سے ایسی ہوا بھیجی ہے جس میں کنکریاں تھیں اور چوتھے آسمان سے ایسی ہوا بھیجی جس میں بڑے پتھر تھر۔

حذیفہ کا بیان ہے : میں گیا تو ان لوگوں کی آگ پڑی تھی خدا کا پہلا لشکر آیا اس میں کنکریاں تھیں تو ان کی آگ بجھا دی اور ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا اور ان کے نیزوں کو گرا دیا حتی وہ کنکیوں سے بچنے کیلئے ڈھال پہننے لگے ہم نے ڈھالوں میں کنکریاں بجنے کی آوازیں سنیں ، حذیفہ مشرکین میں سے دو افراد کے درمیان بیٹھ گئے ، ابلیس مشکرین میں بڑے محترم آدمی کی شکل میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے لوگو ! تم میں اس جادو گر جھوٹے کے علاقے میں آئے ، یاد رکھو تمہیں اس کی کسی چیز سے غافل نہیں رہنا چاہیے ، یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوگئے ہیں ، پس لوٹ جاؤ اور تم میں سے ہر شخص اپنے پاس بیٹھے ہوئے کو دیکھے۔

حذیفہ کا بیان ہے : میں نے دائیں دیکھا اور اس کو اپنا ہاتھ مارا اور کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: معاویہ ، پھر میں نے اپنے بائیں والے سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: سہیل بن عمرو ہوں۔

حذیفہ کا بیان ہے : پھر خدا کا بڑا لشکر آیا ابو سفیان اپنی سواری کی طرف چلا پھر قریش کو پکارا ! اپنے آپ کو بچاؤ، بچاؤ، طلحہ ازدی نے کہا: محمد نے تمہیں بڑا نقصان پہنچایا ہے پھر اپنی سواری کی طرف گیا اور بنی اشجع کو پکارا: اپنے آپ کو بچاؤ ، بچاؤ، عینیہ بن حصین نے بھی اسی طرح کہا پھر حارث بن عوف مری نے ایسے کہا پھر اقرع بن حابس نے ایسا کہا لشکر چلے گئے حذیفہ نبی اکرم کی طرف لوٹ آیا اور آپ کو واقعہ کی خبر دی۔

[حضرت نوحؑ کے کچھ احوال]

مفضل بن عمر کا بیان ہے میں کوفہ میں کچھ دن امام صادقؑ کے پاس تھا امام ابو العباس سفاح عباسی کے پاس آئے جب ہم کناسہ میں پہنچے فرمایا: یہاں میرے چچا زید کو پھانسی دی گئی خدا ان پر رحم کرے ، پھر چلے طاق زیاتین (تیل فروشوں کے دروازے) کے پاس آئے جو سراجین (زین سازوں) کے آخر میں تھا اتر پڑے اور فرمایا: اتر جاؤ، یہ وہ مقام ہے جہاں پہلی مسجد کوفہ ہوتی تھی جسے آدمؑ نے بنایا تھا، اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ اس میں سوار ہو کر داخل ہوں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: اس کو اس مقام سے کس نے بدلا؟

فرمایا: پہلے تو اسے حضرت نوحؑ کے زمانے میں طوفان نے بدلا پھر اسے کسری و نعمان کے ساتھیوں نے بدلا پھر اس کے بعد زیادہ بن ابی سفیان نے اس کو بدل دیا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: کوفہ اور اس کی مسجد حضرت نوحؑ کے زمانہ میں بھی تھی؟

امامؑ نے مجھ سے فرمایا: ہاں اے مفضل! حضرت نوح اور ان کی قوم کی بستی فرات سے ایک منزل کے فاصلے پر کوفہ کی مغربی جانب تھی۔

فرمایا: حضرت نوحؑ ترکھان تھے [۱۳۳]۔ خدا نے ان کو نبی بنایا اور ان کو اس منصب کیلئے منتخب کیا اور نوح نے سب سے پہلے وہ کشتی بنائی جو پانی پر چلی۔

فرمایا: حضرت اپنی قوم میں پچاس سال کم ہزار سال رہے انہیں خدا کی طرف بلایا وہ ان کا مذاق اڑاتے اور مسخرہ کرتے جب انھوں نے ان لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو ان کو بد دعا دی اور کہا: اے میرے خدا! زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ رکھ، اگر تو ان کو باقی رکھے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں اور فاسق و فاجر اولادوں کو جنم دیں گے۔

خدا نے نوحؑ کو وحی کی: کشتی بناؤ، اس کو وسیع بناؤ اور اس کو جلدی مکمل کرو، نوح نے مسجد کوفہ میں اپنے ہاتھ سے کشتی بنائی اس کی لکڑی جمع کی اور اس کو مکمل کر دیا۔

مفضل کا بیان ہے: پھر زوال آفتاب کے وقت امام صادقؑ کی بات ختم ہوئی۔ امام صادقؑ کھڑے ہوئے، نماز ظہر و عصر پڑھی پھر مسجد سے چلے، اپنے بائیں متوجہ ہوئے اور ہاتھ سے عطر فروشوں کے بازار کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کیا، اور وہ ابن حکیم کے گھر کی جگہ ہے اور آج وہاں فرات جاری ہے مجھ سے فرمایا: اے مفضل! یہاں قوم نوحؑ کے تب یغوث، یعوق و نسر لگائے گئے تھے، پھر چلے اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، حضرت نوحؑ نے کتنے عرصے میں کشتی بنائی اور اس کو مکمل کر لیا؟

فرمایا: دو دوروں میں، میں نے عرض کی: دو دور کیا ہیں؟ فرمایا: اسی سال۔

میں نے عرض کیا: عامہ کہتے ہیں انھوں نے پانچ سو سال میں کشتی بنائی۔ فرمایا: ہر گز نہیں، خدا کی قسم! کیسے ایسا ہو سکتا ہے جبکہ خدا نے فرمایا: اور ہماری سے۔

میں نے عرض کی: مجھے خدا کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں، حتی جب ہمارا امر آ پہنچا اور تنور پھوٹ پڑا۔ اس کی جگہ کہاں تھی اور یہ کیسے ہوا؟

امامؑ نے فرمایا: تنور مسجد کے دائیں قبلہ کے پیچھے ایک بوڑھی مومنہ عورت کے گھر میں تھا۔

میں نے عرض کی: وہ آج مسجد کے باب فیل کی طرف ہوگا، پھر میں نے کہا: پانی کے نکلنے کی ابتداء تنور سے تھی؟

[۱۳۳]۔ اس طرح دوسرے انبیاء اور اولیاء بھی حلال روزی کماتے اور دین کے پیغام کو پہنچاتے تھے۔

فرمایا: ہاں، اللہ نے چاہا کہ نوح کی قوم کو نشانی دکھائے پھر خدا نے ان پر موسلا دھار بارش برسائی اور فرات میں طغیانی آگئی، اور سب چشمے بھی پھوٹ پڑے خدا نے ان کو غرق کر دیا، اور نوح اور کشتی میں موجود ان کے ساتھیوں کو نجات دی، میں نے کہا: نوح کتنا عرصہ کشتی میں رہے حتی پانی خشک ہوا اور وہ اس سے نکلے۔
امامؑ نے فرمایا: وہ اس میں سات دن رات رہے اور کشتی نے خانہ خدا کے ساتھ چکر لگائے پھر جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، اور وہ کوفہ کا فرات ہے۔
میں نے عرض کی: مسجد کوفہ قدیم ہے؟ فرمایا: ہاں یہ انبیاءؑ کا مصلی ہے خدا کے درود و سلام ان پر ہوں۔
اس میں نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھی جب انہیں آسمان کی معراج کرائی گئی جبرئیل نے ان سے کہا: اے محمد! یہ تمہارے باپ آدمؑ کی مسجد ہے اور انبیاءؑ کا مصلی ہے اترو اور اس میں نماز پڑھو، آپ اترے اور اس میں نماز پڑھی پھر جبرئیل انہیں آسمان پر لے گئے۔

۴۲۲۔ ابو رزین اسدی نے امام علی امیر المومنینؑ سے روایت کی فرمایا: جب حضرت نوحؑ کشتی بنانے سے فارغ ہوئے اور یہ ان کے درمیان اور خدا کے درمیان ان کی قوم کو ہلاک کرنے کی مقررہ مدت تھی کہ تنور پھوٹے گا تو وہ ابلنے لگا اس کی بیوی نے کہا: تنور ابل رہا ہے آپ اٹھے اور اسے بند کر دیا تو پانی اوپر آنے لگا تو جس کو چاہا کشتی میں داخل کر لیا اور جسکو چاہا نکال دیا پھر اپنی انگوٹھی کے پاس آئے اور اسے اتارا خدا نے فرمایا: ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی سے کھول دیئے اور زمین کے چشمے ابال دیئے تو معین مقدار تک پانی مل گیا ہم نے ان کو تختیوں اور کیلوں کی کشتی پر اٹھایا فرمایا: اور کشتی کو مسجد کے درمیان میں بنایا تھا اور اب مسجد ان کے ہاتھ سے سات سو ذراع کم ہو گئی ہے۔

۴۲۳۔ حسن بن علی نے بعض اصحاب کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی حضرت نوحؑ کی بیوی آئی جب وہ کشتی بنا رہے تھے اور کہا: تنور سے پانی نکل رہا ہے جلدی سے اس کی طرف گئے اور اس پر برتن رکھ دیا اور اسے اپنی انگوٹھی سے مہر لگادی پانی اٹھنے لگا جب کشتی سے فارغ ہوئے تو مہر اکھاڑ دی اور برتن اٹھا لیا تو پانی ابلنے لگا۔

۴۲۴۔ اسماعیل جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت نوحؑ کی شریعت یہ تھی: خدا کی توحید و اخلاص کے ذریعہ اور شریکوں کی نفی کے ذریعہ عبادت کی جائے یہ وہ فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا اور خدا نے اس کا نوح اور دوسرے نبیوں سے عہد و پیمان لیا کہ وہ خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور انہیں نماز، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، حلال و حرام کا حکم دیا اور ان پر حدود کے احکام فرض نہیں کئے اور نہ میراث کو فرض کیا گیا یہ ان کی شریعت تھی ان میں حضرت نوح پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے ان کو دن رات دعوت دی جب انہوں نے انکار کیا اور ڈٹ گئے تو کہنے لگے: خدایا! میں شکست کھا گیا ہوں میری مدد کر، خدا نے وحی کی

تمہاری قوم سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا سوائے جو ایمان لا چکے پس تم ان کے کئے پر غم نہ کھاؤ،اس لیے نوح نے کہا: یہ صرف فاسق و فاجر اور ناشکرے لوگوں کو جنم دیں گے تو خدا نے ان کو وحی کی کہ کشتی بناؤ۔

۴۲۵۔اسماعیل جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت نوح نے جب گٹھلیاں زمین میں بوئیں تو ان کی قوم ان کے پاس سے گزری تو ان پر ہنسنا شروع کر دیا اور ان کا مذاق اڑایا اور کہنے لگے: اب یہ کاشت کار بن گئے ہیں اور جب کھجوریں بہت لمبی ہو گئیں اور وہ لمبائی میں بہت اوپر نکل گئیں تو نوح نے ان کو کاٹا اور ان کو ڈھالنے لگے تو لوگوں نے کہا: اب یہ ترکھان بن گئے ہیں پھر ان کو جوڑا اور کشتی بنائی تو وہ ان کے پاس سے گزرے اور ہنسنے لگے اور مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے: اب بنجر اور بیابان زمین میں ملاح بن گئے ہیں حتی حضرت اس سے فارغ ہو گئے۔

حسن بن صالح ثوری نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت نوحؑ کی کشتی کی لمبائی بارہ سو ہاتھ تھی اور اس کی چوڑائی آٹھ سو ہاتھ تھی اور اس کی بلندی اسی ہاتھ تھی اور وہ صفا و مروہ کے درمیان چلی اور اس نے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر جودی کے مقام پر ٹھہر گئی۔

اسماعیل جعفی عبدالکریم بن عمرو اور عبدالحمید بن ابی دیلم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت نوح نے کشتی میں آٹھ قسم کے جوڑے اٹھائے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا: آٹھ جوڑے دو مینڈھے، دو بھیڑیں، دو اونٹ، دو گائے ،تو مینڈھے سے دو تھے دو پالتو مینڈھے جس کو لوگ پالتے تھے دوسرا جوڑا مینڈھے کا وہ تھا جو پہاڑوں میں وحشی ہوتا ہے ان کیلئے اس کا شکار حلال تھا بھیڑ کے دو جوڑے پالتو جوڑا جسے لوگ پالتے تھے دوسرا جوڑا ہرن کا تھا جو بیابانوں صحراؤں میں ہوتا ہے اور اونٹ کے دو جوڑے بخاتی لمبی گردن والے اونٹ اور عربی اونٹ، گائے کے دو جوڑے لوگوں کی پالتو گائیں اور دوسرا جوڑا وحشی گائے ،اور تمام پاکیزہ وحشی یا پالتو پرندے پھر زمین ڈوب گئی۔

۴۲۸۔داود بن ابی یزید نے ایک واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: پانی نے ہر پہاڑ میدان میں پندرہ ہاتھ اوپر آ گیا تھا۔

[حضرت نوحؑ کا طویل عمر کے بعد وفات کے وقت زندگی کو قلیل سمجھنا]

۴۲۹علی بن حکم نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت نوحؑ دو ہزار تین سو سال زندہ رہے آٹھ سو پچاس سال بعثت سے پہلے تھے پچاس سال کم ایک ہزار سال اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے اور کشتی سے اترنے کے بعد پانچ سو سال رہے جب پانی خشک ہو گیا تو انہوں نے شہر بسائے اور اپنی اولادوں کو شہروں میں بسایا۔

پھر ملک الموت ان کے پاس آئے وہ سورج کی دھوپ میں بیٹھے تھے کہا: آپ پر سلام ہو، نوح نے جواب دیا، کہا: اے ملک الموت! کیسے آنا ہوا؟ کہا: تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں، کہا: مجھے اجازت دو دھوپ سے سایہ میں چلا جاؤں

، کہا: ٹھیک ہے، وہ سایہ پہ آگئے پھر کہا: اے ملک الموت! دنیا میں میرے جتنے سال گزر گئے اس طرح لگتے ہیں جیسے دھوپ سے سایہ میں آیا ہوں، جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے انجام دو ملک الموت نے ان کی روح قبض کر لی۔

۴۳۰۔ علی بن حکم نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت نوحؑ طوفان کے بعد پانچ سو سال زندہ رہے ہیں پھر جبرئیل ان کے پاس آئے، کہا: اے نوح! تمہاری نبوت کا وقت ختم ہو گیا تمہارے دن مکمل ہو گئے۔

اسم اعظم، علمی میراث اور اپنی نبوت کے علم کے آثار کو دیکھو اور وہ اپنے بیٹے سام کو دے دو، میں زمین کو ایسے عالم کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہتا جس کے ذریعہ میری اطاعت معلوم ہو اور اس کے ذریعہ میری ہدایت پہچانی جائے اور وہ ایک نبی کی وفات اور دوسرے نبی کی بعثت کے درمیان نجات کا ذریعہ ہو اور میں لوگوں کو اپنی حجت اپنی طرف دعوت دینے والے اور میری راہ کی ہدایت کرنے والے اور میرے امر کو پہچاننے کے بغیر نہیں چھوڑوں گا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر قوم میں ایک ایسا ہدایت کرنے والا بناؤں جس کے ذریعہ نیک بخت ہدایت لیں اور وہ میری طرف سے بد بختوں پر حجت ہے۔

فرمایا: حضرت نوحؑ نے اسم اعظم، علمی میراث اور نبوت کے علم کے آثار کو سام کے سپرد کیا وار خام و یافث کے پاس ایسا علم نہیں تھا جس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

فرمایا: نوح نے انہیں ہود کی بشارت دی اور انہیں ان کی پیروی کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ہر سال وصیت کو کھولیں اور اس کو دیکھیں اور وہ ان کیلئے عید ہو گی۔

[اہل بیتؑ کے حق کو غصب کرنے کی مذمت]

۴۳۱۔ ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے روایت کی راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہمارے بعض اصحاب اپنے مخالفین پر جھوٹ وافتراء باندھتے ہیں اور ان پر تہمتیں لگاتے ہیں؟ امام نے فرمایا: ان سے خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم! اے ابو حمزہ! سب لوگ سوائے ہمارے شیعوں کے بدکار عورتوں کی اولاد ہیں میں نے عرض کی: میرے لیے اس کو سمجھنے کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا: اے ابو حمزہ! خدا کی نازل کردہ کتاب اس کی دلیل ہے خدا نے ہم اہل بیت کیلئے پورا مال فیئ اور غنیمت میں تین حصے قرار دیئے ہیں اور فرمایا: جان لو جو کچھ تم فائدہ اٹھاتے ہو اس میں خدا، رسول، ذی القربی یتیموں مساکین اور مسافروں کیلئے خمس ہے تو ہم خمس و فیئ کے مالک ہیں ہم نے اس کو سوائے اپنے شیعوں کے سب لوگوں پر حرام کیا ہے۔

خدا کی قسم! اے ابو حمزہ کوئی زمین فتح نہیں ہوتی اور نہ کوئی خمس نکالا جاتا ہے اور وہ کسی کام میں لایا جاتا ہے مگر وہ پانے والے پر حرام ہوتا ہے چاہے وہ نکاح و حق مہر پر خرچ ہو یا کسی اور مال و دولت میں لگایا جائے اگر حق ظاہر ہو جائے تو کوئی

شخص اپنی قیمتی جان جا کر بیچنا چاہے حتیٰ ان میں سے کوئی شخص اپنا پورا مال قربان کرنا چاہے اور اپنے آپ کو نجات دلانا چاہے تو وہ اس تک نہیں پہنچ سکے گا انہوں نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو بغیر کسی وجہ، حق اور حجت کے ہمارے حق سے محروم رکھا۔

میں نے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: کیا تم ہم سے سوائے دو میں سے ایک نیکی کی امید رکھتے ہو؟!

فرمایا: یا خدا کی اطاعت میں موت واقع ہو یا امام کے ظہور کو پانا اور ہم ان کیلئے امید رکھتے ہیں جبکہ ہم اتنی شدت و سختی میں ہیں کہ ان کو خدا کا عذاب پالے فرمایا: وہ مسخ ہونا ہے یا ہمارے ہاتھوں قتل ہونا ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا: کہہ دو انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں انتظار ان کے دشمنوں پر مصیبت واقع ہونے کا ہے۔

[آیات کی تاویل]

۴۳۲۔ ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے روایت کی، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف وظاہر داری کرنے والوں میں سے ہوں یہ تو تمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے فرمایا: مراد امیر المومنینؑ ہیں، اور آیت کہ تم ضرور کچھ عرصہ بعد اس کی خبر جان لو گے فرمایا: مراد قائم آل محمدؑ کے خروج (کے وقت جاننا ہے)۔

اور خدا کا فرمان ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا، فرمایا: انہوں نے اس طرح اختلاف کیا جیسا اس امت نے کتاب کے بارے میں اختلاف کیا وار وہ عنقریب اس کتاب کے بارے میں اختلاف کریں گے جو قائم آل محمدؑ کے پاس ہے جب وہ لیکر آئیں گے تو بہت سے لوگ اس کا انکار کر دیں گے تو آپ ان کو پکڑ کر قتل کر دیں گے۔

اور خدا کا فرمان اگر فیصلہ کا حکم نہ ہوتا تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ظالموں کیلئے درد ناک عذاب ہے، فرمایا: اگر ان کے بارے میں خدا کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو قائم آل محمدؑ ان سے کسی کو نہ چھوڑتے۔

اور فرمایا: خدا کا فرمان ہے جو لوگ قیامت کے دن کی تصدیق کرتے ہیں، اس سے مراد قائم آل محمدؑ کے خروج کی تصدیق ہے۔

اور خدا کا فرمان: وہ کہیں گے: ہمارے رب خدا کی قسم! ہم شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے، فرمایا: وہ ولایت علیؑ کو مراد لیں گے۔

اور خدا کا فرمان: کہہ دو حق آگیا اور باطل مٹ گیا، فرمایا: جب قائم آل محمدؑ قیام کریں گے یا باطل کی حکومت مٹ جائے گی۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے عرض کی: خدا کا فرمان ہے جب تم قرآن پڑھو تو شیطان راندہ درگاہ کے شر سے خدا کی بارگاہ میں پناہ مانگ لیا کرو کہ اس کو ایمان والوں اور اپنے رب پر توکل کرنے والوں پر کوئی تسلط نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! خدا کی قسم! مومن کے بدن پر اسے تسلط ہو سکتا ہے مگر اس کے دین پر تسلط نہیں ہو سکتا اسے ایوبؑ پر مسلط کیا گیا اس نے ان کی صورت بگاڑ دی مگر ان کے دین پر مسلط نہ ہوا کبھی اسے مومنین کے بدن پر مسلط کیا جاتا ہے مگر ان کے دین پر مسلط نہیں کیا جاتا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: خدا کا فرمان ہے: اس کا تسلط و غلبہ ان پر ہے جو اس کو دوست بناتے ہیں اور جو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں امام نے فرمایا: جو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں تو ان کے بدن اور دین دونوں پر وہ مسلط ہوتا ہے۔

فضیل کا بیان ہے: میں امام باقرؑ کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوا جبکہ آپ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے آپ نے لوگوں کو دیکھا جب ہم بنی شیبہ کے دروازے پر تھے تو فرمایا: اے فضیل! یہ اس طرح زمانہ جاہلیت میں بھی طواف کیا کرتے تھے اور حق کو بھی نہیں پہچانتے تھے اور نہ کسی دین کے قائل تھے۔

اے فضیل! ان کو دیکھو اپنے منہ کے بل اوندھے ہوتے جاتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے ایسی مخلوق ہیں کہ قیامت کے دن ان کا مذاق اڑایا جائے گا یہ کیسے منہ کے بل اوندھے پڑے ہیں پھر اس آیت کی تلاوت کی کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر سیدھا چلتا ہے فرمایا؛ خدا کی قسم! مراد امام علیؑ اور ان کے اوصیاءؑ ہیں۔

پھر اس آیت کی تلاوت کی: جب اسکو قریب دیکھیں تو کافروں کے چہرے برے ہو جائیں گے اور ان کہا جائے گا: یہ وہ ہے جس کا تم دعوی کرتے تھے یعنی امیر المومنینؑ۔

فرمایا: اے فضیل! اس نام یعنی امیر المومنینؑ کو اس دن تک سوائے امام علیؑ کے کسی نے نہیں اپنایا مگر وہ جھوٹا اور افتراء پرداز تھا۔

خدا کی قسم! اے فضیل! تمہارے سوا خدا کیلئے حج کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور سوائے تمہارے کسی کے گناہ معاف نہیں کرتا، اور سوائے تمہارے کسی کے اعمال قبول نہیں کرتا، اور تم اس آیت کے اہل ہو اگر تم منع شدہ بڑے گناہوں سے بچو تو ہم تمہاری چھوٹی برائیوں کو بخش دیں گے اور تمہیں بہترین کریمانہ جگہ میں داخل کریں گے۔

اے فضیل! کیا تم راضی نہیں ہو کہ نماز پڑھو، زکات دو، اپنی زبانوں کو روکے رکھے اور جنت میں داخل ہو جاؤ، پھر اس آیت کی تلاوت کی کیا تم نے ان لوگون کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا: اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو نماز پڑھو اور زکات ادا کرو اور خدا کی قسم! تم ہی اس آیت کے اہل ہو۔

۴۳۵۔ابو اسحاق نے امیر المومنینؑ سے روایت کی: خدا کا فرمان ہے اور جب وہ حکومت کرے تو زمین میں فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے (اپنے ظلم و بد کرداری کی وجہ سے)اور خدا فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا [۱۳۴]۔

حمران بن اعین نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں ان کے ولی طاغوت وظالم ہیں [۱۳۵]۔

ابو جریر قمی (زکریا بن ادریس اشعری) نے امام کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: وہ سب کچھ خدا کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو ان کے درمیان اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے ،اور خدا غیب وظاہر کو جاننے والا ہے اور رحمٰن و رحیم ہے کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے [۱۳۶]۔

اسماعیل بن عباد نے امام صادقؑ سے روایت کی : خدا کا فرمان ہے وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا خدا چاہے اور اس کا آخری حصہ ہے : وہ علی و عظیم ہے اور تمام جہانوں کے پرورد گار کیلئے حمد ہے اور اسکے بعد دو آیتیں [۱۳۷]۔

ابو بکر بن محمد کا بیان ہے میں نے سنا امام صادقؑ نے اس آیت کی تلاوت کی :ان کو آزمایا گیا حتی رسول کہنے لگے [۱۳۸]۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی : خدا کا فرمان ہے : انہوں نے شیطانوں کی پڑھی ہوئی باتوں کی پیروی کی یعنی شیطانوں کی ولایت ، سلیمان کی حکومت کے دنوں میں اور آپ نے یہ آیت پڑھی بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے ان کو کتنی واضح نشانیاں دیں پس ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا بعض نے اقرار کیا اور بعض نے پیمان کو بدل دیا اور خدا کی نعمت آنے کے بعد اس کو بدل دے تو خدا شدید عذاب کرنے والا ہے۔

[طبّی نسخے]

۴۴۱۔ محمد بن فیض کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: ہم سے کوئی شخص مریض ہوتا ہے تو علاج معالجہ کرنے والے طبیب اسے احتیاط کا حکم دیتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: لیکن ہم اہل بیتؑ صرف کھجور سے پرہیز و احتیاط کرتے ہیں اور ہم سیب و ٹھنڈے پانی کے ذریعہ علاج کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: آپ کھجور سے کیوں احتیاط کرتے ہیں ؟

---

[۱۳۴]۔اس آیت کی مزجی تفسیر کے عنوان سے اس کے ساتھ اس کی مراد کی وضاحت کر دی گئی جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ مفسرین کی معروف تفسیروں کی روش ہے غور کریں۔

[۱۳۵]۔اس حدیث میں آیت الکرسی کی آخری آیت کی طرف اشارہ ہے مگر جمع کی لفظ استعمال ہے جو کہ آیت کے معنی کے اقتباس کے معنی میں ہے عین الفاظ ذکر نہیں غور کریں۔

[۱۳۶]۔یہ مختلف آیات کا اقتباس ہے ، نیز سند میں ابو جریر کی تفسیر محمد بن عبیداللہ اور ایک نسخہ کے مطابق عبداللہ سے کی گئی ہے یہ دراصل نسخہ برداروں کا حاشیہ مین وضاحتی بیان ہے جسے متن میں ذکر کر دیا گیا۔

[۱۳۷]اس روایت میں آیت الکرسی کا بیان ہے اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین ذکر کے عنوان سے پڑھا گیا ہے جیسے سورہ توحید کے بعد کذلک اللہ ربی پڑھا جاتا ہے۔

[۱۳۸]اس روایت کی سند قبول ہونے کی بناء پر آیت کی وضاحت اور تفسیر مزجی کے عنوان سے معنی کی تاکید کو بیان کرتے ہوئے ثم زلزلوا ذکر ہوا۔

امامؑ نے فرمایا: کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے امام علیؑ کو ان کی مرض میں اس سے پرہیز و احتیاط کرائی تھی۔
حلبی (تاجر) کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: سات دنوں کے بعد مریض کو احتیاط کوئی فائدہ نہیں دیتی۔
موسی بن بکر نے امام ابو الحسن موسی کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: احتیاط یہ نہیں کہ تم کوئی چیز بالکل چھوڑ دو اور اسے بالکل نہ کھاؤ بلکہ احتیاط یہ ہے کہ تم ایک چیز کو کھاؤ مگر تھوڑا استعمال کرو۔
ابو یحییٰ واسطی نے بعض اصحاب سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: مریض کا چلنا اس کی بیماری کے لوٹنے کا سبب ہے میرے والد جب مریض ہوتے تھے تو انہیں ایک کپڑے میں قرار دیا جاتا اور انہیں ان کی حاجت یعنی وضو کیلئے اٹھایا جاتا تھا اور وہ اس لیے کہ آپ فرماتے تھے مریض کیلئے چلنا اس کی بیماری کے لوٹنے کا سبب ہے۔

[خوابوں کی تعبیر]

[سورج سر پر طلوع کرتا دیکھے]

۴۴۵۔ عمر بن اذینہ کا بیان ہے کہ ایک شخص امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے خواب دیکھا گویا سورج میرے سر پر طلوع کر رہا ہے مگر میرے جسم پر نہیں پڑ رہا۔
امامؑ نے فرمایا؛ تجھے ایک بڑا کام اور غالب آنے والا نور اور وسیع دینی کام سپرد ہوگا اگر وہ تجھے ڈھانپ لے تو تو اس میں ڈوب جائے گا لیکن وہ صرف تیرے سر کو ڈھانپے گا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: جب ابراہیمؑ نے سورج کو ظاہر دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے؟ جب وہ ڈوب گیا تو ابراہیمؑ نے اس سے برائت کی۔
میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں، وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سورج خلیفہ یا بادشاہ ہونے کی علامت ہے؟
امام نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تجھے خلافت ملے گی اور تیرے آباء واجداد میں بھی کوئی بادشاہ نہیں تھا، اور دین و نور سے کر کوئی خلافت و حکومت ہے جس کے ذریعہ تو جنت جانے کی امید رکھ سکتا ہے وہ غلط کہتے ہیں۔
میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے صحیح فرمایا ہے۔

[سورج قدموں پر طلوع کرتا دیکھے]

۴۴۶۔ سابقہ سند سے؛ عمر بن اذینہ کا بیان ہے میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے خواب دیکھا کہ گویا سورج اس کے جسم کی بجائے صرف اسکے قدموں پر طلوع ہو رہا ہے۔
امام نے فرمایا: مال و دولت جو اسے گندم یا کھجور وغیرہ سے زمین کی نباتات سے حاصل ہوگا جسے وہ اپنے قدموں سے روتا ہے اور اس میں وسعت حاصل کرتا ہے یہ حلال ہے مگر اس میں اس طرح سختی و مشقت کی ضرورت ہے جیسے حضرت آدم نے محنت مشقت کی۔

[بیوی کو اخروٹ قربان کرتا دیکھے]

۷۴۴۔ محمد بن مسلم کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا جبکہ ابو حنیفہ بھی آپ کے پاس موجود تھا، میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، میں نے عجیب خواب دیکھا، امام نے مجھ سے پوچھا: اے فرزند مسلم! اسے پیش کرو ، خوابوں کو جاننے والا عالم بیٹھا ہے اور ہاتھ سے ابو حنیفہ کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے عرض کی: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر میں داخل ہوا اچانک میری بیوی میرے سامنے آئی اس نے بہت سے اخروٹ توڑے اور ان کو مجھ پر قربان کر رہی ہے تو میں اس خواب سے تعجب کرنے لگا۔

ابو حنیفہ نے کہا: تم اپنے اہل و عیال کی میراث کے سلسلہ میں کم ظرف لوگوں سے جھگڑا کرو گے اور کافی زحمت و مشقت کے بعد اپنی ضرورت کو پہنچو گے ان شاء اللہ۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابو حنیفہ تم نے صحیح تعبیر بیان کی ہے۔

راوی کا بیان ہے پھر ابو حنیفہ چلا گیا میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، میں اس ناصبی کی تعبیر خواب کو ناپسند کرتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: اے فرزند مسلم! خدا تجھے برا دن نہ دکھائے، ان کی تعبیر ہماری تعبیر سے اور ہماری تعبیر ان کی تعبیر سے نہیں ملتی اور تعبیر ویسی نہیں جیسی اس نے بیان کی۔

میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ نے جو فرمایا: اے ابو حنیفہ! تو نے صحیح تعبیر بیان کی اور اس پر آپ نے قسم اٹھائی جبکہ وہ غلط تھا؟!

امامؑ نے فرمایا: ہاں میں نے اس پر قسم کھائی کہ اس نے غلطی کی راہ میں اپنی صحیح راہ لی۔

میں نے عرض کی: اس خواب کی صحیح تعبیر کیا ہے؟

فرمایا: اے فرزند مسلم! تو ایک عورت سے متعہ یعنی معینہ مدت کیلئے نکاح کرے گا اس کو تیرے گھر والے جان لیں گے تو تیرے کپڑے پھاڑ دیئے جائیں گے کیونکہ چھلکا مغز کا لباس ہوتا ہے۔

محمد بن مسلم کا بیان ہے: خدا کی قسم! اس تعبیر اور خواب کے سچ ہونے میں صرف جمعہ کی صبح کا فاصلہ تھا۔ جب جمعہ کی صبح ہوئی، میں دروازے پر بیٹھا تھا۔ میرے پاس سے ایک جوان لڑکی گزری۔ وہ مجھے بہت پسند آئی، میں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کو پلٹا کر لائے اور اسے میرے کمرے میں بٹھائے۔ میں نے اس سے متعہ کیا۔ میرے گھر والوں کو اس کا پتہ چل گیا۔ وہ ہمارے پاس اس کمرے میں داخل ہوگئے۔ لڑکی دروازے کی طرف جلدی سے بھاگ گئی اور میں تنہا رہ گیا، میرے نئے کپڑے پھاڑ دیئے گئے، جو میں عید و خوشی کے موقع پر پہنتا تھا۔

[لکڑی کی مورتی کو تلوار ہلاتا دیکھے]

۴۴۸۔اسماعیل بن عبداللہ قرشی کا بیان ہے امام صادقؑ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی: اے فرزند رسولؐ! میں نے خواب میں دیکھا گویا میں کوفہ شہر سے کسی جانی پہچانی جگہ جا رہا ہوں گویا لکڑی کی مورتی یا لکڑی سے گھڑا ہوا انسان لکڑی کے گھوڑے پر تلوار نکال کر ہلا رہا ہے میں ڈر و خوف کی حالت میں اس کو دیکھتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: تم کسی کو اس کے اقتصاد میں دھوکہ دینا چاہتے ہو، خدا سے ڈرو جس نے تمہیں خلق کیا ہے پھر تمہیں موت دے گا۔

اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو علم دیا گیا ہے اور آپ نے خزانہ علم سے اس تعبیر کو بیان کیا ہے، اے فرزند رسولؐ! میں آپ کو خبر دیتا ہوں جو آپ نے میرے لیے تعبیر بیان کی میرا ایک ہمسایہ میرے پاس آیا اور مجھے اپنی جائیداد سونپ گیا تو میں نے چاہا کہ بہت سے حیلے بہانوں سے اس کو اپنی ملکیت بنا لوں، چونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے علاوہ اس کا کوئی طلبگار نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تیرا ساتھی ہمارا دوستدار ہے اور ہمارے دشمنوں سے برائت کرتا ہے؟

اس شخص نے کہا: ہاں اے فرزند رسولؐ! وہ بہترین معرفت رکھنے والا اپنے دین کے معاملہ میں مضبوط ہے اور میں خدا سے اور آپ کے حضور اپنے ارادے سے توبہ کرتا ہوں۔ مجھے بتائیں اے فرزند رسولؐ! اگر وہ ناصبی اور دشمن ہوتا تو اس کو دھوکہ دینا جائز تھا؟

امامؑ نے فرمایا: جو تجھے امین بنائے اور تجھ سے نصیحت اور خیر خواہی کا ارادہ کرے تو اس کی امانت کو ادا کرو چاہے وہ امام حسینؑ کا قاتل ہی کیوں نہ ہو۔

[حکومت حق کی آرزو پر راوی کو تسلی]

عبدالملک بن اعین کا بیان ہے میں امام باقرؑ کے پاس سے اٹھنے لگا تو اپنے ہاتھوں س ے ٹیک لگائی اور رو پڑا، امامؑ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: میں امید کرتا تھا کہ میں اس امر ولایت وحکومت حق کو پالوں گا جب جوان و قوت مند ہوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تمہارے دشمن ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں اور تم اپنے گھروں میں امن و امان سے رہ رہے ہو؟ اگر ایسا ہوتا تو تم میں سے ہر شخص کو چالیس مردوں کے برابر طاقت دی جاتی اور تمہارے دل لوہے کی ٹکڑوں کی طرح مضبوط بنا دیئے جاتے کہ اگر ان کو پہاڑوں پر مارا جاتا تو ان کو اکھاڑ پھینکتے اور تم زمین کے ارکان اور خزانہ دار ہو۔

[قیام حق میں جلدی بازی کی مذمت]

عنترہ کا بیان ہے میں نے امام امیر المومنین علیؑ سے کئی بار سنا، اپنی انگلیوں کو ایکدوسرے میں ڈالتے پھر فرماتے: کھل جاؤ، مل جاؤ، قیام آل محمدؑ میں جلدی کرنے والے ہلاک ہوگئے، اور اس کا اقرار کرنے والے نجات پا گئے، اور ان کا معاملہ اور میخیں گڑ گئیں، میں خدا کی قسم اٹھاتا ہوں کہ غم و حزن کے بعد فتح اچھی لگتی ہے۔

[فرات کے کنارے سخت جنگ کی پیش گوئی]

میسّر نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: اے میسر! تمہارے علاقہ اور قرقیس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

میں نے عرض کی: وہ فرات کے کنارے کے قریب ہے۔

امامؑ نے فرمایا: عنقریب اس میں ایک ایسا حادثہ واقع ہوگا جیسا کہ خدا کے آسمانوں اور زمین کو خلق کرنے سے لیکر اب تک نہ ہوا ہوگا، اور نہ ویسا واقعہ آسمانوں اور زمین کے باقی رہنے تک بعد میں ہوگا وہ علاقہ قتل و غارت کی کثرت کی وجہ سے خونخوار پرندوں کا دستر خوان بن جائے گا، اس سے زمین کے درندے اور آسمان کے خونخوار پرندے پیٹ بھر کر کھائیں گے اس میں بنی اسد کا قبیلہ قیس ہلاک کیا جائے گا کوئی شخص ان کی مدد کو نہ آئے گا۔

راوی کا بیان ہے کئی افراد نے روایت کی اور اس میں اضافہ کیا: نداء دینے والا آواز دے گا آؤ جباروں مضبوط لوگوں کے گوشت لے جاؤ[۱۳۹]۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: قیام قائم آل محمدؑ سے پہلے جتنے جھنڈے بلند ہوں گے اس کا اٹھانے والا طاغوت وظالم ہوگا، اور خدا کو چھوڑ کر اس کی پرستش کی جائے گی۔

شہاب بن عبد ربہ کا بیان ہے امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے شہاب! قریش کے ایک گھرانے میں اتنا قتل و غارت ہوگی حتیٰ ان کے ایک شخص کو خلافت و حکومت کیلئے بلایا جائے گا تو وہ انکار کر دے گا۔

پھر فرمایا: اے شہاب! یہ نہ کہو کہ میں نے ان سے مراد اپنے چچا کی اولاد لی ہے۔

شہاب نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے انہی کو مراد لیا تھا۔

[رحلت پیامبرؐ کے بعد پیش آمدہ حوادث کے متعلق معتدل نظریہ]

زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: لوگوں نے جب اپنا کام کر لیا، جب ابو بکر کی بیعت کی تو امیر المومنینؑ کو کسی چیز نے لوگوں اپنی طرف بلانے سے نہیں روکا مگر یہ کہ لوگوں پر شفقت کی اور اس سے ڈرے کہ کہیں وہ اسلام سے مرتد

---

[۱۳۹]۔ اس سے مراد ابو مسلم خراسانی عباسی اور مروان حمار اموی کے درمیان ہونے والی جنگ ہے یا ہلاکو خان اور معتصم عباسی کے درمیان ویرانگر جنگ ہے، جیسا کہ شرح اصول و روضہ کافی ملا صالح مازندرانی داماد مجلسی نے لکھا ج ۱۲ ص ۴۱۱۔

نہ ہو جائیں اور بتوں کی پوجا شروع کر دیں اور خدا کی وحدانیت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی چھوڑ دیں اور امام علیؑ یہ پسند کرتے تھے کہ ان کو ان کے اسی فعل پر باقی رکھیں اور ان کو اصل اسلام سے مرتد نہ ہونے دیں۔
وہ لوگ ہلاک ہوئے جنھوں نے وہ کام کیئے لیکن جس نے وہ کام نہیں کیئے اور لوگوں کے ساتھ بغیر علم و بصیرت اور امام علیؑ سے دشمنی کیئے بغیر چلا گیا تو یہ اس کو کافر نہیں بناتا اور نہ اسے اسلام سے خارج کرتا ہے اس لیے امام علیؑ نے اپنے معاملہ کو چھپا لیا اور مجبوری کی حالت میں بیعت کر لی جب مددگار نہیں ملے۔
عبدالرحیم قصیر کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: جب ہم کہتے ہیں کہ لوگ مرتد ہو گئے تو لوگ کانپ جاتے ہیں، امامؑ نے فرمایا: اے عبدالرحیم! نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد لوگ اہل جاہلیت کو ناپسند کرتے تھے انصار جدا ہو گئے تو وہ خیر و نیکی پر جدا نہیں ہوئے انہوں نے سعد کی بیعت شروع کر دی وہ جاہلیت کا رجز پڑھ رہے تھے: اے سعد! تجھ سے امید کی جارہی ہے تیرے بال میں مانگ ہے اور تیرے دشمن کو سنگسار کیا گیا ہے۔
زکریا نقّاض (ریشم فروش) کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے سنا فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگ ایسے بن گئے جنہوں نے حضرت ہارن کی پیروی کی اور جس نے گوسالے کی پیروی کی، ابو بکر نے دعوت دی تو امام علیؑ نے سوائے قرآن کی پیروی کے انکار کر دیا پھر عمر نے دعوت دی تو بھی امام علیؑ نے سوائے قرآن کی پیروی کے انکار کر دیا پھر عثمان نے دعوت دی تو بھی امام علیؑ نے سوائے قرآن کی پیروی کے انکار کر دیا، دجال کے خروج تک جو بھی دعوت دے گا اسے بیعت کرنے والے مل جائیں گے اور جس نے گمراہی کا جھنڈا لہرایا اس کا مالک طاغوت و ظالم ہو گا۔

ابوذر (کے اسلام) کا واقعہ

سلمہ لؤلؤی (ہیرے جواہر فروش) نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سلمان و ابوذر کیسے اسلام لائے؟ ایک شخص نے غلطی سے کہہ دیا: سلمان کا اسلام لانا میں جانتا ہوں مجھے ابوذر کے اسلام لانے کے بعد میں بتائیں۔
امامؑ نے فرمایا: حضرت ابوذر مکہ کے قریب مر ظہران کے ایک قبیلہ میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے ان کی بکریوں کے دائیں ایک بھڑیا آیا تو انہوں نے اپنے عصا سے بھڑیئے کو زور سے مارا تو بھڑیا بائیں طرف سے آیا تو ابوذر نے اس کو زور سے مارا پھر اس سے ابوذر نے کہا: میں تجھ سے بدتر اور برا بھڑیا نہیں دیکھا تو بھڑیئے نے ان سے کہا: خدا کی قسم! مجھ سے برے لوگ مکہ والے ہیں خدا نے ان کی طرف نبی بھیجا ہے وہ اس کو جھٹلا رہے ہیں اور اس کو گالیاں دیتے ہیں تو یہ بات ابوذر کے کانوں میں کھٹکی اور وہ اپنی بیوی سے کہنے لگے: مجھے میرا زاد راہ کا تھیلا، لوٹا اور عصا لا دو پھر مکہ کی طرف پیدل چل دیئے تاکہ بھڑیئے اور اس کی خبر کی حقیقت کو جان سکیں۔ جب مکہ پہنچے تو گرم کڑکتی دھوپ میں پہنچے اور بہت تھکے ہوئے تھے اور پیاسے بھی تھے زمزم کے پاس آئے اور ایک ڈول بھرا تو دودھ نکلا اپنے آپ سے کہنے لگے:

خدا کی قسم! یہ مجھے بتا رہا ہے کہ بھڑیئے نے جو مجھے خبر دی تھی اور جس کام سے میں آیا ہوں وہ حق ہے، اسے پیا اور مسجد الحرام کے ایک طرف آئے تو وہاں قریش کا ایک گروہ دیکھا ان کے پاس بیٹھ گئے ان کو دیکھا وہ نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دے رہے تھے جیسا بھڑیئے نے کہا تھا وہ مسلسل نبی اکرم ﷺ کو یاد کر کے گالیاں دیتے رہے یہاں تک کہ دن کے آخر میں ابو طالب آئے تو وہ لوگ ان کو دیکھتے ہی اک دوسرے سے کہنے لگے: رک جاؤ، اس کا چچا آ رہا ہے۔

فرمایا: وہ رک گئے، حضرت ابو طالب ان سے باتیں کرتے رہے جب دن کا آخری حصہ ہوا تو وہ کھڑے ہوئے اور ابوذر کا بیان ہے میں ان کے پیچھے چل پڑا وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنی ضرورت بیان کرو، میں نے کہا: تم میں نبی کی بعثت ہوئی ہے؟

فرمایا: تجھے اس سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں ان پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ مجھے جو بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا، ابو طالب نے کہا: کیا ایسا کر پاؤ گے؟ میں نے کہا: ہاں، ابو طالب نے کہا: کل اس وقت میرے پاس آنا میں تجھے ان کے پاس پہنچا دوں گا۔

ابوذر کا بیان ہے: میں نے وہ رات مسجد الحرام میں گزاری، اگلے دن ان کے ساتھ بیٹھ گیا وہ نبی اکرم کو یاد کر کے گالیاں دیتے رہے جب ابو طالب سامنے آئے تو دیکھتے ہی ایکدوسرے سے کہنے لگے: رک جاؤ اس کا چچا آ رہا ہے، وہ رک گئے، ، ابو طالب ان سے باتیں کرتے رہے جب وہ اٹھے تو میں ان کے پیچھے چلا ان کو سلام کیا انہوں نے کہا: اپنا کام بتاؤ، میں نے کہا: تم میں نبی کی بعثت ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا: تمہیں ان سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں ان پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ مجھے جو بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا، ابو طالب نے کہا: کیا ایسا کر پاؤ گے؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا: میرے ساتھ چلو، میں ان کے پیچھے چلا، انہوں نے مجھے اس گھر میں بھیجا جس میں حمزہ موجود تھے، میں نے ان کو سلام کیا اور میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھ سے کہا: تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا تم میں نبی کی بعثت ہوئی ہے؟ کہا: تمہیں ان سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں ان پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ مجھے جو بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا، انہوں نے کہا: تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں میں نے کہا: ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔

ابوذر کا بیان ہے: حمزہ نے مجھے اس گھر میں بھیجا جس میں حضرت جعفر موجود تھے میں نے ان کو سلام کیا اور میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھ سے کہا: تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: تم میں نبی کی بعثت ہوئی ہے؟ کہا: تمہیں ان سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں ان پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں

اور وہ مجھے جو بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا، انہوں نے کہا: تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں میں نے کہا: ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔

انہوں نے مجھے اس گھر میں بھیجا جس میں حضرت علیؑ موجود تھے میں نے ان کو سلام کیا اور بیٹھ گیا، انہوں نے مجھ سے کہا: تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: تم میں نبی کی بعثت ہوئی ہے؟ فرمایا: تمہیں ان سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں ان پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ مجھے جو بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا۔

فرمایا: تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں میں نے کہا: ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔

آپ نے مجھے اس گھر میں بھیجا جس میں نبی اکرم ﷺ موجود تھے، میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہیں کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی: آپ میں ایک نبی کی بعث ہوئی ہے؟ فرمایا: تمہیں ان سے کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی: میں ان پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور مجھے جو بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا، فرمایا: تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں، میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! اپنے علاقے کی طرف پلٹ جاؤ تم اپنے چچازاد بھائی کو پاؤ گے کہ وہ فوت ہو چکا ہے اور تیرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے اس کا مال لو اور اپنے اہل و عیال کے پاس ٹھہرو جب تک ہمارا امر ظاہر ہو جائے۔

امامؑ نے فرمایا: ابوذر لوٹ گئے مال لیا اور اپنے اہل و عیال میں ٹھہرے حتیٰ کہ نبی اکرم کا امر ظاہر ہو گیا۔

امامؑ نے فرمایا: یہ حضرت ابوذر اور انکے اسلام کا واقعہ ہے خدا ان سے راضی ہو۔

اور سلمان کے اسلام کا واقعہ تم نے سن رکھا ہے، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے سلمان کا واقعہ بیان کیجئے، امامؑ نے فرمایا: تم نے اس کو سن رکھا ہے اور اس شخص کی بے ادبی کی وجہ سے اس واقعہ کو بیان نہیں کیا۔

[یمامہ کے سردار ثمامہ کی قید اور نبی پاکؐ کا اسے احسان کر کے رہا کرنا]

زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی اہل یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو نبی اکرم ﷺ کے گھڑ سواروں نے پکڑ لیا جبکہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تھی: خدایا! مجھے ثمامہ پر قدرت عطا فرما، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا؛ میں تجھے تین میں سے ایک کام کے انتخاب کا موقع دیتا ہوں:

۱) میں تجھے قتل کر دوں، اس نے عرض کی: آپ ایک بڑے قتل کو انجام دیں گے۔
۲) فرمایا: میں تجھے فدیہ کے بدلے چھوڑ دوں، اس نے کہا: تب آپ مجھے بہت ہدیہ دینے والا پائیں گے۔
۳) فرمایا: یا میں تجھ پر احسان کروں اور چھوڑ دوں، اس نے کہا: تب آپ مجھے شکریہ کرنے والوں میں پائیں گے
۔

آپؐ نے فرمایا: میں تجھے احسان کر کے چھوڑ رہا ہوں، اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، خدا کی قسم! میں نے جان لیا کہ جیسا میں نے آپؐ کو دیکھا آپؐ خدا کے رسول ہیں میں اس گواہی کو قید میں نہیں دینے والا تھا۔

[نبی اکرمؐ کی ولادت کے وقت ایک کتابی کی خوشخبری]

ابو بصیر نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی تو اہل کتاب یہود یا نصرانیوں کا ایک شخص قریش کے ایک گروہ کے پاس آیا جن میں ہشام بن مغیرہ، ولید بن مغیرہ، عاص بن ہشام، ابو وجرہ بن ابو عمرو بن امیہ اور عتبہ بن ربیعہ تھے اور کہا: کیا آج رات تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: پھر فلسطین میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام احمد ہے جس کے بدن پر سیاہی مائل خال ہے اور اہل کتاب اور یہودیوں کی ہلاکت ان کے ہاتھوں ہو گی، خدا کی قسم! اے قریش والو! وہ تم کو چھوڑ کر وہاں فلسطین چلا گیا ہے۔

وہ پھیل گئے اور پوچھنے لگے، انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے انوہں نے اس شخص کو ڈھونڈا اور اس سے ملاقات کی اور کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، اس نے کہا: میرے تم سے بات کرنے سے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے جواب دیا: تیرے ہم سے بات کرنے سے پہلے، اس نے کہا: مجھے اس کے پاس لے چلو میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں، وہ اسے لے آئے اور اسے ان کی ماں کے پاس لائے انہوں نے کہا: اپنا بیٹا ہمیں دیں ہم اس کو دیکھ لیں، ان کی والدہ نے کہا: میرا بیٹا پیدا ہوا ہے مگر ویسے نہیں جیسے دوسرے بچے پیدا ہوتے ہیں، اس نے زمین پر دونوں رکھ دیئے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اس کو دیکھا پھر اس سے نور نکلا میں نے بصری (شام) کے محلوں کو دیکھا اور فضاء میں آواز دینے والے کو سنا اس نے کہا؛ تو نے امت کے سردار کو جنم دیا ہے، جب اس کو جنم دے لیا تو کہو: میں اسے ہر حسد کرنے والے کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں، اور ان کا نام محمد رکھو۔

اس شخص نے کہا: اسے دکھایئے، آپ کی والدہ نے دکھایا، اس شخص نے آپ کو دیکھا پھر آپ کو پلٹایا آپ کے کندھوں کے درمیان وہ خال دیکھا تو غش کھا کر گر گیا تو لوگوں نے آپ کو پکڑ لیا، اور آپ کی والدہ کے سپرد کر دیا، اور کہنے لگے: خدا اسے آپ کیلئے مبارک کرے۔

جب وہ جانے لگے تو اس شخص کو ہوش آیا، انہوں نے اس سے کہا: ارے تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: بنو اسرائیل کی نبوت قیامت تک ختم ہو گئی خدا کی قسم! یہ ان کی جڑ اکھاڑ دے گا، قریش اس سے خوش ہوئے جب اس نے ان کو دیکھا کہ وہ خوش ہو رہے ہیں تو کہنے لگا: تم خوش ہو رہے ہو یہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا کہ مشرق و مغرب والے یاد رکھیں گے اور ابو سفیان کہا کرتا تھا: وہ کیسے اس شہر پر قابض ہو گا؟!

[ولادت پیامبرؐ کے وقت ابو طالب کا وصی کی خبر دینا]

۴۶۰۔ اسباط بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب حضرت آمنہ بن وہب کو بچے کی ولادت کا درد ہوا اور نبی اکرم ﷺ کی ولادت محسوس کی فاطمہ بنت اسد حضرت ابو طالب کی زوجہ ان کے پاس تھیں ان کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ آپ کی ولادت ہوئی ایک نے دوسری سے کہا: کیا تم نے دیکھا جو میں نے دیکھا؟ اس نے کہا: تم نے کیا دیکھا؟ کہنے لگی: میں نے نور دیکھا جو مشرق و مغرب کے درمیان بلند ہوا، ابھی وہ یہ یہی بات کر رہی تھیں کہ ابو طالب ان کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے: تمہیں کیا ہے؟ کس چیز سے تعجب کر رہی ہو؟ فاطمہ بنت اسد نے ان کو اس نور کی خبر دی جو اس نے دیکھا تھا تو ابو طالب نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں بشارت و خوشخبری دوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، فرمایا: عنقریب تم ایک بچہ جنم دو گی جو اس بچے کا وصی ہو گا۔

[خدا کو قرض الحسنہ دینے سے مراد]

عبد العزیز بن مہتدی نے ایک شخص کے واسطے سے امام کاظمؑ سے روایت کی خدا کا فرمان: کون ہے جو خدا کو قرض الحسنہ دے تو وہ اس کو دوگنا کر دے اور اسکے لیے کریم اجر ہو، فرمایا: فاسق و فاجر بادشاہوں کی حکومت میں امام کو ہدیہ دے۔

[خدا سے خوف]

سنان بن طریف کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا؛ مومن کو چاہیے کہ خدا سے اس طرح خوفزدہ ہو گویا وہ جہنم کی آگ کے کنارے پہنچا ہے اور اس سے اس طرح امید رکھے گویا وہ اہل جنت میں سے ہے۔

[سفر میں ساتھی]

اسماعیل بن جابر جعفی کا بیان ہے میں مکہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ آپ کے پاس مدینہ سے پیغام لانے والا آیا، امامؑ نے اس سے پوچھا: تو کس کے ساتھ آیا ہے؟ اس نے کہا: میں کسی کے ساتھ نہیں تھا، امامؑ نے اس سے فرمایا: اگر میں تیرے ساتھ ہوتا تو تیری بہترین تربیت کرتا، پھر فرمایا: تنہا شخص شیطا ہوتا ہے اور دو شیطان ہوتے ہیں اور تین ساتھی ہوتے ہیں اور چار افراد اچھے ساتھی اور قافلہ ہوتے ہیں۔

محمد بن مثنی کا بیان ہے مجھے نوفل بن عبدالمطلب کی اولاد کے ایک شخص نے خبر دی کہ ہمیں امام محمد بن علی باقرؑ نے حدیث بیان کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کے نزدیک پسندیدہ ترین ساتھی چار افراد ہیں اور جب لوگ سات سے بڑھ جاتے ہیں تو ان کی فضولیات بڑھ جاتی ہیں۔

محمد بن خالد برقی نے ایک شخص کے واسطہ سے امام کاظمؑ سے روایت کی اور آپ نے اپنے آباء و اجدادؑ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ کی امام علیؑ کو وصیت میں نقل کیا فرمایا: سفر میں تنہا نہ نکلو کہ شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو افراد سے قدرے دور ہوتا ہے، اے علی! جب ایک شخص تنہا سفر کرتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے اور دو بھی گمراہ ہوتے ہیں اور تین قافلہ ہوتے ہیں، راوی کا بیان ہے اور بعض نے روایت کی: تین مسافر ساتھی ہوتے ہیں۔

[سفر کیلئے زاد راہ آمادہ کرنے کی تاکید]

حماد بن عیسی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: لقمان کی اپنے بیٹے کو وصیت میں یہ تھا: اے میرے بیٹے! اپنی تلوار، جوتے، عمامہ، خیمہ، پانی کی مشک، لوٹے، سوئی دھاگے، سینے کے آلات سمیت سفر کرو اور اپنے ساتھ اتنی دوائیں لے لو جو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو فائدہ دیں اور سوائے خدا کی نافرمانی کے معاملہ کے اپنے ساتھیوں س موافقت کرو۔

سکونی نے امام صادقؑ سے اور آپ نے اپنے آباء و اجدادؑ کے واسطہ سے روایت کی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان کے شرف و بزرگی کے علامت یہ ہے کہ جب سفر میں نکلے تو اپنا زاد راہ بہترین چیزیں قرار دے۔

عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام علی بن حسینؑ جب حج و عمرہ کا سفر کرتے تھے تو بہترین زاد راہ آمادہ کرتے تھے اس میں اخروٹ، میٹھا، بھنے ہوئے ستو اور حلوا ہوتا تھا۔

[معلیٰ بن خنیس کیلئے رحمت کی دعاء]

ولید بن صبیح کا بیان ہے میں ایک دن امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا آپ نے مجھے کپڑے دیئے اور فرمایا: اے ولید! انہیں تہہ کر دو، میں آپ کے سامنے ان کو تہہ کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا، امامؑ نے فرمایا: خدا معلیٰ بن خنیس پر رحم کرے، میں سمجھا کہ امام نے اپنے سامنے میرے اٹھنے کو معلیٰ کے آپ کے سامنے اٹھ کر کام کرنے سے تشبیہ دی ہے پھر امام نے فرمایا: افسوس اس دنیا پر۔ افسوس اس دنیا پر۔ یہ دنیا مصیبتوں اور آزمائشوں کی جگہ ہے۔

ابو بصیر کا بیان ہے امام صادقؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! خدا کے ایسے فرشتے ہیں جو ہمارے شیعوں کی پشت سے ایسے گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں جیسے ہوا خزاں کے موسم میں خشک پتوں کو درختوں سے گراتی ہے، اور یہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کرتے رہو... اور ایمان والوں کیلئے بخشش طلب کرو خدا کی قسم! اس لے تمہارے سوا کسی کو مراد نہیں لیا۔

زرارہ کا بیان ہے مجھے ابو الخطاب نے اپنی اچھائی کے دنوں میں حدیث بیان کی کہ میں امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا، جب خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل کانپ جاتے ہیں، امام نے فرمایا: جب خدائے واحد کا ذکر اس شخص کی اطاعت کے بارے میں ہوتا ہے جس کی اطاعت کا خدا نے آل محمد میں سے حکم دیا ہے تو آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان لوگوں کا ذکر ہو جن کی اطاعت کا خدا نے حکم نہیں دیا تو وہ خوش حال ہو جاتے ہیں۔

کثیر بن کلثمہ نے امام باقرؑ و امام صادقؑ میں سے ایک سے روایت کی خدا کا فرمان ہے آدم نے اپنے رب سے کلمات سیکھے ،امام نے فرمایا: یہ دعاء تھی...اور دوسری روایت میں ہے اس آیت کے بارے میں فرمایا: انہوں نے خدا سے حضرت محمد ﷺ، امام علیؑ، امام حسنؑ و حسینؑ اور حضرت فاطمہؑ کے واسطہ سے سوال کیا خدا ان پر درود بھیجے۔

[حضرت ابراہیمؑ کی ملکوت کی سیر]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب ابراہیمؑ نے آسمانوں اور زمین کی حکومت اور بادشاہتیں دیکھیں تو متوجہ ہوئے اور ایک شخص کو زنا و بدکاری کرتے ہوئے دیکھا تو اس کیلئے بد دعا کی وہ مر گیا پھر دوسرے کو دیکھا بد دعا کی وہ بھی مر گیا، پھر تین افراد کو دیکھا ان کو بد دعا دی وہ سب مر گئے خدا نے ان کو وحی کی: اے ابراہیم! تیری دعا قبول ہوتی ہے مگر میرے بندوں کو بد دعا نہ دو، اگر میں چاہتا تو ان کو پیدا ہی نہ کرتا، میں نے اپنی مخلوق کو تین قسموں میں پیدا کیا ہے:

۱) ایک وہ بندہ ہے جو میری عبادت کرتا ہے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا میں اسے ثواب دیتا ہوں۔
۲) دوسرا وہ بندہ ہے جو میرے غیر کی پوجا کرتا ہے وہ مجھ سے بھاگ نہیں سکتا۔
۳) تیسرا وہ بندہ ہے جو میرے غیر کی پوجا کرتا ہے میں اس کی نسل سے ایسے افراد پیدا کرتا ہوں جو میری عبادت کرتے ہیں۔

پھر حضرت ابراہیمؑ سمندر کے کنارے ایک مردار کی طرف متوجہ ہوئے جس کا آدھا حصہ پانی میں تھا اور آدھا حصہ خشکی میں تھا سمندر کے درندے اس کے پانی والے حصہ کو کھا رہے تھے پھر وہ پلٹتے اور ایکدوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے کو کھاتے تھے خشکی کے درندے آتے وہ خشکی والا حصہ کھاتے پھر ایکدوسرے پر حملہ کرتے اور ایکدوسرے کو کھاتے تھے۔

اس وقت یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے تعجب کیا اور عرض کی: خدایا! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اور کیسے تو اس کو نکالے گا جو ایکدوسرے کو کھا کر نشو و نما پاتے تھے۔

خدا نے فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے، کہا: ایمان رکھتا ہوں مگر دل کا اطمینان چاہتا ہوں، یعنی اس کو دیکھنا چاہتا ہوں جیسے دوسری سب چیزوں کو دیکھ چکا ہوں خدا نے کہا: چار پرندوں کو پکڑو، ان کے ٹکڑے کرو اور ہر پہاڑ پر ان کے

ٹکڑے ڈال دو، پس حضرت ابراہیمؑ نے ان کے ٹکڑے کئے اور ان کو ملا جلا دیا جیسے وہ مردار ان درندوں کا جزء بن گیا تھا جنہوں نے ایکدوسرے کو کھایا تھا پھر ان کو اچھی طرح مخلوط کیا پھر ان کا کچھ حصہ ہر پہاڑ پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ تو وہ دوڑ کر تیرے پاس آئیں گے۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کو بلایا تو انہوں نے لبیک کہی اور وہ دس پہاڑ تھے۔

[چار موسموں کی وجہ]

۴۷۴۔ سلیمان بن خالد کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سردی گرمی کے بارے میں پوچھا: یہ کہاں سے آتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اے ابوایوب! مریخ گرم ستارہ ہے زحل ٹھنڈا ستارہ ہے جب مریخ بلند ہونا شروع ہوتا ہے تو زحل ڈھل جاتا ہے اور یہاں بہار کا موسم ہوتا ہے اس طرح چلتے ہیں جتنا مریخ بلند ہوتا ہے اتنا مریخ نیچے جاتا ہے اور تین ماہ ایسا ہوتا ہے حتی مریخ مکمل بلند ہو جاتا ہے اور زحل مکمل نیچے آ جاتا ہے تو مریخ سامنے آتا ہے اور گرمی شدید ہو جاتی ہے۔

جب موسم گرما کا آخری حصہ مکمل ہوتا ہے اور خزاں کی ابتداء ہوتی ہے زحل بلند ہنا شروع ہو جاتا ہے اور مریخ ڈھلنے لگتا ہے اس طرح چلتے رہتے ہیں جتنا زحل بلند ہوتا ہوتا ہے مریخ اتنا نیچے آ جاتا ہے حتی مریخ مکمل نیچے آ جاتا ہے اور زحل مکمل بلند ہو جاتا ہے تو زحل سامنے آ جاتا ہے تو یہ سردی کی ابتداء اور خزاں کا آخری دورہ ہوتا ہے اس لیے سردی شدید ہوتی ہے جتنا ایک بلند ہوتا ہے دوسرا اتنا نیچے جاتا ہے جتنا ایک نیچے آتا ہے دوسرا اتنا بلند ہوتا ہے جب گرمیوں میں ٹھنڈا دن ہوت اس میں چاند کا کردار ہوتا ہے اور جب سردیوں میں گرم دن ہوتا ہے تو اس میں سورج کا کردار ہوتا ہے یہ قدرتمند عالم خدا کی تقدیر ہے اور میں دو جہانوں کے رد کا بندہ ہوں۔

[امام علیؑ کے حبدار کا مقام]

۴۷۵۔ عبداللہ بن میمون قدّاح (تیر ساز) نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! جس نے تجھ سے محبت کی پھر فوت ہو گیا اس نے اپنا عہد و پیمان پورا کر دیا جس نے تجھ سے محبت کی اور فوت نہیں ہوا وہ انتظار میں ہے اور سورج جو طلوع و غروب ہوتا ہے وہ اس کیلئے رزق و روزی اور دولت ایمان کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور ایک نسخہ میں ہے: نور کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔

[آخری زمانے کے برے حالات]

۴۷۶۔ سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں ان کی نیتیں بری ہو جائیں گی اور ان کا ظاہر دنیا کے لالچ میں اچھا ہو گا وہ اس کے ذریعہ اپنے خدا کے ہاں خزانے نہیں چاہیں گے

ان کا دین ریاکاری ہوگا انہیں خوف نہیں ہوگا خدا ان کو عذاب میں ڈھانپ لے گا وہ ڈوبتے ہوئے شخص کی طرح بڑی لگن سے دعا کریں گے مگر خدا ان کی دعا قبول نہیں کرے گا۔

فقہاء اور علماء کی حدیث

سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: جب فقہاء اور علماء ایکدوسرے کو خط لکھتے تھے تو تین چیزیں لکھتے: ان میں چوتھی چیز نہیں ہوتی تھی:

۱) جس کی کوشش آخرت ہو خدا اس کی دنیا کی کوشش کو پورا کردے گا۔

۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرلے خدا اس کے ظاہر کی اصلاح کردے گا۔

۳) جو شخص اپنے درمیان اور اپنے خدا کے درمیان معاملہ ٹھیک رکھے خدا اس کے درمیان اور لوگوں کے درمیان معاملات کی اصلاح کردے گا۔

[ابوذر کی نیکوکاری کا ثبوت]

سعدان بن مسلم نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: مدینہ میں ایک شخص رہتا تھا وہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں آیا اور کہا: خدایا! میری وحشت و تنہائی کا ساتھی بن اور میری تنہائی میں میرا ساتھی دی، مجھے بہترین صالح ساتھی دے، تو اچانک اسے مسجد کے آخری کونے میں ایک شخص نظر آیا اس نے اسے سلام کیا اور کہا: اے بندہ خدا! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں ابوذر ہوں، اس شخص نے کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، ابوذر نے کہا: اے بندہ خدا! تکبیر کیوں کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: میں مسجد میں داخل ہوا میں نے خدا سے دعا کی میری وحشت و پریشانی میں میرا ساتھ بن اور میری تنہائی میں میرا ساتھ دے مجھے نیک و صالح ساتھی عطا کر، ابوذر نے کہا: میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں کہ تکبیر کہوں جب میں وہ ساتھی ہوں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ م سے سنا فرمایا: میں اور تم قیامت کے دن بلند جگہ پر ہونگے یہاں تک کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں اے بندہ خدا، اٹھ، بادشاہ نے میرے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا ہوا ہے۔

[آخری زمانے کی ابتر دینی حالت]

سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں قرآن کا صرف خط رہ جائے گا اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا وہ اس نام سے پکارے جائیں گے اور وہ لوگ اس سے بہت زیادہ دور ہونگے ان کی مساجد تو آباد ہونگی مگر ہدایت سے خالی ہونگی اس زمانے کے فقہاء اور دین فہمی کا دعوی کرنے والے آسمان کے نیچے بدترین فقہاء ہونگے ان سے فتنے نکلیں گے اور ان کی طرف فتنے پلٹیں گے۔

[اہل بیتؑ میں انبیاءؑ کی میراث]

محمد بن حسین بن یزید کا بیان ہے میں نے امام رضاؑ سے خراسان میں سنا فرمایا: ہم اہل بیتؑ ہیں ہم نے بخشش کو آل یعقوبؑ سے ورثہ میں پایا ہے اور ہم نے لشکر کو آل داودؑ سے ورثہ میں پایا ہے۔

اور راوی (علی بن اسباط) کا گمان ہے کہ کوئی دوسرا کلمہ بھی تھا مگر وہ راوی (محمد بن حسین) اسے بھول گیا، میں نے کہا: شاید فرمایا: ہم نے صبر کو آل یعقوبؑ سے ورثہ میں پایا، اس نے کہا: ویسے مناسب یہی ہے۔

علی بن اسباط نے کہا: میں نے یہ اس لیے کہ میں نے یعقوب بن یقطین سے سنا اس نے بعض راویوں سے روایت بیان کی فرمایا: جب ابو جعفر منصور دوانیقی مدینہ آیا اس سال جس میں عبداللہ بن حسن حسنی کے بیٹے محمد و ابراہیم قتل ہوئے ،وہ اپنے چچا عیسی بن علی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے ابو العباس ! امیر المومنین یعنی بادشاہ مدینہ کے درختوں کو کاٹنا چاہتا ہے اور ان کی آنکھیں نکالنا چاہتا ہے ،اور اس کو الٹنا پلٹنا چاہتا ہے اس نے کہا: اے امیر المومنین ! یہ آپ کا چچازاد جعفر بن محمد موجود ہے ،ان کو پیغام بھیجیں اور ان سے اس کے بارے میں سوال کریں، راوی کا بیان ہے اس نے آپ کو پیغام بھیجا اور عیسی نے آپ کو خبر دی آپ تشریف لائے اور فرمایا: اے امیر المومنین ! داود کو حکومت عطا تو اس نے شکر کیا اور حضرت ایوبؑ کو آزمایا گیا تو انہوں نے صبر کیا اور یوسف کو جب قدرت عطا کی تو انہوں ن بخش دیا پس آپ بھی بخش دیں آپ انہی کی نسل سے ہیں۔

[یہودیوں کا یثرب میں نبی پاکؐ کے انتظار میں آنا]

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی: خدا کا فرمان ،وہ اس سے پہلے کافروں کے مقابلے میں فتح چاہتے تھے ،امامؑ نے فرمایا: یہودیوں نے اپنی کتابوں میں دیکھا تھا کہ حضرت محمد ﷺ عیر پہاڑ اور احد کے درمیان ہجرت کریں گے تو وہ ان کی تلاش میں اس جگہ کی طرف آئے اور وہ حداد نامی پہاڑ کے قریب سے گزرے اور کہنے لگے: حداد اور احد ایک ہے اور اس کے قریب بکھر گئے اور ان میں سے کچھ تیماء حجاز کی قریبی جگہ اتر پڑے ،بعض فدک میں اور بعض خیبر میں رہنے لگے جو تیماء میں رہتے تھے انہیں بعض دوستوں کی ملاقات کا شوق ہوا ان کے قریب سے قیس قبیلہ کا اعرابی دیہاتی گزرا نہوں نے اس سے سواریاں کرایہ پر لیں اس نے انہیں کہا: میں تمہیں عیر پہاڑ اور احد کے درمیان میں لے چلوں گا، انہوں نے کہا: جب ان کے پاس سے گزرے تو ہمیں ان کے بارے میں بتا دینا، جب انہیں مدینہ کی زمین پہ لایا تو اس نے ان سے کہا: یہ عیر پہاڑ ہے ،اور یہ احد ہے تو وہ اس کے اونٹوں کی پشت سے اتر پڑے ارو کہنے لگے: ہمیں اپنی مطلوبہ جگہ مل گئی ہے ہمیں تیرے اونٹوں کی ضرورت نہیں ہے ،اب جہاں چاہے تو چلا جا۔

اور انہوں نے اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں رہتے تھے کہ ہمیں مطلوبہ جگہ مل گئی ہے تم بھی ہمارے پاس آ جاؤ، انہوں نے ان کو جواب میں لکھا: ہم نے گھر بنا لیے ہیں اور مال و دولت جمع کر لیے ہیں اور ہم تمہارے قریب ہی

رہتے ہیں جب نبی کی بعثت ہو تو ہم تمہارے پاس جلدی پہنچ جائیں گے پس انہوں نے مدینہ کی زمین پر اموال جمع کئے جب ان کے اموال بہت زیادہ ہوگئے تو تبع قوم کو اس کی خبر پہنچی انہوں نے ان یہودیوں کے اموال پر حملہ کیا تو یہودی ان سے بچنے کیلئے قلعوں میں چھپ گئے تبع قوم نے ان کو گھیر لیا لیکن وہ قوم تبع کے ضعیف اور کمزور لوگوں پر رحم کھاتے اور رات کو انہیں کھجوریں اور جو دیتے تھے جب یہ بات قوم تبع کو پہنچی تو انہیں ان پر رحم آ گیا اور ان کو امان دی اور ان کے پاس ٹھہر گئے اور ان سے کہنے لگے: میں نے تمہارے شہروں کو بہترین پایا ہے میں بھی تم میں ٹھہرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا: یہ تیرے لیے مناسب نہیں ہے یہاں نبی کی ہجرت ہوگی یہاں کسی کو حکومت حاصل نہیں ہوگی یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ آ جائیں، اس نے انہیں کہا: میں تم میں اپنا قبیلہ چھوڑ جاتا ہوں کہ جب نبی کی بعثت ہو تو وہ انکی مدد کریں اور ان کی نصرت کا حق ادا اور ان کی نصرت کا حق ادا کریں، تو اس نے اپنے دو قبیلے اوس و خزرج وہاں چھوڑے جب وہ اس شہر میں زیادہ ہوگئے تو وہ یہودیوں کے اموال ہتھیانے لگے تو یہودی ان سے کہتے تھے: جب حضرت محمد ﷺ مبعوث ہونگے تو تمہیں ہمارے گھروں اور اموال سے نکال دیں گے جب خدا نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا تو انصار آپ پر ایمان لائے اور یہودیوں نے آپ کا انکار کر دیا اور یہ خدا کا فرمان ہے: وہ اس سے پہلے کافروں کے مقابلے میں نبی کے واسطے سے فتح پانے کی بات کرتے تھے جب نبی ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو نہیں پہچانا اور ان کا کفر و انکار کر دیا پس کفر کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔

اسحاق بن عمار کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان ہے وہ اس سے پہلے کافروں کے مقابلے میں فتح کی بات کرتے تھے جب نبی ان کے پاس آئے تو انہون نے نہیں پہچانا اور ان کا کفر کرنے لگے، امام نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ ور حضرت عیسیٰؑ کے درمیانی عرصہ میں ایک قوم تھی جو بت پرستوں کے مقابلے میں نبی کے ذریعہ فتح و کامرانی کی دھمکی دیتی تھی اور کہتے تھے: ایک نبی آئے گا جو تمہارے بتوں اور مورتیوں کو توڑ دے گا اور تمہیں شکست دے گا اور ایسا تمہارے ساتھ ضرور کرے گا جب نبی اک ﷺ رم تشریف لائے تو خود ہی آپ کا انکار کرنے لگے۔

[امام زمانہؑ کے قیام کی علامات]

عمر بن حنظلہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: قائم آل محمدؐ کے قیام سے پہلے پانچ علامتیں اور نشانیاں ہیں:
۱) صیحہ و چیخ، ۲) سفیانی کا خروج، ۳) زمین کا دھنسنا، ۴) نفس زکیہ کا قتل، ۵) یمانی کا خروج۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، اگر ان علامات سے پہلے آپ کے اہل بیتؑ میں سے کوئی ایک خروج کرے تو کیا ہم اس کے ساتھ خروج کریں؟ فرمایا: نہیں۔

اگلے دن میں نے اس آیت کی تلاوت کی: اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی نازل کرتے تو ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جاتیں، امامؑ نے فرمایا: اگر ایسا ہوتا تو خدا کے دشمنوں کی گردنیں بھی جھک جاتیں۔

محمد بن علی حلبی (تاجر) کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: بنی عباس کا اختلاف حتمی ہے اور آسمانی آواز حتمی ہے اور امام زمانہؑ کا قیام حتمی ہے میں نے عرض کی: آواز کیسے آئے گی؟

امامؑ نے فرمایا: دن کے شروع میں آسمان سے آواز دینے والا آواز دے گا: جان لو امام علیؑ اور ان کے شیعہ کامیاب ہیں، اور دن کے آخر میں آواز دینے والا آواز دے گا: جان لو حضرت عثمان اور ان کے شیعہ کامیاب ہیں۔

[امام باقرؑ اور قتادہ کی تفسیر]

زید شحّام (چربی فروش) کا بیان ہے کہ قتادہ بن دعامہ (مشہور عامی محدث و مفسر) امام باقرؑ کے پاس آیا تو امامؑ نے فرمایا: اے قتادہ! تو اہل بصرہ کا فقیہ ہے اس نے جواب دیا: وہ لوگ اس طرح گمان کرتے ہیں، امام باقرؑ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تو قرآن کی تفسیر بیان کرتا ہے، قتادہ نے عرض کی: ہاں، امام باقرؑ نے فرمایا: علم وآگاہی کے ساتھ تفسیر کرتا ہے یا جہالت و نادانی سے؟ اس نے جواب دیا: علم وآگاہی کے ساتھ۔ امامؑ نے فرمایا: اگر تو قرآن کی تفسیر علم وآگاہی کے ساتھ بیان کرتا ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

قتادہ نے عرض کی: سوال کریں، امامؑ نے فرمایا: مجھے خدا کے اس فرمان کے بارے میں بتاؤ، جو قوم سبا کے بارے میں ہے، ہم نے ان کیلئے راہیں معین کر دی تھیں وہ دن رات ان میں امن وامان کے ساتھ سفر کرتے تھے، قتادہ نے کہا: یہ اس مسافر کے بارے میں ہیں جو اپنے گھر سے حلال مال سے زار راہ لیکر اور سواری وحلال کرایہ لیکر خانہ کعبہ کی طرف نکلے وہ امان میں ہوگا یہاں تک کہ واپس گھر پلٹ آئے۔

امام باقرؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں اے قتادہ! کیا تمہیں علم ہے کہ کبھی ایک شخص حلال مال سے زاد راہ، سواری اور حلال کرایہ سے خانہ کعبہ کی طرف نکلتا ہے اسے ڈاکو لوٹ لیتے ہیں، اس کے اخراجات لوٹ لئے جاتے ہیں اور اسے ایسا مارتے ہیں کہ اس کی ہلاکت و نابودی واقع ہو جاتی ہے۔ قتادہ نے کہا: واقعاً ایسا ہوتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے قتادہ! تعجب ہے، اگر تو قرآن کی تفسیر اپنی طرف سے کرتا ہے تو تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسرو کو بھی ہلاک کیا اور اگر تو نے تفسیر کا علم لوگوں سے سیکھا تو بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

اے قتادہ! افسوس! اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے گھر سے حلال زاد راہ، سواری اور کرایہ کے ساتھ اس گھر کی طرف نکلے ساتھ ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہو اور اپنے دل سے ہمیں چاہتا ہو جیسا خدا نے فرمایا: لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے حضرت ابراہیم نے اس میں خانہ کعبہ کو مراد نہیں لیا اگر ایسا ہوتا تو کہتے: اس کی طرف پھیر دے بلکہ فرمایا: ان کی طرف پھیر دے، خدا کی قسم ہم حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہیں کہ جس کا دل ہماری طرف مائل ہوا اس کی حج قبول ہوگی۔

اے قتادہ! جب ایسا ہوگا تو وہ قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

قتادہ نے کہا: خدا کی قسم! یقینا اب میں بھی ایسی تفسیر بیان کروں گا۔

امامؑ نے فرمایا: افسوس! اے قتادہ، قرآن کو وہ جانتا ہے جس کو خطاب کیا گیا ہے[140]۔

[جہنم و پل صراط اور حساب کتاب کے کچھ احوال]

جابر جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے روح امین نے خبر دی کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، جب مخلوقات قیامت کے دن محشر میں آئیں گی اور اولین و آخرین سب جمع ہونگے جہنم کو لایا جائے گا جسے ہزار لگاموں سے کھینچا جائے گا اور ہر لگام کو ایک لاکھ طاقتور فرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے، جہنم کی گونج شدید بھڑکن، چیخ و سیٹی ہوگی اور وہ سیٹی مارے گی اگر خدا نے اسے حساب تک موخر نہ کیا ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے پھر اس سے ایک گردن والا جانور ظاہر ہوگا جو تمام نیک و بد مخلوقات پر چھا جائے گا، خدا نے جتنے بندوں کو پیدا کیا ہے چاہے وہ فرشتے ہیں یا نبی وہ پکاریں گے: اے میرے رب مجھے بچا، تو آپ آخری نبی کہیں گے: اے میرے رب! میری امت کو بچا۔

---

[140]۔ تبصرہ و تحقیق: وافی میں ہے: کافی کے تمام نسخوں میں ایسا ہے بظاہر اس سے کچھ چیزیں حذف ہو چکی ہیں کیونکہ قتادہ کے بیان کی ان کے ان راستوں میں رات دن امام سے چلنے سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ اس آیت کے متعلق ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امان پا گیا، اس طرح امام کا فرمان بھی اسسے متعلق ہے اور امام صادقؑ سے ان آیتوں کے متعلق منقول تفسیر سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ یہاں کچھ ساقط ہے جو امام نے ابو حنیفہ سے سوال کیا تھا اسے علل الشرائع مین بسند خود امام صادقؑ سے نقل کیا: امام نے ابو حنیفہ سے فرمایا: تو اہل اہل عراق کا فقیہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: تو ان کو کس بنیاد پر فتوی دیتا ہے، اس نے کہا: خدا کی کتاب اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے، فرمایا: اے ابو حنیفہ! تو کتاب خدا کو اچھی طرح جانتا ہے اور اس کے ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے، اس نے کہا: ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: تو نے علم و آگاہی کا دعوی کیا ہے، تم پر افسوس، کہ خدا نے علم کو صرف ان افراد کے پاس رکھا ہے جن پر کتاب نازل کی۔ افسوس تجھ پر، وہ علم تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت سے حاضر افراد کے پاس ہے میں نہیں سمجھتا کہ تو قران کا کوئی حرف بھی جانتا ہو، اگر ایسا ہے جیسا تو کہہ رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا تو نے دعوی کیا تو مجھے اس آیت کے بارے میں بتا، خدا نے فرمایا: تم اس میں دن رات امان کے ساتھ چلو یہ کونسی زمین ہے اس نے کہا: میں سمجھتا ہوں یہ مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، امام صادقؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو مکہ و مدینہ کے درمیان لوٹ لیا جاتا ہے، ان کے اموال چھن جاتے ہیں ان کی جان بھی امان میں نہیں ان کو قتل کیا جاتا ہے انہوں نے کہا: ہاں، ابو حنیفہ خاموش ہو گیا۔ امامؑ نے فرمایا: اے ابو حنیفہ! مجھے خدا کے اس فرمان کے بارے میں بتا، جو اس میں داخل ہو گیا وہ امان میں ہے، یہ کونسی زمین ہے؟ اس نے کہا: کعبہ، امامؑ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے جب ابن زبیر کو کعبہ میں منجنیق سے مارا تھا اور اسے قتل کر دیا تھا تو کیا وہ امان میں تھا، ابو حنیفہ خاموش ہو گیا، علل الشرائع ۲۸۹، ح ۵۔

محقق شعرانی تہرانی نے وافی ۲۶ ص ۲۴۲ ح ۲۵۵۳۶ کے حاشیہ میں لکھا: ابو حنیفہ کا کہنا کہ میرا گمان ہے یہ مکہ و مدینہ کے درمیان ہے اور جو ابو حنیفہ نے جواب دیا اس کا آیت سے ربط نہیں ہے، کیونکہ آیت میں خطاب تم دن رات امان سے چلو گذشتہ زمانے کے اہل سبا سے تھا، نہ قیامت تک سب لوگوں سے تھا۔ بظاہر ابو حنیفہ نے آیت کی ابتداء و آخر کو نہیں دیکھا اور اعتراض تب ہوتا جب امام صادقؑ اس کی تفسیر کی تائید کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہے، اس طرح قتادہ کی حدیث میں بھی ہے اور بعید نہیں کہ قتادہ سے تفسیر میں غفلت ہوئی ہو لیکن امام صادقؑ کی اس کے جملہ کی تائید میں اعتراض ہے جب فرمایا: جو حلال زاد راہ، سواری اور کرایہ کے ساتھ اس گھر کی طرف نکلے اور ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہو اور دل سے ہمیں چاہتا ہو اور اعتراض یہ ہے کہ یہ تفسیر بھی قتادہ کی تفسیر کی طرح آیت سے غیر مربوط ہونے میں جدا نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کا راوی محمد بن سنان ضعیف ہے اس کی اس طرح منفرد روایات کی پرواہ نہیں کی جاتی پھر اگر دن رات امان پانے والوں سے مراد دنیا کا امن و امان ہو تو شیعہ بھی حج و زیارت کے سفر میں امان میں نہیں ہیں۔ اور اگر آخرت کا امن مراد ہو تو قتادہ پر حجت تمام نہیں ہوتی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ حاجیوں کو اس سے امان ہو گی۔

اور آیت جو اس میں داخل ہو گیا امان میں ہو گا، توضیح یہ ہے کہ اس سے مراد حکم تکلیفی ہے یعنی مسلمانوں اور بادشاہوں پر واجب ہے کہ کعبہ میں داخل ہو جانے والے کے درپے نہ ہوں اگرچہ وہ قاتل اور جنایت کار ہو بلکہ اس پر تنگی کریں کہ وہ وہاں سے نکلنے پر مجبور ہو جائے اور ممکن ہے اکثر طور پر یہ حکم تکوینی ہو پہلی وجہ زیادہ ظاہر ہے۔

پھر جہنم پر پل صراط لگائی جائے گی، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گی اس پر تین پل ہونگے پہلے پر امانت داری اور مہربانی ہو گی دوسری پر نماز ہو گی اور تیسری پر دو جہانوں کے مالک و خالق کا عدل و انصاف ہو گا، تو مخلوقات کو اس پل صراط سے گزرنے کا حکم ہو گا تو رحمت و امانت ان کو روکے گی اگر وہ اس سے نجات پا گئے تو نماز ان کو روکے گی اگر وہ اس سے بھی نجات پا گئے تو وہ خدا کے پاس پہنچیں گے وہ خدا کا فرمان ہے: تیرا رب ان کی گھات میں ہے لوگ پل صراط پر ہونگے کچھ چمٹنے والے ہونگے ان کے قدم ڈگمگائیں گے کچھ کے قدم ثابت رہیں گے ملائکہ ان کے گرد آواز دیں گے: اے حلیم و کریم اللہ! بخش دے، در گزر کر دے، اور اپنا فضل و کرم کرا اس کو صحیح و سالم رکھ لوگ اس سے ایسے گریں گے جیسے پروانے چراغ پہ گرتے ہیں جب کوئی خدا کی رحمت و کرم کی وجہ سے نجات پائے گا تو اس کو دیکھے گا اور کہے گا اس خدا کی حمد جس نے مجھے تجھ جہنم سے اپنی فضل و کرم کے ذریعہ س نجات دی اور ہمارا رب بڑا بخشنے والا کریم ہے۔

۴۸۷۔ابو خالد (کنکر کابلی) نے امام باقرؑ سے روایت کی۔خدا کا فرمان ہے: نیکیوں کی طرف جلدی کرو جہاں بھی ہو گے خدا تم سب کو پالے گا، امام نے فرمایا: خیرات و نیکیوں سے مراد ولایت ہے، اور خدا کا فرمان ہے: جہاں تم ہو گے خدا تم سب کو پالے گا یعنی قائمؑ آل محمدؐ کے اصحاب ہیں جو تین سو تیرہ ہیں، فرمایا: خدا کی قسم! وہ گنی ہوئی امت ہیں، فرمایا: خدا کی قسم! وہ ایک گھڑی میں جمع ہو جائیں گے جیسے خزاں کے موسم میں بادل جھٹ سے جمع ہو جاتے ہیں۔

[منہ اندھیرے چلنے اور زہریلے حشرات سے نہ ڈرنے کی تاکید]

۴۸۸۔ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: صبح شام چلا کرو، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہم اندھیرے میں زہریلے حشرات سے ڈرتے ہیں، امام نے فرمایا: اگر تمہیں ان میں سے کوئی کاٹ لے تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، پھر تمہیں ان کے ثواب کی ضمانت دی گئی ہے۔

[رات کو زمین کے لپٹنے اور سفر کم ہونے کا بیان]

سکونی نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں رات کے وقت سفر کرنا چاہیے کہ زمین رات کے وقت لپٹ جاتی ہے (اور فاصلے کم ہو جاتے ہیں)۔

حمران بن اعین کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: لوگ کہتے ہیں زمین رات کو ہمارے لیے لپٹ جاتی ہے تو وہ کیسے لپٹتی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس طرح، پھر اپنے لباس کو لپیٹا[۱۴۱]۔

[۱۴۱]۔ شرح مازندرانی میں ہے اس روایت سے ظاہر ہے کہ زمین حقیقت میں لپٹتی اور سکڑتی ہے اور فاصلے کم ہونے ہوتے ہیں بہر حال خدا کی قدرت سے یہ ممکن ہے اور تاویل کا احتمال بعید ہے۔ تبصرہ: زمین کے رات کے وقت لپٹنے کی حقیقت کو جدید تحقیقات کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے غور کریں۔

حماد بن عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: زمین رات کے آخری حصہ میں لپٹتی ہے۔

ابو ایوب خزّاز (ریشم فروش) کا بیان ہے ہم جانا چاہتے تھے ہم امام صادقؑ کو سلام کرنے کیلئے حاضر ہوئے فرمایا: گویا تم سوموار کے دن کی برکت کو حاصل کرنا چاہتے ہو، ہم نے عرض کی: ہاں، امام نے فرمایا: سوموار کے دن سے زیادہ کوئی شوم و نحس دن نہیں ہے، جس دن ہم نے اپنی نبی کو کھودیا جس دن ہم سے وحی اٹھ گئی، اس سمیں سفر میں نہ جاؤ، بلکہ منگل کو سفر میں نکلو۔

سلیمان جعفری نے امام ابوالحسن موسی کاظمؑ سے روایت کی فرمایا: مسافر کیلئے اس کے راستے میں شوم و نحس پانچ چیزیں ہیں:

۱) اس کے دائیں طرف سے کائیں کرتا ہوا کوا، ۲) اپنی دم پھیلایا ہوا کتا، ۳) آواز لگاتا ہوا بھڑیا جو اس کے سامنے چیخے جبکہ وہ اپنی دم پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو چیخے پھر اچھلے پھر تین بار نیچے جھکے، ۴) دائیں سے بائیں بھاگنے والی ہرن، ۵) چیختی ہوئی الو، ٦) سفید سیاہ بالوں والی عورت جو سامنے سے آئے، ۷) کان کٹی گدھیا، پس جس شخص کو ان چیزوں کی وجہ سے دل میں خوف پیدا ہو تو وہ یہ دعا کرے: اے میرے رب! میں اپنے دل میں محسوس ہونے والے ڈر اور شر سے تیری پناہ میں جاتا ہوں، امام نے فرمایا: وہ ان کے نجس سے محفوظ رہے گا۔

عمرو بن ابی المقدام کا بیان ہے امام صادقؑ نے فرمایا: خدا تعالی نے ہمارے شیعوں کو حلم و بردباری سے زینت دی ہے اور انہیں علم و دانش سے ڈھانپ دیا ہے کیونکہ وہ ان کو حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے جانتا ہے۔

صبّاح بن سیابہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: ایک شخص تم سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ تم کس نظریہ کے قائل ہو تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا ایک شخص تم سے بغض و کینہ رکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ تم کیا نظریہ رکھتے ہو تو خدا اس کو جہنم میں ڈال دے گا اور تم میں سے ایک شخص کا نامہ اعمال بغیر عمل کے بھر جائے گا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ایسا کیسے ہوگا؟

امامؑ نے فرمایا: وہ ایک گروہ کے پاس سے گزرے گا جو ہماری عیب جوئی کر رہے ہونگے جب اسے دیکھیں گے تو ایکدوسرے سے کہیں گے: یہ ان کے شیعوں میں سے ہے اور ہمارے شیعوں میں سے ایک شخص ان کے پاس سے گزرے گا وہ اس میں عیب جوئی کریں گے اور اس کے بارے میں بری باتیں کریں گے تو خدا تعالی اس کے بدلے میں اس کیلئے نیکیاں لکھ دے گا حتی اس کا نامہ اعمال بغیر عمل کے بھر جائے گا۔

ابو خدیجہ جمال (اونٹ فروش) کا بیان ہے امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے اور بصرہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ میں نے عرض کی: دریا سے پانچ دن جب ہوائیں اسی طرف چلیں اور خشکی کے راستے تقریباً آٹھ دن۔

امامؑ نے فرمایا: یہ کتنا قریب ہے، ایکدوسرے کو ملنے کیلئے جایا کرو اور ایکدوسرے کا خیال رکھا کرو، قیامت کے دن ہر شخص کا گواہ کے ساتھ آنا ضروری ہے جو اس کے دین کی گواہی دے۔

اور فرمایا: جب مسلمان اپنے مومن بھائی کو دیکھے تو اس کا دین زندہ ہو جائے جب وہ خدا کا ذکر کرے۔

ربعی بن عبداللہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کی قسم! عرب و عجم میں سے ہمیں محبت کرنے والے باشرف وخاندانی لوگ ہونگے اور ان میں سے ہم سے بغض و کینہ رکھنے والے متہم النسب گھٹیا لوگ ہونگے۔

[طالوت کی بادشاہت کا قرآنی واقعہ]

۴۹۸۔ابو بصیر نے امام باقرؑ سے روایت کی، خدا کا فرمان ہے: اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ بنا کر بھیجا انہوں نے کہا: اس کیلئے حکومت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ہم اس سے زیادہ اس کے حقدار ہیں، امامؑ نے فرمایا: وہ نبوت کی نسل میں سے نہ تھا اور نہ حکومتی خاندان کا چشم و چراغ تھا، کہا: خدا نے اس کو تم پر انتخاب کیا ہے، فرمایا: اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون و وقار ہوگا اور آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ و میراث کے بقیہ جات ہونگے، پس ملائکہ اسے اٹھا کر لائیں گے اور اللہ نے فرمایا: خدا تمہیں ایک نہر سے آزمائے گا جس نے اس سے پیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے نہیں چکھا وہ مجھ سے ہے تو انہوں نے اس نہر سے پانی پی لیا سوائے تین سو تیرہ افراد کے ان میں سے بعض نے ایک چلو لیا اور بعض نے کچھ بھی نہیں پیا پس جب وہ جنگ کیلئے نکلے تو جنہوں نے پانی پیا تھا: آج ہم جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا کہنے لگے: کتنی کم جماعتیں خدا کے حکم سے زیادہ جماعتوں پر غالب آتی ہیں، خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۴۹۹۔عبداللہ بن سلیمان نے امام باقرؑ سے روایت کی آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: اسکی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تابوت تمہارے پاس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون و وقار ہوگا اور آل موسیٰ اور آل ہارون کی میراث کے بقیہ جات ہونگے جسے ملائکہ اٹھا کر لائیں گے، امام نے فرمایا: ملائکہ اسے گائے بیل کی شکل میں اٹھا کر لائے۔

۵۰۰۔حریز نے ایک شخص کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی خدا کا یہ فرمان ہے: تابوت تمہارے پاس آئے گا اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون و وقار ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ کے بقیہ جات ہیں ملائکہ اسے اٹھا کر لائیں گے، امامؑ نے فرمایا: اس تابوت میں تختیوں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے تھے جن مین علم و دانش اور حکمت و دانائی کی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔

[امام حسنؑ و حسینؑ کے نبی اکرمؐ کے فرزند ہونے کا آیات سے اثبات]

۵۰۱۔ابو الجارود کا بیان ہے امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو الجارود! وہ لوگ امام حسنؑ و امام حسین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: وہ ہم پر انکار کرتے ہیں کہ وہ دونوں نبی اکرمؐ کے بیٹے ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: تم ان پر کس چیز سے دلیل پیش کرتے ہو؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہم ان پر خدا کے اس فرمان سے دلیل قائم کرتے ہیں جو حضرت عیسی بن مریمؑ کے متعلق ہے، اس کی ذریت و نسل داود، سلیمان، ایوب، یوسف، موسی و ہارون ہیں اسطرح ہم نے نیکوکاروں کو بدلہ دیا اور ان کی نسل سے زکریا، یحییٰ اور عیسی ہیں پس خدا نے حضرت عیسی بن مریمؑ کو نوحؑ کی ذریت و نسل سے قرار دیا۔

امامؑ نے فرمایا: وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: وہ کہتے ہیں کبھی بیٹی کا بیٹا بھی اولاد شمار ہوتا ہے لیکن وہ حقیقی نسل نہیں ہوتا۔

امامؑ نے فرمایا: پھر تم ان پر کس طرح دلیل قائم کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہم ان پر خدا کے اپنے نبی ﷺ کے فرمان کے ذریعہ دلیل قائم کرتے ہیں، ان سے کہہ دو ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی جانو کو اور تم اپنی جانوں اور پیاروں کو بلاؤ، امام نے فرمایا: وہ کیا کہتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: وہ کہتے ہیں کبھی عربی کلام میں ایک شخصکے بیٹے ہوتے ہیں تو دوسرا کہہ دیتا ہے کہ وہ ہمارا بیٹا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابو الجارود! میں تجھے اللہ کی کتاب قرآن سے ایسی دلیل پیش کروں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی صلب سے ان کے حقیقی بیٹے ہیں جس کو سوائے کسی کافر کے کوئی شخص انکار نہ کر سکے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: وہ کہاں ہے میں آپ پر قربان جاؤں۔

امامؑ نے فرمایا: چونکہ اللہ نے فرمایا: تم پر تمہاری ماؤں بہنیں بیٹیاں حرام ہیں یہاں تک کہ فرمایا: اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے حقیقی بیٹے ہوں تو اے ابو الجارود! ان سے پوچھو، کیا نبی اکرم ﷺ کیلئے جائز تھا کہ وہ ان دونوں یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کی بیویوں سے نکاح کریں اگر وہ کہیں: ہاں تو وہ جھوٹے ہیں اور فاسق و فاجر ہیں اور اگر کہیں: نہیں تو ثابت ہوا وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے صلب سے آپ کے حقیقی بیٹے ہوئے۔

[جنگ احد کے واقعات]

۵۰۲۔حسین بن ابو العلاء خفّاف (جوتے فروش موچی) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب جنگ احد کے دن لوگ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ کر شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے تو آپؐ نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا: میں محمد ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں، میں قتل نہیں ہوا اور نہ فوت ہوا ہوں، تو فلاں فلاں نے آپ کی طرف رخ کیا اور کہنے

لگے: اب بھی ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں، ہم شکست کھا چکے ہیں، اور نبی پاک ﷺ کے ساتھ حضرت علیؑ اور سماک بن خراشہ ابو دجانہ رحمۃ اللہ علیہ باقی بچ گئے تھے نبی اکرم ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: اے ابو دجانہ! تم بھی چلے جاؤ، میں اپنی بیعت تم سے ہٹاتا ہوں، لیکن علیؑ تو میں اس کی جان ہوں اور وہ میری جان ہے، تو وہ پھرے، اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر رونے لگے اور عرض کی: انہیں، خدا کی قسم! اور سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: نہیں خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو بیعت سے باہر نہیں سمجھتا، میں نے آپ کی بیعت کی اے خدا کے رسول، اب اگر جاؤں تو کس کی طرف جاؤں، اپنی اس بیوی کے پاس جاؤں جو فوت ہونے والی ہے، اپنی اس اولاد کے پاس جاؤں جو فوت ہونے والی ہے، یا اس گھر میں جاؤں جو خراب ہونے والا ہے یا اس مال و دولت کے پاس جاؤں جو فناء ہونے والا ہے، یا اس موت کی طرف جو قریب آنے والی ہے، تو نبی اکرم ﷺ اس کے لیے روئے تو وہ مسلسل لڑتے رہے حتی انہیں کاری اور سنگین زخم چہرے پر لگا[142]، اور وہ ایک طرف تھے اور امام علیؑ دوسری طرف تھے، جب وہ گر پڑے تو امام علیؑ انہیں اٹھا کر لائے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھا تو اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول! میں نے اپنی بیعت کا حق ادا کر دیا، فرمایا: ہاں، اور نبی اکرم ﷺ نے اس کی تعریف کی، لوگ نبی اکرم ﷺ پر دائیں سے حملہ کرتے تو امام علیؑ ان کو دور کر دیتے، پھر بائیں طرف سے حملہ کرتے تو امام علیؑ ان کو دور بھگا دیتے اس طرح دفاع کرتے رہے حتی آپ کی تلوار کے تین ٹکڑے ہوگئے، امام اسے لیکر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا اور کہا: یہ میری تلوار ٹوٹ گئی ہے اس دن نبی اکرم ﷺ نے آپ کو ذوالفقار دی تھی۔

جب نبی اکرم ﷺ نے جنگ کی کثرت کی وجہ سے آپ کی ٹانگوں کا اضطراب دیکھا تو روتے ہوئے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا: اے میرے خدا! تو نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ اپنے دین کو غالب کرے گا اگر تو چاہے تو یہ تیرے لیے مشکل نہیں ہے، امام علیؑ نبی اکرم ﷺ کے پاس اور کہا: اے خدا کے رسول! میں شدید بھنبھناہٹ سن رہا ہوں، اور حیزوم گھوڑوں کے آنے کی آواز سن رہا ہوں اور میں جس کو تلوار مارنے کا ارادہ کرتا ہوں وہ میرے تلوار مارنے سے پہلے گر کر مر جاتا ہے فرمایا: یہ جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل ملائکہ آئے ہیں۔

پھر جبرئیل آئے اور نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہوگئے اور کہا: اے محمد! یہ حقیقت میں ایثار و قربانی ہے، فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، جبرئیل نے کہا: میں تم دونوں میں سے ہوں، پھر لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے،

---

[142]۔ شرح کافی ملا صالح مازندرانی ۱۲ص ۴۴۹ تحقیق سید علی عاشور ط دار احیاء ترات عربی بروت ۱۴۲۱ق میں ہے: اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کاری ضرب سے جنگ احد میں شہید ہوئے حالانکہ بعض عامی مورخین نے لکھا کہ وہ اس کے بعد بھی زندہ تھے جیسا ثعالبی نے کہا: احد کے دن وہ اور مصعب بن عمیر نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرنے والے تھے بہت زخم لگے مصعب شہید ہوئے اور ابو دجانہ مشہور شجاع تھے نبی اکرم ﷺ کے غزوات میں ان کے قابل تعریف واقعات ہیں وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، اس نے کہا: ابو دجانہ نے اپنے آپ کو مسیلمہ کذآب کے باغ میں گرا دیا ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی مگر انہوں نے مسیلمہ سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا ایک قول ہے کہ ان کے ساتھ وحشی بھی مسیلمہ کو قتل کرنے میں شریک تھا ایک قول ہے کہ وہ جنگ صفین میں امام علیؑ کے ساتھ تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے امام علیؑ سے فرمایا: اے علی! اپنی تلوار لیکر جاؤ ان کے ساتھ ساتھ چل کر دیکھو اگر ان کو دیکھو کہ وہ جوان اونٹوں پر سوار ہورہے ہیں اور گھوڑے چھوڑ رہے ہیں تو وہ مکہ بھاگنا چاہتے ہیں اور اگر ان کو دیکھو کہ گھوڑوں پر سوار ہیں اور اونٹنیوں کو چھوڑ رہے ہیں تو وہ مدینہ جانا چاہتے ہیں، امام علیؑ ان کی طرف آئے وہ جوان اونٹنیوں پر سوار تھے تو ابوسفیان نے امام علیؑ سے کہا: اے علی تو کیا چاہتا ہے؟ ہم تو مکہ جارہے ہیں؟ اپنے ساتھ کے پاس واپس چلا جا، ان کا پیچھا جبرئیل نے کیا جب وہ ان کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنتے تو جلدی چلنے لگتے اور وہ ان کے پیچھے تھے۔

جب کہیں ٹھہرتے تو سمجھتے یہ محمد کا لشکر آیا ہے، ابوسفیان مکہ داخل ہوا اور ان کو حقیقت کی خبر دی، تو چرواہے اور ایندھن والے آئے اور مکہ داخل ہوئے اور کہنے لگے: ہم نے محمد کا لشکر دیکھا جب ابوسفیان چلتا اور وہ ٹھہرتے تو ایک گھڑ سوار سرخ سفید مائل گھوڑے پر ان کی طرف آتا دکھائی دیتا جو ان کے پیچھے آرہا ہوتا تو اہل مکہ نے ابوسفیان کی سرزنش شروع کردی اور نبی اکرم واپس مدینہ چل دیئے اور جنگ کا جھنڈا امام علی کے پاس تھا اور وہ آپ کے سامنے تھے

۔

جب جھنڈا اواری سے ظاہر ہوا اور لوگوں نے اسے دیکھا امام علی نے آواز دی اے لوگو! یہ محمد ہیں جو فوت نہیں ہوئے اور نہ قتل ہوئے تو وہ بات کہنے والا جس نے کہا تھا اب ہمارا مسخرہ کرتے ہیں جبکہ ہم شکست کھا چکے ہیں کہنے لگا: یہ علی ہیں اور جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے حتی نبی اکرم ﷺ ان کے سامنے آئے اا ور انصار کی عورتیں اپنے گھروں کے دروازوں پر سامنے والی جگہ پر تھیں اور ان کے مرد آپ کی طرف آئے آپ سے پناہ مانگتے اور معذرت کرتے تھے انصار کی عورتوں نے چہرے زخمی کر لیے تھے بال کھول رکھے تھے اور بالوں کے جوڑے نوچ لیے تھے اور قمیض کی جیبیں پھاڑ دی تھیں اور کمر باندھ رکھی تھی اور وہ نبی اکرم ﷺ کیلئے گریہ کر رہی تھیں جب آپ کو دیکھا تو آپ نے ان کی تعریف کی اور انہیں پردہ کرنے کا حکم دیا تو وہ گھروں میں چلی گئیں اور فرمایا: خدا نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اور اللہ نے حضرت محمد پر یہ آیت نازل کی: محمد صرف رسول ہیں ان سے پہلے رسول گزر چکے پس اگر وہ فوت ہوجائیں یا قتل ہو تو تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے جو الٹے پاؤں پلٹا خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا

۔

[غزوہ حدیبیہ کے احوال]

معاویہ بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ غزوہ حدیبیہ میں نکلے ذی قعدہ میں نکلے تھے، جب اس جگہ پہنچے جہاں آپ نے احرام باندھا لوگوں نے بھی احرام باندھا، اور اسلحہ پہن لیا جب یہ خبر مشرکین کو پہنچی تو انہوں نے آپ کو پلٹانے کیلئے خالد بن ولید کو بھیجا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ایسا شخص دو جو اس راستے کے علاوہ مجھے لے چلے تو قبیلہ مزینہ یا جہینہ کا ایک شخص لایا گیا آپ نے اس سے پوچھا: تو اس نے آپ کی موافقت نہیں کی فرمایا:

کوئی دوسرا شخص میرے پاس لاؤ دوسرا شخص لایا گیا، وہ مزینہ یا جہینہ میں سے تھا فرمایا؛اس نے راستہ بتایا آپ اس کو ساتھ لیکر چلے حتی وادی عقبہ کے پاس پہنچے فرمایا: کون اس پر چڑھے خدا اس کے اس طرح گناہ جھاڑ دے گا جیسے بنی اسرائیل کے جھاڑ دیئے تھے جب ان سے فرمایا تھا: دروازے سے خشوع و خضوع کی حالت میں داخل ہو جاؤ، ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

فرمایا: تو اس کے پاس انصار اوس و خزرج کے گھوڑے پہنچ گئے اور فرمایا: وہ ایک ہزار آٹھ سو تھے، جب حدیبیہ کے مقام پر اترے تو ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ قدیم کنویں کے پاس تھا اس کے بیٹے نے بھاگنے کی کوشش کی جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو پکارنے لگی: یہ کافروں کے دین کو چھوڑنے والے ہیں تمہیں ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں، جب نبی اکرم ﷺ اس کے پاس آئے اسے حکم دیا اس نے پانی کا ڈول دیا، نبی اکرم ﷺ نے لیا اور اس سے پیا اور منہ دھویا[۱۴۳]،اس نے باقی پانی لیا اور کنویں میں ڈال دیا تو وہ آج تک جاری ہے، نبی اکرم ﷺ چلے تو مشرکین نے آپ کے پاس ابان بن سعید کو گھڑ سواروں کے ساتھ بھیجا وہ آپ کے مقابلے میں تھا (آپ کو مکہ جانے سے روکتا تھا) پھر انہوں نے حلیس کو بھیجا اس نے قربانی کے جانور دیکھے۔ وہ ایکدوسرے کی اون کھاتے تھے (ان پر محمل و سواری کی چیزیں نہ تھیں وہ قربانی کیلئے معین تھے)۔وہ واپس لوٹ گیا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس نہیں آیا اور ابو سفیان سے کہنے لگا: اے ابو سفیان! خدا کی قسم! ہم نے تم سے اس بات پر گٹھ جوڑ نہیں کیا تھا کہ تم قربانی کو اس کے مقام سے واپس پلٹا دو،اس نے کہا: چپ ہو جا، تو دیہاتی ہے (تجھے جنگی تدبیروں کا علم نہیں)، حلیس نے کہا: خدا کی قسم! یا تم محمد اور اس کے ارادے کے سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ تمہیں مختلف قوموں کے لشکر کے ساتھ تم سے جدا ہو جاؤں گا۔اس نے کہا: چپ ہو جا، ہم پہلے محمد سے کوئی عہد و پیمان لے لیں۔

پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس عروہ بن مسعود کو بھیجا،وہ قریش کے پاس اس قوم کے سلسلہ میں آیا تھا جن کو مغیرہ بن شعبہ نے نقصان پہنچایا تھا جب وہ ان کے ساتھ طائف گیا تھا اور وہ سب تاجر تھے، مغیرہ نے ان کو قتل کر دیا اور ان کے اموال نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: یہ غداری ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، انہوں نے نبی اکر ﷺ م کے پاس بھیجا اور کہا: اے خدا کے رسول! یہ عروہ بن مسعود ہے وہ آپ کے پاس ہے وہ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتا ہے، کہا: ان کو روک دو، پس انہوں نے ان کو روک دیا،اس نے کہا: اے محمد! کس غرض سے آئے ہو؟ فرمایا: میں خانہ کعبہ کا طواف کرنے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے اور ان قربانی کے اونٹوں کو قربان کرنے آیا ہوں اور ان کے گوشت تمہارے لیے چھوڑ دوں گا۔

[۱۴۳]۔اس جیسی روایات سے ایسے کافروں کی نجاست مطلقہ کی بحث کی ضرورت ہے۔

اس نے کہا: مجھے لات و عزیٰ کی قسم! میں نے آپ جیسے کو واپس پلٹاتے ہوئے نہیں دیکھا، جس مقصد سے آپ آئے ہیں آپ کی قوم آپ کو خدا اور رشتہ داری کا واسطہ دیتی ہے کہ تم ان کے شہر میں ان کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اور ان سے رشتہ داری کے لحاظ کو نہ توڑو اور ان پر ان کے دشمنوں کو غلبہ نہ دو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ایسا کرنے والا نہیں، یہاں تک کہ اس شہر میں جاؤں۔

امام باقرؑ نے فرمایا: عروہ بن مسعود نے نبی اکرم ﷺ کے اس کلام کے وقت آپ کی ریش مبارک پکڑ لی اور مغیرہ آپ کے ساتھ کھڑا تھا اس نے عروہ کو مارا، عروہ نے کہا: اے محمد! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بھتیجا مغیرہ ہے، اس نے کہا: اے غدار! خدا کی قسم! تو تو اپنے اسلحہ کو رنگین کرنے آیا ہے، فرمایا: وہ ان کفار مکہ کے پاس لوٹ گیا اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے کہا: خدا کی قسم! میں نے محمد جیسا شخص نہیں دیکھا جیسے اس کے نیک مقصد سے واپس پلٹایا گیا ہو، ان کی طرف سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ کو بھیجو، نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ان کے سامنے قربانیاں لائی گئیں، ان دونوں نے کہا: کس مقصد سے آئے ہو؟ فرمایا: فرمایا: میں خانہ کعبہ کا طواف کرنے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے، قربانیاں نحر کرنے اور ان کے گوشت تمہارے لیے چھوڑنے کیلئے آیا ہوں، ان دونوں نے کہا: آپ کی قوم آپ کو خدا اور رشتہ داری کا واسطہ دیتی ہے کہ آپ ان کے شہر میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہوں، اور ان کی رشتہ داری کا لحاظ نہ کریں اور ان پر دشمنوں کو جرات دلائیں۔

فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ان کے سامنے مکہ گئے بغیر لوٹنے سے انکار کر دیا، اور نبی اکرم ﷺ نے عمر کو بھیجنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: اے خدا کے رسول! میرا خاندان اور قبیلہ بہت کم ہے اور میری ان میں جو حیثیت ہے آپ اچھی طرح جانتے ہیں لیکن میں آپ کو عثمان بن عفان کو بھیجنے کا مشورہ دیتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اسے بھیجا اور فرمایا: اپنی قوم کے پاس مومنین کے ساتھ جاؤ، انہیں اس کی بشارت دو جو مجھے میرے خدا نے فتح مکہ کا وعدہ دیا ہے جب عثمان چلا گیا ابان بن سعید سے ملا وہ سرح مال سے رک گیا اور عثمان کو ان کے سامنے لے گیا عثمان گیا ان کو خبر دی دونوں لشکر جنگ کیلئے تیار تھے سہیل بن عمرو نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور عثمان مشرکین کے لشکر میں بیٹھا تھا نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے بیعت لی اور عثمان کیلئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور مسلمانوں نے کہا: عثمان کیلئے بشارت ہو کہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ میں سعی کی اور احرام کھولا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسا نہیں کیا جب عثمان آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تو نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، اس نے کہا: خانہ کعبہ کا طواف کیسے کر سکتا ہوں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کا طواف نہیں کیا، پھر پورا قصہ اور اس کے واقعات بیان کئے، نبی اکرم ﷺ نے امام علی سے فرمایا: لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تو سہیل نے کہا: میں نہیں جانتا کہ رحمٰن و رحیم کیا ہے مگر

میں گمان کرتا ہوں کہ وہ یمامہ میں ہے [۱۴۴]۔ لیکن ایسا لکھو جیسا ہم لکھتے ہیں: باسمک اللھم، اور فرمایا: لکھ: اس پر نبی اکرم ﷺ نے سہیل بن عرم سے فیصلہ کیا، سہیل نے کہا: اے محمد! پھر ہم آپ سے کس بات پر جنگ کر رہے ہیں؟ فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں، تو لوگوں نے کہا: آپ خدا کے رسول ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لکھو: پس آپ نے لکھا: اس پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا، لوگوں نے کہا: آپ خدا کے رسول ہیں، اور فیصلہ میں تھا کہ ہم میں سے جو تمہارے پاس آئے گا اسے تم ہمارے پاس واپس کرو گے اور نبی اکرم ﷺ اپنے دین میں کسی پر جبر و سختی نہیں کریں گے اور جو ہمارے پاس تم میں سے آیا اسے ہم تمہاری طرف واپس نہیں کریں گے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے اور اس پر کہ خدا کی تم میں علانیہ عبادت کی جائے بغیر کسی مخفی کئے کے، اور وہ لوگ مدینہ سے مکہ کی طرف بہترین کپڑوں کا ہدیہ بھیجتے تھے، اور اس سے بڑا بابرکت فیصلہ نہیں ہوا، عنقریب اسلام اہل مکہ پر غالب آئے گا۔

سہیل بن عمرو نے اپنے بیٹے کو پکڑا اور کہا: یہ ہمارے فیصلے کا پہلا مرحلہ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اس پر فیصلہ کیا تھا؟ اس نے کہا: اے محمد! آپ دھوکہ دینے والے نہیں، پس وہ ابو جندل کو لیکر چلا تو ابو جندل نے کہا: اے خدا کے رسول! مجھے آپ ان کے حوالے کر رہے ہیں، فرمایا: میں نے تیرے لیے فیصلہ نہیں کیا اور فرمایا: خدا ابو جندل کیلئے راہ نجات قرار دے۔

[بنی مدلج کے متعلق آیت کا واقعہ]

۵۰۴۔ فضل ابو العباس نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کا فرمان ہے یا وہ تمہارے پاس آئیں ان کے دل تم سے لڑنے سے تنگ ہوں یا وہ اپنی قوم سے لڑیں، فرمایا: یہ آیت بنی مدلج کے متعلق نازل ہوئی، کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: ہمارے دل تنگ ہیں کہ ہم گواہی دیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں ہم نہ آپ کے ساتھ ہیں اور نہ اپنی قوم کے ساتھ آپ کے خلاف ہیں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ان کو مہلت دی یہاں تک کہ عرب سے آپ کا معاملہ تمام ہو جائے پھر ان کو دعوت دیں گے پس اگر انہوں نے قبول کیا ورنہ ان سے جنگ کریں گے۔

[قوم لوط کی بدکاری کا عذاب]

ابو یزید حمّار (خچر فروش) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: خدا نے چار فرشتوں کو لوط کی قوم کو ہلاک کرنے بھیجا جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور کروبیل، خدا کا ان پر درود ہو، وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے گزرے وہ عمامہ باندھے

[۱۴۴]۔ شرح کافی مازندرانی میں ہے اہل یمامہ مسیلمہ کذاب کو یمامہ کا رحمٰن کہتے تھے اور وہ مکہ کے مشرق میں مدینہ سے پہلے پلے سے سولہ مرحلوں پر واقع ہے۔

ہوئے تھے ،انھوں نے آپ پر سلام کیا انھوں نے فرشتوں کو نہیں پہچانا ، اور ان کو خوبصورت شکل میں دیکھا تو کہنے لگے : ان کی میں خود خدمت کروں گا ،آپ مہمان نوازی کرتے تھے ان کیلئے موٹا تازہ گوسالہ بھونا ، بہترین طریقے سے اس کو پکایا ، پھر ان کے سامنے پیش کیا۔

جب ابراہیم نے ان کے سامنے رکھا تو دیکھا ان کے ہاتھ کھانے کو نہیں بڑھ رہے تو اس کو عجیب محسوس کیا اور ذرا گھبرا گئے ،جب جبرئیل نے یہ دیکھا تو اپنے چہرے اور سر سے عمامہ ہٹا دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچان لیا اور فرمایا : تم وہی ہو ، جواب دیا : ہاں ، ان کی بیوی سارہ ادھر سے گزری تو اسے اسحاق کی پیدائش کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی ، انھوں نے وہ بات کہی جو خدا نے قرآن میں ذکر کی تو انھوں نے وہ جاواب دیا جو قرآن میں ہے ، ابراہیم نے ان سے کہا : تم کس کام سے آئے ہو ؟ کہنے لگے : ہم لوط کی قوم کو ہلاک و نابود کرنے آئے ہیں۔

ابراہیمؑ نے ان سے کہا : اگر ان میں سو مومن ہوں تو بھی ان کو ہلاک کرو گے ؟ جبرئیل نے جواب دیا : نہیں ، ابراہیم نے کہا : اگر ان میں پچاس مومن ہوں ؟ کہا : نہیں ، کہا : اگر ان میں تیس ہوں ؟ کہا : نہیں ، اگر بیس ہوں ؟ کہا : نہیں ، فرمایا : اگر دس مومن ہوں ؟ کہا : نہیں ، فرمایا : اگر پانچ مومن ہوں ؟ کہا : نہیں ، فرمایا : اگر ایک مومن ہو ؟ کہا : نہیں ، فرمایا : ان میں لوط موجود ہیں ، کہنے لگے : ہم بہتر جانتے ہیں جو ان میں ہے ہم انہیں او ان کے اہل و عیال کو نجات دیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے ، پھر وہ چلے گئے۔

اور حسن عسکری ابو محمد[۱۴۵] نے کہا : میں سمجھتا ہوں وہ اس بات کے ذریعہ ان کو بچانا چاہتے تھے اور وہ خدا کا فرمان ہے : وہ ابراہیم قوم لوط کرے بارے میں ہم سے بحث کر رہے تھے پھر وہ فرشتے لوط کے پاس آئے وہ شہر کے نزدیک کھیتی باڑی کر رہے تھے ، ان کو سلام کیا جبکہ جبکہ عمامہ باندھے ہوئے تھے جب ان کو بہترین شکل میں دیکھا ان پر سفید عمامے اور سفید لباس تھے ان سے کہا : گھر حاضر ہے ،انھوں نے کہا : ہاں ، ان کو آگے لے چلے اور خود پیچھے چلے پھر ان کو گھر کی پیشکش پر پشیمان ہوگئے اور کہنے لگے : میں نے کیا کر دیا ؟ ان کے پاس میری قوم آئے گی میں ان کو جانتا ہوں ، پھر ان فرشتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا : تم بدترین مخلوق خدا کے پاس جا رہے ہو ، جبرئیل نے کہا : ہم ان پر عذاب ڈھانے میں جلدی نہیں کریں گے یہاں تک کہ تین گواہیاں ہو جائیں اور جبرئیل نے کہا : یہ پہلی گواہی ہے پھر

[۱۴۵] فیض کاشانی نے وافی میں کہا : ابو محمد ابن فضال کی کنیت ہے بعض نسخوں میں ابو محمد حسن عسکری ہے اس نسخہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر امام عسکریؑ کی تفسیر سے لی گئی ہے محقق شعرانی نے اس کے حاشیہ میں لکھا : یہ نسخہ یقینا نسخہ برداروں کے تصرفات میں سے ہے روایت امام عسکریؑ کی طرف منسوب تفسیر میں نہیں ہوسکتی کیونکہ حدیث کی سند میں اس کے راویوں میں سے کوئی نہیں مرآۃ العقول شرح کافی میں علامہ مجلسی نے کہا : ظاہرا عسکری کا اضافہ نسخہ برداروں کے قلم کا طغیان ہے اور تفسیر عیاشی اور اس کتاب کی کتاب طلاق میں گزر چکا ہے کہ حسن بن علی ابو محمد کے بغیر ہے ظاہر ہے کہ حسن بن علی بن فضال ہے یہ حدیث کے بیان میں وضاحت کیلئے آیا ہے اس کی کینت ابو محمد ہے احتمال ہے کہ امام صادق کا کلام ہو امام حسن بن علی سے نقل کیا ہو یہ بعید ہے اور عسکری کے نسخہ کی بناء پر احتمال ہے کہ محمد بن یحیٰی کا کلام ہو اس نے امام ابو محمد عسکریؑ سے نقل کیا ہو اور وضاحت کیلئے روایت کے ضمن میں ذکر کیا ہو۔

کچھ دیر چلے پھر وہ ان فرشتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم بدترین مخلوق کی طرف جا رہے ہو۔ جبرئیل نے کہا: یہ دوسری گواہی ہے، پھر چلے جب شہر کے دروازے پر پہنچے تو لوط انکی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم بدترین مخلوق کی طرف جا رہے ہو جبرئیل نے کہا: یہ تیسری گواہی ہے۔

پھر وہ شہر داخل ہوئے اور فرشتے ان کے ساتھ داخل ہوئے جب ان کو لوط کی بیوی نے دیکھا کہ بہترین شکل میں ہیں چھت پر چڑھ گئی اور تالی بجائی انہوں نے نہیں سنا تو آگ جلا کر دھواں اٹھایا جب انہوں نے دھواں دیکھا تو دروازے کی طرف دوڑے چلے آئے وہ ان کی طرف اتری اور کہنے لگی: ان کے پاس اتنے خوبصورت لوگ آئے ہیں کہ ان سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھے، وہ دروازے کی طرف آئے تا کہ اندر داخل ہوں جب لوط نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف گئے اور کہنے لگے: اے میری قوم! خدا سے ڈرو، مجھے میرے مہمانوں کے سامنے ذلیل و خوار نہ کرو، کیا تم میں کوئی عقلمند اور باشعور شخص نہیں ہے، پھر کہا: یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں اور ان کو حلال کی دعوت دی۔ وہ کہنے لگے: آپ جانتے ہیں کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں میں کوئی حق حاصل نہیں ہے اور جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگے: کاش میرے پاس تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی، یا میرے پاس کوئی محکم سہارا ہوتا جبرئیل نے کہا: کاش وہ جانتے کہ ان کے پاس کتنی طاقت ہے۔ پس لوگوں نے بھیڑ کر کے ان کے گھر میں داخل ہونا شروع کر دیا۔

فرمایا: جبرئیل نے انہیں پکارا: اے لوط! انہیں چھوڑ دو، جب وہ لوگ داخل ہوئے جبرئیل نے ان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا ان کی آنکھیں جاتی رہیں وہ خدا کا فرمان ہے: ہم نے ان کی آنکھیں نکال دیں۔ پھر جبرئیل نے کہا: ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اپنے اہل و عیال کو لیکر رات کے وقت چلے جاؤ، جبرئیل نے ان سے کہا: ہم ان کو ہلاک کرنے کیلئے بھیجے گئے ہیں، انہوں نے کہا: اے جبرئیل! جلدی کرو، جبرئیل نے کہا: ان کا وعدہ صبح ہے، کیا صبح قریب نہیں ہے۔

فرمایا: جبرئیل نے انہیں حکم دیا وہ اور ان کے ساتھ سوائے ان کی بیوی کے ان کے اہل و عیال چلے گئے۔

فرمایا: پھر جبرئیل نے اپنے پہلو سے ساتویں زمین سے اکھاڑا پھر اسے اتنا بلند اٹھایا کہ نچلے آسمان والوں نے کتے کے بھونکنے اور مرغوں کے بولنے کی آوازیں سنیں پھر اسے الٹا اور ان پر اور ان کے ارد گرد ڈھیلوں کی بارش برسائی۔

محمد بن مسلم نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: خدا کی قسم! جو اقدام امام حسن بن علیؑ نے کیا وہ اس امت کیلئے ان پوری وسعتوں سے بہتر تھا جن پر سورج چمکتا ہے، خدا کی قسم! یہ آیت نازل ہوئی، کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں کہا گیا: اپنے ہاتھ روک لو اور نماز پڑھو اور زکات دو، یہ امام کی اطاعت تھی لیکن وہ لوگ جنگ کرنا چاہتے تھے جب ان پر امام حسینؑ کے ساتھ ملکر لڑنا واجب ہوا تو کہنے لگے: خدایا تو نے ہم پر جنگ کیوں واجب کی ہے ہمیں قریب موت سے

تاخیر کیوں نے نہیں دی، تو ہم تیری دعوت پر لبیک کہتے اور رسولوں کی پیروی کرتے، وہ اس کو امام قائمؑ کی طرف موخر کرنا چاہتے تھے۔

[علم نجوم کا مرکز ہندوستان]

معلیٰ بن خنیس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے نجوم کے بارے میں سوال کیا: کیا یہ حق ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں ،اللہ تعالی نے مشتری کو ایک شخص کی شکل میں نازل کیا، اس نے ایک عجمی شخص کو پکڑا اور اسے نجوم کی اتنی تعلیم دی وہ سمجھا کہ وہ آخری حد تک سمجھ چکا ہے پھر اس سے کہا: دیکھ مشتری کہاں ہے؟ اس نے کہا: اسے میں آسمان پر نہیں دیکھ رہا، میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے؟

فرمایا: اس نے اسے چھوڑ دیا اور ہندوستان کے ایک شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے نجوم کی تعلیم دی یہاں تک کہ سمجھا کہ وہ آخری حد تک سمجھ گیا ہے اور اس سے کہا: دیکھ مشتری کہاں ہے؟ اس نے کہا: میرا حساب یہ کہتا ہے کہ تو مشتری ہے، فرمایا: اس نے بڑی چیخ ماری تو وہ فوت ہو گیا اور اس کا علم اس کے اہل و عیال کو ورثہ میں ملا پس یہ علم وہاں ہندوستان میں ہے۔

جمیل بن دراج نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی، آپ سے نجوم کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اسے عرب اور ہند کے ایک گھرانے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

[امام صادق کو حکومت کی دعوت دینے والے اصحاب کے خطوط کا حال]

معلیٰ بن خنیس کا بیان ہے میں نے عبدالسلام بن نعیم، سدیر، اور دوسرے کئی اصحاب کے خطوط امام صادقؑ کے پاس لے گیا جب سیاہ لباس والے ظاہر ہوئے، اور یہ بنو عباس کے ظاہر ہونے سے پہلے کی بات ہے انہوں نے کہا تھا: ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ حکومت کا معاملہ آپ کو مل سکتا ہے آپ کا حکم کیا ہے؟

راوی کا بیان ہے امام نے وہ خطوط زمین پر پٹخ دیئے پھر فرمایا: افسوس، افسوس! میں ان کا امام نہیں ہوں، کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ یہ حکومت ہمیں اس وقت ملے گی جب سفیانی قتل ہو گا۔

ابو بصیر کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ ان لوگوں میں جن کی تعظیم کا خدا نے حکم دیا ہے، فرمایا: یہ نبی اکرم ﷺ کے گھر ہیں۔

یحییٰ بن ابو العلاء کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی ڈھال ذات الفضل ہے اس کے سامنے اور پیچھے چاندی کے دو حلقے ہیں اور فرمایا: اسے امام علیؑ نے جنگ جمل کے دن پہنا تھا۔

یعقوب بن شعیب نے امام صادق سے روایت کی فرمایا: امام علیؑ نے جنگ جمل کے دن سفید سیاہ رنگ کا کمر بند باندھا تھا جسے جبرئیل آسمان سے لیکر آیا تھا اور نبی اکرم ﷺ جب ڈھال پہنتے تو اسے باندھتے تھے۔

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: عثمان نے مقداد سے کہا تھا: خدا کی قسم! رک جاؤ ورنہ میں تجھے تمہارے پہلے مالک کے پاس بھیج دوں گا، جب مقداد کی وفات قریب تھی تو عمار سے کہنے لگے: عثمان کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو میں اپنے پہلے رب کے پاس جا رہا ہوں۔

[محمد بن اسامہ کے قرض کی امام سجاد کا ضمانت لینا]

فضیل و عبید نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب محمد بن اسامہ کی وفات کا وقت قریب آن پہنچا تو اس کے پاس بنو ہاشم آئے تو اس نے ان سے کہا: آپ لوگ اپنے ہاں میری قرابت و منزلت کو جانتے ہیں اور مجھ پر قرض ہے میں پسند کرتا ہوں تم میری طرف سے اس کی ادائیگی کی ضمانت لو تو امام علی بن حسینؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! تیرے قرض کا ایک تہائی میرے ذمہ ہے، پھر آپ خاموش ہوگئے اور دوسرے لوگ بھی خاموش رہے، پھر امام علی بن حسینؑ نے فرمایا: تیرا پورا قرض مجھ پر ہے پھر امام علی بن حسینؑ نے فرمایا: پہلے میں نے اس کا پورا قرض ضمانت لینے سے اس لیے گریز کیا کہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ علی بن حسینؑ نے ہم سے پہلے جلدی میں سب کی ضمانت لے لی تھی۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی قصواء تھی جب اس سے اترتے اس پر اس کی مہار ڈال دیتے تھے فرمایا: وہ نکل کر مسلمانوں کے پاس آتی تو ایک شخص اس کو کچھ کھلا دیتا پھر دوسرا کچھ کھلا دیتا یہاں تک کہ وہ سیر ہو جاتی۔

فرمایا: اس نے اپنا سر سمرہ بن جندب کے خیمہ میں کیا تو اس نے اس کے سر پر اپنا نیزہ مارا اور اسے زخمی کر دیا تو وہ لوٹ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور اس کی شکایت کی۔

ابان نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت مریم حضرت عیسیٰؑ سے نو گھڑیاں حاملہ رہیں اور ہر گھڑی ایک مہینہ کے برابر تھی۔

عمر بن یزید کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: مغیرہ بن سعید کے ماننے والے گمان کرتے ہیں کہ دن آئندہ رات کیلئے ہوتا ہے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں یہ دن سابقہ رات کیلئے ہوتا ہے (مکہ و طائف کے درمیان) نخلہ کے مقام پر رہنے والے جب پہلی کا چاند دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں: حرام کا مہینہ داخل ہوگیا (جس میں جنگ حرام ہے)۔

عمار بن یاسر کا بیان ہے ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے فرمایا: خاص اور خالص شیعہ ہم اہل بیت میں سے ہیں، عمر نے کہا: اے خدا کے رسول! ہمیں ان کی پہچان کرائیں کہ ہم ان کو جان لیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس لیے کہا ہے کہ تم کو بتانا چاہتا ہوں پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مین خدا کی طرف رہنمائی کرنے والا ہوں اور علی دین کا مدد گار ہے اور دین کا منارہ اہل بیت ہیں۔ وہ ایسے چراغ ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

عمر نے کہا: اے خدا کے رسول! جس کا دل اسکو نہیں مانتا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دل کو جب اس ومقام پر لایا جائے تو یا اس کو مانے گا یا اس کی مخالفت کرے گا پس جس کا دل ہم اہل بیت کو مانتا ہو وہ نجات پانے والا ہے اور جس کا دل ہم اہل بیت کا مخالف ہو وہ ہلاک و نابود ہونے والا ہے۔

قتیبہ اعشی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: تم نے ہم اہل بیتؑ کی خاطر باپ بیٹے اور رشتہ داروں سے دشمنی مول لی تمہارا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور تمہیں اس کی شدید ضرورت اس وقت پڑے گی جب جان حلق کو پہنچ جائے گی اور ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا۔

۵۲۰۔ سعید بن یسار کا بیان ہے ہم نے امام صادقؑ کے پاس ہونے کی اجازت چاہی۔ میں، حارث بن مغیرہ نصری اور منصور صیقل تھے، آپ نے اپنے غلام طاہر کے گھر کا ہمیں وعدہ دیا، ہم نے نماز عصر پڑھی اور آپ کی طرف روانہ ہوگئے آپ کو زمین کے قریب بستر پر تکیہ لگائے ہونے دیکھا ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پھر ٹانگیں نیچے کیں کہ آپ کے قدم زمین پر لگ گئے پھر فرمایا: خدا کی حمد ہے جب لوگ دائیں بائیں جاتے ہیں ایک فرقہ مرجئہ ہے ایک فرقہ خارجی ہے اور ایک فرقہ قدری ہے اور تمہیں ترابی کا نام دیا جاتا ہے۔

پھر آپ نے اپنے دائیں طرف کہا: خدا کی قسم! یاد رکھو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اس کا رسول، اس کے رسول کی اہل بیت اور ان کے شیعہ خدا ان کے چہروں کو عزت بخشے اس کے سوا کچھ نہیں، خدا کی قسم! امام علی نبی اکرم ﷺ کے بعد سب لوگوں سے زیادہ حکومت کے حقدار تھے اس بات کو آپ نے تین بار دہرایا۔

[فضائل اہل بیت کو یاد کرنے والے]

علی بن مستورد نخعی نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: کچھ فرشتے نچلے آسمان میں ہیں جو ایک دو تین افراد کو دیکھتے ہیں کہ وہ آل محمد کی فضیلت کو یاد کرتے ہیں تو کہتے ہیں: کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ اتنے کم اور ان کے دشمن اتنے زیادہ ہیں پھر بھی وہ آل محمد کی فضیلت کو یاد کرتے ہیں تو ملائکہ کا دوسرا گروہ کہتا ہے: یہ تو خدا کی طرف سے فضیلت ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔

[شیعہ سے نرمی کا حکم]

عمر بن حنظلہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اے عمر! ہمارے شیعوں سے سختی اور تندی نہ کرو بلکہ ان سے نرمی و لطافت سے پیش آؤ کیونکہ لوگ اس ولایت کا تحمل و برداشت نہیں کر سکتے جو تم برداشت کرتے ہو۔

[آیات کی تاویلیں]

حسین جمّال (اونٹ فروش اور انہیں کرائے پر دینے والے) لے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی : اے ہمارے رب ! ہمیں جن وانس میں سے وہ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہم ان کو اپنے قدموں میں روندیں گے تاکہ وہ ذلیل وخوار ہو جائیں، امام نے فرمایا: وہ دونوں ہیں، پھر فرمایا: فلاں تو شیطان تھا۔
سورہ بن کلیب نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان "اے ہمارے رب ! ہمیں جن وانس میں سے وہ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہم ان کو اپنے قدموں میں روندیں گے تاکہ وہ ذلیل وخوار ہو جائیں" کے بارے میں روایت کی فرمایا: اے سورہ! خدا کی قسم ! وہ دونوں مراد ہیں، یہ بات تین بار فرمائی، خدا کی قسم ! اے سورہ! ہم آسمانوں میں خدا کے علم کے خزانہ دار ہیں اور زمین میں خدا کے علم ودانش کے خزانہ دار ہیں۔
سلیمان جعفری کا بیان ہے کہ میں نے امام کاظمؑ سے سنا آپ نے خدا کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا: جب وہ غیر پسندیدہ باتوں کو دل میں چھپاتے ہیں، امام نے فرمایا: فلاں، فلاں اور ابو عبیدہ بن جرّاح۔
عبداللہ بن نجاشی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سنا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ خد اان کے دلوں کے راز جانتا ہے تو ان سے منہ پھیر لو اور ان کو نصیحت کرو اور ان کو ان کے بارے میں مفصل نصیحت کرو، امام نے فرمایا: خدا کی قسم ! اس سے فلاں اور فلاں مراد ہیں خدا کا فرمان ہے : ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ خدا کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے، اور جب وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور ان کیلئے رسول بھی بخشش طلب کرتے تو خدا کو بڑا رحیم اور توبہ قبول کرنے والا پاتے، امام نے فرمایا: خدا کی قسم ! ان کے رسول اکرم اور امام علی سے سلوک وبرتاؤ مراد ہیں یعنی اے علی ! اگر وہ اسے تیرے پاس لاتے اور اپنے کئے کی خدا سے توبہ کرتے اور ان کیلئے رسول بخشش طلب کرتے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پاتے خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لائے سکتے جب تک آپس کے جھگڑوں میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں، امام صادق نے فرمایا: خدا کی قسم ! یہ امام علی کا مسئلہ ہے پھر اس کے بارے میں اپنے دلوں میں نبی کے فیصلے کے بارے میں کوئی تنگی اور گھٹن محسوس نہ پائیں اے خدا کے رسول جب تیری زبان سے فیصلہ ہو گیا جو امام علی کی ولایت کے بارے میں تھا اور علی کو حکومت سپرد کر دیتے۔

[خوابوں کی تعبیریں]

معمر بن خلاد کا بیان ہے میں نے امام کاظمؑ سے سنا فرمایا: کبھی خواب دیکھتا ہوں اور اس کی تعبیر کرتا ہوں خواب ویسے نکلتے ہیں جیسے ان کی تعبیر کی جائے۔

حسن بن جہم کا بیان ہے میں نے امام ابو الحسنؑ سے سنا فرمایا: خواب ایسے نکلتے ہیں جیسے ان کی تعبیر کی جائے راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ بادشاہ مصر کے خواب بہت پراگندہ اور بچگانہ تھے، امام نے فرمایا: ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کے دور میں خواب دیکھا کہ اس کے گھر کی شہتیر ٹوٹ گئی ہے وہ نبی اکرم کے پاس آئی اور خواب بیان کیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تیرا شوہر آنے والا ہے اور وہ صحیح و سالم ہو گا، جبکہ اس کا شوہر سفر پر گیا تھا تو وہ اس طرح صحیح و سالم لوٹا جیسا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔

پھر اس کا شوہر دوبارہ سفر پر گیا اس نے خواب دیکھا کہ اس کے گھر کی شہتیر ٹوٹ گئی ہے وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی خواب بیان کیا آپ نے اس سے فرمایا: تیرا شوہر آنے والا ہے وہ صحیح و سالم لوٹے گا، تو جیسا آپ نے فرمایا تھا وہ صحیح و سالم لوٹا۔

پھر تیسری بار اس کا شوہر سفر پر گیا اس نے خواب دیکھا کہ اس کے گھر کی شہتیر ٹوٹ گئی ہے وہ ایک تھکے ماندھے بدقسمت سے ملی اور اپنا خواب بیان کیا اس شخص نے کہا: تیرا شوہر مر گیا، فرمایا: یہ خبر نبی اکرم ﷺ کو ملی تو فرمایا: کیا وہ اس کی اچھی تعبیر نہیں کر سکتا تھا۔

جابر بن یزید جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کے خواب زمین و آسمان کے درمیان اپنے خواب دیکھنے والے کے سر پر چھپلے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ خود یا کوئی دوسرا اس کیلئے اس کی تعبیر کر دے، جب ان کی تعبیر ہو جاتی ہے تو وہ زمین پر لوٹ آتے ہیں پس اپنے خواب عقلمند اور باشعور افراد کے سوا کسی کو بیان نہ کرو۔

[نبی اکرم کے صحابی ذو نمرہ کا واقعہ]

ابان بن تغلب نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص تھا جو ذو نمرہ کہلاتا تھا وہ بہت بد صورت تھا اس کی بدصورتی کی وجہ سے اسے ذو نمرہ کہا جاتا تھا وہ نبی اک ﷺ رم کے پاس آیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! مجھے بتائیں جو خدا نے مجھ پر فرض کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا نے تجھ پر دن رات میں سترہ رکعتیں نماز، ماہ رمضان کے روزے جب ان کو پالے، حج جب اس کی طرف سفر کی طاقت رکھتا ہوں، زکات اور پھر ان کی وضاحت فرمائی۔

اس نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا جو کچھ خدا نے مجھ پر فرض کیا ہے اس سے زیادہ اپنے خدا سے کچھ نہیں چاہتا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ذو نمرہ! کیوں؟ اس نے عرض کی: جیسا خدا نے مجھے بد صورت پیدا کیا (اب کیا مانگوں؟)

امامؑ نے فرمایا: جبرئیل نبی اکرم ﷺ کے پاس نازل ہوئے اور کہا: اے خدا کے رسول! تیرے رب نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ذو نمرہ کو اس کی طرف سے سلام پہنچا دیں اور اسے کہہ دیں کہ تجھے تیرا رب کہہ رہا ہے کہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تجھے قیامت کے دن جبرئیل کی طرح خوبصورت خلق کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ذو نمرہ! یہ جبرئیل مجھے حکم دیتا ہے کہ میں تجھے سلام پہنچا دوں اور یہ کہ تجھے تیرا رب کہتا ہے کہ کیا تو راضی نہیں کہ میں تجھے جبرئیل کی طرح خوبصورت محشور کروں۔

ذو نمرہ نے کہا: اے میرے پروردگار! میں راضی ہوں تیری عزت و جلال کی قسم! میں اتنی عبادت کروں گا تو مجھ سے راضی ہو جائے گا۔

اس شخص کی حدیث جس کو حضرت عیسیٰؑ نے زندہ کیا

ابان بن تغلب وغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی ،آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا حضرت عیسی بن مریمؑ نے کسی کو مرنے کے بعد زندہ کیا؟ حتی اس شخص نے کھایا پیا اور ایک عرصہ تک زندہ رہا اور اس کی اولاد اور نسل ہوئی۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں ،ان کا ایک دوست تھا جسے خدا کی خاطر بھائی بنایا تھا حضرت عیسیٰؑ جب اس کے پاس سے گزرتے تو اس کے پاس ٹھہرتے حضرت عیسیٰؑ ایک عرصہ تک اس کو نہیں ملے پھر ایک دفعہ اس کے پاس سے گزرے تا کہ اس کو سلام کریں اس کی ماں آپ کے پاس آئی حضرت عیسیٰؑ نے اس کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: اے خدا کے رسول! وہ فوت ہو گیا ہے ،حضرت عیسی نے کہا: کیا تم اس کو دیکھنا چاہتی ہو ،اس نے کہا: ہاں ،حضرت عیسیٰؑ نے کہا: کل میں تیرے پاس آؤں گا اور اسے خدا کے حکم سے تمہارے لیے زندہ کروں گا اگلے دن حضرت عیسیٰؑ اس کے پاس آئے اور کہا: میرے ساتھ اس کی قبر پر چلو ،دونوں چل کر اس کی قبر پر آئے ،حضرت عیسیٰؑ اس کی قبر پر ٹھہرے پھر خدا سے دعا کی قبر کھل گئی اس عورت کا بیٹا زندہ ہو کر نکل آیا ،جب اسے اس کی ماں نے دیکھا اور بیٹے نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے ،حضرت عیسیٰؑ نے ان کے ساتھ مہربانی کی اور اس سے کہا: کیا تو دنیا میں اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: اے خدا کے نبی! کھانے پینے اور ایک مدت عمر کے ساتھ یا بغیر کھانے پینے اور مدت عمر کے؟ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: کھانے پینے اور مدت عمر کے ساتھ تو بیس سال زندگی کرے گا اور شادی کرے گا اور تیری اولاد ہو گی ،اس نے کہا: ہاں ،اگر ایسا ہے۔

فرمایا: حضرت عیسیٰؑ نے اسے اس کی ماں کے حوالے کیا اور اس نے بیس سال زندگی کی اور شادی کی اور اس کی اولاد ہوئی۔

ابو ولاد حنّاط (گندم فروش) وغیرہ ہمارے اصحاب نے امام صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی خدا کا فرمان ہے : جس نے اس میں ظلم کے ذریعہ الحاد کرنا چاہا، فرمایا: جس نے اس میں غیر خدا کی عبادت کی یا اس میں خدا کے اولیاء کے غیر کو اپنا ولی بنایا تو وہ ظلم و ستم کی رو سے ملحد ہے اور خدا پر ہے کہ اس کو دردناک عذاب چکھائے۔

سلام بن مستنیر نے امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی خدا کا فرمان ہے جن لوگوں کو ان کے گھروں س ناحق نکالا گیا مگر یہ کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے، امامؑ نے فرمایا: یہ نبی اکرم ﷺ، امام علیؑ، حمزہ اور جعفر کے بار ے میں نازل ہوئی اور امام حسینؑ کے بارے میں جاری ہوتی ہے۔

یزید کناسی کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا کہ جس دن خدا رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا: تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ وہ کہیں گے ہمیں کچھ بھی علم نہیں، امامؑ نے فرمایا: اس کی تاویل یہ ہے خدا کہے گا تمہیں تمہارے اوصیاء کے بارے میں کیا جواب دیا گیا جن کو تم نے اپنی امتوں میں پیچھے چھوڑا، فرمایا: وہ کہیں گے : ہمیں اس کا علم نہیں کہ لوگوں نے ان کے ساتھ ہمارے بعد کیا سلوک کیا۔

امام علیؑ کے اسلام کا واقعہ

سعید بن مسیب کا بیان ہے میں نے امام علی بن حسینؑ سے سوال کیا: امام علی بن ابی طالبؑ کتنی عمر میں تھے جب اسلام لائے؟

امام نے فرمایا: کیا وہ کبھی کافر تھے، بے شک امام علیؑ دس سال کے تھے جب خدا نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کیا اور وہ ہر گز کافر نہیں تھے وہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے تھے اور سب لوگوں سے پہلے خدا اور رسول پر ایمان لائے اور تین سال لوگوں سے پہلے نماز پڑھتے رہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پہلی نماز ظہر دو رکعت پڑھی، اس طرح خدا نے اسے مکہ میں اسلام لانے والوں پر دو دو رکعت فرض کیا تھا، اور رسول اکرم ﷺ مکہ میں اسے دو رکعت پڑھتے تھے اور امام علی کو مکہ میں ایسے امور کا نگران بنا کر چھوڑا جن کو کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا تھا نبی اکرم ﷺ مکہ سے اول ربیع اول کو نکلے تھے وہ خمیس بعثت کا تیرہواں سال تھا نبی اکرم ﷺ چار ربیع اول کو زوال آفتاب کے وقت مدینہ آئے، قبا میں ٹھہرے دو رکعت نماز ظہر اور دو رکعت نماز عصر ادا کی۔

پھر امام علیؑ کا انتظار کرتے ہوئے وہاں ٹھہرے رہے پانچ نماز دو دو رکعت پڑھتے آپ عمرو بن عوف کے پاس ٹھہرے تھے ان کے پاس دس دن سے زیادہ ٹھہرے تو انہوں نے آپ سے عرض کی: کیا آپ ہمارے پاس قبا میں قیام فرمائیں گے تو ہم آپ کیلئے گھر اور مسجد بناتے ہیں آپ نے فرمایا: نہیں، میں علی بن ابی طالب کا انتظار کر رہا ہوں، میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھ سے مل جائیں اور میں یہاں گھر نہیں بناؤں گا یہاں تک کہ علی آ جائیں، ان شاء اللہ وہ جلدی آنے والے ہیں، امام علی آ گئے اس وقت نبی اکرم ﷺ عمرو بن عوف کے گھر تھے امام علی بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے، پھر

امام علی کے ساتھ نبی اکرمؐ قبا سے قبیلہ سالم بن عوف کی طرف چلے جب امام علی آ گئے، ان کیلئے مسجد کی جگہ نشاندہی کی اور اس کا قبلہ مشخص کیا، اور ان کے ساتھ وہاں نماز جمعہ دو رکعت ادا کی اور دو خطبے دیئے پھر اس دن مدینہ کی طرف اپنی اس اونٹنی پر چل دیئے جس پر آپ آئے تھے اور امام علی آپ کے ساتھ تھے آپ سے جدا نہیں ہوئے آپ کے ساتھ ساتھ چلتے، نبی اکرمؐ انصار کے کسی قبیلہ کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر وہ آپ کے پاس آتے اور اپنے ہاں ٹھہرنے کی درخواست کرتے تھے۔

نبی اکرمؐ نے ان سے فرمایا: اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو اس کو حکم دیا گیا ہے وہ چلتی رہی اور نبی اکرمؐ نے اس کی مہار اس پر ڈال دی تھی یہاں تک کہ وہ اس جگہ رک گئی جو تم دیکھتے ہو اور امام نے ہاں س ے نبی اکرمؐ کی مسجد کے دروازے کی طرف اشارہ کیا جس کے پاس نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی۔ وہ اس کے پاس ٹھہر گئی اور اپنا سینہ زمین پر لگا دیا اور گردن زمین پر رکھ دی۔

نبی اکرمؐ اتر پڑے اور ابو ایوب انصاری جلدی سے آگے بڑھے اور آپ کے رحل و ساز و سامان کو اٹھالیا اور آپ کو اپنے گھر لے گئے اور نبی اکرمؐ اور امام علی اس کے پاس ٹھہرے حتی کہ آپ کی مسجد بن گئی آپ کیلئے گھر اور امام علی کا گھر بن گئے تو آپ دونوں اپنے گھروں میں چلے گئے، سعید بن مسیب نے امام علی بن حسین سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، جب نبی اکرمؐ مدینہ آئے تو ابو بکر بھی آپ کے ساتھ تھے وہ کہاں سے آپ سے جدا ہوئے؟

امام نے فرمایا: جب نبی اکرمؐ قبا آئے ابو بکر آپ کے ساتھ امام علی کے انتظار میں ٹھہرے پھر ابو بکر نے آپ سے کہا: ہمیں مدینہ لے چلیں کہ لوگ آپ کے آنے سے خوش ہو رہے ہیں اور وہ آپ کے ان کی طرف دیر کرنے کو محسوس کر رہے ہیں ہمیں ان کے پاس ل ے چلیں اور یہاں امام علی کے انتظار میں اتنا نہ ٹھہریں میرا گمان نہیں کہ وہ ایک ماہ تک آپ کے پاس آئیں گے، نبی اکرم نے ان سے کہا: ہرگز نہیں، وہ جلدی آ جائیں گے، میں اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں جاؤں گا جب تک میرا چچازاد اور میرا خدا کی خاطر بھائی نہ آ جائے جو میرے اہل بیت میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے، اس نے مشرکین کے مقابلے میں اپنی جان دیکر مجھے بچایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اس وقت ابو بکر گھبرا گئے اور کانپ اٹھے اور اس سے ان میں امام علیؑ کے بارے میں حسد پیدا ہوا اور یہ ان کی پہلی عداوت تھی جو اس نے نبی اکرمؐ کے سامنے امام علیؑ کے بارے میں ظاہر کی، اور اس کی نبی اکرمؐ سے پہلا اختلاف تھا وہ چل دیئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور نبی اکرمؐ کو قبا میں امام علیؑ کے انتظار میں چھوڑ آئے

۔

راوی کا بیان ہے میں نے امام علی بن حسینؑ سے عرض کی: نبی اکرمؐ نے حضرت فاطمہ کی شادی امام علیؑ سے کب کی تھی؟

امامؑ نے فرمایا: مدینہ میں ہجرت کے ایک سال بعد، اور اوقت ان کی عمر نو سال تھی۔

امامؑ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کیلئے حضرت خدیجہ سے فطرت اسلام پر سوائے حضرت فاطمہؑ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی، اور حضرت خدیجہ ہجرت سے ایک سال پہلے فوت ہوئیں اور حضرت ابو طالب خدیجہ کی وفات کے ایک سال بعد فوت ہوئے، جب نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو کھو دیا تو مکہ میں رہنے سے دل تنگ ہوگئے اور شدید حزن و غم آپ کو لاحق ہوگیا اور اپنے اپ پر قریش کے کفار کی طرف خطرہ محسوس کرنے لگے اور اس بات کی جبرئیل سے شکایت کی، تو خدا نے آپ کو وحی کی ان ظالموں کی بستی سے چلے جاؤ، اور مدینہ کی طرف ہجرت کرو، مکہ میں اب تمہارا کوئی ناصر و مددگار نہیں رہا اور مشرکین سے جنگ کیلئے آمادہ ہو جاؤ، اس وقت نبی اکرم مدینہ کی طرف چلے گئے۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: مسلمانوں پر ایسی نماز کب فرض ہوئی جیسی وہ اب پڑھتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: مدینہ میں جب دعوت حق پھیل گئی اور اسلام قوی ہوگیا اور خدا نے مسلمانوں پر جہاد فرض کر دیا نبی اکرم ﷺ نے نماز میں سات رکعتوں کا اضافہ کیا ظہر میں دو رکعت، عصر میں دو رکعت اور مغرب میں ایک رکعت اور عشاء میں دو رکعت، اور نماز فجر کو اسی طریقہ پر رہنے دیا جیسی وہ فرض ہوئی تھی، کیونکہ دن کے ملائکہ کو آسمان سے اترنے کی جلدی ہوتی ہے اور رات کے فرشتوں کو آسمان پر جانے کی جلدی ہوتی ہے، اور دن رات کے ملائکہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا: نماز صبح کہ صبح کی تلاوت کی گواہی دی جاتی ہے اس میں مسلمان حاضر ہوتے ہیں اور دن رات کے ملائکہ اس وقت حاضر ہوتے ہیں۔

ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: کتنا آسان ہے کہ لوگ تم سے راضی ہو جائیں تم اپنی زبانوں کو ان سے روکے رکھو۔

[امام باقرؑ کا بنوامیہ کے مقابلے سے گریز]

زرارہ بن اعین کا بیان ہے امام ابو جعفر باقرؑ مسجد الحرام میں تھے آپ نے بنو امیہ اور ان کی حکومت کا ذکر کیا تو آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے عرض کی: ہماری امید ہے کہ آپ ان کا مقابلہ کریں اور یہ حکومت خدا آپ کے ہاتھوں کامیاب کرے۔

امامؑ نے فرمایا: میں ان کا مقابلہ کرنے والا نہیں ہوں، اور نہ مجھے پسند ہے کہ میں ان کا مقابل بنوں، ان کا مقابلہ کرنے والے زنا و حرام کی اولاد ہیں بے شک خدا نے جب سے آسمان و زمین خلق کئے ان کے سالوں اور دنوں سے زیادہ چھوٹے دن خلق نہیں کئے خدا نے اس فرشتہ کو حکم دیا جس کے ہاتھ میں چرخ فلک ہے تو اس نے اس کو لپیٹ دیا ہے۔

حماد بن عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: مرداس سنگ دل کی اولاد کا جس نے تقرب حاصل کیا وہ اسے کافر بنا دیں گے جو ان سے دور ہوا وہ اس کو فقیر بنا دیں گے جو ان سے دشمنی مول لے وہ اسکو قتل کر دیں گے جس نے ان سے پناہ لی وہ اس کو گرا دیں گے جو ان سے بھاگا وہ اس کو پالیں گے یہاں تک کہ ان کی حکومت ختم ہو جائے۔

[خالد بن سنان کی نبوت کا واقعہ]

بشیر نبّال (تیر ساز) نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی آپ نے اس کو خوش آمدید کہا، اور اس کا ہاتھ تھاما اور اسے بٹھایا پھر فرمایا: یہ خالد بن سنان نبی کی بیٹی ہے جس کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا تھا، اس نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا ایک آگ جسے حدثان کی آگ کہتے تھے ہر سال ان کے پاس آتی اور ان میں سے بعض کو کھا جاتی تھی اور وہ معین وقت پر نکلتی تھی اس نبی نے ان لوگوں سے کہا: اگر میں اس کو تم سے دور کر دوں تو کیا تم ایمان لاؤ گے انہوں نے کہا: ہاں۔

فرمایا: جب وہ آگ نکلی تو وہ نبی اپنے کپڑوں میں اس کی طرف بڑھے اور اس کو پلٹا دیا حتیٰ اس کے پیچھے چلے یہاں تک کہ اس کو اس کی غار میں ڈال دیا اور اس کے ساتھ خود بھی داخل ہو گئے، وہ لوگ اس غار کے کنارے بیٹھے اور وہ سمجھ رہے تھے نبی بھی نہیں نکلے گا مگر وہ یہ کہتے ہوئے نکلے: یہ لو آگ چلی گئی، اور یہ سب خدا کی طرف سے ہے، بنو عبس تو سمجھے تھے کہ میں کبھی نہیں نکلوں گا اور میری پیشانی شرمندہ اور شرابور ہو جائے گی پھر فرمایا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو ؟ وہ کہنے لگے: نہیں، نبی نے کہا: میں فلاں دن فوت ہو جاؤں گا پس جب میں فوت ہو جاؤں مجھے دفن کر دینا، پھر وحشی خچروں کا ایک گروہ آئے گا جس کے سامنے دم کٹا خچر ہو گا وہ میری قبر پر ٹھہرے گا پس تم میری قبر کھول دینا، اور اس سے جو چاہو پوچھ لینا۔

جب وہ نبی فوت ہوا انہوں نے اس کو دفن کر دیا اسی دن وحشی خچروں کا ایک گروہ آیا تو وہ لوگ جمع ہو گئے اور اس قبر کو کھودنے کے ارادے سے آئے تو وہ کہنے لگے: تم اس کی زندگی میں اس پر ایمان نہیں لائے اس کے مرنے کے بعد اس پر کیسے ایمان لائے ہو ؟ اگر تم نے ان کی قبر کو کھولا تو یہ تم پر ہمیشہ کیلئے گالی بن جائے گی پس تم اس کو چھوڑ دو پس وہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔

[نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد کے حوادث]

سلیم بن قیس ہلالی کا بیان ہے میں نے سلمان فارسی سے سنا فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگوں نے جو کرنا تھا کر لیا اور ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح نے انصار سے بحث کی تو ان سے امام علیؑ کی دلیل سے مقابلہ کیا اور کہنے لگے: اے انصار! قریش تم سے زیادہ اس حکومت کا حق رکھتے ہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ قریش سے تھے اور مہاجرین انہی قریش میں سے ہیں بے شک خدا نے ان سے اپنی کتاب میں ابتداء کی ہے اور انہیں فضیلت دی ہے اور نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا تھا: ائمہ و پیشوا قریش میں سے ہیں، سلمان نے کہا: میں امام علیؑ کے پاس گیا آپ نبی اکرم ﷺ کو غسل دے رہے تھے میں نے لوگوں کے کئے کی خبر دی اور عرض کی: ابو بکر اب نبی اکرم ﷺ کے منبر پر ہے، خدا کی قسم! وہ اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اس کی ایک ہاتھ سے بیعت کریں بلکہ وہ ان کی دونوں ہاتھوں دائیں بائیں س بیعت کر رہے ہیں۔

امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے سلمان! کیا تم جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ کے منبر پر سب سے پہلے اس کی کس نے بیعت کی؟

میں نے عرض کی: نہیں، جانتا، مگر میں نے بنی ساعد کی چھت کے نیچے دیکھا جب انصار جھگڑا کر رہے تھے کہ سب سے پہلے اس کی بیعت بشیر بن سعد اور ابو عبیدہ بن جراح نے کی پھر عمر اور سالم نے کی، امامؑ نے فرمایا: میں تجھ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا لیکن جب وہ نبی اکرم ﷺ کے منبر پر چڑھا تو جس نے سب سے پہلے بیعت کی اس کو جانتے ہو؟

میں نے عرض کی: نہیں، لیکن میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا جس نے اپنے عصا کا سہارا لیا ہوا تھا اور اس کی پیشانی میں آنکھوں کے درمیان کثرت سجود و عبادت کی وجہ سے سجدے کے نشان تھے، وہ سب سے پہلے اس کی طرف گیا جبکہ وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا خدا کی حمد جس نے مجھے موت نہیں دی حتیٰ کہ میں نے تجھے اس جگہ دیکھ لیا اپنے دونوں ہاتھ بڑھایئے اس نے ہاتھ بڑھایا تو اس نے بیعت کی پھر اتر آیا اور مسجد سے چلا گیا۔

امام علیؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟ میں نے کہا: نہیں، مجھے اس کی بات بری لگی تھی گویا وہ نبی اکرم ﷺ کی وفات پر دشمنی کی خوشی نکال رہا تھا، امامؑ نے فرمایا: وہ ابلیس تھا خدا اس پر لعنت کرے، مجھے نبی اکرم ﷺ نے خبر دی تھی کہ ابلیس اور اس کے اصحاب کے رؤساء اس وقت حاضر تھے جب نبی اکرم ﷺ نے مجھے غدیر خم کے مقام پر خدا کے حکم سے خلیفہ مقرر کیا تھا اور ان کو یہ بھی بتایا کہ میں ان کو جانوں کی نسبت ان پر زیادہ حق رکھتا ہوں اور انہیں حکم دیا تھا کہ حاضر افراد غائبین کو اس کی تبلیغ کریں تو ابلیس کے پاس اس کے چیلے اور اس کے اصحاب، نافرمان کارندے آئے اور کہنے لگے: اس امت پر رحم کیا گیا اور اس کی حفاظت کر دی گئی، تجھے اور ہمیں ان پر غلبہ پانے کی کوئی سبیل نہیں ہے، ان کو نبی کے بعد ان کے امام و پیشوا اور مشکل کشا کی معرفت کرا دی گئی ہے تو ابلیس ملعون بہت دکھی ہو کر چلا تھا۔

اور مجھے نبی اکرم ﷺ نے خبر دی تھی جب آپ کی وفات ہو گی لوگ جھگڑا کرنے کے بعد بنی ساعدہ کی چھت کے نیچے ابو بکر کی بیعت کریں گے پھر وہ لوگ مسجد آئیں گے تو سب سے پہلے میرے منبر پر اس کی بیعت ابلیس کرے گا وہ ایک عبادت گزار بوڑھے کی شکل میں آئے گا اور اس کی صورت ایسی ہو گی پھر وہ چلا جائے گا اور اپنے شیطان اور ابلیسوں کو

جمع کرے گا ناک سے آواز نکالے گا اور اپنی پیٹھ پر بیٹھے گا اور کہے گا: تم نے کہا تھا کہ میں ان پر غلبہ نہیں پا سکتا تو تم نے کیسے دیکھا میں نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے حتی انہوں نے خدا کے حکم اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول کے حکم کو چھوڑ دیا ہے۔

[رحلت پیامبرؐ کے بعد ابلیس کی خوشی]

جابر جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جب غدیر کے دن نبی اکرم ﷺ نے امام علیؑ کا ہاتھ تھاما ابلیس نے اپنے لشکروں میں چیخ ماری وہ سب خشکی اور پانی میں جہاں تھے اس کے پاس آ گئے انہوں نے کہا: اے ہمارے سید و سردار! کیا چیز تمہیں خوفزدہ کر رہی ہے؟! تمہاری اس چیخ سے زیادہ خوفناک چیخ ہم نے کبھی نہیں سنی، اس نے کہا: اس نبی نے ایسا کام کیا کہ اگر وہ پورا ہو جائے تو کبھی خدا کی نافرمانی نہیں ہو گی، انہوں نے کہا: اے ہمارے سید و سردار! تم نے آدم پر غلبہ پالیا تھا؟ جب منافقین نے کہا: وہ نبی اپنی خواہشات سے بات کرتے ہیں اور ایک نے دوسرے سے کہا: ان کی آنکھوں کو دیکھو اس کے سر میں ایسے گھومتی ہیں جیسے وہ مجنون ہوں اور اس سے وہ نبی اکرم ﷺ کو مراد لیتے تھے، ابلیس نے خوشی سے چیخ ماری اور اپنے اولیاء کو جمع کیا اور کہا: کیا تم جانتے ہو میں نے اس سے پہلے آدم پر غلبہ پایا تھا، انہوں نے کہا: ہاں، آدم نے عہد توڑا مگر اپنے رب کا کفر نہیں کیا اور انہوں نے عہد بھی توڑا اور اپنے رسول کا کفر بھی کیا۔

جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگوں نے امام علیؑ کی بجائے کسی کو منبر پر بٹھا دیا ابلیس نے بادشاہی کا تاج پہنا اور منبر لگایا اور تکیہ کیا اور اپنے پیادہ اور سوار لشکروں کو بلایا پھر ان سے کہا: خوشیاں مناؤ جب تک امام حق قیام نہیں کرتے، خدا کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

اور امام باقرؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا سوائے مومنین کے ایک گروہ کے سب نے اس کی پیروی کی، پھر امامؑ نے فرمایا: اس آیت کی تاویل اس وقت ہوئی جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور ابلیس کا گمان سچا ہوا جب انہوں نے رسول سے کہا: وہ خواہشات س ے بات کرتے ہیں تو ابلیس نے ان کو گمان دلایا اور انہوں نے اس کے گمان کی تصدیق کی۔

۵۴۳۔ زرارہ نے امام باقرؑ و امام صادقؑ میں سے ایک سے روایت کی فرمایا: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے حزن و غم کی حالت میں صبح کی، امام علیؑ نے کہا: اے خدا کے رسول! کیا ہے کہ میں آپ کو غمگین دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: کیسے میں غمگین نہ ہوں میں نے آج رات بنی تیم و بنی عدی اور بنی امیہ کو دیکھا وہ میرے منبر پر چڑھ رہے ہیں اور لوگوں کو اسلام سے پیچھے ہٹا رہے ہیں، میں نے کہا: اے میرے رب! یہ میری زندگی میں ہو گا یا میرے وفات کے بعد؟ فرمایا: تیری وفات کے بعد۔

زرارہ نے امام باقرؑ و امام صادقؑ میں سے ایک سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد نے اپنی قوم سے مدد لی پھر جب اپنے دشمنوں پر غالب آئے تو اپنی قوم کو قتل کرنا شروع کر دیا تو میں بہت سے لوگوں کی گردنیں مار دیتا۔

ابان بن تغلب نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت عیسیٰ مسیح فرمایا کرتے تھے: زخمی کے زخم کا علاج نہ کرنے والا اس کو زخم لگانے والے کی طرح اس کے قتل میں شریک ہے کیونکہ زخم لگانے والے نے زخمی کو مارنے کی کوشش کی اور اس کا علاج نہ کرنے والے نے اس کا علاج نہیں کیا جب اس کا علاج نہیں کیا تو یقیناً اس کے قتل کا ارادہ کیا ہے اس طرح تم نااہل افراد کو حکمت و دانائی کی باتیں نہ بتاؤ کہ تم پر جہالت و نادانی کی تہمتیں لگائی جائیں گی اور اہل افراد سے حکمت کو نہ چھپاؤ ورنہ گناہ گار ہو جاؤ گے، پس تم علاج کرنے والے حاذق طبیب و حکیم کی طرح بنو جب علاج کا موقع دیکھا تو علاج کر دیا ورنہ خاموش رہا۔

[امام رضاؑ سے حالات کی تنگی کا شکوہ اور امام کا جواب]

احمد بن عمر حلّال (سرکہ فروش) کا بیان ہے کہ میں اور حسین بن ثویر بن ابی فاختہ امام رضاؑ کے پاس گئے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، ہم اس سے پہلے فراخ روزی اور شاداب زندگی گزارتے تھے اب کچھ حالات بدل گئے ہیں خدا سے دعا کریں کہ وہ حالت پلٹا دے، امامؑ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو، تم بادشاہ بننا چاہتے ہو کیا تمہیں پسند ہے کہ طاہر (بن حسین بن مصعب ملقب ذوالیمینین والی خراسان) اور ہرثمہ (بن اعین مامون کے لشکر کے قائد) کی طرح بنو، وہ تمہاری اس حالت کے برعکس ہے؟ میں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! مجھے پسند نہیں کہ دنیا اور اس کے تمام سونے چاندی کے خزانے میرے ہو جائیں اور میں اپنے اس عقیدے کو چھوڑ دوں۔

راوی کا بیان ہے امامؑ نے فرمایا: تم میں سے جس کو آسانی اور فراخی حاصل ہو وہ خدا کا شکر کرے، خدا کا فرمان ہے: اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ کروں گا اور فرمایا: آل داود شکر کرو، میرے بہت کم بندے شکر کرنے والے ہیں، اور خدا سے اچھا گمان کرو کہ امام صادقؑ نے فرمایا کرتے تھے: جس نے خدا سے اچھا گمان کیا خدا اس کے نیک گمان کو پورا کرے گا اور جو کم رزق پر راضی ہوا خدا اس کے کم عمل کو قبول کرے گا اور جو کم مقدار میں حلال روزی پر راضی ہوا اس کا وزن کم ہو گا اور اس کے اہل و عیال خوشحال ہونگے خدا اسے دنیا کی مرض و علاج بتا دے گا اور اسے سلامتی کے گھر کی طرف صحیح و سالم لے جائے گا۔

[ابن قیاما اور ابن سراج کے احوال]

راوی کا بیان ہے پھر امامؑ نے فرمایا: ابن قیاما کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی: خدا کی قسم! وہ ہم سے بہترین حالت میں تھا، امام نے فرمایا: اسے اس سے کیا چیز مانع ہے؟ پھر یہ آیت تلاوت کی: مسلسل ان کی بنیاد اور دلوں میں شک ہے مگر ان کا دل پھٹ جائے۔

پھر فرمایا: جانتے ہو ابن قیاما کیوں حیران و پریشان ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں، فرمایا: وہ امام کاظمؑ کے پیچھے چلا اور آپ کے دائیں بائیں سے آیا جب امام مسجد نبی جا رہے تھے، تو امام کاظم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: خدا تجھے حیران و پریشان کرے، تو کیا چاہتا ہے؟ پھر فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر موسی کاظم ان کے پاس پلٹ کر آ جائیں اور کہیں: اگر ہمارے لیے کسی کو معین کرو تو ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے آثار کے پیچھے چلیں گے کیا وہ سچی بات کرنے والے ہیں، یا وہ ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا: وہ کہتے ہیں ہم اس پر اڑے رہیں گے حتی ہمارے پاس موسی نبی لوٹ کر آئیں۔

میں نے عرض کی: نہیں، بلکہ جس نے کہا: آپ ہمارے لیے انہیں معین کریں ہم اس کی پیروی کریں گے، فرمایا: یہیں سے ابن قیامات اور اس کے نظریہ کے پیروکاروں نے دھوکا کھایا ہے، پھر ابن سراج کا ذکر کیا اور فرمایا: اس نے حضرت امام کاظمؑ کی وفات کا اقرار کیا اور یہ کہ آپ نے وفات کے وقت اپنے وصی کو وصیت کی تھی اور فرمایا تھا: جو کچھ میں نے چھوڑا حتی میری قمیض جو میری گردن میں ہے وہ ابوالحسن کے وارثوں کیلئے ہے اور یہ نہیں کہا: وہ ابوالحسن کیلئے ہے یہ اقرار ہے لیکن انہیں کیا چیز فائدہ دے گی اور امام کے قول سے کیا فائدہ اٹھائیں گے پھر امام خاموش ہو گئے۔

[لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں]

۷۵۴۔ حماد نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا:

۱) جب کسی قوم کے ساتھ سفر کرو تو اپنے اور ان کے امور میں ان س بکثرت مشورہ کرو۔

۲) ان کے ساتھ بکثرت تبسم اور مسکراہٹ دکھاؤ۔

۳) اور اپنے زاد راہ میں کریمانہ اور سخاوتمندانہ رویہ دکھاؤ۔

۴) جب وہ تجھے بلائیں تو ان کی بات سنو۔

۵) جب تجھ سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرو۔

۶) تین چیزوں میں ان پر غالب رہو: طویل خاموشی، بکثرت نماز، اپنے ہمراہ سواری، مال اور زاد راہ میں سخاوت۔

۷) جب تمہیں حق بات پر گواہ بنائیں تو ان کیلئے گواہی دو۔

۸) جب تم سے مشورہ لیں تو پوری کوشش سے اچھا مشورہ دو۔

۹) اچھی طرح غور و فکر کر کے کوئی ارادہ کرو۔

۱۰) کسی مشورہ کے معاملہ میں رائے نہ دو جب تک اس میں اٹھ بیٹھ، سونا کھانا اور نماز نہ پڑھ اور اپنی فکر و حکمت کو اس مشورہ میں استعمال کرو کیونکہ جو شخص اپنے مشورہ لیے والے کو نصیحت و خیر خواہی میں خالص نہیں ہوتا خدا اس سے رائے اور دانائی کی نعمت کو چھین لیتا ہے اور اس س اس امانت کو جدا کر دیتا ہے۔

۱۱) جب اپنے ساتھیوں کو دیکھو کہ وہ چل رہے ہیں تو ان کے ساتھ چل پڑو۔

۱۲) جب ان کو دیکھو کہ وہ کام کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ کام کرو۔

۱۳) جب وہ صدقہ دیں اور قرض دیں تو ان کے ساتھ یہ کام کرو۔

۱۴) اپنے سے بڑی عمر والے کی بات پر دھیان دو۔

۱۵) جب تجھے کوئی حکم دیں اور تجھ سے کسی کام کی درخواست کریں تو کہو: ہاں، اور ہر گز ن "نہ" نہ کہو کہ نہ کہنا بزدلی اور شوم وملامت ہے۔

۱۶) جب کہیں راستے میں ٹھہر جاؤ تو اتر پڑو۔

۱۷) جب ارادے میں شک تو رک جاؤ اور مشورہ کرو۔

۱۸) جب کسی ایک شخص کو دیکھو تو اس سے راستہ نہ پوچھو اور نہ اس سے رہنمائی حاصل کرو کہ ایک شخص بیابان میں مشکوک ہوتا ہے شاید وہ چوروں اور ڈاکوؤں کا جاسوس ہو یا وہ شیطان ہو جو تمہیں بھٹکانہ چاہتا ہو، اسی طرح دو افراد سے بھی بچو مگر وہ اچھائی دیکھ لو جو میں نہیں دیکھتا کیونکہ جب عقلمند کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ لیتا ہے تو اس سے حق کو پہچان لیتا ہے اور حاضر وہ کچھ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا۔

۱۹) اے میرے بیٹے! جب نماز کا وقت آجائے تو اسے کسی کام کیلئے موخر نہ کرنا اور اس کو پڑھ کر آرام کرنا کیونکہ یہ قرض ہے۔

۲۰) اور نماز جماعت پڑھنا اگرچہ شیشے کے اوپر ہو۔

۲۱) اپنی سواری پر نہ سونا یہ اس کی پشپ پر جلدی زخم کرتا ہے اور یہ حکمت و دانائی والوں کا کام نہیں مگر تم محمل میں ہو جس میں تم اعضا کو پھیلا سکتے ہو۔

۲۲) جب منزل قریب ہو تو اپنی سواری سے اترنا اور خود سے پہلے اس کو چارہ ڈالنا۔

۲۳) جب ٹھہرنا چاہو تو بہترین شاداب نرم و بکثرت چارہ والی زمین پر اترنا۔

۲۴) جب اترو تو بیٹھنے س پہلے دو رکعت نماز پڑھنا۔

۲۵) جب رفع حاجت کرنا ہو تو دور والی زمین جانا۔

۲۶) جب چلو تو دو رکعت نماز پڑھو اور جس زمین پر ٹھہرے اس کو الوداع کہو اور اس زمین اور اس کے اہل پر سلام کرو کہ ہر زمین کے ٹکڑے پر اس کے اہل ملائکہ رہتے ہیں۔

۲۷) اگر کر سکو تو کھانا کھانے سے پہلے صدقہ دینا تو ضرور اس کام کو انجام دینا۔

۲۸) تم پر خدا کی کتاب کی تلاوت لازمی ہے جب تک سوار ہو۔

۲۹) جب تک عمل میں ہو تو تم پر تسبیح لازمی ہے۔

۳۰) جب تک خلوت ہو دعا لازمی ہے۔

۳۱) رات کے پہلے حصے میں چلنے سے پرہیز کرنا۔

۳۲) اور تم پر آدھی رات سے آخر شب تک آرام لازمی ہے۔

۳۳) اور راستے میں آواز بلند کرنے سے پرہیز لازمی ہے۔

[ابن نافع ازرق کا امام باقرؑ سے جنگ نہروان کے متعلق بحث کرنا]

۵۴۸۔اسیدی اور محمد بن مبشر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن نافع ازرق خارجی کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے زمین کے مشرق و مغرب کے درمیان کسی شخص کے بارے میں علم ہو جس تک سواریاں مجھے پہنچا سکیں جو مجھ سے بحث کرے کہ امام علیؑ نے نہروانیوں کو قتل کیا اور آپ نے ان پر ظلم نہیں کیا تو میں اس کے پاس سفر کر کے جاؤں گا، اس سے کہا گیا: کیا ان کی اولاد نہیں ہے؟ اس نے کہا: کیا ان کی اولاد میں کوئی عالم ہے؟ کہا گیا: یہ تیری جہالت کی ابتداء ہے، کیا وہ علم و دانش سے خالی ہو سکتے ہیں؟ اس نے کہا: آج کل ان کا عالم کون ہے؟ کہا گیا: محمد بن علی بن حسین بن علیؑ، راوی کا بیان ہے، اس نے اپنے اصحاب کے رؤساء کے ساتھ آپ کی طرف سفر کیا حتی مدینہ آیا، امام باقرؑ کے پاس آنے کی اجازت لی، امام سے کہا گیا: یہ عبداللہ بن نافع ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اسے مجھ سے کیا کام ہے وہ مجھ سے اور میرے باپ سے صبح شام برائت کرتا ہے۔

تو ابو بصیر کوفی نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، یہ خیال کرتا ہے کہ اگر زمین کے مشرق و مغرب کے درمیان اسے کوئی ملے جس تک اسے سواریاں پہنچا سکتی ہوں اور وہ امام علی کے بارے میں اس سے بحث کرے کہ آپ نہروانیوں کو قتل کرنے میں ان پر ظلم کرنے والے نہیں تھے تو وہ اس کی طرف سفر کر کے جائے گا۔

امام باقرؑ نے اس سے فرمایا: تمہارا خیال ہے کہ وہ بحث کرنے کیلئے آیا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔

امام نے فرمایا: اے غلام! جاؤ، پس اس کا ساز و سامان اتارو اور اس سے کہو: کل ہمارے پاس آنا۔

راوی کا بیان ہے جب عبداللہ بن نافع نے صبح کی تو اپنے اصحاب کے رؤساء کے ساتھ صبح سویرے چلا اور امام باقرؑ نے مہاجرین اور انصار کی تمام اولادوں کو بلا بھیجا، اور ان کو جمع کیا پھر لوگوں کی طرف سرخ مائل دو کپڑوں میں ظاہر ہوئے ،اور لوگوں کی طرف ایسے آئے جیسے چاند کا ٹکڑا اترا ہو، اور فرمایا:

تمام تعریفیں اس خدا کیلئے جس نے چاند ستارے اور زمین بنائی، حمد اس خدا کیلئے جس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی ،آسمانوں اور زمینوں کا سب کچھ اس کیلئے ہے ،آخر تک آیت الکرسی ، میں گواہی دیتا ہوں خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، خدا نے انہیں انتخاب کیا اور انہیں راہ راست کی ہدایت فرمائی۔

حمد اس خدا کی جس نے ہمیں نبوت سے عزت بخشی اور ولایت سے ہمیں خاص کیا، اے مہاجرین وانصار کی اولادو! جس کے پاس بھی علی بن ابی طالبؑ کی کوئی فضیلت و منقبت ہو وہ اسے اٹھ کر بیان کرے۔

لوگ اٹھے اور امام علیؑ کے فضائل و مناقب بیان کئے۔

عبداللہ نے کہا: میں ان مناقب کو نقل کرتا ہوں لیکن علیؑ نے صفین کے بعد فیصلہ کرنے والے کے فیصلے کو قبول کر کے کفر کیا، حتی جب مناقب کو بیان کرتے ہوئے حدیث خیبر کو پہنچے کہ کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول کو پسند کرتا ہوں کاور جسے خدا و رسول پسند کرتے ہوں گے ڈٹ کر لڑنے والا ،فرار نہ کرنے والا ہو گا، وہ نہیں لوٹے گا یہاں تک کہ خدا اس کے ہاتھوں فتح دے، امام باقرؑ نے فرمایا: اس حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

اس نے کہا: حق ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے بعد کفر کر لیا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: تیری ماں تیرے مرنے پر روئے، مجھے بتا کیا خدا علی بن ابی طالبؑ سے اس دن محبت کرتا تھا جب جانتا تھا کہ وہ اہل نہروان کو قتل کرے گا یا نہیں جانتا تھا؟

ابن نافع نے کہا: دوبارہ بتائیے۔ امامؑ نے فرمایا: مجھے بتا کیا خدا علی بن ابی طالبؑ سے اس دن محبت کرتا تھا جب جانتا تھا کہ وہ اہل نہروان کو قتل کرے یا جانتا ہی نہیں تھا؟ اگر کہو: نہیں جانتا تو کفر کیا اس نے کہا: وہ جانتا تھا، امامؑ نے فرمایا: تو خدا نے ان سے اس لیے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کر رہے تھے یا اس لیے کہ وہ اس کی نافرمانی کر رہے تھے؟

اس نے کہا: اس لیے کہ وہ خدا کی اطاعت کر رہے تھے، امام باقرؑ نے اس سے فرمایا: اٹھو، تم ہار چکے ہو۔

وہ یہ کہتا ہوا چلا جب تک فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے جدا ہو جائے خدا بہتر جانتا ہے اپنی رسالتوں کو کہاں رکھے۔

[نجومیوں کے علم کی حد]

ہشام خفاف (جوتے فروش موچی) کا بیان ہے امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: تمہاری نجوم میں کتنی مہارت ہے؟

میں نے عرض کی: میں نے عراق میں اپنے سے بڑا کوئی نجومی نہیں چھوڑا۔

امامؑ نے فرمایا: تمہارے نزدیک چرخ فلک کیسے ہے؟ میں نے اپنی ٹوپی اتاری اور اسے گھمادیا۔ فرمایا: اگر حقیقت ایسی ہو جیسی تم کہہ رہے تو بنات نعش، جدی اور فرقدین ستارے کیوں کسی دن قبلہ میں گھومتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے؟
میں نے عرض کی: خدا کی قسم! اسے میں نہیں جانا، اور نہ میں نے کسی حساب والے س اس کو ذکر کرتے ہوئے سنا۔
امامؑ نے مجھ سے فرمایا: زہرہ ستارے کی کتنے جزء اس کی روشنی میں ہے؟
میں نے کہا: خدا کی قسم! وہ ستارہ ہے میں نے اس کو نہیں سنا اور نہ کسی کو اس کے بارے میں یاد کرتے ہوئے سنا۔
فرمایا: سبحان اللہ، پس تم نے ایک ستارے کو سرے سے گرادیا، تو تم کس بات پر حساب کرتے ہو۔
پھر فرمایا: زہرہ ستارہ چاند سے اس کی روشنی کے کتنے فاصلے پر ہے؟ میں نے کہا: اس چیز کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔
فرمایا: چاند سورج سے روشنی کے کتنے فاصلے پر ہے؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔
فرمایاؑ: تو نے سچ کہا، پھر فرمایا: کیا ہے کہ دو لشکر آپس میں ملتے ہیں اس کے پاس بھی نجومی ہوتا ہے اور دوسرے کے پاس بھی نجومی ہوتا ہے اور ہر نجومی اپنے لشکر کی فتح کا فال نکالتا ہے پھر دونوں لڑتے ہیں تو ایک دوسرے کو ہرادیتے ہیں تو نحس و بدبختی کہاں سے آتی ہے؟
میں نے کہا: خدا کی قسم! میں اس کو نہیں جانتا۔ فرمایا: تو نے سچ کہا، اصل حساب کتاب حق ہے لیکن اس کی حقیقت کو سوائے ان کے کوئی نہیں جانتا جن کے پاس پوری مخلوق کی پیدائش کا علم ہو۔

امام علیؑ کا [صفین میں] خطبہ

جابر جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: امام امیر المومنینؑ نے لوگوں کو صفین میں خطبہ دیا، خدا کی حمد و ثنا کی اور حضرت محمد نبی پر درود و سلام بھیجا پھر فرمایا: اما بعد! اللہ نے میرے لیے تم پر تمہارے امور کی ولایت کا حق قرار دیا اور خدا نے تم میں میری خاص منزلت و مقام بنایا، اور تمہارا بھی مجھ پر ویسا حق ہے جیسا میرے لیے تم پر حق ہے۔

[باہمی حقوق کی وضاحت]

حق صفت بیان کرنے میں بہت خوبصورت ہوتا ہے لیکن آپس میں حق و انصاف کرنے کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ وہ کسی کیلئے جاری نہیں ہوتا ہے مگر اس پر بھی جاری ہوتا ہے اور کسی کے خلاف جاری نہیں ہوتا ہے مگر اس کے حق میں بھی جاری ہوتا ہے۔

اگر کوئی ایسا ہوتا کہ اس کے حق میں جاری ہو اور اس کے خلاف جاری نہ ہو تو وہ فقط خدائے ذوالجلال کی ذات برحق ہے اس کی مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر قدرت رکھتا ہے اور وہ ان پر اپنے تمام فیصلوں میں عدل کرتا ہے اس نے اپنے بندوں پر یہ حق قرار دیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کا بہترین بدلہ ثواب کا تفضل قرار دیا ہے اور اپنے کرم کا لطف کیا اور مزید اجر و ثواب میں بھی وسعت دے گا۔

پھر اس نے ان حقوق انسانی کو بھی کہ جنہیں ایک کے لئے دوسرے پر قرار دیا ہے ۔اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے اور انہیں اس طرح ٹھہرایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں برابر اتریں اور کچھ ان میں سے کچھ حقوق کا باعث ہوتے ہیں اور اس وقت تک واجب نہیں ہوتے جب تک اس کے مقابلہ میں حقوق ثابت نہ ہو جائیں اور سب سے بڑا حق کہ جسے اللہ سبحانہ نے واجب کیا ہے۔ حکمران کا رعیّت پر اور رعیّت کا حکمران پر ہے۔ کہ جسے اللہ نے والی و رعیّت میں سے ہر ایک کے لئے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے او راسے ان میں رابطہ محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

[عدل وانصاف کی ضرورت]

چنانچہ رعیّت اسی وقت خوشحال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اسی وقت صلاح و درستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے۔ جب رعیّت اس کے احکام کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہو جب رعیّت فرمان روا کے حقوق پورے کرے اور فرمانروا رعیّت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو ان کے حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبر کی سنتیں اپنے دھرے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سدھر جائے گا۔ بقائے سلطنت کے

توقعات پیدا ہو جائیں گے اور دشمنوں کی حرص و طمع یاس و ناامیدی سے بدل جائے گی۔اور جب رعیّت حاکم پر مسلّط ہو جائے یا حاکم رعیّت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقعہ پر ہر بات میں اختلاف ہو گا۔ ظلم کے نشانات ابھر آئیں گے۔ دین میں مفسدے بڑھ جائیں گے، شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی۔خواہشوں پر عمل درآمد ہو گا شریعت کے احکام ٹھکرا دیئے جائیں گے۔ نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا۔ایسے موقعہ پر نیکوکار ذلیل، اور بدکردار باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔

لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لئے ضروری ہے اس لئے کہ کوئی شخص بھی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکتا کہ جس کا وہ اہل ہے۔چاہے وہ اس کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے کے لئے کتنا ہی حریص ہو، اور اس کی عملی کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں۔ پھر بھی اس نے بندوں پر یہ حق واجب قرار دیا ہے کہ وہ مقدور بھر پند و نصیحت کریں اور اپنے درمیان حق کو قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں ۔کوئی شخص بھی اپنے کو اس سے بے نیاز نہیں قرار دے سکتا۔ کہ اللہ نے جس ذمہ داری کا بوجھ اس پر ڈالا ہے اس میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے، چاہے وہ حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو اور دین میں اسے فضیلت و برتری کیوں نہ حاصل ہو اور کوئی شخص اس سے بھی گیا گزرا نہیں کہ حق میں تعاون کرے یا اس کی طرف دست تعاون بڑھایا جائے ، چاہے لوگ اسے ذلیل سمجھیں اور اپنی حقارت کی وجہ سے آنکھوں میں نہ جچے۔

[لشکر سے ایک شخص کی مدح کا جواب]

اس موقعہ پر آپ کے لشکر میں سے ایک شخص نے آپ کی باتوں پر لبیک کہا اور معلوم نہیں ہے کہ وہ کون تھا؟ اور کہا جاتا ہے کہ اسے اس سے پہلے اور بعد میں آپ کے لشکر میں نہیں دیکھا گیا۔ اس نے اٹھ کر خدا کے احسانات کی حمد و ثناء کی جو اس نے انہیں واجب حقوق عطا کئے اور تمام حالات کی تبدیلیوں کا ذکر کر کے حق کا اعتراف کیا۔

پھر عرض کی: آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم آپ کی رعایا ہیں آپ کے ذریعہ خدا نے ہمیں ذلت و رسوائی سے نجات دی اور آپ کی عزت و اکرام کے ذریعہ اپنے بندوں کو غلامی سے آزاد کرایا۔ آپ ہم پر احسان کریں اور اپنے اختیارات کو جاری کریں اور حکم دیں کہ آپ کا حکم مانا جائے گا اور آپ کی باتوں کی تصدیق کی جائے گی اور آپ کو حکومت کی توفیق دی گئی ہے اور آپ احسان کرنے والے بادشاہ ہیں کسی چیز میں ہم آپ کی نافرمانی کو جائز نہیں سمجھتے ،اور آپ کے علم سے کسی علم کا قیاس نہیں کرتے ہمارے نزدیک آپ کی عظمت بہت بلند ہے اور ہمارے دلوں میں آپ کی فضیلت بہت برتر ہے۔

آپ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خداوندی کی رفعت کا احساس ہوا، اسے سزاوار ہے کہ اس کی جلالت و عظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی

اس کا زیادہ اہل ہے کہ جسے اس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے احسانات کے ہوں اس لئے کہ جتنی اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اُتنا ہی اُس پر اللہ کا حق زیادہ ہوگا نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی ذلیل ترین صورت حال یہ ہے کہ ان کے متعلق یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فخر و سربلندی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے حالات کبر و غرور پر محمول ہو سکیں مجھے یہ تک ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی گزرے کہ میں بڑھ بڑھ کر سراہے جانے یا تعریف سننے کو پسند کرتا ہوں بحمد اللہ! کہ میں ایسا نہیں ہوں اور اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے فروتنی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت و بزرگی کو اپنایا جائے کہ جس کا وہی اہل ہے یوں تو لوگ اکثر اچھی کارکردگی کے بعد مدح و ثنا کو خوشگوار سمجھا کرتے ہیں (لیکن) میری اس پر مدح و ستائش نہ کرو کہ اللہ کی اطاعت اور تمہارے حقوق سے عہدہ برآ ہوا ہوں۔ کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے جنہیں پورا کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہوا، اور ان فرائض کا ابھی اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے۔ مجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو۔ جیسی جابر سرکش فرمانرواؤں سے سیکھی جاتی ہیں۔ اور نہ مجھ سے اس طرح بچاؤ کرو۔ جس طرح طیش کھانے والے حاکموں سے بچ بچاؤ کیا جاتا ہے اور مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جس سے چاپلوسی اور خوشامد کا پہلو نکلتا ہو۔ میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے گی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست کروں گا کہ مجھے بڑھا چڑھا دو۔ کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو۔ اسے حق اور انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دشوار ہوگا تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں ۔ مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے ۔ ہم اور تم اسی رب کے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رب نہیں۔ وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے۔ کہ خود ہم اپنے نفسوں پر اتنا اختیار نہیں رکھتے۔ اسی نے ہمیں پہلی حالت سے نکال کر جس میں ہم تھے بہبودی کی راہ پر لگایا اور اسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا کی۔

[حقیقت کی گواہی کی تاکید]

اس شخص نے جواب دیا جس نے پہلے جواب دیا تھا اور عرض کی: آپ نے جو کچھ فرمایا آپ اس کے اہل ہیں، خدا کی قسم ،خدا کی قسم! بلکہ آپ اس سے بھی بلند تر ہیں، ہمارے نزدیک خدا کے یہ احسانات ناشکری کے قابل نہیں خدا نے آپ کو ہماری حکومت سپرد کی اور ہمارے امور کی سیاست اور تنظیم آپ کو سونپی ہے پس آپ ہمارے لیے وہ نشان ہیں جس سے ہم ہدایت حاصل کرتے ہیں اور ہمارے امام و پیشوا ہیں جس کی ہم اقتداء اور پیروی کرتے ہیں آپ کے تمام معاملات سراسر رشد و ہدایت ہیں اور آپ کے فرامین ادب و عدل پر مبنی ہیں، زندگی میں آپ کے ذریعہ ہماری آنکھیں خوش و خرم ہیں اور

آپ کے ذریعہ ہمارے دل خوشی سے پر ہیں، اور آپ کی بلند و بالا فضیلتوں کی صفت بیان کرنے میں ہماری عقلیں حیران و دنگ ہیں۔ ہم صرف زبانی کلامی آپ کی مدح میں یہ نہیں کہتے کہ آپ ہمارے صالح امام ہیں اور ہر گز اس میں تجاوز نہیں کرتے اور آپ کے یقین کے بار میں ہمارے دلوں میں کوئی کھوٹ چھپا ہوا نہیں ہے اور آپ کے دین کے بارے میں کوئی دھوکہ نہیں ہے جس میں ہمیں خوف ہو کہ آپ نے خدا کی نعمت سے جبر و ستم کو رواج دیا یا آپ میں تکبر کو پایا ہو بلکہ ہم آپ کی عزت و اکرام کے ذریعہ خدا کا تقرب چاہتے ہیں اور آپ کے بارے میں سب کچھ کہتے ہیں اور آپ کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں اور آپ کے بلند مرتبہ کا شکر ادا کرتے ہیں آپ ہمارا اور اپنا خیال رکھیئے اور خدا کو اپنے اور ہم پر ترجیح دیجئے ہم اپ کے حکم کی اطاعت کریں گے اور ان بخش امور میں آپ کی پیروی کریں گے۔

امام امیر المومنینؑ نے اسے جواب دیا: میں خدا کے ہاں تمہیں اپنے لیے گواہ بناتا ہوں کہ تم ان امور کو جانتے ہو جو میرے سپرد کئے گئے اور خدا ہمیں اور تمہیں عنقریب اپنے سامنے محشر میں جمع کرے گا اور ہمارے امور کے بارے میں ہم سے سوال کرے گا پھر ہم ایک دوسرے کے بارے میں گواہ دیں گے اور آج ایسی گواہی نہ دو جو کل کی تمہاری گواہی کے خلاف ہو خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور تمام امور میں اس کے ہاں صرف دلوں کی خیر خواہی پہنچتی ہے۔

تو اس شخص نے جواب دیا اور کہا جاتا ہے کہ امام کے ساتھ اس کلام کے بعد وہ نہیں دیکھا گیا، اس نے جواب دیا جبکہ اس کے سینے کا دکھ درد شدید ہو گیا تھا وہ بات کر رہا تھا جبکہ رونے کی وجہ سے اس کی بات کٹ رہی تھی اور گلے میں غم و غصہ کی بدولت اس کی آواز کٹ جاتی تھی اس کی مصیبت کو بڑا سمجھا گیا اس کے دکھ درد کی وجہ سے اس کی جان کو خوف ہوا، اس نے خدا کی حمد و ثناء کی پھر اس کی طرف سے عظیم احسانات کے قریب ہونے اور زمانے کی خرابی سے طویل ذلت و خواری اور مصیب میں مدد اور حسن ثناء کی درخواست کی پھر کہا: اے الہی انسان! اے شہروں کے سکون کا سبب! ہماری باتیں آپ کی فضیلت کو کب پہنچ سکتی ہیں اور ہماری وصف بیان کرنا آپ کے افعال کو کب بیان کر سکتے ہیں آپ کی حسن ثناء کی حقیقت کو ہم نہیں پا سکتے، یا آپ کے احسان کو ہم کب شمار کر سکتے ہیں؟ جبکہ آپ کے ذریعہ خدا کی نعمتیں ہم پر جاری ہیں اور آپ کے ہاتھوں خیر و برکت کے اسباب ہمیں مل رہے ہیں آپ ذلت و خواری کے شکار افراد کو پناہ دینے والے ہیں اور نافرمانی کرنے والے ناشکرے لوگوں کو بھی بھائی بنا کر ساتھ چل رہے ہیں پس آپ کے اہل بیت اور آپ کی ذات کے صدقے خدا پاک نے ہمیں ان خطرات کی سختیوں سے نجات دی اور خدا نے جس کے ذریعہ ہمارے دکھ درد کی شدت کو ٹال دیا وہ آپ کی ذات ہے۔

اور صرف آپ کے صدقے میں خدا نے ہمارے دین کے معارف اور تعلیمات کو روشن کیا اور ہمارے بگڑی ہوئی دنیا کو سنوار دیا حتی ظلم و ستم کے بعد ہمارا ذکر روشن ہوا اور زندگی کی راحتیں ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرنے لگیں جب آپ نے پوری کوشش سے ہم پر احسان کیا اور ہم میں اپنے تمام وعدے پورے کئے اور ہم میں اپنے تمام عہد و پیمان کو قائم رکھا اور

آپ ہمارے غائب افراد کی رسیدگی کرنے والے ہیں اور ہمارے لیے اچھے ساتھی ہیں اور ہمارے کمزور افراد کی عزت ہیں اور ہمارے فقیر و مسکین افراد کی پناہ گاہ ہیں اور ہمارے سرداروں کے ستون اور مددگار ہیں آپ کے عدل و انصاف نے ہمیں تمام معاملات میں یکجا کیا ہے اور حق میں آپ کی مدارات ہمیں گھیرے رکھتی ہیں جب ہم نے آپ کو دیکھا تو آپ ہمارے لیے انیس و مددگار تھے جب ہم نے اپ کو یاد کیا تو آپ نے ہمیں دل کا نور بخشا اور آپ نے کونسی نیکی ہم سے نہیں کی اور کونسا احسان ہم پر نہیں کیا اگر ہمیں آپ کے بارے میں اس بات کا خطرہ نہ ہوتا جس کو پوری کوشش سے تبدیل نہیں کرسکتے اور ہماری قوت اس کو رونے کی طاقت نہیں رکھتی ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کردیتے اور ہم اپنے پیارے عزیز اولادوں کو بھی آپ پر نثار کرتے ہم آپ پر اپنی اور اولاد کی جانوں کو پیش کرنے میں کوتاہی نہ کرتے اور ہم اس خطرے کو ٹال دیتے اور ہم آپ سے حیلہ کرنے والوں سے پوری کوشش سے مقابلہ کرتے اور آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کا دفاع کرتے لیکن یہ خدا کی بے پناہ حکومت کا معاملہ ہے اور اس کی عظیم عزت کا فیصلہ ہے اور زیر نہ ہونے والے خدا کی مرضی ہے اگر آپ کی سلامتی سے ہم پر احسان کرے اور آپ کو باقی رکھ کر ہم پر رحم و کرم کرے اور آپ کی صحت و سلامتی کے ذریعہ ہم پر انعام کرے اور آپ کو ہم میں باقی رکھے تو ہم خدا کی عظیم نعمت پر شکر کریں گے اور ہمیشہ اس کا ذکر کرتے رہیں گے اور اپنے آدھے مال صدقہ خیرات کریں گے اور اپنے آدھے غلاموں کو آزاد کردیں گے اور دل میں اس کی تعظیم کریں گے اور اپنے تمام امور میں اس کے سامنے خشوع و خضوع کریں گے۔

اور اگر آپ کو جنت کیلئے بلالے اور آپ کی وفات کے حکم کو جاری کرے تو اس کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور اس کی آزمائش کو ٹالا نہیں جاسکتا اور اس سے ہمارے دل حق سے نہیں بدلیں گے کیونکہ خدا کا اپنے ہاں کے خزانوں کے لیے آپ کو اختیار کرنا آپ کے اعلی کردار کی وجہ سے ہے لیکن ہم اس پر روئیں گے کہ اس حکومت کی عزت کے بعد ذلت لوٹ آئے اور دنیا کھانے والے پہنچ جائیں آپ جیسا عدل و انصاف کرنے والا نہ ملے جس کے پاس ہم اپنی مشکلات کی شکایت لیکر جائیں اور کوئی ایسا مددگار نہ ملے جس سے ہم امید رکھیں اور ایسا کوئی آپ کی مانند نہ ہو جسے ہم آپ کی جگہ بٹھائیں۔

خطبہ امام علیؑ [مسلمانوں میں عمومی اموال کی برابر تقسیم کا بیان]

۵۵۱۔اصبغ بن نباغہ کا بیان ہے : امام امیر المومنینؑ کے پاس عبداللہ بن عمر، ابو بکر کی اولاد اور سعد بن ابی وقاص آئے اور آپ سے مال کی تقسیم میں دوسروں سے فضیلت اور اضافہ کا سوال کیا تو آپ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے فرمایا: حمد و تعریف اللہ کیلئے ہے جو حمد ثناء کا مالک ہے، اور جود و کرم کی انتہاء ہے اسے صفات پا نہیں سکتیں اور زبانوں میں اس کی حد بندی نہیں کی جاسکتی، اور اس کی انتہاء کی پہچان نہیں ہو سکتی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں ہدایت کا پیغام لانے والے نبی ہیں، تقوی کا مخزن ہیں، رب کریم کے رسول ہیں، حق کی طرف سے حق لیکر آئے تاکہ واضح قرآن اور روشن برہان و دلیل کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرائیں، پس آپ نے واضح کتاب کو آشکار بیان کیا اور سابقہ رسولوں کی طرح گزر گئے۔

اما بعد! اے لوگو! لوگ ایسی باتیں نہ کریں، دنیا نے انہیں مدہوش کر دیا ہے، انہوں نے جائیدادیں بنائی ہیں اور نہریں اور چشمے بہائے ہیں اور موٹے تازے جانوروں پر سوار ہوتے ہیں اور نرم و نازک لباس پہنتے ہیں لیکن یہ سب ان کیلئے ننگ و عار بن گیا ہے اگر انہیں بخشنے والا خدا معاف نہ کرے جب میں نے ان کو اس چیز سے روک دیا جس کی وہ جستجو کرتے تھے اور انہیں ان کے مرتبہ و حق کے مطابق قرار دیا تو وہ لوگ اسے کم سمجھنے لگے اور کہنے لگے: ابو طالب کے بیٹے نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمارے حقوق کو روک دیا ہے اور ہمیں محروم کر دیا ہے خدا ہی ان لوگوں کے خلاف ہمارا مددگار ہے۔

جس نے ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اور ہم مسلمانوں کا ذبیحہ کھایا اور ہمارے نبی پر ایمان لایا اور ہماری طرح گواہی دی اور ہمارے دین میں داخل ہوا ہم اس پر قرآن کا حکم اور اسلام کی حدیں جاری کریں گے۔

کسی کو دوسرے پر سوائے تقوی کے کوئی فضیلت نہیں ہے اور یاد رکھو متقیوں کیلئے خدا کے پاس بہترین ثواب اور جزاء اور بازگشت ہے خدا نے دنیا میں متقیوں کیلئے کوئی ترجیح قرار نہیں دی جو خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کیلئے بہتر ہے۔

اے دین کے خدا کے اہل، دیکھو جو تم خدا کی کتاب قرآن میں پاتے ہو اور جو تم نے خدا کے رسول کے پاس چھوڑا اور اس کے ذریعہ خدا کی خاطر جہاد کیا، کیا وہ حسب و کردار کے ذریعہ تھا یا نسب و قوم قبیلے کے ذریعہ تھا یا عمل کے ذریعہ تھا یا اطاعت یا زہد و تقوی کے ذریعہ تم دیکھو اب جس میں رغبت رکھتے ہو پس تم اپنی آخرت کی منزل و گھر کی طرف جلدی کرو خدا تم پر رحم کرے جس کو آباد کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا وہ آباد گھر جو کبھی ویران نہیں ہو گا وہ باقی رہنے والے گھر

جو کبھی تباہ نہ ہونگے جن کیطرف تمہیں بلایا گیا ہے اور تمہیں اس کی ترغیب دلائی گئی ہے اور خدا کے پاس انہی کا ثواب قرار دیا گیا ہے پس تم خدا کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ اور اس کی نعمتوں کا شکر کر کے اس کی نعمتوں کو کامل کرو پس جو اس پر راضی نہ ہوا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ اس کا رجوع ہماری طرف ہے بے شک حاکم خدا کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہے اور اس پر وہ کسی سے نہیں ڈرتا، اور وہی لوگ فلاح و کامرانی پانے والے ہیں۔

اور ایک نسخہ میں ہے اور اسے کوئی وحشت اور پریشانی نہیں ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہونگے۔

اور فرمایا: میں نے تمہیں اس تازیانہ کے ساتھ سرزنش کی جس سے میں اپنے اہل و عیال کی سرزنش کرتا ہوں مگر تم نے پرواہ نہیں کی اور میں نے تمہیں اپنے اس تازیانہ سے مارا جس س ے میں اپنے رب کی حدود جاری کرتا ہوں مگر تم پشیمان نہیں ہوئے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنی تلوار سے مار کر ختم کر دوں؟ آگاہ رہو میں جانتا ہوں جو تم چاہتے ہو اور جس سے تمہارا ٹیڑھا پن درست ہو گا لیکن میں تمہیں سیدھا کرنے کیلئے اپنے آپ کو برباد نہیں کر سکتا بلکہ خدا تم پر ایسی قوم کو مسلط کرے گا جو میرے لیے تم سے انتقام لیں گے نہ تمہاری دنیا رہے گی جس سے تم فائدہ اٹھاؤ اور نہ آخرت رہے گی جس کی طرف تم جاؤ گے، پس بھڑکتی جہنم کی آگ کے حقداروں کیلئے وائے اور دوری ہو۔

[انسان کے تین حالات؛ بھڑیا صفت، متردد اور خالص]

۵۵۲۔زرارہ کا بیان ہے کہ حمران نے امام باقرؑ سے سوال کیا اور عرض کی: خدا مجھے آپ پر قربان کرے اگر آپ ہمیں بیان کرتے کہ کب یہ امر ولایت واقع ہوگا تو ہم اس سے خوش ہو جاتے؟ امامؑ نے فرمایا: اے حمران! تیرے ساتھی ، بھائی اور جانے پہچانے اصحاب ہیں، پرانے دور میں ایک عالم تھا اور اس کا ایک بیٹا تھا جسے اپنے باپ کے علم و دانش کے علم و دانش میں کوئی رغبت نہیں تھی اور نہ وہ اپنے باپ سے کوئی علمی سوال کرتا تھا جبکہ اس شخص کا ایک پڑوسی تھا جو اس کے پاس آتا اور اس سے سوال کرتا اور کسب فیض کرتا تھا جب اس عالم شخص کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا: اے فرزند! تو میرے علم سے بے رغبت رہتا تھا اور تیری اس میں دلچسپی بہت کم تھی اور تو نے مجھ سے علمی سائل کے بارے میں سوال بھی نہیں کئے، جبکہ میرا پڑوسی تھا وہ میرے پاس آتا اور مجھ سے سوال کرتا تھا اور مجھ سے کسب فیض کرتا تھا اور ان علمی باتوں کو یاد رکھتا تھا اب اگر تجھے کسی علمی مسئلے کی ضرورت ہو تو اس کے پاس جانا اور اسے اپنے پڑوسی کا تعارف کرا دیا پس وہ عالم شخص فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا رہ گیا۔

پس اس دور کے بادشاہ نے خواب دیکھا تو اس کے حل کیلئے اس عالم شخص کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ وہ فوت ہو چکا ہے بادشاہ نے کہا: کیا اس نے کوئی اولاد چھوڑی ہے؟ کہا گیا: ہاں اس نے ایک بیٹا چھوڑا ہے اس نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ، تو اس کو بلانے کیلئے کسی کو بھیجا گیا تاکہ وہ بادشاہ کے پاس آئے تو اس جوان نے کہا: خدا کی قسم! میں نہیں جانتا جس کیلئے بادشاہ مجھے بلا رہا ہے اور نہ میرے پاس علم ہے اور اگر اس نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو میں ذلیل و رسوا ہو جاؤں گا، تو اسے وہ بات یاد آئی جو اس کے والد نے اسے وصیت کی تھی وہ اس شخص کے پاس آیا جو جو اس کے والد سے علم حاصل کیا کرتا تھا اور اس سے کہا: بادشاہ نے مجھے بلایا ہے تاکہ مجھ سے علمی سوال کرے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے مجھے کیوں بلایا ہے اور میرے والد نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب مجھے علمی مسئلے کی ضرورت ہو تو تمہارے پاس آؤں۔

اس شخص نے کہا: میں جانتا ہوں جس مسئلے کیلئے اس نے تجھے بلایا ہے پس اگر میں تجھے وہ بتا دوں تو جو کچھ خدا تجھے اس کے صدقے میں دے وہ میرے اور تمہارے درمیان تقسیم ہو گی، اس جوان نے کہا: ہاں، پس اس شخص نے اس سے قسمیں لیں اور پکا عہد و پیمان لیا کہ وہ اس وعدہ کو پورا کرے گا اور اس جوان نے پکا وعدہ کر لیا۔

اس شخص نے کہا: وہ یہ چاہتا ہے کہ تجھ سے اس خواب کے بارے میں سوال کرے جو اس نے دیکھا کہ کون سا زمانہ ہے؟ پس تو اس سے کہہ دے: یہ بھڑیئے کا زمانہ ہے۔

جوان بادشاہ کے پاس گیا اور بادشاہ نے اس سے کہا: کیا تو جانتا ہے میں نے تجھے کیوں بلایا ہے؟ جوان نے جواب دیا: آپ نے مجھے بلایا تا کہ اس خواب کے بارے میں سوال کریں جو آپ نے دیکھا کہ یہ کون سازمانہ ہے؟ بادشاہ نے کہا: تو نے سچ کہا، مجھے بتاؤ یہ کونسازمانہ ہے اس نے کہا: یہ بھڑیئے کا زمانہ ہے، تو بادشاہ نے اس کو انعام دینے کا حکم دیا، جوان اس انعام کو لیکر گھر واپس آیا اور اپنے ساتھی سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا: میں اپنا یہ مال کم کیوں کروں، یہ تو میرے مرنے کے وقت تک کافی ہے، اور شاید اب مجھے اس سے سوال کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑے، اور نہ مجھ سے اس جیسے مشکل سوال کے بارے میں پوچھا جائے جیسا اب مجھ سے پوچھا گیا، پس جتنا عرصہ خدا نے چاہا وہ اس حالت میں ٹھہرا رہا، پھر بادشاہ نے خواب دیکھا تو اس نے اسے بلا بھیجا تو جوان اپنے کیئے پر شرمندہ اور پشیمان ہوا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! میرے پاس تو کچھ بھی علم نہیں جو بادشاہ کے پاس لے جاؤں، اور میں نہیں جانتا اپنے عالم دوست کے ساتھ کیا کروں، کیونکہ میں نے اسے دھوکہ دیا ہے اور اس سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا پھر کہنے لگا: بہر حال میں اس عالم کے پاس جاتا ہوں۔ اور اس معذرت کرتا ہوں اور اس کو قسم دیتا ہوں شاید وہ مجھے اس مرتبہ بھی بتا دے۔

حضرت ابراہیمؑ کی تاریخ

۵۵۸۔ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کا باپ آزر نمرود کا نجومی اور ستارہ شناس تھا[146] اور اس کا کوئی کام سوائے اس کے صادر نہیں ہوتا تھا، ایک رات اس نے ستاروں کو دیکھا اور اس نے صبح سویرے نمرود سے کہا: میں نے عجیب چیز دیکھی ہے؟

---

[146]۔اس روایت میں آزر مشرک اور بت پرست کو حضرت ابراہیمؑ کا باپ قرار دیا گیا ہے حالانکہ فریقین کی مستفیضہ کثیر روایات اور محقق علماء کا اتفاق ہے کہ انبیاءؑ کے والدین موحد ہوتے ہیں، اس لیے ایسی اخبار واحدہ کو اصول دین میں حجت قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ان کا علم پلٹانے کی ضرورت ہے اور قرآن کریم کی رو سے بھی حضرت ابراہیمؑ کا باپ مشرک نہیں ہو سکتا کیونکہ انہوں نے آزر کا شرک اور بت پرستی پر اصرار دیکھ کر ان سے براءت کا اظہار کیا؛ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ؛ اور (وہاں) ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) کے لیے مغفرت طلب کرنا اس وعدے کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اس کے ساتھ کر رکھا تھا لیکن جب ان پر یہ بات کھل گئی کہ وہ دشمن خدا ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے، ابراہیم یقیناً نرم دل اور بردبار تھے (توبہ ۱۱۴)، لیکن اپنے والدین کے لیے آخری عمر میں بھی دعاء کرتے رہے؛ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ؛ تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ان سب سے بیزار ہیں، ہم نے تمہارے نظریات کا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ہو گی جب تک کہ تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ، البتہ ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) سے کہا تھا: میں آپ کے لیے مغفرت ضرور چاہوں گا (ممتحنہ ۴)۔

انہی حقائق کے پیش نظر محقق علماء اور شارحین کافی نے اس حدیث کو شدید حالات کے تحت صادر ہونا قرار دیا جو ظالم و جابر اپنے ظلم و جور کی وجہ سے آزر کو حضرت ابراہیمؑ کا باپ سمجھتے تھے اور اس کی وجہ سے اہل حق کو اذیتیں پہنچاتے تھے ان کا منہ بند کرنے کے لیے ایسی حدیث کہی گئی شارح مازندرانی نے استرآبادی سے اس کو نقل کیا کہ فرقہ حقہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے آباء و اجداد حضرت آدمؑ تک مسلم و موحد تھے اور اس بات پر ان کی متواتر حدیثیں نقل ہوئی ہیں ہم اصلاب طاہرہ اور ارحام پاک سے ہیں کہیں جاہلیت نے ان کو خراب نہیں کیا اور کتب شافعیہ میں آزر کو حضرت ابراہیمؑ کا چچا بتایا گیا اور ان کے باپ کا نام تارخ بتایا گیا اس لیے یہ حدیث سخت حالات کے تحت صادر ہوئی ہو؛ الاسترابادی: هذا الحديث صريح فی أن آزر كان أبا إبراهيم (عليه السلام) وقد انعقد إجماع الفرقة المحقة على أن أجداد نبينا ﷺ كانوا مسلمين إلى آدم (عليه السلام) وقد تواترت عنهم (عليهم السلام) نحن من الأصلاب الطاهرات والأرحام المطهرات لم تدنسهم الجاهلية بأدناسها وفی كتب الشافعية كالقاموس وكشرح الهمزية لابن حجر المكی تصريح بأن آزر كان عم إبراهيم (عليه السلام) وكان أبوه تارخ... (شرح اصول الکافی، مولی محمد صالح مازندرانی م۱۰۸۱ھ، تعالیق: میرزا ابوالحسن شعرانی، ۱۲ص۵۲۷)۔

علامہ مجلسی نے فخر رازی کی تفسیر کبیر سے حضرت ابراہیم کے باپ کے بارے میں عامہ کا اختلاف نقل کیا اور زجاج کا یہ قول ذکر کیا کہ نسب شناسوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا باپ تارخ ہے اور ملحدیں اور منکرین نے اس کو قرآن میں طعن قرار دیا کیونکہ اس میں آزر کے لیے لفظ اب استعمال ہوا ہے پھر رازی نے اس قول کی توجیہ میں کئی وجہیں اور دلیلیں ذکر کیں اور ان میں ایک یہ ہے کہ چچا کو بھی عربی میں اب کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں اولاد یعقوب کے لیے "قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَ إِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ" نقل کیا حالانکہ اسماعیل یعقوب کے چچا تھے پھر شیعہ کا نظریہ نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے آباء و اجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا اور اس کا انکار کیا کہ حضرت ابراہیم کا باپ کافر ہو بلکہ وہ آپ کا چچا تھا اور اس کی آیات و روایات سے کئی دلیلیں دیں اس کے بعد مفسر طبرسی کا بیان نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے آباء کے آدم تک موحد ہونے پر تمام شیعہ کا اتفاق ہے پھر خود فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے آباء و اجداد کے موحد ہونے پر شیعہ سندوں سے مستفیض بلکہ متواتر روایات ہیں اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے والد کے موحد ہونے کے بارے میں بھی روایات ہیں اور مخالف و موالف نے شیعہ کے اس بات پر اجماع و اتفاق کو نقل کیا ہے اس کے بعد ایسی روایات کڑے حالات میں صادر ہوئیں، تفصیل بڑی کتاب بحار میں ذکر ہے: **الأخبار الدالة على إسلام**

نمرود نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟

آزر نے کہا: میں نے دیکھا کہ ہماری زمین پر ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں ہماری ہلاکت ہوگی اور کچھ عرصہ بعد اس کی ماں اس سے حاملہ ہونے والی ہے۔

نمرود نے اس سے تعجب کیا اور کہا: کیا اب تک کوئی عورت اس سے حاملہ ہو چکی ہے؟

آزر نے جواب دیا: نہیں۔

پس نمرود نے عورتوں کو مردوں کے قریب جانے سے روک دیا اور تمام عورتوں کو ایک شہر میں قرار دیا اور کسی کی ان تک رسائی نہ ہوتی تھی لیکن آزر نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی اور وہ اس سے ابراہیم کا حمل ٹھہرا۔ پس وہ عالم کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا: میں نے جو کچھ کیا وہ آپ کو معلوم ہے (برا کیا)۔ اور میں نے آپ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا اور جو کچھ مجھے مال و دولت حاصل ہوئی وہ بھی ختم ہو گیا اور اب مجھے آپ سے علمی سوال کرنے کی ضرورت پڑی ہے پس میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے ذلیل و رسوا نہیں کرنا اور میں پکا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ جو کچھ مجھے ملے گا وہ میرے اور آپ کے درمیان تقسیم ہوگا بادشاہ نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے معلم نہیں کہ وہ کس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے اس عالم نے کہا: وہ تجھ سے اس خواب کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے جو بادشاہ نے دیکھا کہ یہ کونسا زمانہ ہے؟

اس سے کہہ دے کہ یہ مینڈھے کا زمانہ ہے، وہ جوان شخص بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے کہا: میں نے تجھے کس کام سے بلایا، کہنے لگا: آپ نے ایک خواب دیکھا ہے اور آپ مجھ سے علمی سوال کرنا چاہتے ہیں یہ کونسا زمانہ ہے؟ بادشاہ نے کہا: تو نے سچ کہا، پس مجھے بتا یہ کونسا زمانہ ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ مینڈھے کا زمانہ ہے۔

تو بادشاہ نے اس کیلئے انعام دینے کا حکم دیا، اس نے انعام لیا اور گھر لوٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اپنے ساتھی کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرے یا نہ، تو ایک مرتبہ سوچا کہ پورا کرے پھر سوچا پورا نہ کرے پھر کہنے لگا: شاید اب مجھے کبھی اس کی ضرورت ہی نہ پڑے اور آخر میں اس کا ارادہ یہ ٹھہرا کہ دھوکہ دے اور عہد و پیمان پورا نہ کرے۔ پس جتنا خدا نے چاہا وہ اس حالت میں رہا۔

پھر بادشاہ نے خواب دیکھا اور اسے بلا بھیجا تو وہ شخص اپنے ساتھی کے ساتھ کئے ہوئے سلوک سے پشیمان ہوا اور دوبارہ دھوکہ کرنے کے بعد کہنے لگا: اب کیا کروں میرے پاس تو اس کا علم ہی نہیں؟ پھر اس نے پکا ارادہ کر لیا کہا اس شخص کے پاس جائے گا، اس کے پاس آیا اور خدا کی قسم دی اور اس سے درخواست کی کہ وہ اسے علم سکھا دے اور اس مرتبہ

آباء النبی ﷺ من طرق الشیعۃ مستفیضۃ بل متواترۃ، و کذا فی خصوص والد إبراهیم قد وردت بعض الأخبار، و قد عرفت إجماع الفرقۃ المحقۃ علی ذلک بنقل المخالف و المؤالف...(مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسولؐ، ج۲۶، ص: ۵۵۰)۔

بھی بتا دے تو وہ اس سے وعدہ پورا کرے گا اور اس کیلئے پکا عہد و پیمان دیا اور کہا: مجھے اس بدحالی میں تنہا نہ چھوڑنا، اب میں ہرگز غداری اور دھوکہ نہیں کروں گا اور ضرور وعدہ پورا کروں گا، پس اس نے کہا: وہ تجھے بلائے گا اور تجھ سے خواب کے بارے میں پوچھے گا جو اس نے دیکھا کہ یہ کونسا زمانہ ہے؟

پس جب وہ تجھ سے یہ سوال کرے تو اسے بتا دینا کہ یہ میزان و عدل و انصاف کا زمانہ ہے۔

وہ بادشاہ کے پاس گیا اور حاضر ہوا تو اس نے کہا: بتا میں نے تجھے کس کام سے بلایا ہے؟ کہنے لگا: آپ نے خواب دیکھا اور مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو کہ یہ کونسا زمانہ ہے؟ باشادہ نے کہا: صحیح ہے، پس مجھے بتا یہ کونسا زمانہ ہے؟ اس نے کہا: یہ میزان اور عدل و انصاف کا زمانہ ہے، بادشاہ نے اسے انعام دینے کا حکم دیا، اس نے انعام لیا اور وہ لیکر سیدھا اس عالم کے پاس پہنچا اور وہ سب اس کے سامنے رکھ دیا اور عرض کی: جو کچھ مجھے ملا وہ سب لیکر آپکے پاس آیا ہوں، پس مجھ سے تقسیم کرو، عالم نے کہا: پہلا زمانہ بھڑیئے کا زمانہ تھا اور تو بھی بھڑیئے کا کردار ادا کر رہا تھا دوسرا زمانہ مینڈھے اور بکرے کا زمانہ تھا جو ارادہ کرتا مگر اس کو انجام نہیں دیتا اسطرح تو بھی ارادہ کرتا تھا مگر پورا نہیں کرتا اور یہ میزان و عدل اور انصاف کا زمانہ ہے اور تو بھی اس میں اپنا عہد و پیمان پورا کر رہا ہے، اپنا مال لے جا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اسے پورا مال لوٹا دیا۔

[عبداللہ حسنی کا امام صادقؑ کی شجاعت سخاوت اور علم میں مقابلہ کرنے کا دعوی اور امام کا جواب]

۵۵۳۔ علی بن جعفر کا بیان ہے مجھے امام صادقؑ کے غلام معتب یا کسی دوسرے شخص نے بیان کیا کہ عبداللہ بن حسن (حسنی) نے امام صادقؑ کو پیغام بھیجا کہ آپ کو ابو محمد کہتا ہے کہ میں آپ سے زیادہ شجاع، سخی اور عالم ہوں، تو امام صادقؑ نے پیغام لانے والے سے کہا؛ شجاعت تو خدا کی قسم! کوئی موقع ایسا نہیں آیا جس میں تمہاری بزدلی کو شجاعت سے پرکھا جائے اور سخاوت تو یہ ہے کہ حلال مال حاصل کرے اور اسے جائز کاموں میں خرچ کرے اور علم و دانش تو آپ کے جد امام علی بن ابی طالبؑ نے ہزار غلام آزاد کئے تھے ان میں سے مجھے پانچ کے نام بتا دو تو تمہیں عالم مان لوں[۱۴۷]۔

[۱۴۷]۔ سخاوت کی بہترین تعریف ہے انسان جائز طریقے سے مال کمائے اور جائز کاموں میں خرچ کرے اس طرح امام نے ناروا طریقوں سے مال حاصل کر کے اپنے من پسند موارد میں خرچ کرنے والوں کو سخی کے عنوان سے نکال دیا کیونکہ سخاوت تب تھی جب وہ اپنے خون پسینہ سے کمائی ہوئی حلال روزی سے خرچ کرتا خدا کی رضا کیلئے خرچ کرتا، ائمہ معصومینؑ کے دور میں ان ذوات نے اور ان کے اصحاب با صفانے دین کی خدمت کی لیکن خود حلال مال کما کر حقداروں کو مال دیا لیکن زمانہ بدلنے کے ساتھ یہ سلسلہ بدل گیا اور دین کی خدمت اپنے پاکیزہ مال کو خرچ کر کے کرنے کی بجائے وہ لوگ خود ہی دوسروں کے محتاج ہو گئے اس کی تفصیل کتاب معیشت کافی میں ذکر کی ہے جہاں تک علمی بحثوں کا تعلق ہے تو اس میدان کے شجاع افراد جانتے ہیں اس کیلئے کتنا محنت درکار ہوتی ہے مگر امام نے اس سے کوئی دقیق علمی سوال کرنے کی بجائے محسوسات کے متعلق سوال کر لیا جیسے کسی سے نمک کی نمکینی اور مٹھائی کی شیرینی کے بارے میں سوال کیا جائے مگر کچھ لوگ ایسی بدیہیات کے بارے میں بھی فارغ البال نظر آتے ہیں جن سے ان کی ذہانت و فطانت کی آزمائش ہو جاتا ہے سادات کرام کے آباء و اجداد کی سیرت و کردار بیش بہا نمونوں سے بھری ہے اس سے کس حد تک استفادہ کیا جاتا ہے علمی میدان میں اس پر توجہ دی جاتی ہے یہ سوالیہ نشان ہے کہ ابا اس وقت کے حسنی سارات کے سردار سے ہزار غلاموں میں سے پانچ کے نام بھی نہ بن پڑیں مگر بظاہر وہ اس سے قطعی لا تعلق تھے اور اس سے ان کی اجداد کی سیرت سے تعلق اور وابستگی ظاہر ہو گئی۔

پیغام لانے والا پلٹا اور اس کو امامؑ کی بات کی خبر دی تو عبداللہ بن حسن کہنے لگا: ان سے کہہ دیجئے: آپ تو کتابوں کی باتیں کرنے والے ہیں (مگر مجھ سے وہ باتیں نہیں پوچھیں)، امامؑ نے جواب دیا: انہیں کہہ دو خدا کی قسم! ہاں، ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کی کتابیں اپنے آباء واجداد سے ورثہ پائی ہیں۔

[ایمان والوں کو بشارت کا مصداق کامل]

۵۵۴۔ ابراہیم بن عمر یمانی نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی آپ نے خدا کے اس فرمان: ایمان والوں کو بشارت دے دو کہ ان کیلئے خدا کے ہاں صادقانہ سبقت ہے، فرمایا؛ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

[نبی اکرمؐ کا معراج کی رات شام جانا اور قوم والوں کو شام کے بازاروں کی وصف بیان کرنا]

۵۵۵۔ عبداللہ بن یحییٰ کاہلی نے امام صادقؑ سے روایت کی خدا کے فرمان کہ نشانیاں اور ڈرانے والے واقعات اس قوم کو بے نیاز نہیں کرتے جو ایمان نہیں لائے فرمایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا جبرئیل براق کو لیکر آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سوار ہوئے بیت المقدس پہنچے وہاں اپنے نبی بھائیوں سے ملاقات ہوئی پھر پلٹ کر آئے اور اپنے اصحاب کو بیان کیا کہ میں بیت المقدس گیا اور آج رات ہی لوٹ کر آگیا اور فرمایا: جبرئیل میرے پاس براق لائے تھے میں اس پر سوار ہوا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ میں ابو سفیان کے ایک قافلے سے پاس سے گزرا وہ فلاں قوم کے چشمے کے پاس اپنا سرخ اونٹ گم کر بیٹھے تھے اور وہ لوگ اسکی تلاش میں تھے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے: یہ شام گئے اور جلدی سے وہاں سے گزر گئے لیکن تم تو شام گئے تھے اور وہاں کافی جان پہنچان حاصل کی پس آپ سے اس کے بازاروں، دروازوں اور تاجروں کے بارے میں پوچھو، تو وہ کہنے لگے: اے خدا کے رسول! شام کیسا تھا؟ اور اس کے بازار کیسے تھے؟ امامؑ نے فرمایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا جو آپ نہیں جانتے تھے تو راستے شق ہو جاتے کھل جاتے اور آپ کے سامنے وہ جگہ دکھائی جاتی آپ اس حالت میں تھے کہ جبرئیل آئے اور کہا: اے خدا کے رسول! شام کو آپ کے سامنے بلند کر دیا گیا ہے نبی اکرم متوجہ ہوئے تو شام کو اپنے دروازوں، بازاروں اور تاجروں کے ساتھ سامنے پایا اور فرمایا: شام کے بارے میں پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ کہنے لگا: فلاں فلاں تھا، نبی اکرم نے انہیں ان سب چیزوں کے بارے میں بتایا جن کے بارے میں وہ آپ سے سوال پوچھ رہا تھا تو ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لائے اور یہ خدا کا فرمان ہے کہ بے ایمان لوگوں کو نشانیاں اور ڈرانے والے کوئی فائدہ نہیں دیتے۔

پھر امام صادقؑ نے فرمایا: ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم خدا کے رسول پر ایمان نہ لائیں ہم تو خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

[حقیقی مومن کی شان اور عظمت]

ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جب کوئی مومن اپنے بھائی سے کہتا ہے افسوس ہے تجھ پر تو وہ اس کی ولایت اور دوستی ایمانی سے نکل جاتا ہے جب وہ اس سے کہتا ہے تو میرا دشمن ہے تو ان میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کسی سے بھی مومن کی طعنہ زنی میں نصیحت کے عنوان سے کوئی عمل قبول نہیں کرتا اور نہ مومن سے وہ عمل قبول کرتا ہے جس میں وہ دل میں مومن سے برائی چھپائے ہوئے ہو اگر لوگوں سے پردے ہٹا دیئے جائیں اور وہ خدا اور مومن کے درمیان قرب کو دیکھ لیں تو ان کی گردنیں مومنوں کیلئے جھک جائیں اور ان کیلئے ان کے کام آسان ہو جائیں اور ان کیلئے مومنین کی اطاعت کرنا آسان ہو جائے اور اگر وہ خدا کی طرف سے اپنے رد ہونے والے اعمال کو دیکھ لیں تو کہیں: خدا کسی سے کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔

اور راوی کا بیان ہے میں نے آپ کو ایک شیعہ سے یہ کہتے ہوئے سنا: تم طیب و پاکیزہ ہو تمہاری عورتیں پاکیزہ ہیں ہر مومنہ عورت سفید و وسیع آنکھوں والی ہوتی ہے اور ہر مومن صادق و امین ہوتا ہے۔ اور راوی کا بیان ہے: میں نے سنا کہ امامؑ نے فرمایا: ہمارے شیعہ قیامت کے دن ہمارے بعد خدا کے عرش کے سب سے زیادہ نزدیک ہونگے۔ اور ہمارے شیعہ میں کوئی نماز کیلئے کھڑا نہیں ہوتا مگر اس کے مخالفین کی تعداد کے برابر فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اس کیلئے ملکر دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز مکمل کرے اور تم میں سے جو روزہ دار جنت کے باغات میں اترتے ہیں اور ملائکہ اس کیلئے دعا خیر کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ روزہ کھول دے۔

راوی کا بیان ہے میں نے امامؑ سے سنا فرمایا: تم خدا کے سلام و تحیت کے مستحق ہو اور اس کی رحمت کی ترجیح ہو اور اس کی عصمت کی توفیق تمہیں شامل حال ہوئی ہے اور اس کی اطاعت کر کے تم خدا کی دعوت پر لبیک کہتے ہو، تم پر کوئی حساب نہیں اور نہ کوئی غمی ہوگی تم جنت کیلئے ہو اور جنت تمہارے لیے ہے تمہارے نام ہمارے پاس صالح و نیکوکار افراد اور اصلاح پسند لوگوں میں ہیں تو خدا اس سے راضی اور خدا سے راضی ہے اور ملائکہ تمہارے لیے اچھے دوست ہیں جب تم کسی مشکل میں ہو تو دعا کرو جب غفلت کھاؤ تو کوشش کرو تم بہترین مخلوق ہو تمہارے گھر تمہارے لیے جنت ہیں اور تمہاری قبریں تمہارے لیے جنت ہیں، تم جنت کیلئے پیدا ہوئے ہو اور جنت میں تمہیں نعمتیں ملیں گی اور تمہیں جنت میں پلٹا دیا جائے گا[۱۴۸]۔

[۱۴۸]۔ایسی روایات کا معنی واضح ہے خدا کے مخلص و خالص مومن بندوں سے کینہ و دشمنی خدا کو شدید ناپسند ہے اور اسکی شدید مذمت وارد ہوئی ہے اور ان حقیقی مومن بندوں کی صفات و کردار ان کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور آخرت میں ان کی شان و عظمت بھی خدا کے نزدیک بہت بلند ہوگی مگر دعوی اور نعرہ کافی نہیں ہے عمل و کردار سے ثابت کرنا ضروری ہے۔

[قدیم ایام میں حبشہ میں غریب عورت کا مزاحم کے خلاف خدا کی بارگاہ میں التجاء کرنا]

۵۵۷۔ فضیل نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جعفر طیار سے فرمایا: جب وہ ہجرت حبشہ سے واپس مدینہ آئے، تم نے وہاں کونسی چیز سب سے عجیب دیکھی؟

انہوں نے کہا: ایک حبشی عورت کو دیکھا جو گزر رہی تھی اس کے سر پر پندرہ صاع کی ٹوکری تھی اور ایک شخص وہاں گزرا جو اس کے مزاحم ہوا اور اسے گرا دیا تو وہ ٹوکری اس عورت کے سر پر گری اور وہ بیٹھ گئی اور کہنے لگی: قیامت کے دن حساب کتاب لینے والے کی طرف سے تم پر وائے ہو، جب وہ کرسی پر بیٹھے اور مظلوم کیلئے ظالم سے حق لے دے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے بہت تعجب کیا[۱۴۹]۔

[حضرت ابراہیمؑ بت شکن نبی کے باپ کی حقیقت]

۵۵۸۔ ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کا باپ آزر نمرود کا نجومی اور ستارہ شناس تھا[۱۵۰] اور وہ ہر کام اس کے مشورہ سے کرتا تھا، ایک رات اس نے ستاروں کو دیکھا اور اس نے صبح سویرے نمرود سے کہا: میں نے عجیب چیز دیکھی ہے؟

---

[۱۴۹]۔ ایسے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کا ایمان واعتقاد ہر خاص و عام کے دل کی آواز اور ایمان ہے اور مختلف موارد میں وہ اس کا اظہار کرتے ہیں اس طرح سے خدا کے وجود کا ایمان بھی انسان کی فطرت میں ہے اگرچہ بعض لوگ اس فطری عقیدہ کو انسان کی سادگی سے تفسیر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں حالانکہ جن حالات میں انسان خدا کی مدد کا خواہاں ہوتا ہے وہ ہر قسم کے شک و شائبہ سے بلند تر ہوتے ہیں۔

[۱۵۰]۔ اس روایت میں آزر مشرک اور بت پرست کو حضرت ابراہیمؑ کا باپ قرار دیا گیا ہے حالانکہ فریقین کی مستفیضہ کثیر روایات اور محقق علماء کا اتفاق ہے کہ انبیاءؑ کے والدین موحد ہوتے ہیں، اس لیے ایسی اخبار واحدہ کو اصول دین میں حجت قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ان کا علم پلٹانے کی ضرورت ہے اور قرآن کریم کی رو سے بھی حضرت ابراہیمؑ کا باپ مشرک نہیں ہوسکتا کیونکہ انہوں نے آزر کا شرک اور بت پرستی پر اصرار دیکھ کر ان سے براءت کا اظہار کیا؛ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ؛ اور (وہاں) ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) کے لیے مغفرت طلب کرنا اس وعدے کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اس کے ساتھ کر رکھا تھا لیکن جب ان پر یہ بات کھل گئی کہ وہ دشمن خدا ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگئے، ابراہیم یقینا نرم دل اور بردبار تھے (توبہ ۱۱۴)، لیکن اپنے والدین کے لیے آخری عمر میں بھی دعاء کرتے رہے؛ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ؛ تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ان سب سے بیزار ہیں، ہم نے تمہارے نظریات کا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ہوگی جب تک کہ تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ، البتہ ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) سے کہا تھا: میں آپ کے لیے مغفرت ضرور چاہوں گا (ممتحنہ ۴)۔

انہی حقائق کے پیش نظر محقق علماء اور شارحین کافی نے اس حدیث کو شدید حالات کے تحت صادر ہونا قرار دیا جو ظالم و جابر اپنے ظلم و جور کی وجہ سے آزر کو حضرت ابراہیمؑ کا باپ سمجھتے تھے اور اس کی وجہ سے اہل حق کو اذیتیں پہنچاتے تھے ان کا منہ بند کرنے کے لیے ایسی حدیث کہی گئی شارح مازندرانی نے استرآبادی سے اس کو نقل کیا کہ فرقہ حقہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے آباء واجداد حضرت آدمؑ تک مسلم و موحد تھے اور اس بات پر ان کی متواتر حدیثیں نقل ہوئی ہیں ہم اصلاب طاہرہ اور ارحام پاک سے ہیں کہیں جاہلیت نے ان کو خراب نہیں کیا اور کتب شافعیہ میں آزر کو حضرت ابراہیمؑ کا چچا بتایا گیا اور ان کے باپ کا نام تارخ بتایا گیا اس لیے یہ حدیث سخت حالات کے تحت صادر ہوئی ہو؛ الاسترابادی: ہذا الحدیث صریح فی إن آزر کان إباإبراہیم (علیہ السلام) وقد انعقد إجماع الفرقۃ المحقۃ علی إن إجداد نبینا ﷺ کانوا مسلمین إلی

نمرود نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟ آزر نے کہا: میں نے دیکھا کہ ہماری زمین پر ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں ہماری ہلاکت ہوگی اور کچھ عرصہ بعد اس کی ماں اس سے حاملہ ہونے والی ہے۔ نمرود نے اس سے تعجب کیا اور کہا: کیا اب تک کوئی عورت اس سے حاملہ ہو چکی ہے؟

آزر نے جواب دیا: نہیں۔

پس نمرود نے عورتوں کو مردوں کے قریب جانے سے روک دیا اور تمام عورتوں کو ایک شہر میں قرار دیا اور کسی کی ان تک رسائی نہ ہوتی تھی لیکن آزر نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی اور وہ اس سے ابراہیم کا حمل ٹھہرا تو اس نے سمجھا کہ یہ وہی بچہ ہے تو اس نے اس دور کی ماہر دائیوں کو بھیجا جو رحم میں کچھ ہو تو پہچان جاتی تھی انہوں نے دیکھا تو خدا نے رحم کے بچہ کو ماں کی پشت سے چسپاں کر دیا وہ کہنے لگیں: ہم تو اس میں کچھ نہیں دیکھتیں، اور اسے علم دیا گیا تھا کہا سے آگ سے جلایا جائے گا مگر اسے یہ علم نہیں دیا گیا کہ خدا اسے نجات دے گا۔

جب حضرت ابراہیمؑ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا اور آزر انہیں قتل کیلئے نمرود کے پاس لے جانے لگا تو آزر کی بیوی نے اس سے کہا: اپنے بیٹے کو نمرود کے پاس نہ لے جا کہ وہ اسے قتل کر دے مجھے چھوڑ دو میں اسے لیکر کہیں غار میں چلی جاتی ہوں اور اسے وہیں رکھوں گی جب تک اس کی موت واقع ہو جائے تم خود تو اپنے بیٹے کو قتل نہ کرو۔ اس نے جواب دیا: ہاں اسے لیکر چلی جا۔

امامؑ نے فرمایا: پس وہ انہیں لیکر چلی گئیں انہیں دودھ پلایا، پھر غار کے دروازے پر چٹان رکھ کر لوٹ آئی، امام نے فرمایا: حدا نے ان کا رزق و روزی خود ان کے انگوٹھے میں قرار دیا، وہ انہیں چوستے تو اس سے دودھ جاری ہوتا، ایکایک

آدم (علیہ السلام) وقد تواترت عنہم (علیہم السلام) نحن من الأصلاب الطاہرات والأرحام المطہرات لم تدنسہم الجاہلیۃ بأدناسہا وفی کتب الشافعیۃ کالقاموس وکشرح الہمزیۃ لابن حجر المکی تصریح بأن آزر کان عم إبراہیم (علیہ السلام) وکان إبوہ تارخ... (شرح إصول الکافی، مولی محمد صالح مازندرانی م۱۰۸۱ھ، تعالیق: میرزا ابوالحسن شعرانی، ۱۲اص ۵۲۷)۔

علامہ مجلسی نے فخر رازی کی تفسیر کبیر سے حضرت ابراہیم کے باپ کے بارے میں عامہ کا اختلاف نقل کیا اور زجاج کا یہ قول ذکر کیا کہ نسب شانسوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا باپ تارخ ہے اور ملحدیں اور منکرین نے اس کو قرآن میں طعن قرار دیا کیونکہ اس میں آزر کے لیے لفظ اب استعمال ہوا ہے پھر رازی نے اس قول کی توجیہ میں کئی وجہیں اور دلیلیں ذکر کیں اور ان میں ایک یہ ہے کہ چچا کو بھی عربی میں اب کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں اولاد یعقوب کے لیے "**قالُوا نَعْبُدُ إِلهَکَ وَ إِلهَ آبائِکَ إِبْراهِیمَ وَ إِسْماعِیلَ وَ إِسْحاقَ**" نقل کیا حالانکہ اسماعیل یعقوب کے چچا تھے پھر شیعہ کا نظریہ نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے آباء واجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا اور اس کا انکار کیا کہ حضرت ابراہیم کا باپ کافر ہو بلکہ وہ آپ کا چچا تھا اور اس کی آیات و روایات سے کئی دلیلیں دیں اس کے بعد مفسر طبرسی کا بیان نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے آباء کے آدم تک موحد ہونے پر تمام شیعہ کا اتفاق ہے پھر خود فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے آباء واجداد کے موحد ہونے پر شیعہ سندوں سے مستفیض بلکہ متواتر روایات ہیں اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے والد کے موحد ہونے کے بارے میں بھی روایات ہیں اور مخالف و موالف نے شیعہ کے اس بات پر اجماع واتفاق کو نقل کیا ہے اس کے بعد ایسی روایات کڑے حالات میں صادر ہوئیں، تفصیل بڑی کتاب بحار میں ذکر ہے: **الأخبار الدالۃ علی إسلام آباء النبی ﷺ من طرق الشیعۃ مستفیضۃ بل متواترۃ، و کذا فی خصوص والد إبراهیم قد وردت بعض الأخبار، و قد عرفت إجماع الفرقۃ المحقۃ علی ذلک بنقل المخالف و المؤالف**... (مرآۃ العقول فی شرح إخبار آل الرسولؐ، ج۲۶، ص:۵۵۰)۔

دن میں اتنا نشو ونما پاتے گئے جتنا دوسرے بچے ہفتہ میں نشو و نما پاتے ہیں اور ایک مہینے میں اتنا نشو و نما پاتے جتنا دوسرے بچے مہینے میں نشو و نما پاتے ہیں اور مہینے میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے بچے سال میں بڑھتے ہیں تو جتنا عرصہ خدا نے چاہا وہاں رہے پھر ان کی والدہ نے ان کے باپ سے کہا: اگر مجھے اجازت دو تو میں جا کر اس بچے کی خبر لاؤں، اس نے کہا: ہاں، جاؤ، جب وہ وہاں گئیں، تو ابراہیمؑ کو دیکھا ان کی دونوں آنکھیں ایسے چمک رہی تھیں جیسے دو چراغ روشن ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: ماں نے بچے کو اٹھایا اپنے سینے سے لگایا اور انہیں دودھ پلایا پھر لوٹ آئی آزر نے اس سے بچے کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی: میں نے اسے مٹی میں دفن کر دیا پس وہ چھپ کر کسی کام کے لیے آتی تھیں اور حضرت ابراہیمؑ کو گود میں لیتی تھیں اور دودھ پلاتی تھیں پھر لوٹ آتیتھیں جب آپ چلنے لگے تو بھی اس طرح آتی تھیں جس طرح پہلے آتی تھیں اور اسی طرح کرتی تھیں جیسے پہلے کرتی تھیں یعنی وہیں چھوڑ کر آتی، ایک دن جب پلٹنے لگیں تو آپ نے ان کا دامن تھام لیا تو ماں نے کہا: کیا ہے؟ کہنے لگی: مجھے بھی ساتھ لے چلیں، کہنے لگیں: پہلے تمہارے باپ سے اسکی اجازت لے لو۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیم کی ماں آزر کے پاس آئی اور اسے حقیقت بیان کی وہ کہنے لگا: اسے میرے پاس لاؤ، اور اسے راستے پر بٹھا دینا جب اس کے پاس سے اس کے بھائی گزریں وہ اس کے ساتھ داخل ہو جائے اور پہچانا نہیں جائے گا۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیم کے بھائی بت بناتے تھے اور انہیں لیکر بازار جاتے تھے اور بیچتے تھے امام نے فرمایا: ماں گئی اور انہیں لیکر آئی، حتی راستے پر بٹھا دیا جب ان کے بھائی گزرے تو وہ ان کے ساتھ شہر میں داخل ہوگئے جب ان کے والد نے انہیں دیکھا تو اس کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو گئی تو جتنا خدا نے چاہا آپ ٹھہرے۔

امامؑ نے فرمایا: جب ایک دن ان کے بھائی بت اور مورتیاں بنا رہے تھے حضرت ابراہیمؑ نے کلہاڑا پکڑا اور اس سے ایک لکڑی کو تراشا اور ایسا خوبصورت بت بنایا کہ انہوں نے ایسا خوبصورت بت نہیں دیکھا تھا تو آزر نے آپ کی ماں سے کہا: مجھے امید ہے کہ ہمیں تمہارے اس بیٹے کی برت سے بہت خیر و برکت حاصل ہو گی۔ امام کا بیان ہے ابھی وہ یہی بات کر رہے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کلہاڑا پکڑا اور اپنے بنائے ہوئے خوبصورت بت کو توڑ دیا اس سے آپ کا والد بہت ڈر گیا اور کہا: یہ تم نے کیا کیا؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: انہیں تم کیا کرتے ہو؟

آزر نے کہا: ہم ان کو پوجا کرتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے کہا: کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو جن کو خود بناتے ہو۔

آزر نے ان کی ماں سے کہا: یہ وہی ہے جس کے ہاتھوں ہماری حکومت ختم ہو گی۔

۵۵۹۔ حجر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا؛ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کی مخالفت کی اور ان کے معبودوں اور خداؤں کے عیب بیان کئے حتیٰ ان کو نمرود کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اس سے بحث کی اور فرمایا: میرا خدا وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے نمرود نے کہا: میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں حضرت ابراہیمؑ نے کہا: بے شک اللہ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے لے آ تو کافر حیران رہ گیا، خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے ان کے خداؤں کی عیب جوئی کی پس ستاروں کو دیکھا اور کہا: میں میں مریض ہوں جب وہ ان کو چھوڑ کر اپنی عید و میلے پر چلے گئے ابراہیم ان کے خداؤں کے پاس کلہاڑا لائے اور سوائے بڑے بت کے سب توڑ دیا اور کلہاڑا بڑے بت کی گردن میں ڈال دیا، جب قوم والے اپنے خداؤں کے پاس لوٹے تو دیکھا ان کی جو حالت ہوئی تھی کہنے لگے: خدا کی قسم! اس کی کوئی جرات نہیں کر سکتا اور نہ ان کو توڑ سکتا ہے مگر وہ جوان جو بتوں کی عیب جوئی کرتا تھا وار ان سے برائت اور لا تعلّقی کا اظہار کرتا تھا اور ان کی سزا میں آگ سے جلانے سے بڑی کوئی سزا نہیں سمجھی پس ان کیلئے ایندھن جمع کیا گیا اور اس کو کار خیر سمجھ کر انجام دیا حتیٰ جب وہ دن آن پہنچا جس دن آگ میں حضرت ابراہیم کو جلانا تھا نمرود اور اس کے لشکر ظاہر ہوئے اور اسے ایک اونچی جگہ بٹھایا گیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ کیسے آگ ان کو جلاتی ہے اور حضرت ابراہیم کو منجنیق میں رکھا اور زمین کہنے لگی: اے میرے خدا! میری پشت پر اس کے سوا کوئی کوئی تیری عبادت نہیں کرتا تھا اسے بھی آگ میں جلایا جارہا تھا خدا نے فرمایا: اگر وہ مجھ سے دعا کرے تو میں اسکی مدد کروں گا۔

محمد بن مروان نے ایک واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کی ان دن دعا یہ تھی: یا احد، یا احد، یا صمد، یا صمد، یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد (اے یکتا و بے نیاز جس کی نہ اولاد نہ ماں باپ اور کوئی مد مقابل نہیں)، پھر فرمایا: توکلت علی اللہ، تو اللہ نے فرمایا: میں تمہاری مدد کیلئے کافی ہوں اور آگ سے کہا: ٹھنڈی ہو جا۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کے دانت (اس آگ میں) شدید سردی سے کانپنے لگے حتیٰ اللہ نے حکم دیا ابراہیم کیلئے سلامتی بن جا۔

جبرئیل آئے اور ابراہیمؑ کے ساتھ بیٹھ گئے اور آگ میں ان سے باتیں کرنے لگے نمرود نے کہا: جس نے خدا بنانا ہو وہ ابراہیم کے خدا جیسا خدا بنا لے، امامؑ نے فرمایا: ان کے ایک بڑے نے کہا: میں نے اس کا ارادہ کیا ہے آگ اس کو نہ جلائے۔

امامؑ نے فرمایا: کچھ آگ نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو جلا کر راکھ کر دیا، امام نے فرمایا: لوط ان پر ایمان لائے اور حضرت ابراہیماور ان کی بیوی سارہ اور ان کے ساتھ لوط شام کیطرف ہجرت کر گئے۔

[حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کا واقعہ]

ابراہیم بن زیادہ کرخی کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: حضرت ابراہیمؑ ولادت (عراق شہر بابل کے علاقہ) "کوثی ربا" میں ہوئی اور ان کے والد اسی علاقہ کے رہنے والے تھے، ان کی والدہ اور حضرت لوط کی والدہ سارہ اور رقیہ دونوں بہنیں تھیں اور وہ دونوں لاجح کی بیٹیاں تھیں اور لاجح نبی تھے جو اپنی قوم کو ڈراتے تھے مگر رسول نہیں تھے اور حضرت ابراہیمؑ اپنی جوانی میں خدا کی اس فطرت پر تھے جس پر انہیں پیدا کیا حتی خدا نے انہیں اپنے دین کی ہدایت کی اور انہیں چن لیا اور انہوں نے لاجح کی بیٹی سارہ سے شادی کیا اور وہ ان کی خالہ کی بیٹی تھیں اور سارہ کے پاس بہت زیادہ جانور مویشی اور وسیع و عریض زمینیں تھیں اور انہوں نے اپنا سب کچھ حضرت ابراہیم کی ملکیت میں دے دیا تھا آپ انکی نگرانی کرتے تو مزید بکثرت مویشی اور زراعت ہوئی یہاں تک کہ کوثی ربا میں ان سے بہتر حال میں کوئی نہیں تھا اور جب حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کے بت توڑے تو نمرود نے ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ان کو پکڑا گیا اور ان کیلئے بلند جگہ بنائی گئی اور اس میں ان کیلئے ایندھن جمع کئے گئے اور اس میں آگ بھڑکائی گئی پھر حضرت ابراہیم کو اس میں پھینکا گیا تا کہ آگ ان کو جلا دے پھر ان کو چھوڑ کر چلے گئے یہاں تک کہ آگ خاموش ہو گئی پھر انہوں نے بلند جگہ روشنی میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم صحیح و سالم قید و بند سے رہا موجود ہیں اس کی خبر نمرود کو دی گئی تو اس نے حضرت ابراہیم کو شہر سے نکالنے کا حکم دیا اور ان کے مال و مویشی کے ساتھ لے جانے سے منع کر دیا، حضرت ابراہیمؑ نے اس معاملے میں ان سے بحث کیا اور کہنے لگے: اگر تم میرے مال مویشی لیتے ہو تو میرا تم پر حق یہ ہے کہ جو میری عمر تمہارے شہر میں گزری وہ مجھے واپس کر دو، اور وہ فیصلہ نمرود کے قاضی کے پاس لے گئے تو اس نے حضرت ابراہیم کے حق میں فیصلہ کیا کہ جو کچھ انہوں نے اس کے شہروں میں کمایا وہ ان کو دے دیں اور نمرود کے ساتھیوں کو فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیم کو ان کی گذشتہ عمر لوٹا دیں۔ نمرود کو یہ بات بتائی گئی تو اس نے حکم دیا کہ ان کو مال مویشی لے جانے کیا جازت دی جائے، اور ان کو نکال دیا جائے۔

اور اس نے کہا: اگر تمہارے شہر میں رہے تو تمہارے دین کو خراب کرے دے گا اور تمہارے خداؤں کو نقصان پہنچائے گا پس انہوں نے حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھ لوط کو اپنے شہروں سے شام کی طرف نکال دیا، حضرت ابرہیم اور ان کے ساتھ حضرت لوط و سارہ چلے اور حضرت ابراہیم نے ان سے کہا: میں اپنے خدا کی طرف جاتا ہوں، وہ مجھے ہدایت دے گا یعنی بیت المقدس کی طرف رہنمائی کرے گا۔

پس حضرت ابراہیمؑ اپنے مال مویشی ساتھ لے گئے اور ایک تابوت بنایا اور اس میں حضرت سارہ کو چھپایا اور اپنی غیرت کیوجہ سے اس کے تالے بند کر دیئے اور چل دیئے جب نمرود کی حکومت سے نکل گئے اور قبطی قوم کے ایک بادشاہ جسے عرارہ کہتے تھے اس کے پاس پہنچے تو اس کے ٹیکس وصول کرنے والے پاس سے گزرے تو ٹیکس والوں نے آپ کے

اموال کا ٹیکس لینے کیلئے انہیں روکا جب ٹیکس والوں نے تابوت کو دیکھا تو حضرت ابراہیم سے کہا: اس تابوت کو کھول دو ،اس کا ٹیکس معین کیا جائے، حضرت ابراہیم نے کہا: جتنا سونا چاندی اندازہ لگاؤ ہم اس کا ٹیکس دیں گے مگر اس کو نہیں کھولیں گے ،امام نے فرمایا: ٹیکس والے اس کو کھولنے پر اصرار کرتے رہے۔

فرمایا: حضرت ابراہیم کو اس کے کھولنے پر غصہ آگیا، جب حضرت سارہ ظاہر ہوئیں جبکہ وہ حسن وجمال میں با کمال تھیں ٹیکس والوں نے حضرت سے کہا: یہ تمہاری بیوی نہیں ہے ، حضرت نے کہا: یہ میری عزت و ناموس اور میری خالہ زاد ہے ٹیکس والے نے کہا: آپ نے اسے اس تابوت میں کیوں چھپایا؟ حضرت ابراہیم نے کہا: میری غیرت ہے کہ اس کو کوئی دیکھ نہ لے ، ٹیکس والے نے کہا: میں تمہیں جانے نہیں دوں گا، یہاں تک کہ اس عورت اور تمہارا واقعہ بادشاہ کو بتادوں۔

امامؑ نے فرمایا: ٹیکس والے نے بادشاہ کے پاس پیغام بھیج کر خبر دی، بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ تابوت اس کے پاس لایا جائے تو سپاہی اسے لینے کیلئے آگئے ، حضرت ابراہیم نے ان سے کہا: میں اس وقت تک تابوت نہیں چھوڑوں گا جب تک میرے جسم میں جان نہ نکل جائے ،انہوں نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے پیغام بھیجا: انہیں بھی تابوت کے ساتھ لایا جائے تو حضرت ابراہیمؑ اور ان کے سب اموال کو تابوت کے ساتھ لایا گیا، جب بادشاہ کے پاس پہنچے ،اس نے کہا: تابوت کھولیے حضرت ابراہیم نے کہا: اے بادشاہ! اس میں میری ناموس اور خالہ زاد ہے میں اسکو نہ کھولنے کے بدلے اپنا سب مال اور دولت قربان کرنے کیلئے تیار ہوں ،امامؑ نے فرمایا: بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس کے کھولنے پر دباؤ ڈالا جب بادشاہ نے حضرت سارہ کو دیکھا تو اس کی عقل وشعور اس کی بیوقوفی پر قبضہ نہ رکھ سکا اور اس نے اپنا ہاتھ حضرت سارہ کی طرف بڑھا دیا، حضرت ابراہیمؑ نے غیرت کی وجہ سے ان دنوں سے منہ موڑ لیا اور کہا: خدایا! اس کا ہاتھ میری عزت و ناموس سے روک لے، تو بادشاہ کا ہاتھ سارہ نہ پہنچ سکا اور نہ واپس پلٹا ، بادشاہ نے کہا: بے شک تیرے خدا نے یہ کیا ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے کہا: ہاں ، میرا خدا غیرت مند ہے وہ حرام کو ناپسند کرتا ہے وہی تیرے اور تیرے حرام کام کے ارادہ کے درمیان حائل ہے ، بادشاہ نے کہا: اپنے خدا سے دعا کریں کہ میرا ہاتھ لوٹا دے ،اگر دعا قبول کرلے تو میں اس عورت کے درپے نہیں ہوں گا، حضرت ابراہیم نے کہا: اے میرے خدا! اس کا ہاتھ پلٹا دے ، تا کہ وہ میری عزت و ناموس سے اپنا ہاتھ روک لے ،امامؑ نے فرمایا: خدا نے اس کا ہاتھ پلٹا دیا ،تو بادشاہ نے اس عورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر اپنا ہاتھ بڑھا دیا، تو حضرت ابراہیم نے غیرت کیوجہ سے اپنا منہ موڑ لیا اور کہا: خدایا! اس کا ہاتھ اس عورت سے روک، امام نے فرمایا: بادشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا اور اس عورت تک نہ پہنچ سکا، بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا: بے شک تمہارا خدا غیرتمند ہے،اور تم بھی غیرتمند ہو، اپنے خدا سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ مجھے لوٹا دے اگر ایسا کرے تو میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا، حضرت ابراہیم نے کہا: میں اپنے خدا سے اس شرط پر دعا

کرتا ہوں کہ اگر دوبارہ ایسا کرے تو مجھ سے اس طرح دعا کرنے کی بات نہیں کرو گے، بادشاہ نے کہا: ہاں، حضرت ابراہیمؑ نے کہا: خدایا! اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ اسے لوٹا دے۔ اس کا ہاتھ لوٹ آیا جب بادشاہ نے ان کی غیرت دیکھی اور اپنے ہاتھ میں ان کی صداقت کی نشانی دیکھی تو حضرت ابراہیمؑ کی تعظیم کی اور ان کی ہیبت اس کے دل میں بیٹھ گئی، آپ کی عزت افزائی کی اور کہا: آپ کو امان ہے کہ میں اس عورت کے درپے ہوں یا آپ کے کسی مال و دولت کے درپے ہوں۔

جہاں چاہو چلے جاؤ، لیکن مجھے تم سے ایک کام ہے حضرت ابراہیم نے کہا: وہ کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت دو کہ اپنے پاس سے ایک خوبصورت عقلمند قبطی عورت کی خدمت کیلئے معین کروں۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے اس کی اجازت دی، اس نے ایک کنیز کو بلایا اور وہ حضرت سارہ کو بخش دی، اور وہ حضرت ہاجر تھیں جو حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بنیں، حضرت ابراہیمؑ اپنا سب کچھ لیکر چلے اور بادشاہ بھی حضرت کی تعظیم میں پیچھے چلا خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی ٹھہر جاؤ، اور اتنے بڑے بادشاہ کے آگے نہ چلو جبکہ وہ آپ کے پیچھے چل رہا ہو، بلکہ اسے اپنے سامنے قرار دو، اور خود اس کے پیچھے چلو اور اس کی تعظیم کرو کیونکہ وہ پوری سلطنت کا حاکم ہے اور زمین میں حکومت لازم ہے چاہے نیک ہو یا بد۔

حضرت ابراہیمؑ رک گئے اور بادشاہ سے کہا: آگے چلیں، میرے خدا نے مجھے ابھی وحی کی ہے کہ تیری تعظیم کروں اور تجھے آگے کروں اور خود پیچھے چلوں تو بادشاہ نے کہا: تمہارے خدا نے یہ وحی کی ہے حضرت نے فرمایا: ہاں، تو بادشاہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا رب بہت حلیم و کریم ہے اور آپ مجھے اپنے دین کی ترغیب دیں۔

امامؑ نے فرمایا: بادشاہ نے آپ کو الوداع کہا اور حضرت ابراہیم چل کر بلند شامات کے علاقوں میں ٹھہرے اور حضرت لوط نشیبی شامات میں رہے پھر جب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد نہیں ہو رہی تھی تو سارہ سے کہا: اگر چاہو تو ہاجر مجھے بیچ دو شاید خدا اس سے ہمیں بیٹا عطا کرے، وہ ہمارا وارث ہو حضرت ابراہیم نے ہاجر کو سارہ سے خریدا اور اس سے ہمبستری کی تو حضرت اسماعیلؑ کی ولادت ہوئی۔

[مفضل بن عمر کی مدح کی روایت]

یونس بن ظبیان کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: کیا آپ ان دو افراد کو اس شخص سے منع نہیں کرتے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ شخص کون ہے اور وہ دو کون ہیں؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: کیا آپ حجر بن زائدہ اور عامر بن جذاعہ کو مفضل بن عمر سے منع نہیں کرتے۔

امامؑ نے فرمایا: اے یونس! میں نے ان سے کہا تھا کہ اس سے رک جائیں مگر انہوں نے نہیں مانا اور میں نے ان کو بلایا اور یہ بات کہی اور ان کو خط لکھا اور اسے ان کے پاس اپنی ضرورت قرار دیا مگر وہ اس سے باز نہیں آئے، خدا انکو ہرگز نہ بخشے خدا کی قسم! کثیر عزّہ محبت میں ان سے زیادہ سچا تھا جو وہ مجھ سے اپنی محبت جتاتے ہیں جب اس نے شعر کہا تھا:

؎ کیا وہ نہیں سمجھتی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس کی دوست کی عزت کرتا ہوں۔

خدا کی قسم! اگر یہ مجھ سے محبت کرتے ہوتے تو میرے پسندیدہ افراد سے بھی محبت کرتے۔

قاسم جو مفضل کے شریک کار تھے اور سچے اور معتمد تھے ان کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: مسجد میں ایک گروہ ہے جو ہمیں مشہور کرتا ہے اور خود کو بھی معروف کرتا ہے حالانکہ وہ ہم میں سے نہیں اور نہ ہم ان میں سے ہیں، میں جا کر چھپ جاتا ہوں اور پردہ لٹکا لیتا ہوں مگر وہ میرے پردے کی توہین کرتے ہیں خدا انکے پردے پارہ کرے وہ کہتے ہیں: میں امام ہوں، خدا کی قسم! میں تو صرف ان کا امام ہوں جو میری اطاعت اور پیروی کرتے ہیں اور جو میری نافرمانی کریں ان کا میں امام اور پیشوا نہیں ہوں۔ وہ میرے نام سے کیوں چسپاں ہیں؟! کیا وہ میرا نام اپنے منہ سے روک نہیں سکتے؟!

ذریح محاربی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب قریش مکہ بدر کی طرف نکلے اور اپنے ساتھ عبدالمطلب کی اولاد کو نکال لائے تو ان کے ساتھ طالب بن ابو طالب بھی تھے تو ان کے جنگی رجز پڑھنے والے رجز پڑھتے ہوئے اترے اور طالب نے رجز پڑھتے ہوئے کہا: اے میرے خدا! اگر طالب جنگ کرے ان لشکروں میں ایک لشکر کے درمیان اس لشکر غلبہ آور اور جنگجو کے برابر میں ایسا کر دے کہ اس کا لباس پھاڑ دیں مگر وہ کسی کا لباس سلب نہ کرے اور مغلوب ہو جائے مگر کسی پر غالب نہ آئے، تو قریش نے کہا: یہ شخص ہمیں شکست دلوائے گا انہیں واپس کر دیا۔

اور ایک دوسری روایت میں امام صادقؑ سے منقول ہے: طالب بن ابوطالب سب اسلام لا چکے تھے۔

۵۶۵۔ محمد بن فضیل کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: حضرت فاطمہؑ مسجد کے ایک ستون کے پاس آئیں اور نبی اکرم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا: آپ کے بعد بڑی مصیبتیں آئیں اگر آپ دیکھتے تو اتنی مشکل نہ ہوتی، ہم نے آپ کو کھو دیا جیسے زمین سے بارش کھو جائے آپ کی قوم بدل گئی ان پر گواہ رہنا۔

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرمﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے سامنے سب بلند چیزیں نیچی ہو گئیں اور ہر نشیبی جگہ بلند ہو گئی، حتیٰ آپ نے حضرت جعفر طیار کو دیکھا جو کفار سے جنگ کر رہے تھے فرمایا: شہید ہو گئے، تو نبی اکرمﷺ نے فرمایا: جعفر شہید ہو گئے اور آپ کے پیٹ میں شدت غم کی وجہ سے درد شروع ہو گیا۔

عجلان ابو صالح کا بیان ہے: میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: امام علی بن ابی طالبؑ نے جنگ حنین کے دن اپنے ہاتھ سے چالیس کافروں کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عطاء نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: جبرئیل نبی اکرمﷺ کے پاس براق لیکر آئے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اس کے کان متحرک تھے اور اس کی آنکھیں اس کے سموں میں تھیں اور اس کے قدم اس کی نگاہوں کی حد تک تھے جب ایک پہاڑ کو پہنچتا تو اس کے ہاتھ چھوٹے ہو جاتے اور اس کے ٹانگیں بڑی جاتیں جب اترتا تو اس ہاتھ بڑے ہو جاتے اور ٹانگیں چھوٹی ہو جاتی تھیں، اس کے دائیں ابرو پر زیادہ بال تھے اور پیچھے دو پر تھے۔

۵۶۹۔ فیض بن مختار کا بیان ہے: امام صادقؑ نے فرمایا: اس آیت کی کیسے تلاوت کرتے ہو؟ اور ان تین افراد پر جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے، پھر فرمایا: اگر وہ پیچھے چھوڑ دیئے گئے ہوتے تو وہ اطاعت و فرمانبرداری کی حالت میں ہوتے لیکن وہ تو مخالفت کی حالت میں تھے عثمان اور اس کے دو ساتھی، خدا کی قسم! انہوں نے جو بھی جانوروں کے سموں کی آواز سنی اور پتھروں کی گونج سنی تو کہتے: اب ہمیں گرفتار کر لیا گیا تو خدا نے ان پر خوف کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے صبح کی۔

ابو بصیر نے امام باقرؑ سے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے اس آیت کی تلاوت کی توبہ کرے والے عبادت کرنے والے، امام نے فرمایا: نہ بلکہ پڑھو توبہ کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں سے آخر تک، جب اس کی وجہ آپ سے پوچھی گئی تو فرمایا: اللہ نے مومن توبہ کرنے والے عبادت گزاروں سے ان کی جانیں خرید لی تھیں۔

اسحاق بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اس طرح اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ہمارے پاس ہم میں سے رسول آیا اس پر گراں ہے جو ہمیں زحمت دے وہ ہمارے فائدہ میں فکر مند ہیں اور مومنین کے ساتھ نرم خو اور مہربان ہیں[۱۵۱]۔

ابن فضال نے امام رضاؑ سے روایت کی پس خدا نے اپنا سکون و وقار رسول پر نازل کیا اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نہیں دیکھتے، میں نے عرض کی: کیا یہ ایسے نازل ہوئی؟ فرمایا: ہم اسے ایسے ہی تلاوت کرتے ہیں اور ایسے ہی نازل ہوئی۔

[۱۵۱]۔ جبکہ آیت میں تمہارے پاس تم میں سے رسول آنا ذکر ہے، اسطرح اس آیت کی تطبیق اور تفسیر ذکر کی گئی۔

عمار بن سوید کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا، خدا کا یہ فرمان: شاید تم بعض وحی کو چھوڑ دو اور تمہارا سینہ اس سے تنگ ہو کہ وہ کہیں کیوں اس پر خزانہ نہیں اترتا یا اس کے ساتھ فرشتہ نہیں آتا، امام نے فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ قدید نامی جگہ اترے اور امام علیؑ سے فرمایا: اے علی! میں نے اپنے خدا سے سوال کیا کہ وہ میرے اور تیرے درمیان موالات و دوستی کو قائم کرے تو اس نے کر دیا، میں نے خدا سے سوال کیا میرے اور تیرے درمیان بھائی چارہ قائم کرے اس نے کر دیا، میں نے خدا سے سوال کیا تجھے میرا وصی بنا دے اس نے کر دیا، تو قریش کے دو افراد نے کہا: خدا کی قسم! بوسیدہ کھجور میں ایک صالح کھجور ہمارے لیے حضرت محمد ﷺ کے اپنے رب سے مطالبے سے زیادہ پسندیدہ ہے، آپ نے خدا سے کوئی فرشتہ کیوں نہیں مانگا جو ان کی دشمنوں کے خلاف مدد کرتا یا خزانہ کیوں نہیں مانگا جس کے ذریعہ اپنے فقر و فاقہ کا علاج کرتے، خدا کی قسم! وہ اسے کسی حق و باطل کی طرف نہیں بلائے گا مگر وہ اس کی دعوت پر لبیک کہے گا تو خدا نے یہ آیت نازل کی۔

عبداللہ بن سنان کا بیان ہے امام صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا اگر تیرے خدا چاہتا تو لوگوں کو ایک امت بنا دیتا مگر یہ ہمیشہ اختلاف کرتے ہیں مگر جس پر خدا رحم کرے، امامؑ نے فرمایا: وہ ایک امت تھے خدا نے نبیوں کو بھیجا تاکہ ان پر حجت تمام کرے۔

۵۷۵۔ جابر جعفی نے امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی؛ خدا کا فرمان: جو نیکی کرے اس کیلئے اس میں اضافہ کریں گے، امامؑ نے فرمایا: جو آل محمدؐ کے اوصیاء سے متمسک ہو جائے اور ان کے آثار و کردار کی پیروی کرے تو خدا اس میں سابقہ نبیوں اور اولین کے مومنین کی ولایت بڑھا دے گا یہاں تک کہ ان کی ولایت حضرت آدمؑ تک پہنچے

۔

اور وہ خدا کا فرمان ہے: جو ایک نیکی لائے اس کیلئے اس سے بہتر ہو گی اور اسے جنت میں داخل کرے گا، اور وہ خدا کا فرمان ہے: کہہ دو میں تم سے جو کچھ بھی مانگتا ہوں وہ تمہارے لیے ہے، فرمایا: اجر مودت جس کے علاوہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا وہ تمہارے لیے ہے تم ہدایت پاؤ گے اور اس کے ذریعہ قیامت کے دن عذاب سے نجات پاؤ گے۔

اور دشمنان خدا جو شیطان کے ولی ہیں تکذیب و انکار کرنے والے ہیں ان سے کہا: کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف اور تصنع کرنے والوں میں سے ہوں یعنی سازی کی خاطر تم سے ایسی چیز کا سوال نہ کروں گا جس کے تم اہل نہیں ہو۔

اس وقت منافقین ایک دوسرے سے کہنے لگے: کیا محمد کیلئے یہ کافی نہیں تھا کہ انہوں نے ہم پر بیس سال غلبہ کیا اب چاہتے ہیں کہ اپنے اہل بیتؑ کو ہماری گردنوں پر سوار کریں اور کہنے لگے: خدا نے یہ ہرگز نازل نہیں کیا اور یہ ایسی چیز ہے جو انہوں نے خود سے بنائی ہے اور چاہیے ہیں اپنے اہل بیت کو ہماری گردنوں پر بلند کریں، پس اگر محمد قتل

ہو جائیں یا وفات پا جائیں تو ہم یہ چیزیں اہل بیت سے چھین لیں گے پھر ان کی طرف کبھی نہیں پلٹائیں گے ،اللہ نے اپنے نبی کو یہ بات پہنچانے کا ارادہ کیا جسے وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے تھے اور اپنی کتاب قرآن میں فرمایا: کیا یہ لوگ کہتے ہیں اس نے خدا پر جھوٹ بولا پس اگر خدا چاہتا تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا اور فرمایا: اگر میں چاہتا تو تجھ سے وحی روک دیتا تو آپ اپنے اہل بیت کی فضیلت اور ان کی ولایت کی بات ہی نہ کرتے ۔ اور اللہ نے فرمایا: اور خدا باطل کو نابود کرتا ہے اور اپنے کلمات کے ذریعہ حق کا بول بالا کرتا ہے، کہتا ہے کہ تیرے اہل بیت کا حق ولایت ہے وہ خدا دلوں کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنے دلوں میں تیرے اہل بیت کیلئے دشمنی اور ظلم چھپا رکھا ہے اس کو بیان کرتا ہے اور یہ اللہ کا فرمان ہے : اور لوگوں نے سرگوشی چھپا رکھی جو ظلم کرنے والے ہیں کیا یہ تمہاری طرح انسان نہیں ہے؟! کیا تم جادو کرتے ہو اور تم دیکھ رہے ہو؟! اللہ کا فرمان ہے : ستارے کی قسم جب وہ ڈھلا، فرمایا: میں محمد کی روح قبض کرنے کی قسم کھاتا ہوں ،جب ان کی روح قبض ہو ، تمہارا ساتھی اپنے اہل بیت کو فضیلت دیکر ہرگز گمراہ نہیں ہوا اور نہ بھٹکا اور وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتا فرمایا: وہ اپنے اہل بیت کی فضیلت میں اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا، اور وہ اللہ کا فرمان ہے: وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر اترتی ہے۔

[آیت نور خدا کی مثال کی تطبیق]

اور اللہ نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا: کہہ دو اگر میرے پاس ہوتا جس بارے میں تم جلدی کرتے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا ، فرمایا: اگر مجھے حکم دیا گیا ہوتا کہ میں تمہیں وہ باتیں بتاؤں جو تم اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہو کہ تم میری موت جلدی چاہتے ہو تا کہ میرے بعد میرے اہل بیت پر ظلم و ستم روا رکھو تو تمہاری مثال اس طرح ہے جو خدا نے پیش کی اس کی مثال ہے جس آگ جلائی پس جب اس کے ارد گرد روشن ہو گیا تو فرمایا: زمین حضرت محمد کے نور سے ایسے روشن ہوئی جیسے سورج چمکتا ہے تو اللہ نے حضرت محمد ﷺ کی مثال سورج سے دی اور وصی کی مثال چاند سے دی اور وہ اللہ کا فرمان ہے : سورج کو روشن قرار دیا اور چاند کو نور بنایا اور خدا کا فرمان ہے: ان کیلئے نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو نکالتے ہیں جب تاریکی میں ہوتے ہیں اور خدا کا فرمان ہے : خدا ان کے نور کو لے گیا اور انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا ، وہ نہیں دیکھ سکتے ،یعنی حضرت محمد کی وفات ہو گئی اور تاریکی چھا گئی پس وہ حضرت کے اہل بیتؑ کی فضیلت کو نہیں دیکھ سکتے اور وہ اللہ کا فرمان ہے : اگر ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ نہیں سنتے اور تم انہیں دیکھو گے کہ وہ آپ کو دیکھتے جاتے ہیں جبکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے وہ علم جو ان کے پاس تھا اپنے وصی کے پاس قرار دیا اور وہ اللہ کا فرمان ہے : اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے فرمایا: میں آسمانوں اور زمین کو ہدایت دینے والا ہوں ، اس علم کی مثال جو میں نے اسے عطا کیا وہ میرا نور ہے جس کے ذریعہ ہدایت حاصل کی جاتی ہے ،اس صراحی کی مانند ہے جس میں چراغ ہو اور ہدایت کی صراحی حضرت محمد کا

دل ہے اور چراغ وہ نور ہے جس میں علم ہے اور اللہ کا فرمان ہے چراغ شیشی میں ہے فرمایا: میں چاہتا ہوں تمہاری روح قبض کروں جو تمہارے پاس ہے وہ اپنے وصی کو دے دو جیسے چراغ کو شیشی میں رکھا جاتا ہے گویا وہ روش ستارہ ہے تو ان لوگوں کو وصی کی فضیلت بیان کردی ۔جو مبارک درخت سے چمکتا ہے تو اس مبارک درخت کی اصل و اساس حضرت ابراہیم ہیں اور وہ اللہ کا فرمان ہے: خدا کی رحمت وبرکات ہم اہل بیت پر ہیں، وہ خدا صاحب حمد و مجد یعنی تعریف وبزرگی کا مالک ہے اور وہ اللہ کا فرمان ہے: اللہ نے آدم، روح، آل ابراہیم، اور آل عمران کو عالمین پر انتخاب کیا، یہ ایکدوسرے کی نسل ہیں نہ کوئی شرقی ہے اور نہ کوئی غربی، فرمایا: تم یہودی نہیں ہو کہ مغرب کی طرف نماز پڑھو اور نہ عیسائی ہو کہ مشرق کی طرف نماز پڑھو تم حضرت ابراہیم کی ملت ہو اور اللہ نے فرمایا: حضرت ابراہیم یہودی یا نصرانی نہیں تھے بلکہ وہ مخلص مسلمان تھے، اور مشرکین میں سے نہیں تھے اور اللہ کا فرمان ہے: قریب ہے کہ اس کا تیل چمکے اگرچہ اسے آگ نہ لگی ہو یہ نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی ہدایت جسے چاہتا ہے کرتا ہے، اور فرمایا: تمہاری اولاد کی مثال جو تم سے جنم لے گی اس زیتون کی طرح ہے جو اس سے نکالا جاتا ہے وہ تیل چمکے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے، نور پر نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اسے نور کی ہدایت کرتا ہے فرمایا: قریب ہے وہ نبوت کی بات کریں اگرچہ ان پر فرشتہ نازل نہ ہو ۔

[معصومینؑ کی مدد کیلئے آمادہ ہونے والوں کی مثال]

ابو عبداللہ جعفی[۱۵۲] کا بیان ہے مجھ سے محمد بن علی امام باقرؑ نے فرمایا: تمہارے نزدیک دشمن کے مقابلے میں سرحدوں پر مسلح ہونے کی کتنی مدت ہے؟ میں نے عرض کی: چالیس دن، فرمایا: ہمارے نزدیک دشمن کے مقابلے میں آمادگی پوری زندگی ہے، جس نے ہماری خاطر ایک جانور آمادہ کیا تو اس کیلئے اس کے وزن کے دوبرابر ثواب ہے، اور جس نے ہماری خاطر اسلحہ تیار کیا تو اس کیلئے اس کے وزن کے برابر ثواب ہے اور تم سختیوں سے ایک دو، تین چار بار سے نہ گھبراؤ کیونکہ ہماری اور تمہاری مثال اس نبی کی مانند ہے جو بنی اسرائیل میں تھا خدا نے اس کو وحی کی اپنی قوم کو جنگ کیلئے بلاؤ، میں تمہاری مدد کروں گا اس نے ان لوگوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمع کیا پھر ان دشمنوں حملہ کی تو انہوں نے ابھی تلوار نہیں چلائی تھی اور نیز نہیں مارا تھا کہ دشمن کی یلغار سے شکست کھا گئے پھر خدا نے وحی کی اپنی قوم کو جنگ کی دعوت دو میں تمہاری مدد کروں گا اس نے انہیں جمع کیا پھر دشمن کی طرف بڑھے ابھی نہ تلوار چلائی تھی اور نہ نیز مارا تھا کہ دشمن کی یلغار سے شکست کھا گئے۔

پھر خدا نے وحی کی اپنی قوم کو جنگ کی دعوت دو میں تمہاری مدد کروں گا اس نے انہیں بلایا، انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں نصرت و مدد الٰہی کا وعدہ دیا تھا ہمیں تو مدد نہیں ملی پس خدا نے اس کو وحی کی: یا جنگ کو انتخاب کرو یا آتش و آگ

[۱۵۲]۔بظاہر اس سے مراد مفضل بن عمر جعفی ہے۔

کو، اس نے کہا: میرے خدا! جنگ میرے لیے آپ سے بہتر ہے، پس انہیں دعوت دی تو ان میں سے تین سو تیرہ افراد جنگ بدر کی تعداد کے برابر لوگوں نے لبیک کہی پس جب دشمن کی طرف بڑھے تو ابھی نہ تلوار چلائی تھی اور نہ نیزہ مارا تھا کہ خدا نے ان کو فتح دے دی۔

[طبّی نسخے]

[نزلہ زکام کے فوائد]

بکر بن صالح اور نوفلی وغیرہ نے امام صادقؑ کی طرف حدیث کی نسبت دی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نزلہ زکام سے دوائی نہیں لیتے تھے اور فرماتے: ہر کسی میں جذام کی رگ ہوتی ہے جب اسے زکام لگے تو وہ اس جذام کو ختم کر دیتی ہے۔

ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نزلہ زکام خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے خدا اسے بیماری پر بھیجتا ہے اور وہ اس کو ختم کر دیتا ہے۔

محمد بن عبدالحمید نے اپنی سند سے امام صادقؑ کی طرف نسبت دی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اولاد آدم میں سے کوئی نہیں مگر اس میں دو رگیں ہیں: ایک رگ اس کے سر میں ہے جو جذام کو بھڑکاتی ہے اور ایک رگ اس کے بدن میں ہے جو برص کو بھڑکاتی ہے جب سر کی رگ بھڑکے تو خدا اس پر زکام کو مسلط کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بیماری بہہ جاتی ہے۔ اور جب بدن کی رگ بھڑکتی ہے تو اس پر پھوڑے پھنسی کو مسلط کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بیماری بہہ جاتی ہے جب تم میں سے کوئی نزلہ زکام اور پھوڑے پھنسی کو دیکھے تو خدا کی طرف سے عافیت و سلامتی پر حمد و شکر کرے، اور فرمایا: زکام سر کے فضول و فاسد مواد کو نکال دیتا ہے۔

[آنکھوں کے درد کا علاج]

ابن محبوب نے ایک شخص سے روایت کی اس کا بیان ہے ایک شخص امام صادقؑ کے پاس آیا وہ اپنی آنکھوں کے درد کی شکایت کر رہا تھا امامؑ نے فرمایا: تم ان تین چیزوں سے کیوں غافل ہو: صبر (چیڑھ)، کافور اور مرّ (چیڑھ کا نچوڑ)، اس شخص نے اس کو استعمال کیا تو درد ختم ہو گیا۔ میں نے عرض کی: اس کی آنکھیں کمزور ہیں؟ فرمایا: اس کو صبر و مرّ (چیڑھ) اور کافور کے برابر اجزاء کا سرمہ لگاؤ، راوی کا بیان ہے کہ اس کو اسی چیز کا سرمہ لگایا گیا تو اس کو فائدہ ہوا۔

[آنکھوں کی سفیدی کا علاج]

محمد بن فیض نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: میں ابو جعفر دوانیقی کے پاس تھا تو اس کے پاس چمڑے کا بڑا تھیلا لایا گیا اس نے اسے کھولا اور اس میں دیکھا اور اس سے کچھ نکالا اور کہا: اے ابو عبداللہ! جانتے ہو یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: کیا ہے؟ کہا: یہ ایک چیز ہے جو افریقہ کے پیچھے طنجہ (بحر مغرب کے کنارے ایک شہر) یا طینہ شہر سے لائی جاتی ہے۔

میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ کہا: وہاں ایک پہاڑ ہے جس سے سال میں کچھ قطرے ٹپکتے ہیں اور جم جاتے ہیں اور وہ آنکھ کی سفیدی کیلئے مفید ہیں، اس سے سرمہ لگایا جاتا ہے تو خدا کے حکم سے وہ سفیدی ختم ہو جاتی ہے۔

میں نے کہا: ہاں، میں اسے جانتا ہوں اگر چاہو تو اس کا نام اور صفت بھی بیان کروں۔

فرمایا: اس نے اس کا نام نہیں پوچھا اور کہا: اس کی صفت بیان کریں۔

میں نے کہا: یہ وہ پہاڑ ہے جس پر بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی رہتا تھا جو اپنی قوم سے بھاگ آیا تھا اس پر خدا کی عبادت کرتا تو اس کی قوم نے ان کا ٹھکانہ معلوم کر لیا اور اسے قتل کر دیا تو وہ پہاڑ اس نبی پر روتا ہے اور یہ قطرے اس کے رونے سے آنسو بن کر ٹپکتے ہیں اور اس کے دوسری جانب ایک چشمہ اس پانی سے رات دن ابلتا ہے اور اس چشمہ تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

[درد چشم کا نسخہ]

سلیم مولی علی بن یقطین کا بیان ہے کہ اسے آنکھوں میں بڑی اذیت رہتی تھی تو اس کی طرف امام ابو الحسن کاظمؑ نے اپنی طرف سے نسخہ لکھ بھیجا: تجھے حضرت ابو جعفر باقرؑ کے سرمہ سے کیا چیز مانع ہے؟ ایک جزء ہندی کافور، اور ایک جزء اصقوطری بحر الہند کے ایک جزیرہ کا چیڑھ، انہیں اچھی طرح پیس لیا جائے اور حریرہ کے ذریعہ صاف کر لیا جائے اس سے اسے سرمہ لگایا جائے جیسے اثمد پتھر سے سرمہ لگایا جاتا ہے ایک مہینہ میں ایک بار تو سر کی ہر بیماری ختم ہو جائے گی اور وہ اسے بدن سے نکال دے گی۔

راوی کا بیان ہے: اس نے یہ سرمہ لگایا تو اس کی وفات تک اس کی آنکھیں نہیں دکھیں۔

عبادت گزار کی داستان

محمد بن سنان نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار تھا اس نے دنیا میں سے کچھ نہیں کمایا پس ابلیس نے ناک میں آواز دی تو اس کے لشکر جمع ہو گئے اس نے کہا: کون میرے لیے اس شخص پر کام کرے گا؟

ایک نے کہا: میں اس کے لیے کافی ہوں، اس نے پوچھا: تو کہاں سے اس کے پاس جائے گا؟ اس نے جواب دیا: میں عورتوں کے ذریعہ اس کے پاس جاؤں گا، اس نے کہا: تو اس کو نہیں گھیر سکتا کیونکہ اس نے عورتوں کا مزہ نہیں چکھا۔

دوسرے نے کہا: میں اس پر کافی ہو، کہا: کیسے اس کے پاس جائے گا؟ اس نے کہا: شراب کے اور لذتوں کے ذریعہ، کہا: تو بھی اس کو اس طرح نہیں گھیر سکتا۔

تیسرے نے کہا: میں اس پر کافی ہوں، کہا: کس طرح اس کے پاس جائے گا؟ کہا: میں نیکی کے ذریعہ اس کے مسلط ہو جاؤں گا، ابلیس نے کہا: جا، تو اسکو گھیر سکتا ہے، وہ اس شخص کی جگہ گیا اور اس کے سامنے مصلی بچھا کر نماز شروع

کر دی، امام نے فرمایا: وہ شخص سوتا تھا اور شیطان نہیں سوتا تھا اور وہ شخص آرام کرتا تھا مگر شیطان آرام نہیں کرتا تھا، تو وہ شخص اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے اپنے آپ کو کمزور سمجھنے لگا اور اپنے عمل و عبادت کو بہت کم سمجھا۔ اس نے کہا: اے بندہ خدا! تم کس طرح اتنی عبادت کرنے پر قادر ہوئے ہو، اس نے جواب نہیں دیا، پھر اس نے یہی پوچھا پھر بھی اس نے جواب نہیں دیا، پھر اس نے سوال کیا تو اس نے کہا: اے بندہ خدا! میں نے ایک گناہ کیا تھا اور میں توبہ کر رہا ہوں جب مجھے گناہ یاد آتا ہے تو مجھ میں نماز پڑھنے کی طاقت آجاتی ہے اس نے کہا: مجھے اپنے گناہ کا بتاؤ تا کہ میں بھی وہی کروں اور توبہ کروں جب میں ایسا کروں گا تو میں بھی مسلسل نماز کی طاقت کر پاؤں گا۔

اس نے کہا: اس شہر میں چلے جاؤ، اس میں فلانی بدکار عورت کے بارے میں پوچھو اسے دو درہم دو اور اس سے بدکاری کرو اس نے کہا: میں دو درہم کہاں سے لاؤں؟ میں تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ دو درہم کیا ہوتے ہیں؟ شیطان نے قدموں کے نیچے سے اسے دو درہم دیئے وہ شخص اٹھا اور اپنے خاص لباس میں شہر آگیا اس بدکار عورت کے گھر کا پوچھنے لگا لوگوں نے اسے رہنمائی کی اور گمان کرنے لگے کہ شاید یہ اس کو وعظ و نصیحت کرنا چاہتا ہے پس انہوں نے اس کی ادھر رہنمائی کر دی وہ اس عورت کے پاس آیا اور اسے دو درہم دیئے اور بولا: اٹھو، وہ کھڑی ہوگئی، اور اپنے گھر داخل ہوئی اور کہا: تم بھی آجاؤ، اور کہنے لگی: تم اس حالت میں میرے پاس آئے ہو مجھ جیسی عورتوں کے پاس ایسی حالت میں نہیں آیا کرتے۔

اپنی حقیقت مجھے بتاؤ، اس نے اپنا قصہ بیان کیا۔

اس عورت نے کہا: اسے بندہ خدا! گناہ کو چھوڑنا اس کی توبہ مانگنے سے زیادہ آسان ہے، اور ہر توبہ مانگنے والا اس کو پا نہیں سکتا اور ایسا ورغلانے والا شیطان ہی ہو سکتا ہے جو انسان کی شکل میں تیرے پاس آیا، لوٹ جا وہاں تجھے کوئی نہیں ملے گا وہ لوٹ گیا اور وہ عورت اس رات فوت ہوگئی صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر لکھا تھا: فلانی عورت کے پاس جاؤ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے۔

لوگ شک میں پڑ گئے اور تین دن ٹھہرے رہے اور اس کے معاملہ میں شک کی وجہ سے اس کو دفن نہیں کیا، خدا نے اپنے انبیاء میں سے ایک نبی کو وحی کی، میں سمجھتا ہوں وہ موسی بن عمران تھے، فلانی عورت کے پاس جاؤ اس پر نماز جنازہ پڑھو اور لوگوں کو بھی اس پر نماز پڑھنے کا حکم دو، میں نے اسکو بخش دیا ہے اور اس کیلئے جنت واجب کی ہے کیونکہ اس نے میرے فلاں بندے کو میری نافرمانی سے روکا۔

[شکر گزار کی آزمائش اور رزق کی فراوانی]

۵۸۶۔ ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار تھا اور وہ رزق و روزی کے معاملہ میں محروم تھا جس کام سے جاتا اس کو کچھ ہاتھ نہیں آتا تھا اس پر اس کی بیوی خرچ کرتی یہاں تک کہ اس کے پاس

بھی کچھ نہیں بچا ایک دن وہ بھوکے تھے اس نے اسے اپنے کاتنے کی ایک ڈلی دی اور کہا: ے میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے جاؤ اسے بیچ دو اور ہمارے لیے کچھ خرید لاؤ تا کہ ہم کچھ کھا سکیں، وہ اس کاتی ہوئی ڈلی کو لیکر بیچنے چلا اس نے دیکھا: بازار بند ہو چکے ہیں اور اس نے دیکھا: خریدار رک گئے ہیں اور واپس پلٹ رہے ہیں اس نے کہا: اگر میں اس پانی میں جاؤں اور اس سے وضو کروں اور کچھ پانی اپنے اوپر ڈال لوں پھر واپس چلا جاؤں (تو غنیمت ہے)۔ وہ سمندر کے پاس آیا تو اسے وہاں شکاری ملا جس نے اپنا جال پھینکا تھا اسے نکالا تو اس میں ایک ردی حالت کی مچھلی ملی جو اس کے پاس پڑی تھی اور بالکل نرم اور بدبودار ہو رہی تھی اس نے کہا: مجھے یہ مچھلی بیچتے ہو میں تجھے یہ کاتی ہوں ڈوری دیتا ہوں تم اس سے اپنے جال میں فائدہ اٹھانا۔

اس نے کہا: ہاں، اس نے مچھلی پکڑی اور کاتی ہوئی ڈوری دے دی اور مچھلی لیکر گھر آ گیا۔

اور اپنی بیوی کو حقیقت حال کی خبر دی اس نے مچھلی بنانے کیلئے لی جب اسکو چاک کیا تو اس کے پیٹ سے ہیرا نکلا، اس نے شوہر کو بلایا اور اسے وہ ہیرا دکھایا اس نے وہ لیا اور اسے بازار لے گیا اسے بیس ہزار درہم میں بیچا اور مال لیکر گھر پلٹ آیا اور اسے رکھ دیا اور اس وقت ایک سوالی نے دروازہ کھٹکھٹایا، اس شخص نے کہا: آ جاؤ، اس نے کہا: ان دو تھیلیوں میں سے ایک لے لو اس نے ایک لے لی اور چلا گیا اس کی بیوی نے اس سے کہا: سبحان اللہ جب ہم نے کچھ آسانی کے دن دیکھے تو اچانک ہم سے آدھی آسانی کا سامان چلا گیا ابھی تھوڑا وقت گزرا تھا کہ سوالی نے دروازہ کھٹکھٹایا اس شخص نے کہا: آ جاؤ، وہ اندر آیا اور وہ تھیلا اس کی جگہ رکھ دیا اور کہا: اسے خوشی خوشی کھاؤ، میں تمہارے رب کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں تیرے رب نے تجھے آزمایا تمہیں شکر گزار پایا پھر وہ چلا گیا۔

امام علیؑ کا خطبہ

محمد بن حسن نے اپنے باپ دادا کی سند سے روایت کی کہ امام علیؑ نے خطبہ دیا اور دوسروں نے دوسری سند سے روایت کی اور بیان کیا کہ امؑام نے خطبہ ذی قار کے مقام پر دیا پس آپ نے حمد و ثنا کی اور فرمایا: اما بعد!

[نبی اکرمؐ کی بعثت کا مقصد]

اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ آپ اس کے بندوں کو اس کے بندوں کی بندگی اور غلامی سے نجات دیں اور اس کے بندوں کے عہد و پیمان سے خدا کے عہد و پیمان کی طرف لائیں اور اس کے بندوں کی اطاعت و پیروی سے خدا کی اطاعت میں لائیں اور اس کے بندوں کی ولایت سے خدا کی ولایت میں لائیں آپ بشارت دینے والے، ڈرانے والے اور خدا کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والے تھے اور روشن چراغ، کئی بار تبلیغ کرنے والے اور اطاعت گزاروں کیلئے عذر خواہی اور نافرمانوں کو ڈرانے والے تھے اور واضح احکام لائے ایسے محکم تفصیل بیان کی ایسا محکم فرقان پیش کیا ایسا بیان شدہ قرآن پہنچایا کہ لوگ اپنے رب کو جان لیں کیونکہ وہ اس سے جہالت کی تاریکی میں تھے

اور اس کا اقرار کرلیں کیونکہ وہ اس کا انکار کرتے تھے اور اس کو ثابت کر دیں کیونکہ وہ اس کے انکار پر ڈٹے ہوئے تھے پس ان کیلئے خدا کی ذات اس کتاب میں روشن ہو گئی مگر انوہں نے اسکو دیکھا نہیں، پس خدا نے ان کو اپنا حلم دکھا دیا کیسے حلم و بر باری کرتے ہیں ان کو اپنی عفو و بخشش دکھا دی کیسے بخشا جاتا ہے ان کو اپنی قدرت دکھادی کیسے قدرت آتی ہے ان کو خدا کی گرفت سے ڈرایا اور کیسے اس نے اپنی آیات اور نشانیوں کو خلق کیا کیسے اس نے عذاب کے ذریعہ نافرمانوں کو نابود کیا، اور گرفت کے ذریعہ انکی جڑ اکھاڑ دی، اور کیسے اس نے رزق و روزی دی اور ہدایت دی اور عطا کیا اور انہیں اس کا حکم دکھا دیا اور کیسے وہ فیصلہ کرتا ہے اور صبر کیا حتی لوگوں کی باتیں سنیں اور ان سے اذیتیں دیکھیں پس خدا نے حضرت محمد کو اس حقیقت کے ساتھ بھیجا۔

[برے زمانے میں قرآن کی حالت]

پھر میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حق سے زیادہ کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں ہو گی اور باطل سے زیادہ کوئی چیز واضح نہیں ہو گی اور خدا و رسول پر جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی چیز بکثرت نہیں ہو گی، اس دور میں خدا کی کتاب قرآن سے زیادہ کوئی چیز بوسیدہ نہیں ہو گی جب اس کی آیات کی تلاوت کی جائے گی اواس کتاب سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ قیمتی اور خرید و فروخت کی چیز نہیں ہو گی، جب اس کے معانی کو اپنی حقیقت سے بدل دیا جائے گا اور لوگوں اور شہروں میں نیکی سے زیادہ کوئی بری چیز نہیں ہو گی اور نہ برائی سے بڑھ کر کوئی اچھی چیز ہو گی۔ اور ان میں برائی اور بے حیائی بری نہیں سمجھی جائے گی اور اس زمانے میں گمراہی کے وقت ہدایت سے بڑھ کر کوئی بری اور قبیح چیز نہیں ہو گی، اس کتاب قرآن کو اٹھانے والے اسے چھوڑ دیں گے اور اس کو حفظ کرنے والے اس کو بھول جائیں گے حتی خواہشات انہیں بھگا لے جائیں گی اور وہ انہی چیزوں کو اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں پائیں گے اور جھوٹ بولنا اور حق کو جھٹلانے کیلئے وہ قرآن کی تحریف اور تبدیلی کیا کریں گے اور اسے سستے داموں بیچیں گے اور وہ اس میں رغبت نہیں رکھیں گے۔

پس قرآن اور اہل قرآن اس زمانے میں دھتکارے ہوئے ہونگے اور ایک ہی راہ میں قربان ہونگے ان کو کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی پس یہ کتنے خوش قسمت ساتھی ہیں افسوس ان کیلئے اور جو ان کے ساتھ کیا جائے گا۔

اس دور میں قرآن اور اہل قرآن لوگوں میں ہونگے مگر لوگ ان میں نہیں ہونگے، یہ دونوں ان کے ساتھ ہونگے مگر لوگ ان کے ساتھ نہیں ہونگے، کیونکہ گمراہی ہدایت کے ساتھ سازگار نہیں ہوتی اگرچہ دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں اور لوگ تفرقہ بازیوں پر اتفاق کرلیں گے اور جماعت اور اتفاق کو چھوڑ دیں گے اور اپنے امور اور اپنے دین کے امور کو ایسے لوگوں کے سپرد کر دیں گے جو ان میں دھوکہ فریب، برائی اور رشوت، قتل و غارت کرتے ہیں گویا وہ قرآن کے امام ہیں مگر قرآن ان کا امام و پیشوا نہیں ہے۔

ان کے پاس حق کا صرف نام بچ جائے گا اور وہ کتاب کا صرف خط و کتابت جانتے ہوں گے اور آنے والا قرآن کی حکمتوں کو سنے گا مگر بیٹھے ہوئے مطمئن نہیں ہو گا حتی دین سے خارج ہو جائے گا ایک بادشاہ کے دین سے دوسرے بادشاہ کے دین کی طرف پھرتا رہے گا اور ایک بادشاہ کی ولایت سے دوسرے کی ولایت میں داخل ہوتا رہے گا اس طرح خدا انکو ایسے آہستہ آہستہ عذاب کے قریب کرے گا کہ وہ اس کو جان بھی نہیں سکیں گے اور خدا کی تدبیر ،امید و رجاء کے ذریعہ بڑی محکم ہے حتی وہ معصیت و نافرمانی پر ڈٹ جائیں گے اور ظلم و جور کو ایمان بنالیں گے اور غیر خدا کی پرستش و بندگی پر اندآئیں گے۔

[برے زمانے کی مساجد کی حالت]

اس زمانے میں ان کی مسجدیں گمراہی سے بھری ہونگی اور ہدایت سے خالی ہونگی اور انکے قاری قرآن اور مسجدیں آباد کرنے والے مخلوق خدا میں سب سے زیادہ ناامید اور خسارے والے لوگ ہونگے ، ان سے گمراہی چلے گی اور ان کی طرف لوٹے گی۔

ان کی مساجد میں جانا اور انکی طرف چلنا خدائے عظیم کا کفر شمار ہو گا مگر جو ان کی گمراہی کا یقین رکھتے ہوئے ادھر جائے اور ان کی مسجد ان کے اعمال سے ہدایت سے خالی ہونگی اور گمراہی سے بھر جائیں گی ،خدا کی سنتوں کو بدلا جائے گا اور اس کی حدود و احکام سے تجاوز کیا جائے گا وہ ہدایت کی طرف نہیں بلائیں گے اور فیئ و غنمیت (جیسے عمومی اموال) کو تقسیم نہیں کریں گے اور نہ عہد و پیمان کو پورا کریں گے اور اس راہ میں اپنے قتل ہونے والوں کو شہید کہیں گے اور خدا پر افتراء اور جھوٹ باندھیں گے اور اپنی جہالت کے ذریعہ علمو دانش سے بے نیاز ہونگے اور اس سے پہلے صالح و نیکوکاروں کا مثلہ (اور شخصیت کشی) کریں گے (اور ان کی ناک کان کاٹ کر عبرت ناک سزائیں دیں گے)۔

اور ان کی خدا پر سچی باتوں کو جھوٹ کا نام دیں گے اور نیکی پر درد ناک سزائیں دیں گے اور اللہ تعالی نے تمہارے پاس تم میں رسول بھیجا جس پر تمہیں زحمت دینے والی چیزیں ناگوار ہیں تمہارے فائدے کا طلبگار ہے مومنین پر مہربان ہے اس پر خدا نے بڑی طاقتور کتاب نازل کی جس کے سامنے و پیچھے کسی طرف سے باطل نہیں آسکتا وہ حکمت والے لائق تعریف خدا کی طرف سے نازل ہوئی، عربی میں قرآن ہے اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں، تاکہ زندہ دل اور باشعور لوگوں کو ڈرائے اور کافروں پر عذاب کو حتمی کرے۔

[اصحاب کو طویل امیدوں اور موت کو بھولنے سے ڈرانا]

تمہیں امیدیں، لہو و لعب او موت میں نہ ڈال دیں اور تمہیں موت طولانی مدت کے بعد نظر نہ آئے تم سے پہلے بڑے لوگ اپنی طولانی امیدوں اور موت کو بھول کر ہلاک ہوگئے حتی ان پر معین مدت کا وقت آگیا جس سے معذرت نہیں ٹل سکتی اور توبہ بھی نہیں اٹھ سکتی اور اس کے ساتھ مصائب اور سختیاں بھی امڈ پڑتی ہیں۔خدا نے تمہیں وعدہ پہنچا دیا

اور حقیقت کھول کر بیان کر دی، سنت تمہیں سمجھا دی اور راہیں تمہیں کھول کر بیان کر دیں تاکہ مشکل ٹل جائے، اور تمہیں نصیحت کی ترغیب دی اور نجات کی رہنمائی کی جس نے خدا کی خاطر نصیحت پکڑی اور اس کے فرمان کو اپنا رہنما بنا یا خدا اسے مضبوط راہوں کی ہدایت کرے گا اور اسے رشد و کمال کی توفیق دے گا اور اس کو مضبوط کر دے گا اور نیکی اس پر آسان کر دے گا کہ خدا پر بھروسہ کرنے والا امان پانے والا اور محفوظ رہنے والا ہے، اور اس کا دشمن خوفزدہ اور دھوکہ کھانے والا ہے۔

پس تم بکثرت خدا کا ذکر کر کے خدا کے عذاب سے پناہ مانگو اور تقوی کے ذریعہ اس سے ڈرو اور اطاعت کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرو کیونکہ وہ قریب اور دعائیں قبول کرنے والا ہے اللہ نے فرمایا: جب میرا بندہ مجھ سے دعا کرتا ہے میں قریب ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعا کرے پس مجھ سے مانگو اور مجھ پر ایمان اور یقین رکھو تاکہ ہدایت پاؤ۔

پس خدا سے دعا کرو اور اس پر ایمان رکھو اور خدا کی عظمت بجالاؤ کہ خدا کی عظمت کو پہچان لینے والے کیلئے اپنی عظمت کا دعوی سزاوار نہیں ہے کہ خدا کی عظمت کا علم و یقین رکھنے والوں کی بلندی اس میں ہے کہ وہ خدا کے سامنے تواضع اور انکساری کریں اور خدا کے جلال کو جاننے والوں کی عزت اس میں ہے یہ وہ اس کے سامنے ذلت و خواری کریں اور خدا کی قدرت کا یقین رکھنے والوں کی سلامتی یہ ہے کہ وہ اس کے سامنے سر تسلیم خم رہیں پس وہ معرفت کے بعد اپنے نفسوں کو انکار پر نہ ابھاریں اور نہ ہدایت کے بعد گمراہ ہوں، پس حق سے ایسے فرار نہ کرو جیسے صحیح و سالم شخص خارش والے مریض سے اور صحت مند شخص بیمار سے فرار اختیار کرتا ہے۔

[حق کی پہچان کا آسان طریقہ]

جان لو کہ تم رشد و ہدایت کو نہیں جان سکتے حتی اس کو پہچان لو جس نے اس کو چھوڑا، اور کتاب کے عہد و پیمان کو نہیں پکڑ سکتے جب تک اس کو نہ پہچانو جس نے اس پیمان کو توڑ دیا اور اس سے تمسک نہیں کر سکتے جب تک اس کو نہ جان لو جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور قرآن کی تلاوت کا حق ادا نہیں کر سکتے جب تک اس کی تحریف و تبدیلی کرنے والے کو نہ جان لو اور گمراہی کو نہیں جان سکتے جب تک ہدایت کو نہ جان لو اور تقوی کو نہیں جان سکتے جب تک تجاوز کرنے والے کو نہ جان لو، جب تم یہ جان لو گے تو بدعتوں اور دین کے معاملات میں نئی ایجادات کرنے والوں کے تکلفات کو بھی جان لو گے اور خدا اور اس کے رسول پر بولے ہوئے جھوٹ اور کتاب خدا قرآن میں کی گئی تحریفوں اور تبدیلیوں کو دیکھ لو گے اور یہ دیکھ لو گے کہ خدا نے ہدایت پانے والے کو کیسے ہدایت دی۔

[حقیقی علم تک رسائی کا طریقہ]

پس تمہیں نہ جاننے والے جہالت کی تاریکی میں نہ رکھیں کہ قرآن کے علم کی حقیقت کو نہیں پہچانا جاتا مگر جس نے اس کا ذائقہ چکھا ہو تو اس علم کے ذریعہ اس کے ذریعہ جہالت کو سمجھا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعہ اس سے بہرے اور گونگے رہ جانے والوں کا مداوا ہوسکتا ہے اور رہ جانے والے علم کو پایا جاسکتا ہے اور مردہ دلوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے اور خدا کے نزدیک نیکیاں ثبت ہوتی ہیں اور اس کے ذریعہ برائیاں مٹتی ہیں اور اس کے ذریعہ خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے پس اس حقیقی علم کو اس کے اہل سے حاصل کرو وہی خاص طور پر نور ہیں جن کے ذریعہ روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ ایسے امام اور پیشوا ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے وہ علم و دانش کی زندگی ہیں اور جہالت اور نادانی کی موت ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کا حکم ان کے علم سے خبر دیتا ہے اور ان کی خاموشی ان کی منطق اور شعور اور ان کا ظاہر ان کے باطن سے خبر دیتا ہے اور وہ دین کی مخالفت نہیں کرتے اور نہ دین کے معاملہ میں اختلافکرتے ہیں وہ ان میں سچے گواہ ہیں اور کبھی بولتے ہوئے اور کبھی خاموشی ہیں وہ اسی حالت میں حق کے گواہ ہیں اور سچی خبر دینے والے ہیں وہ حق کی مخالفت نہیں کرتے اور نہ اس میں اختلاف کرتے ہیں ،انہیں خدا کی طرف سے سبقت حاصل ہوئی ہے اور ان میں خدا کی طرف سے سچا حکم گذر چکا ہے اور اس میں نصیحت پانے والوں کیلئے عبرت ہے پس حق کو سمجھو جب اسے سنو جیسا اس کو سمجھنے کا حق ہے اور اسے نقل کرنے والوں کی طرح نہ سمجھو کہ کتاب خدا کے راوی اور قاری بہت زیادہ ہیں مگر اس کو سمجھنے والے بہت کم ہیں خدا ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

[جھگڑا کرنے اور کینہ پالنے کی مذمت]

۵۸۸۔ معروف بن خربوذ نے امام سجادؑ سے روایت کی کہ آپ فرمایا کرتے تھے :

۱) ایک شخص کے فاسق و فاجر ہونے کیلئے اتنا کافی ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرتا پھرتا ہے۔

۲) اور اس کے فاجر و گناہگار ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو ہمیشہ آپس میں دشمنی پالتا ہے۔

۳) اور اس کے گناہگار اور معصیت کار ہونے کیلئے اتنا کافی ہے جو ذات خدا کے علاوہ میں بکثرت باتیں کرتا ہے۔

[حضرت ابراہیمؑ کا ریش مبارک میں سفید بال دیکھ کر حمد کرنا]

نعیم قضاعی نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے صبح کی اور اپنی ریش مبارک میں سفید بال دیکھا تو فرمایا: دو جہانوں کے پالنے والے خدا کی حمد جس نے مجھے اس عمر کو پہنچادیا اور میں نے خدا کی ایک لمحہ کیلئے بھی نافرمانی نہیں کی۔

[حضرت ابراہیمؑ کو خلیل ہونے کی بشارت دینے کیلئے ملک الموت کا آنا]

محمد بن مروان نے ایک شخص کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی جب خدا نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تو اس کی بشارت کو پہنچانے کیلئے ملک الموت کو خوبصورت جاون کی شکل میں بھیجا ان پر دو سفید کپڑے تھے اس کے سر سے پانی اور تیل گر رہا تھا بہت شاداب نوجوان تھے، حضرت ابراہیمؑ گھر داخل ہوئے اور انہیں گھر سے نکلتے ہوئے پایا حضرت ابراہیمؑ غیرت مند تھے جب کسی کام سے نکلتے تو دروازہ بند کر دیتے تھے اور چابی ساتھ لے جاتے تھے پھر لوٹتے اور اسے کھولتے تھے جب ایک شخص کو نکلتے دیکھا اور وہ بھی اس خوبصورت حالتمیں جس میں مرد اس وقت ہوتے ہیں تو انہیں اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہنے لگے: اے بندہ خدا! تمہیں میرے گھر میں کس نے داخل کیا؟ کہا: اس کے مالک نے مجھے اس میں بھیجا کہنے لگے: اس کا مالک مجھ سے زیادہ اسکا حقدار ہے، تو کون ہے؟ کہا: میں ملک الموت ہوں، حضرت ابراہیم ڈرے اور کہا: میری روح قبض کرنے آئے ہو کہا: نہیں، بلکہ خدا نے اپنا خلیل بندہ بنایا ہے میں بشارت دینے آیا ہوں، کہا: وہ بندہ کون ہے؟ جس کی میں مرتے دم تک خدمت کروں۔

فرشتے نے کہا: وہ تم ہو حضرت ابراہیمؑ سارہ کے پاس آئے اور کہا: اللہ نے مجھے خلیل بنای اہے۔

سلیم فراء (کپڑا بننے والے) نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے اس طرح روایت کی مگر اس کی حدیث میں ہے:

جب ملک الموت نے کہا: مجھے اس کے رب اور مالک نے داخل کیا تو ابراہیمؑ پہچان گئے کہ یہ ملک الموت ہے اور کہنے لگے: کس لیے تجھے اتارا گیا ہے؟ کہا: میں اس شخص کو بشارت دینے آیا ہوں جسے خدا نے خلیل بنایا ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا: وہ شخص کون ہے؟ کہا: تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ کہا: میں ساری زندگی اس کی خدمت کروں گا فرشتہ نے کہا: وہ تم ہو۔

[حضرت ابراہیمؑ کی مومنین کیلئے دعا]

ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے روایت کی: حضرت ابراہیمؑ ایک دن اونٹ لیے چل رہے تھے کہ بیابان میں سے گزرے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا اس کے طویل لمبنے قدر نے آسمان کو چھوا تھا اور اس کا لباس اونی تھا فرمایا: ابراہیم اس کے پاس ٹھہر گئے اور تعجب کرنے لگے اور اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے جب اس نے طول دیا تو ہاتھ سے اس کو حرکت دی اور کہا: مجھے تم سے ایک کام ہے ذرا نماز کم کرو۔

فرمایا: اس شخص نے نماز مختصر کی حضرت ابراہیم بیٹھ گئے اور اس سے کہا: کس کیلئے نماز پڑھ رہے ہو؟ کہا: ابراہیم کے خدا کیلئے، فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کا خدا کون ہے؟ کہا: جس نے تجھے اور مجھے پیدا کیا، فرمایا: مجھے تیرا ساتھ پسند ہے میں

تجھے خدا کی خاطر اپنا بھائی بنانا پسند کرتا ہوں تیرا گھر کہاں ہے؟ جب میں تیری زیارت و ملاقات کرنا چاہو؟ اس شخص نے کہا: میرا گھر اس سمندر کے پیچھے ہے لیکن نماز کی جگہ یہی ہے جب چاہو مجھے ملو ان شاء اللہ۔

فرمایا: پھر اس نے ابراہیمؑ سے کہا: کیا کوئی کام ہے؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: کیا ہے؟ فرمایا: خدا سے دعا کرو میں تمہاری دعا پر آمین کہوں گا اور میں دعا کروں تم آمین کہنا۔ اس شخص نے کہا: خدا سے کیا دعا کریں، ابراہیم نے کہا: گناہگار مومن بندوں کیلئے دعا کریں، اس نے کہا: نہیں، فرمایا: کیوں؟ کہا: کیونکہ میں نے تین سال سے دعا کی مگر اب تک قبول نہیں ہوئی، میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ دعا کروں یہاں تک کہ جان لوں کہ اس نے میری دعا قبول کرلی ہے، ابراہیم نے کہا: تو نے کیا دعا کی تھی؟ اس نے کہا: ایک دن اپنے اسی مصلی میں تھا کہ میرے پاس ایک خوبصورت جوان گزرا جس کی پیشانی سے نور اٹھ رہا تھا اس کے پیچھے اسکے بالوں کا گچھا تھا اس کے ساتھ موٹی تازی گائیں تھیں جنہیں وہ لے جا رہا تھا گویا اس کی جلد کو تیل لگایا گیا ہو اور اسکے ساتھ بھیڑ بکریاں تھیں جو موٹاپے سے بھرپور تھیں میں اسے دیکھ کر تعجب کرنے لگا اور اس سے کہا: اے جوان! یہ گائیں اور بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے مجھ سے کہا: ابراہیم کی ہیں؟ میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں خلیل الرحمٰن ابراہیم کا بیٹا اسماعیل ہوں، میں نے خدا سے دعا کیا اور اس سے درخواست کی کہ مجھے اپنا خلیل دکھا دے تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا: میں رحمٰن خدا کا خلیل اور دوست ابراہیم ہوں، اور وہ جوان میرا بیٹا تھا تو اس وقت اس شخص نے کہا: اس اللہ کی حمد ہے جس نے میری دعا قبول کی۔

پھر اس شخص نے ابراہیمؑ کے رخساروں کا بوسہ لیا اور آپ کو گلے لگایا پھر کہا: اب اٹھیں اور دعا کریں میں آپ کی دعا پر آمین کہوں گا، حضرت ابرہیمؑ نے مومنین اور مومنات اور اس دن سے لیکر قیامت کے دن تک کے گناہگاروں کیلئے مغفرت اور بخشش طلب کی اور خدا کی خوشنودی کی دعا کی اور اس شخص نے آپکی دعا پر آمین کہی۔

امام باقرؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیم کی دعا قیامت تک ہمارے شیعہ کے گناہگار مومنین کو شامل ہے

[آیت: نعمتوں کے شمار نہ ہوسکنے کی تفسیر میں امام سجادؑ کی دعا]

۵۹۳۔ علی بن محمد نے بعض اصحاب سے راویت کی: اس نے حدیث کی نسبت دی کہ امام علی بن حسینؑ جب یہ آیت پڑھتے کہ اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ان کا احاطہ نہیں کرسکتے امام یہ دعا فرماتے: پاک ہے وہ ذات جس نے کسی میں اپنی نعمتوں کی معرفت قرار نہیں دی مگر ان کی معرفت سے کوتاہی اور عاجزی کی معرفت کے ساتھ، جیسا کہ اس نے کسی میں اس کے ادراک کی معرفت اس کے اس علم سے زیادہ قرار نہیں دی کہ اس ذات کو پہچانا نہیں جاسکتا پس خدا نے اس کے شکر کی معرفت سے عاجزی کو جاننے والوں کی معرفت کی تعریف کی اور ان کی عاجزی کی معرفت کو شکر قرار دیا جیسا کہ وہ اس بات کو جاننے والوں کے علم کو جانتا ہے کہ وہ اس ذات کو درک نہیں کرسکتا کیونکہ وہ

جانتا ہے کہ بندوں کی طاقت میں اتنا ہی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا اس کی مخلوق میں سے کوئی چیز اس کی عبادت و بندگی کی آخرت حد کو نہیں پہنچ سکتی کیسے اس کی بندگی کی آخری حد کو پہنچے گی جس کی کوئی حد نہیں اور نہ اس کی کوئی کیفیت ہے خدا کی ذات اس سے بہت بلند و برتر ہے۔

[زید شہید کے انجام پر امامؑ کا تبصرہ]

جابر جعفی نے امام باقرؑ سے روایت کی، راوی کا بیان ہے کہ ہم آپ کے ساتھ تھے اور لوگوں نے بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا، امامؑ نے فرمایا: ہشام کے خلاف کوئی خروج نہیں کرے گا مگر وہ ہشام اس کو قتل کر دے گا، راوی کا بیان ہے: امام نے اس کی حکومت بیس سال بیان کی، راوی کا بیان ہے تو ہم نے بے صبری دکھائی تو فرمایا: تمہیں کیا ہے؟ جب خدا کسی قوم کی حکومت نابود کرنا چاہتا ہے تو ایک فرشتے کو حکم دیتا ہے تو وہ چرخ فلک کو تیز کر دیتا ہے اور جیسا وہ چاہتا ہے ویسا مقدر کرتا ہے۔

راوی کا بیان ہے: ہم نے یہ بات زید کو بتائی تو انہوں نے کہا: میں نے ہشام کو دیکھا جبکہ اس کے سامنے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دی جا رہی تھیں مگر کسی نے اس کو نہیں روکا اور نہ اس کی روش کو بدلا، خدا کی قسم! اگر اس کام کیلئے فقط میں اور میری اولاد ہوتے تو بھی میں اس کے خلاف قیام کرتا۔

[محمد بن عبداللہ حسنی کے انجام پر امام صادقؑ کا گریہ]

۵۹۵۔ معلیٰ بن خنیس کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس تھا جب محمد بن عبداللہ حسنی آیا اور اس نے سلام کیا پھر چلا گیا تو امام صادقؑ اس کیلئے روئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے میں نے عرض کی: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسا کیا جو آپ پہلے نہیں کرتے امام نے فرمایا: میں اس کیلئے رویا کیونکہ وہ اس کام کی طرف منسوب ہے جس کا وہ اہل نہیں ہے میں نے اسکو امام علی کی کتاب میں اس امت کے خلفاء اور اس کے بادشاہوں میں نہیں پایا[۱۵۳]۔

[ائمہؑ کی نظر میں جوان کی تعریف]

علی بن ابراہیم نے حدیث کی نسبت دی کہ امام صادقؑ نے ایک شخص سے فرمایا: تمہارے نزدیک جوان کون ہے؟

اس نے عرض کی: جو عمر میں جوان ہو۔

امام نے فرمایا: نہیں، جوان وہ ہوتا ہے جو مومن ہو کہ اصحاب کہف اگرچہ عمر میں بوڑھے تھے مگر خدا نے ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے جوان قرار دیا ہے[۱۵۴]۔

---

[۱۵۳] ۔ بصائر الدرجات، ص ۱۶۸، ح ۱، از محمّد بن الحسین، عن عبدالرحمٰن بن إبی ہاشم و جعفر بن بشیر، عن عنبسۃ۔ الوافی، ج ۲، ص ۲۳۷، ح ۷۰۶.

[۱۵۴] ۔ تفسیر العیّاشی، ج ۲، ص ۳۲۳، ح ۱۱، از سلیمان بن جعفر النہدی، از جعفر بن محمّد علیہ السلام، کچھ اختلاف اور آخر میں اضافہ کے ساتھ نقل کیا۔ الوافی، ج ۴، ص ۱۷۹، ح ۱۷۹۰.

[سبا قوم کی ناشکری کا انجام]

سدیر صیرفی (سونار) کا بیان ہے ایک شخص نے امام باقرؑ سے خدا کے اس فرمان " وہ کہنے لگے: خدایا! ہمارے سفروں کو طولانی کردے اور انہوں نے ظلوم کیا " کے بارے میں پوچھا۔

امام نے فرمایا: وہ ایسے لوگ تھے جن کی آبادیاں ملی ہوئی تھیں وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور ان کی نہریں جاری تھیں بہت زیادہ مال و دولت تھی انہوں نے خدا کی نعمتوں کا انکار کیا اور اپنے احوال کو بدل دیا تو خدا نے ان پر شدید ویرانگر طوفان اور سیلاب بھیجا ان کی بستیاں ڈوب گئیں اور ان کے گھر خراب ہوگئے ان کے مال و دولت ضائع ہوگئے ان کے باغوں کی جگہ خدا نے کڑوے پھلوں اور بے ثمر درختوں اور کچھ بیری کے درخت بنادیئے پھر فرمایا: ہم نے ان کے کفر کو بدل دیا اور کیا ہم سوائے ناشکرے لوگوں کے ایسا بدلا کسی کو دیتے ہیں؟![۱۵۵]

[اہل بیتؑ کے رحمت کا گھرانہ ہونے کی وضاحت]

احمد بن عمر (حلّال سرکہ فروش) کا بیان ہے امام باقرؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: آپ رحمت کا گھرانہ ہیں خدا نے تمہیں رحمت سے خاص کیا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہم اس طرح ہیں اور اس پر خدا کی حمد ہے ہم کسی کو گمراہی و ضلالت میں نہیں ڈالتے اور نہ کسی کو ہدایت اور راہ راست سے بھٹکاتے ہیں بے شک دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ خدا ہم اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو خدا کی کتاب پر عمل کرتا ہوگا اور تم میں کسی برائی کو نہیں دیکھے گا مگر اس کا انکار کرے گا[۱۵٦]۔

---

[۱۵۵]۔ الکافی، کتاب الایمان والکفر، باب الذنوب، ح ۲۴۳۳، بسند خود از ابن محبوب، عن جمیل بن صالح، عن سدیر، عن ابی عبد اللّٰہ علیہ السلام الوافی، ج ۲٦، ص ۴۴۵، ح ۲۵۵۳۷؛ البحار، ج ۱۴، ص ۱۴۴، ح ۳.

[۱۵٦]۔ قرب الاسناد، ص ۳۴۸، ضمن حدیث طویل ۱۲٦۰، بسند دیگر از امام رضا، عن ابی جعفر علیہما السلام۔ الوافی، ج ۲، ص ۴۵۹، ح ۹۷۷؛ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۷۸، ح ۱۸۲. کتاب کا آغاز اور اختتام بہت اہم ہوتے ہیں شارحین اور حاشیہ نگاروں نے قرآن و حدیث کی کتب کی شرحوں اور حاشیوں میں ان اسرار و رموز کی طرف اشارہ کیا ہے جن کے مد نظر ان کتابوں کے آغاز و اختتام میں وہ نکات مولفین نے بیان کئے (جیسا ہندی شارح بخاری نے اپنی اردو کتاب کی ابتداء میں انما الاعمال بالنیات، عمر کی روایت سے شروع کرنے کی وضاحت میں کافی بحث کی ہے)، اسی طرح ثقۃ الاسلام کلینی نے اپنی کتاب کافی جس کا آغاز امام باقرؑ کی حدیث عقل کی خلقت سے کیا تھا اس کتاب کو امام باقرؑ کی حدیث اہل بیت کے صحیح تعارف اور دنیا کے اختتام پر امام زمانہؑ کے قیام کے مقاصد کے ساتھ ختم کردیا ہے۔

اور یہ نہایت اہم ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جس خدا نے انبیاء اور رسولوںؑ کو مختلف امتوں اور قوموں کی ہدایت کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اس نے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رحمت للعالمین پورے جہانوں کیلئے رحمت بنایا اور آپ کے اہل بیتؑ کو نبی پاک ﷺ کے کمالات علوم و صفات والا کا وارث بنایا اس حدیث میں نہایت اہم نکتہ یہ ہے کہ امامؑ نے اس رحمت واسعہ کی وضاحت فرمائی ہے یعنی ائمہ معصومینؑ کا کمال رحمت یہ ہے کہ وہ کسی کو گمراہ نہیں کرتے اور کسی کو راہ راست سے بھٹکاتے نہیں، کاش اس جملہ کی وسعت اور دقت کو سمجھا جاتا، اہل بیت کو خدا نے ہادی اور امام و حجت بنایا مگر ان کے نام پر پہنچنے والے مواد کی تحقیق کی بدستود ضرورت ہے کیونکہ محدثین نے صحیح و ضعیف سب روایات کو جامع کتابوں میں جمع کردیا جس کا تفصیلی قصہ اس ترجمہ و تحقیق میں کئی بار دھرایا گیا، پس ائمہ معصومینؑ کی حقیقی فرامین اور صحیح منسوب اقوال پر بحث ہونی چاہیے اگر ان میں ضعیف کو جمع کردیا جائے تو ان کی تاویل قرآن کی متشابہات کی طرح کی جائے کہ ان کو صحیح و محکم احادیث کی طرف پلٹایا جائے۔

جہاں تک امام زمانہ حضرت مہدی منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کے قیام اور ظہور کا عقیدہ ہے تو یہ دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جس پر علماء اسلام اور محدثین کرام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جو لوگ مناظرہ اور مقابلہ بازی کی سیاسی فضاء میں جذباتی بیانات دیتے ہیں دراصل اسلام کے بنیادی عقائد سے غفلت برتتے ہیں ورنہ سنی شیعہ

میں اختلاف بعض فرعی اور ضمنی امور میں ہے اصل عقیدہ مہدویت پر سب کا اتفاق اور فریقین کی متواتر روایات ہیں، ہاں یہ بات حق ہے کہ امام مہدی منتظرؑ قرآن کے احکام کو زندہ کریں گے معاشرہ سے برائیوں کا انکار کریں گے اس طرح اس عقیدہ کی بہت سی جزئیات تشابہہ ہیں جن پر کلی ایمان رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے مگر تفصیلی عقیدے کیلئے معتبر دلیل و برہان کی ضرورت ہے جن میں سے بہت سی چیزوں کی سندیں قابل غور ہیں، پس درمیان راہ یہ ہے کہ ہم سب مسلمان اور مومن اسلام کے بنیادی اور اہم عقیدہ اتحاد امت اسلامی پر گامزن ہوں اور آپس میں اخوت و بھائی چارہ قائم رکھیں اپنے اچھے کردار اور نیک سیرت و رفتار سے معاشرہ کو جنت نظیر بنائیں اور امام مہدی منتظرؑ کا انتظار کریں اچھے مسلمان بن کر خدا اور رسول کے حضور سرخرو ہوں۔

خدایا! ہماری اس ادنی سی کاوش کو قبول فرما، اور اسے میرے لیے ذریعہ نجات قرار دے اور انبیاء، رسلؑ و چہاردہ معصومینؑ اور شہداء و صالحین کے صدقے میں توفیق و خاتمہ بالخیر سے نواز اور گناہوں کو بخش دے، والحمد للہ رب العالمین۔

فہرست مصادر و مآخذ

[روضہ کافی سے متعلقہ مصادر]

۱) قرآن کریم

۲) نہج البلاغہ ، امام علی بن ابی طالبؑ کا کلام ، جمع و ترتیب: سید شریف رضی محمد بن حسین ، ترجمہ : مفتی جعفر حسین، طبع امامیہ پبلیکیشنز، لاہور۔

۳) الکافی، کلینی، ابی جعفر محمّد بن یعقوب بن إسحاق (م ۳۲۸او ۳۲۹) :
کافی پہلے ایک جلد میں (کامل) حجری طبع ہوئی شہید عبداللہ بن حسن کے خط سے مشہد رضوی: ۱۰۵۶ھ، اسی طرح ۱۰۶۲ھ میں ایران سے طبع ہوئی۔
اور ۱۳۰۲ھ میں لکھنو ہند میں شائع ہوئی پھر اس کے ساتھ اصول وفروع وروضہ جداجداد بھی شیراز و تبریز طہران نجف بیروت وغیرہ سے کئی بار حواشی شروح اور ترجموں کے ساتھ شائع ہوچکی ہے ،زمان حال میں مشہور اشاعتیں یہ ہیں:
الف۔ تحقیق علیّ اِکبر غفّاری، طہران، دار الکتب الِاسلامیتہ، ۱۳۶۳ش.
ب۔ تحقیق مرکز البحوث الاسلامیتہ، دار الحدیث قم، ۱۴۲۹ھ۔

۴) مرآۃالعقول، شرح کافی علامہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی۔

۵) شرح اصول کافی وروضۃ، ملا صالح مازندرانی داماد علامہ محمد تقی مجلسی۔

۶) گلستان کافی، محمد کوہ کمرہ اری، ترجمہ فارسی روضہ کافی۔

۷) درایۃالنور، مرکز تحقیقات اسلامی نور، قم۔

۸) جامع احادیث الشیعۃ ۲/۳، مرکز تحقیقات اسلامی نور قم۔

۹) موسوعۃ کلینی، مرکز تحقیقات اسلامی نور قم۔

۱۰) البضاعۃالمزجاۃ، محمد حسین بن قاریاغدی، ط دار الحدیث قم، ۱۳۸۹ش۔

۱۱) بہشت کافی، ترجمہ حمید رضا آژیر، انتشارات سرور، قم ۱۳۸۱ش۔

[عمومی مصادر]

۱. الأخبار الدخیلة، شیخ محمّد تقی تستری (۱۳۲۰-۱۴۱۴)، تحقیق علیّ اکبر غفّاری، طهران، مکتبة الصدوق، ۱۴۰۱.

۲. الاختصاص، المنسوب إلی الشیخ المفید، تحقیق علی اکبر غفّاری، قم، مؤسّسة النشر الاسلامی، ۱۴۱۳ (الأوفست عن طبعة طهران، مکتبة الصدوق، ۱۳۷۹).

تنبیہ: اس کتاب کی شیخ مفید کی طرف نسبت میں اشکال ہے بعض محقق علماء اس کی نسبت کی نفی کرتے ہیں جس کی تفصیل تائید المعیار میں ذکر کی ہے

۳. الإرشاد فی معرفة حجج اللّٰہ علی العباد، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان (۳۳۶- ۴۱۳)، تحقیق و نشر مؤسسة آل البیت علیهم السلام لإحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳.

۴. الاستبصار فیما اختلف من الأخبار، شیخ الطوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰)، تحقیق السیّد حسن موسوی خرسان، طهران، دار الکتب الإسلامیّة، ۱۳۹۰.

۵. اصل الحسین بن عثمان، حسین بن عثمان بن شریک (اواخر قرن ثانی) (مطبوعه ضمن الأصول الستّة عشر، ص ۱۰۸- ۱۱۳)، قم، دار الشبستری للمطبوعات، ۱۴۰۵.

۶. الاصول الستّة عشر، نخبة من الرواة، قم، دار الشبستری للمطبوعات، ۱۴۰۵ (الاوفست عن طبعة السابقة، طهران، ۱۳۷۱).

۷. إعلام الوری بأعلام الهدی، فضل بن حسن طبرسی، (۴۶۸- ۵۴۸)، تحقیق و نشر مؤسسة آل البیت علیهم السلام لإحیاء التراث، قم، ۱۴۱۷.

۸. الأغانی، إبی الفرج اصفهانی علیّ بن حسین (۲۸۴-۳۵۶)، تحقیق علیّ سباعی، بیروت، مؤسّسة جمال للطباعة والنشر.

۹. الإقبال بالأعمال الحسنة فیما یعمل مرّةً فی السنة، سیّد بن طاوس، علیّ بن موسی بن جعفر (۵۵۹- ۶۶۴)، طهران، دار الکتب الإسلامیّة، ۱۳۹۰.

۱۰. الأمالی، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویه قمّی، (۳۰۶-۳۸۱)، بیروت، مؤسّسة الأعلمی للمطبوعات، ۱۴۰۰.

۱۱. الأمالی، شیخ الطوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵- ۴۶۰)، تحقیق قسم الدراسات الإسلامیّة من مؤسّسة البعثة، قم، دار الثقافة، ۱۴۱۴.

۱۲. الأمالی، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان (۳۳۶- ۴۱۳)، تحقیق حسین إستاد ولی و علیّ إکبر غفّاری، قم، مؤسّسة النشر الإسلامی، ۱۴۰۳.

۱۳. إیضاح الاشتباه فی إسماء الرواة، علامه حلّی، حسن بن یوسف بن مطهّر (۶۴۸-۷۲۶)، تحقیق محمّد حسّون، قم، مؤسّسة النشر الإسلامی، ۱۴۱۱.

۱۴. إیمان إبي طالب، فخّار بن معدّ موسوی (م ۶۳۰)، تحقیق سیّد محمّد بحر العلوم، قم، انتشارات سیّد الشہداء، ۱۴۱۰.

۱۵. **بحار الأنوار الجامعة لدرر إخبار الأئمّة الأطہار**، علامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی (۱۰۳۷-۱۱۱۰)، دار الکتب الإسلامیّة، طہران.

- سب سے پہلے اس کتاب کی چند جلدیں بر صغیر ہندو پاک میں شائع ہوئیں۔
- اس کے بعد یہ کتاب ۲۵ جلدوں میں تہران سے طبع کمپانی کے عنوان سے چھپی۔
- بعض اشاعتوں میں طبعة بیروت (مؤسّسة الوفاء، ۱۴۰۴) سے جلد ۵۷ تا آخر کتاب تین جلدوں کا فرق ہے، تو مراجعہ کرتے وقت اس فرق کا لحاظ کرنا مناسب ہے۔
- بعض نے ۴۳ ضخیم جلدوں میں اسے بیروت سے شائع کیا۔
- ہم نے اس کی تحقیق اور تنقیح کر کے اس کی پہلی طبع کے مطابق ترتیب دی ہے۔

۱۶. بشارة المصطفیٰ ﷺ لشیعة المرتضیٰ، محمّد بن إبي القاسم محمّد بن علیّ طبری (زندہ ۵۵۳ھ)، النجف الأشرف، المکتبة الحیدریة، ۱۳۸۳.

۱۷. بصائر الدرجات، صفّار، محمّد بن حسن بن فرّوخ (م ۲۹۰)، تحقیق محسن کوچہ باغی، قم، مکتبة آیة اللّٰہ المرعشی، ۱۴۰۴.

۱۸. تأویل الآیات الظاہرة فی فضائل العترة الطاہرة، سیّد شرف الدین علیّ حسینی استرآبادی نجفی (قرن عاشر)، تحقیق حسین إستادولی، قم، مؤسّسة النشر الإسلامی، ۱۴۰۹.

۱۹. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، إحمد بن علیّ بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳)، بیروت، دار الکتب العلمیة (اوفست عن طبعة حیدرآباد، دائرة المعارف العثمانیة).

۲۰. تاریخ حدیث شیعہ ماوراء النہر و بلخ، مہدی غلامعلی، ط موسسہ علمی و فرہنگی دار الحدیث، ۱۳۹۲ش۔

۲۱. تجرید إسانید الکافی، سیّد حسین طباطبائی بروجردی (۱۲۹۲-۱۳۸۰)، تحقیق مہدی صادقی، مشہد، مجمع البحوث الإسلامیّة، ۱۴۰۹.

۲۲. تحف العقول، ابن شعبة حرّانی، حسن بن علیّ بن حسین بن شعبة (قرن ۴)، تحقیق علی إکبر غفّاری، مؤسّسة النشر الإسلامی، قم، ۱۴۰۴.

۲۳. ترتیب إسانید الکافی، سیّد حسین طباطبائی بروجردی (۱۲۹۲-۱۳۸۰)، اہتمام: حسین نوری ہمدانی، مشہد، مجمع البحوث الإسلامیّة، ۱۴۱۴.

- یہ کتاب تجرید إسانید الکافی کے بعد کی تحریر ہے لیکن چونکہ اس میں صفحات ذکر نہیں اس لیے صفحات میں تجرید إسانید الکافی کے صفحات ذکر ہوتے ہیں۔

• اس کتاب کی منقح شدہ تحقیق گیارہ جلدوں میں بھی شائع ہو چکی ہے جس میں محقق بروجردی کی روش کو جامع طور پر کافی کی سندوں میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲۴. ترتیب اِسانید کتاب التہذیب، سیّد حسین طباطبائی بروجردی (۱۲۹۲-۱۳۸۰)، اہتمام حسین نوری ہمدانی، مشہد، مجمع البحوث الِاسلامیّۃ، ۱۴۱۴.

۲۵. ترتیب التہذیب، سیّد ہاشم بحرانی (زندہ ۱۱۲۸)، مطبعۃ فراہانی، ۱۳۹۲ (اِوفست عن نسخۃ مخطوطۃ).

۲۶. تفسیر العیّاشی، عیّاشی، محمّد بن مسعود بن عیّاشی سلمی سمرقندی (اوائل قرن رابع)، تحقیق سیّد ہاشم رسولی محلّاتی، طہران، المکتبۃ العلمیّۃ الِاسلامیّۃ، ۱۳۸۱.

۲۷. تفسیر القمّی، تحقیق سیّد طیّب جزائری، قم، مؤسّسۃ دار الکتاب للطباعۃ و النشر، ۱۴۰۴ (اوفست عن طبعۃ النجف، مکتبۃ الہدی، ۱۳۸۷).

تنبیہ: اس کتاب کی علیّ بن اِبراہیم القمّی - زندہ ۳۰۷ھ - کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کسی دوسرے مولف کی کتاب ہے جیسا کہ اس میں موجود قرائن سے ظاہر ہے بعض محققین نے اسے علیّ بن حاتم قزوینی کی طرف منسوب سمجھا لیکن اکثر اس سے تفسیر علیّ بن اِبراہیم القمّی کے عنوان سے روایات لی جاتی ہیں۔

۲۸. تقریب المعارف، ابی صلاح حلبی، تقی الدین بن نجم (۳۷۴-۴۴۷)، تحقیق رضا استادی، مؤسّسۃ النشر الِاسلامی، قم، ۱۴۰۴.

۲۹. التمحیص، محمّد بن ہمام اسکافی (م ۳۳۶)، تحقیق و نشر مدرسۃ الِامام المہدی (عج)، قم، ۱۴۰۴، طبع با کتاب المؤمن.

۳۰. التوحید، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق علی اِکبر غفاری وسیّد ہاشم حسینی طہرانی، مؤسّسۃ النشر الِاسلامی، قم.

۳۱. تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰):

الف. تحقیق سیّد حسن موسوی خرسان، نجف اشرف، دار الکتب الِاسلامیّۃ، ۱۳۷۹.

ب. طبعہ حجری، طہران، مطبعۃ فراہانی، سوق الحرمین، ۱۳۶۳.

ج. طبعہ غفاری، تحقیق علیّ اِکبر غفّاری، طہران، مکتبۃ الصدوق، ۱۴۱۷.

۳۲. تہذیب الأنساب و نہایۃ الأعقاب، اِصل کتاب عبیدلی شیخ شرف اِبو الحسن محمّد بن اِبی جعفر (م ۴۳۵) کی ہے اور اس پر استدراک و حاشیہ ابن طباطبا شریف حسین بن محمّد (م ۴۴۹) نے ذکر کیا، تحقیق: محمّد کاظم محمودی، قم، مکتبۃ آیۃ اللّٰہ العظمی المرعشی النجفی العامّۃ، ۱۴۱۳.

۳۳. تہذیب الکمال فی اِسماء الرجال، مزی اِبی الحجّاج یوسف بن عبد الرحمٰن (۶۵۴- ۷۴۲)، تحقیق بشار عوّاد معروف، بیروت، مؤسّسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۰-۱۴۱۳.
۳۴. الثاقب فی المناقب، ابن حمزہ طوسی، عماد الدین محمّد بن علیّ (زندہ ۵۶۰)، تحقیق نبیل رضا علوان، قم، مؤسّسۃ اِنصاریان، ۱۴۱۲.
۳۵. ثواب الاٴعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق علیّ اِکبر غفّاری، طہران، مکتبۃ الصدوق، ۱۳۹۱. مطبوعہ با کتاب عقاب الاٴعمال.
۳۶. جامع الاٴخبار، محمّد بن محمّد سبزواری (قرن ۷)، تحقیق علاء آل جعفر، بیروت، مؤسّسۃ آل البیت علیہم السلام بِاحیاء التراث، ۱۴۱۳.
۳۷. جامع الرواۃ و إزاحۃ الاشتباہات عن الطرق و الأسناد، اِردبیلی، محمّد بن علیّ (م ۱۱۰۱)، قم، مکتبۃ آیۃ اللّٰہ العظمی المرعشی النجفی، ۱۴۰۳ (اِوفست عن طبعۃ کوشانبور، ۱۳۳۱ش).
۳۸. جامع المقال فیما یتعلّق بأحوال الحدیث و الرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵)، تحقیق: محمّد کاظم طریحی، طہران، مکتبۃ الجعفری التبریزی (تاریخ مقدّمہ: ۱۳۷۴).
۳۹. جمال الاٴسبوع بکمال العمل المشروع، سیّد بن طاوس، علیّ بن موسی بن جعفر (۵۵۹- ۶۶۴)، قم، منشورات دار الذخائر، ۱۴۱۱. (اِوفست عن الطبعۃ الحجریۃ، ۱۳۳۰).
۴۰. الخرائج و الجرائح، قطب الدین راوندی، سعید بن ہبۃ اللّٰہ (م ۵۷۳)، تحقیق و نشر مؤسّسۃ الاِمام المہدی علیہ السلام، قم، ۱۴۰۹.
۴۱. الخصال، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق علیّ اِکبر غفّاری، قم، مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، ۱۴۰۳.
۴۲. خلاصۃ الاٴقوال فی معرفۃ الرجال، علّامہ حلّی، حسن بن یوسف بن مطہّر (۶۴۸-۷۲۶)، سیّد محمّد صادق آل بحر العلوم کے نسخہ سے مطابقت شدہ، قم، دار الذخائر للمطبوعات، ۱۴۱۱ (اِوفست عن طبعۃ النجف، المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۸۱).
۴۳. الدروع الواقیۃ، سیّد بن طاوس، علیّ بن موسی بن جعفر (۵۵۹- ۶۶۴)، مؤسّسۃ آل البیت علیہم السلام بِاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۴.
۴۴. دلائل الاِمامۃ، المنسوب إلی الطبری، محمّد بن جریر (قرن خامس)، تحقیق قسم الدراسات الاِسلامیّۃ من مؤسّسۃ البعثۃ، قم، مؤسّسۃ البعثۃ، ۱۴۱۳.
۴۵. الذریعۃ، آقا بزرگ الطہرانی، محمّد محسن (۱۲۹۳-۱۳۸۶)، قم، مؤسّسۃ اِسماعیلیان، ۱۴۰۸.

۴۶.　رجال البرقی،- المطبوع مع کتاب الرجال لابن داود-، المنسوب إلی إحمد بن محمّد بن خالد البرقی (م ۲۷۴ إو ۲۸۰)، تحقیق سیّد کاظم موسوی میاموی، إشراف: سیّد جلال الدین محدّث ارموی، طهران، جامعة طهران، ۱۳۴۲ ش.
تنبیہ: اس کتاب کی نسبت إحمد بن إبي عبد اللہ البرقی کی طرف معروف ہے اور بعض نے اس کو ان کے حفید یعنی إحمد بن عبد اللہ بن إحمد بن إبي عبد اللہ البرقی کی طرف نسبت دی۔

۴۷.　رجال الطوسی، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰)، تحقیق جواد قیّومی اصفہانی، قم، مؤسّسة النشر الإسلامی، ۱۴۱۵.

۴۸.　رجال الکشّی، إصل کتاب إبي عمرو کشّی محمّد بن عمر بن عبد العزیز (قرن رابع) کی ہے اور موجودہ نسخہ شیخ طوسی محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰) کا خلاصہ ہے، تحقیق: حسن مصطفوی، مشہد، جامعة مشہد، ۱۳۴۸ ش.
اس کے علاوہ یہ اس کی معروف پہلی طبع بر صغیر سے ہے اور طہران سے بھی شائع ہوئی۔
اور ہم نے اس کی تحقیق و شرح بعنوان معیار علم الرجال کئی مجلدات میں لکھی ہے جو اردو زبان میں قوم شیعہ کی قدیم ترین رجال کا علمی سرمایہ ہے۔

۴۹. الرجال ابن داود حلّی، حسن بن علیّ بن داود، (متولد ۶۴۷ اور سنہ ۷۰۷ھ تک زندہ تھے)، تحقیق: سید کاظم موسوی میاموی، إشراف: سیّد جلال الدین حسینی محدّث ارموی، طہران، جامعة طہران، ۱۳۴۲ ش.

۵۰. الرجال ابن غضائری (/ کتاب الضعفاء)، احمد بن حسین بن عبید اللہ غضائری (متوفّی إوائل قرن ۵)، تحقیق: سیّد محمّد رضا حسینی جلالی، قم، دار الحدیث، ۱۴۲۲.

۵۱. رجال النجاشی، " فہرست إسماء مصنّفی الشیعة"، إبي العبّاس نجاشی، إحمد بن علیّ بن إحمد بن عبّاس (۳۷۲- ۴۵۰)، تحقیق: سیّد موسی شبیری زنجانی، قم، مؤسّسة النشر الإسلامی، (تاریخ مقدمہ ۱۴۰۷ھ).
سب سے پہلے یہ کتاب بر صغیر ہند سے شائع ہوئی اور اس کے بعد چند بار (بیروت اور نجف و قم سے) چھپ چکی.

۵۲. الرسائل الرجالیة، إبي المعالی کلباسی محمّد بن محمّد إبراہیم (۱۲۴۷- ۱۳۱۵)، تحقیق محمّد حسین درایتی، قم، دار الحدیث، ۱۴۲۲.

۵۳.　رسالة إبي غالب الزراری إلی ابن ابنہ فی ذکر آل إعین، إبي غالب زراری، إحمد بن محمّد (۲۸۵-۳۶۸)، تحقیق: سیّد محمّد رضا حسینی جلالی، قم، مرکز البحوث و التحقیقات الإسلامیة، ۱۴۱۱.

۵۴.　الزہد، حسین بن سعید (قرن ۳)، تحقیق غلامرضا عرفانیان، قم، المطبعة العلمیة، ۱۳۹۹.

۵۵.　شرح إصول کافی، مازندرانی، ملّا صالح بن إحمد (م ۱۰۸۶)، تحقیق: سیّد علیّ عاشور، بیروت، دار إحیاء التراث العربی، ۱۴۲۱.

۵۶. شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، حاکم حسکانی، عبید اللہ بن عبد اللہ بن اِحمد (قرن ۵)، تحقیق: محمّد باقر محمودی، طہران، مؤسسۃ الطبع والنشر التابعۃ لوزارۃ الثقافۃ والإرشاد الإسلامی، ۱۴۱۱.

۵۷. طبّ الأئمّۃ علیہم السلام، إبی عتاب عبد اللہ و حسین ابنی بسطام بن سابور (اس میں إحمد بن محمّد برقی - متوفّی ۲۸۰- سے روایت کی گئی، النجف، المکتبۃ الحیدریۃ، ۱۳۸۵.

۵۸. عدّۃ الداعی، ابن فہد حلّی، إبی العبّاس إحمد بن محمّد (۷۵۷-۸۴۱)، تحقیق إحمد موحّدی قمّی، دار الکتب الإسلامی، ۱۴۰۷.

۵۹. عقاب الأعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق علیّ إکبر غفّاری، قم، مکتبۃ الصدوق، ۱۳۹۱. طبع با کتاب ثواب الأعمال.

۶۰. علل الشرائع، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، دار البلاغۃ.

۶۱. عمدۃ الطالب فی إنساب آل إبی طالب، ابن عنبہ، جمال الدین إحمد بن علیّ حسینی (م ۸۲۸)، نجف، المکتبۃ المرتضویۃ و المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۵۸.

۶۲. عمدۃ عیون صحاح الأخبار، ابن بطریق، یحییٰ بن حسن إسدی حلّی (۵۳۳-۶۰۰)، قم، مؤسسۃ النشر الإسلامی، ۱۴۰۷.

۶۳. عوالی اللآلی العزیزیۃ فی الأحادیث الدینیۃ، ابن إبی جمہور إحسائی، محمّد بن علیّ بن إبراہیم (زندہ ۹۰۱)، تحقیق مجتبی عراقی، قم، مطبعۃ سیّد الشہداء علیہ السلام، ۱۴۰۳.

۶۴. عیون إخبار الرضا علیہ السلام، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق سیّد مہدی حسینی لاجوردی، قم، مطبعۃ طوس (رضا المشہدی)، ۱۳۶۳ش.

۶۵. الغارات / الاستنفار و الغارات، ابن ہلال ثقفی، إبی إسحاق إبراہیم بن محمّد بن سعید بن ہلال، تحقیق و تعلیق: سیّد عبد الزہراء حسینی خطیب، مؤسسۃ دار الکتاب الإسلامی، ۱۴۱۰.

۶۶. الغیبۃ، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰)، تحقیق: عباد اللہ طہرانی و علیّ إحمد ناصح، قم، مؤسّسۃ المعارف، ۱۴۱۱.

۶۷. الغیبۃ، نعمانی، محمّد بن إبراہیم (زندہ ۳۴۲)، تحقیق علیّ إکبر غفّاری، طہران، مکتبۃ الصدوق، ۱۳۹۷.

۶۸. فرق الشیعۃ، نوبختی، إبی محمّد حسن بن موسی (إوائل قرن ۴)، تحقیق و تعلیق سیّد محمّد صادق آل بحر العلوم، نجف، المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۵۵.

۶۹. فضائل الأشہر الثلاثۃ، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق غلامرضا عرفانیان، قم، مکتبۃ الداوری، ۱۳۹۷ (إفست عن الطبعۃ الأولی مع تصحیحات، النجف الأشرف، مطبعۃ الآداب، ۱۳۹۶).

۷۰. فضائل الشیعۃ، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، طہران، دار الأعلمی للنشر.

۷۱. فلاح السائل و نجاح المسائل فی عمل یوم ولیلۃ، سیّد بن طاوس، علیّ بن موسی بن جعفر (۵۵۹-۶۶۴)، قم، مکتبۃ الإعلام الإسلامی فی حوزۃ العلمیۃ بقم.

۷۲. الفہرست، ابن ندیم، محمّد بن إسحاق (م ۳۸۰)، تحقیق رضا تجدّد، طہران، مطبعۃ مروی، ۷۴ء ۱۳۹۳.

۷۳. **الفہرست**، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰):

الف- اس کتاب کی سب سے پہلی طبع برصغیر ہند سے ہوئی اور اس کے نفیس نسخے دنیا میں موجود اور قابل استفادہ ہیں۔

ب- تحقیق سیّد عبد العزیز طباطبائی، قم، مکتبۃ المحقّق الطباطبائی، ۱۴۲۰.

ج- طبعۃ نجف، تحقیق سیّد محمّد صادق آل بحر العلوم۔

د- قم، منشورات الشریف الرضی (إفست عن طبعۃ النجف، المکتبۃ المرتضویۃ).

۷۴. قاموس الرجال، شیخ محمّد تقی تستری (۱۳۲۰-۱۴۱۳)، تحقیق و نشر مؤسّسۃ النشر الإسلامی، قم، ۱۴۱۰-۱۴۲۴.

۷۵. قرب الاسناد، حمیری، عبد اللہ بن جعفر (زندہ ۲۹۸ھ اور بظاہر وہ ۳۰۷ھ میں فوت ہو چکے تھے)، تحقیق و نشر مؤسّسۃ آل البیت علیہم السلام، ۱۴۱۳.

۷۶. قصص الأنبیاء، قطب الدین راوندی، سعید بن ہبۃ اللّٰہ (م ۵۷۳)، تحقیق غلامرضا عرفانیان یزدی، مشہد، مؤسّسۃ البحوث الإسلامیۃ، ۱۴۰۹.

۷۷. کامل الزیارات، ابن قولویہ، إبو القاسم جعفر بن محمّد بن جعفر بن موسی بن قولویہ (م ۳۶۹)، تحقیق عبد الحسین إمینی تبریزی، نجف، المطبعۃ المرتضویۃ، ۱۳۵۶.

۷۸. کتاب الحسین بن سعید، حسین بن سعید (قرن ثالث)، تحقیق و نشر مدرسۃ الإمام المہدی علیہ السلام، قم، ۱۴۰۸.

- یہ کتاب النوادر منسوب إحمد بن محمّد بن عیسی قمّی کے عنوان سے طبع ہوئی ہے جبکہ بعض محققین نے اس نسبت پر اعتراض کیا اور اس کو حسین بن سعید کی طرف منسوب سمجھا ہے۔

۷۹. کتاب محمّد بن المثنّی، (المطبوع فی ضمن الأصول الستۃ عشر)، محمّد بن مثنّی بن قاسم حضرمی کوفی، قم، دار الشبستری للمطبوعات، ۱۴۰۵.

۸۰. کتاب من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق: علیّ اِکبر غفّاری، طہران، مکتبۃ الصدوق، ۱۳۹۲. اس کتاب کے نام میں لفظ «کتاب» نام کا جزء ہے اس لیے اس کو اس عنوان سے ذکر کیا۔

۸۱. کشف الغمّۃ فی معرفۃ الائمّۃ، اِربلی، اِبو الحسن علیّ بن عیسی بن اِبو الفتح (م ۶۹۳)، تحقیق سیّد ہاشم رسولی، تبریز، مکتبۃ بنی ہاشمی، ۱۳۸۱.

۸۲. کمال الدین و تمام النعمۃ، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۷-۳۸۱)، تحقیق علیّ اِکبر غفّاری، قم، مؤسسۃ النشر الاِسلامی، ۱۴۰۵ (اِفست عن طبعۃ مکتبۃ الصدوق، طہران، ۱۳۹۰).

*اس کتاب کا نام کمال الدین، نہ اِکمال الدین، حالانکہ بحار و وسائل میں دوسرا نام ذکر ہے اس اس کا نام کمال ہونے کی تائید یہ ہے کہ خود شیخ صدوق کی کتابوں میں اس کا نام کمال ذکر ہے اور آیت اکمال سے اقتباس ہونے سے اس کا نام اکمال ہونا لازم نہیں آتا۔

۸۳. کنز الفوائد، کراجکی، اِبی الفتح محمّد بن علیّ بن عثمان (م ۴۴۹)، تحقیق عبد اللّٰہ نعمۃ، قم، دار الذخائر، ۱۴۱۰.

۸۴. مائۃ منقبۃ، ابن شاذان، اِبو الحسن محمّد بن اِحمد قمّی (زندہ ۴۱۲)، تحقیق نبیل رضا علوان، قم، انتشارات اِنصاریان، ۱۴۱۳.

۸۵. المؤمن، حسین بن سعید کوفی اہوازی (قرن ۳)، تحقیق و نشر مدرسۃ الاِمام المہدی (عج)، قم، ۱۴۰۴، طبع با کتاب التمحیص.

۸۶. متشابہ القرآن، ابن شہرآشوب، محمّد بن علیّ سروی مازندرانی (۴۸۹-۵۸۸)، دار بیدار للنشر، ۱۳۱۹.

۸۷. المجدی فی اِنساب الطالبیین، اِبی الحسن عمری، علیّ بن محمّد نسّابہ (قرن ۵)، تحقیق اِحمد مہدوی دامغانی، قم، مکتبۃ آیۃ اللّٰہ العظمی المرعشی النجفی العامّۃ، ۱۴۰۹.

۸۸. مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ہیثمی، نور الدین علیّ بن اِبی بکر (۷۳۵-۸۰۷)، تحقیق محمّد عبد القادر اِحمد عطاء، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۲.

۸۹. المحاسن، برقی، اِحمد بن اِبی عبد اللّٰہ محمّد بن خالد (م ۲۷۴ اِو ۲۸۰):

الف- تحقیق سیّد جلال الدین حسینی محدّث ارموی، طہران، مکتبۃ المصطفوی، ۱۳۷۰ ش.

ب- طبعہ جدیدہ: تحقیق سیّد مہدی رجائی، قم، المعاونیۃ الثقافیۃ المجمع العالمی لاہل البیت علیہم السلام، ۱۴۱۳.

۹۰. مختصر اِثبات الرجعۃ، فضل بن شاذان (م ۲۶۰)، مجلّۃ تراثنا، السنۃ الرابعۃ، العدد ۱۵، ربیع الثانی ۱۴۰۹، قم، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام باِحیاء التراث.

۹۱. مختصر بصائر الدرجات، حسن بن سلیمان حلّی (قرن ۹)، نجف، المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۷۰.
- یہ کتاب مختصر بصائر الدرجات کے عنوان سے شائع ہوئی ہے انہوں نے اس کو بصائر الدرجات؛ سعد بن عبد اللّٰہ الاشعری کا خلاصہ سمجھا لیکن اس کتاب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کئی مصادر سے لی گئی ہے جن میں پہلا مصدر مختصر بصائر الدرجات ہے لیکن کیونکہ اس کا دوسرا کوئی عنوان نہیں ملا اس لیے اسی عنوان کو ترجیح دی جاتی ہے۔

۹۲. مرآۃ العقول، علّامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی (۱۰۳۷-۱۱۱۰)، تحقیق سیّد ہاشم رسولی، طہران، دار الکتب الاسلامیۃ، ۱۴۱۲.

۹۳. المزار، (/ مناسک المزار)، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان (۳۳۶-۴۱۳)، تحقیق و نشر مدرسۃ الامام المہدی علیہ السلام، قم، ۱۴۰۹.

۹۴. مستدرک الوسائل، محدّث نوری، حسین بن محمّد تقی (۱۲۵۴-۱۳۲۰)، تحقیق و نشر مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام باحیاء التراث، بیروت، ۱۴۰۸.

۹۵. مستطرفات السرائر- آخر کتاب السرائر، آخر مجلّد ثالث -، ابن إدریس حلّی، محمّد بن احمد (۵۴۳-۵۹۸)، تحقیق لجنۃ التحقیق، قم، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۴۱۱.

۹۶. المسلسلات، ابن رازی، جعفر بن احمد قمّی (قرن ۴)، تحقیق سیّد محمّد حسینی نیشابوری، مشہد، مجمع البحوث الاسلامیۃ، ۱۴۱۳.

۹۷. مشرق الشمسین واکسیر السعادتین، شیخ بہائی، محمّد بن حسین بن عبد الصمد (۹۵۳-۱۰۳۰)، تحقیق سیّد مہدی رجائی، مجمع البحوث الاسلامیۃ، ۱۳۷۲ش.

۹۸. مصادقۃ الاخوان، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، قم، محسن کریم، ۱۴۰۲.

۹۹. مصباح المتہجّد وسلاح المتعبّد، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰)، بیروت، مؤسسۃ فقہ الشیعۃ، ۱۴۱۱.

۱۰۰. مصفّی المقال فی مصنّفی علم الرجال، آقا بزرگ طہرانی، محمّد محسن (۱۲۹۳-۱۳۸۶)، تحقیق و نشر احمد منزوی، ۱۳۷۸.

۱۰۱. معالم العلماء، ابن شہر آشوب، محمّد بن علیّ سروی مازندرانی (۴۸۹-۵۸۸)، النجف، المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۸۰.

۱۰۲. معانی الاخبار، شیخ صدوق، محمّد بن علیّ بن حسین بن موسی بن بابویہ قمّی (حدود ۳۰۶-۳۸۱)، تحقیق علیّ اکبر غفّاری، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۳۶۱ش.

۱۰۳. معجم رجال الحدیث، سیّد ابی القاسم موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳)، قم، مرکز نشر آثار الشیعۃ، ۱۴۱۰.

۱۰۴. مکارم الاخلاق، طبرسی، ابی نصر حسن بن فضل (قرن ۶)، تحقیق علاء آل جعفر، قم، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۴۱۶.

۱۰۵. ملاذ الأخیار فی فہم تہذیب الأخبار، علّامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی (۱۰۳۷-۱۱۱۰)، تحقیق سیّد مہدی رجائی، قم، مکتبہ آیۃ اللّٰہ المرعشی، ۱۴۰۷.

۱۰۶. المناقب، ابن شہر آشوب، محمّد بن علیّ سروی مازندرانی (۴۸۹-۵۸۸)، قم، مؤسسۃ انتشارات علّامۃ، ۱۳۷۹.

۱۰۷. منتقی الجمان فی الأحادیث الصحاح والحسان، ابن شہید ثانی، حسن بن زین الدین (۹۵۹-۱۰۱۱)، تحقیق علیّ اکبر غفّاری، قم، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۴۰۵-۱۴۰۷.

۱۰۸. نضد الایضاح (مطبوع ذیل الفہرست شیخ طوسی)، علم الہدی، محمّد بن فیض کاشانی، (زندہ ۱۱۱۲)، اہتمام محمود رامیار، جامعۃ مشہد، ۱۳۵۱ش (اوفست عن طبعۃ اسپرنگر، کلکتۃ، ۱۲۷۱).

۱۰۹. الوافی، فیض کاشانی، مولی محسن محمّد بن مرتضی (۱۰۰۷-۱۰۹۱)، تحقیق ضیاء الدین حسینی علّامہ اصفہانی، اصفہان، مکتبۃ الامام امیر المؤمنین علیّ علیہ السلام، ۱۴۱۱.

۱۱۰. وسائل الشیعۃ (/ تفصیل وسائل الشیعۃ إلی إحکام الشریعۃ)، شیخ حرّ عاملی، محمّد بن حسن (۱۰۳۳-۱۱۰۴):

الف- تحقیق و نشر مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام باحیاء التراث، قم، ۱۴۰۹-۱۴۱۲. ۳۰ جلدی۔

ب-طبعۃ الاسلامیہ: تحقیق عبد الرحیم الربّانی الشیرازی، طہران، المکتبۃ الاسلامیۃ، ۱۴۰۳. ۲۰ جلدی۔

ج- طبع حجری تین جلدی، اس طرح کتابوں کے حجم بھی نظام تکامل سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔

۱۱۱. ہدایۃ المحدّثین، کاظمی، محمّد امین بن محمّد علیّ (زندہ ۱۱۱۸)، تحقیق سیّد مہدی رجائی، قم، مکتبہ آیۃ اللّٰہ العظمی المرعشی النجفی، ۱۴۰۵.